

٧٨٦

اُذْکُرُوا اللہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللہِ تَعَالیٰ اَکْبَرُ

مسلمانوں کی جمعہ کانفرنس کو کامیاب بنانیوالی اور

ہفتہ بھر کی پروگرام بتانے والی اُردو زبان میں سب سے بہتر کتاب

مجموعہ خطبات جمعہ

اُردو

خطبات حیات

مُرتّبہ

مولوی سیّد نذیرالحق محدّث میرٹھی

باخذ حقوق اشاعت دائمی برائے ہندوستان

قیمت ۴ روپے

نور محمد تاجران کتب، لال کنواں، دہلی

طبع گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبات حیات

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ

مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

خداوندا! ہزار ہزار شکر و احسان ہے تیرا کہ تو نے ہم کو ہزاروں نعمتیں دیں اپنا سچا دین بتایا۔ سیدھی راہ چلایا۔ اصل توحید سکھائی۔ سچا خدا پرست اور مومن بنا اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور اُن کی راہ سیکھنے اور اسوۂ حسنہ پر چلنے کا شوق دیا۔

سولے پروردگار ہمارے اپنے پیارے حبیب کے نائبوں کی جو اُن کی راہ بتاتے ہیں اور تیرے دین کی خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ ان کی محبت دے اپنے حبیب پر اس کی آل پر و اصحاب پیاروں سب نائبوں پر۔ ہزار ہزار درود و سلام بھیج اُن کی پیروی کرنے والوں پر رحمت کر۔ ان کی مغفرت فرما ہم کو ان میں شریک کر انہی کی راہ پر قائم رکھ اور موت دے اور اسی کے تابعوں میں شمار کر۔ آمین اے رب العالمین۔

برادران اسلام! کچھ عرصہ سے اسلامی دنیا اور مذہبی اخبارات و رسائل میں یہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ خطبہ عربی میں ہو یا اردو میں۔ حامیان اصلاح و تجدد کہتے ہیں کہ خطبہ اردو میں ہونا چاہیے کیونکہ خطبہ سے غرض و غایت وعظ و ارشاد اور مذہبی احکام

و فرائض کی نشر و اشاعت ہے ظاہر ہے کہ یہ غرض اور مقصد اہم و مقدم ہے بہ نسبت عربی کے اردو ہی میں بطریق احسن پورا ہو سکتا ہے کیونکہ تمام کے تمام سامعین بلکہ بعض جگہ اور بعض اوقات خود مقرر تک اردو خواں ہوتے ہیں جو عربی کا ایک لفظ تک نہیں سمجھ سکتے پھر ایسی حالت میں عربی خطبہ سے کیا فائدہ بلکہ صرف لفظی تکرار اور رسمی پابندی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں پس اگر خطبہ کا مقصد وعظ و ارشاد ہے تو لازمی طور پر اس کو سامعین کی زبان میں ہونا چاہیئے۔

حامیان تجدد و اصلاح کے ان خیالات کے علاوہ ایک اور ضرورت بھی اردو خطبہ میں ہونے کی دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ سب جانتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے مذہبی امور اور دینی احکام سخت انتشار اور بے ترتیبی کی حالت میں ہیں مذہبی احکام و فرائض سے ناواقفی بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے مقابلہ میں اوہام و خرافات خلاف اسلام روایات اور بے بنیاد مسائل کی ترویج و اشاعت ہو رہی ہے۔ مسجد ویران ہیں عموماً اماموں اور موذنوں کی علمی دماغی و عملی حالت سخت قابل اصلاح اور لائق اعتراض ہے ائمہ مساجد اکثر حالات زمانہ ضروریات ملت اور قومی خطابت سے بالکل بے بہرہ ہوگئے ہیں اور بعض اوقات تو اردو خواں اماموں کی ناسمجھی اور بے علمی خطبۂ جمعہ کے وقت عجیب مضحکہ خیز منظر پیدا کرتی ہے کہ وہ سلطان الاسلام و سلطان الاستنبول خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ او سلطان الخاقان ابن خاقان کا ورد کرتے ہیں اس وقت بے اختیار سمجھدار عربی داں حضرات کو ہنسی آجاتی ہے نفاق و شقاق اور فرقہ بندی دن بدن ترقی کرتی جاتی ہے اور عام مسلمان اسلامی تعلیمات و اعمال سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں یہ تمام خرابیاں اور نقائص اسلئے پیدا ہوئے کہ خطبات کی غرض و غایت کو نہیں سمجھا گیا اور ان کو عربی میں رکھا گیا اگر خطبات اردو میں ہوتے تو یہ خرابیاں پیدا نہ ہوتیں اور کچھ نہ کچھ اصلاح ضرور ہوتی رہتی۔ افسوس کہ ہمارے ائمہ اور مذہبی پیشوا اس بے بہا ئے خدائی پروگرام اور قدرتی انتظام کی مصلحتوں اور استفادوں سے محروم رہے اور دوسروں کو بھی محروم رکھا۔ خطبۂ جمعہ ایک ایسا خدائی انتظام تھا کہ اگر خطبات ہمارے صحیح معنوں میں ہوتے تو انجمن سازی و جلسہ بازی کی مطلق ضرورت نہ ہوتی یہ آٹھویں دن کی انجمن جو ایک ہی وقت میں کل عالم اسلام میں ہوتی ہے اگر ان میں ایک ہی آواز بلند ہوتی اور

ان کو قومی اصلاح و تربیت اور اسلامی تعلیم کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنایا جاتا تو وہ اب تک کہیں سے کہیں پہنچ جاتے یہی ضرورت تھی جس سے مجبور ہو کر بابہا تنظیم المساجد کی آوازیں بلند ہوئیں مگر اس تفرق و تشتت اور فرقہ بندی کی لعنت کا برا ہو جس نے ایسی تحریک کو آگے نہ بڑھنے دیا۔

تنظیم المساجد کی ضرورت و اہمیت سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا اور اس کی پہلی کڑی خطبہ کا اردو میں ہونا ہے۔ بس اس چیز میں کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں کہ خطبہ اردو ہی میں اہل ملک کے لئے زیادہ مفید ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی خطبہ سے عربی اڑا دیتے ہیں اور مصیبت یہ ہے کہ اگر آج خطبہ اردو میں ہو گیا اور عربی کے اڑا دینے کی اجازت دی گئی تو احتمال ہے کہ حامیان تجدد نماز کو بھی اردو میں پڑھنے پر زور دیں گے اور پھر شاید قرآن کریم بھی عربی کے بجائے اردو میں رہ جائے اگر خدانخواستہ ایسا ہو تو عربی زبان کا تنظم و اتحاد ہی جاتا رہیگا اور اس کے جاتے رہنے سے اخوت اسلامیہ اور روح محبت و یگانگت کی بنیادیں منہدم ہو جائیں گی یہ عربی زبان کا نظام جامع ہی ہے جو اس گئی گذری حالت میں ملت مسلمہ کے اجزاء منتشرہ کو ایک سلک مودت و اخوت میں منسلک کئے ہوئے ہے اور کتاب اللہ اور مراسم دین کو کل عالم کے ہندی افریقی عربی اور افغانی مسلمانوں کو ایک متحدہ شکل میں محفوظ رکھے بیٹھا ہے اگر یہ نظام اٹھا جائے تو ہندوستانی قرآن کچھ اور کہے گا افغانی قرآن کچھ اور حکم دیگا۔ چینی قرآن کا مفہوم کچھ اور ہوگا افریقی قرآن کسی اور نہج پر ہوگا۔ یہ زبان کی تفریق کے علاوہ قرآن شریف کے مطالب و مفہوم مختلف ہو جائینگے امت مسلمہ۔ ایک روح مشترک بھی کھو دیگی دین اسلام میں بدعات و تفریق کا دروازہ کھل جائیگا اور دین حقہ کا تحریف و تبدیل کے ہاتھوں وہی حال ہو گا جو کہ یہودی اور عیسائی علماء کے ہاتھوں موسوی اور عیسوی مذہب کا حال ہوا۔

یہ محض احتمال ہی احتمال نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ بدعات و تحریفات کا آغاز ہمیشہ ایک معمولی اور غیر محسوس صورت میں ہوا کرتا ہے اور دینی احکام میں یہ ہر نئی اصلاح ضروریات کے باعث ہوا کرتی ہے۔ پھر وہ رفتہ رفتہ ایک شدید محو ایک ناقابل اصلاح اور ناقابل مقابلہ صورت اختیار کر لیتی ہے کیونکہ بنیاد ظلم درجہاں اندک بود ہر کہ

آمد براں مزید کرد ۃ کا اصول مسلمہ ہے۔ آج جسقدر بدعات مسلمانوں میں رائج ہیں۔ انکی اگر تاریخی حیثیت سے چھان بین کی جائے تو یہی بات نظر آئیگی کہ ہر بدعات کی بنیاد کسی ضرورت اور نیک خیال کے ماتحت رکھی گئی اور پھر اُن پر اضافہ ہوگیا حتیٰ کہ آج ان کو شعائر اسلام سمجھ لیا گیا پس خطبۂ عربی کے حامی بھی کچھ کم وزن دار دلائل نہیں رکھتے (بلکہ وزن دار اور ٹھوس ہیں) اور نا قابل التفات نہیں اگر کوئی مصیبت ہے تو یہ کہ وہ کسی قسم کی اصلاح بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ خطبہ کا عربی زبان میں ہونے کو ایک ناقابل تغیر اور اٹل خدائی قانون قرار دیتے ہیں اور ادھر حامیان تجدد سرے سے عربی ہی اڑا دینے پر تلے ہوئے ہیں اسلئے تجدد و قدامت کی یہ جنگ اور تجربہ آزمائی مسلمانوں کو ایک ضروری اصلاح و تغیر اور مفید چیز سے روکے ہوئے ہے۔

اس معاملہ میں بعض محتاط علمائے کرام کا مسلک یہ ہے کہ خطبہ سے پہلے ایک جامع اور مؤثر وعظ کر دیا جائے کہ ملکی زبان میں حامیان اصلاح کی غرض بھی پوری ہو جائے اور پھر اذان کے بعد خطبہ عربی میں پڑھ دیں تاکہ خطبۂ عربی کے حامی جس سنت کے قیام و دوام کی ضرورت کا اظہار و اصرار کرتے ہیں اس میں بھی خلل نہ آئے یہ صورت بھی معتدل اور احسن ہے۔

اسی ضرورت اور مقصد کو سامنے رکھ کر رسالہ مولوی عرصہ دس بارہ سال سے اسی طریقۂ خطابت کی مسلمانوں میں ترویج و اشاعت کر رہا ہے ایک نہایت ہی مفید اسلامی خدمت سرانجام دے رہا ہے اور مسلمانوں میں ایک روح حیات دوڑا رہا ہے اسی ضرورت اور مقصد اور داعیہ کے زیر اثر محترمی جناب عبدالحمید صاحب مدیر مولوی دہلی نے مجھے اس خدمت کے لئے تیار کیا۔ اگرچہ میری بے مائگی اور قلت علم مجھے اجازت نہ دیتی تھی کہ میں اس اہم عنوان پر قلم اٹھاؤں مگر صاحب موصوف کی علم دوستی خدمت قوم خلوص و ایثار اور اس خدمت کی اہمیت و ضرورت نے مجبور کر ہی دیا اور اس طرح میں اپنی یہ کھوئی پونجی اور ناچیز و حقیر تحفہ قوم کے سامنے پیش کرنے کی جرأت و عزت حاصل کر رہا ہوں سہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

کاش میری آواز نارسا اور حقیر خدمت مقبول ہو جائے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کی

کی اصلاح و ترقی اور نہ ہبی احکام و فرائض کی کچھ نہ کچھ خدمت اور فائدہ ہو سکے خدائے بے نیاز ذرہ نواز میری یہ ناچیز مساعی قبول فرما۔ اور مسلمانوں کو عبرت و استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔

چونکہ ان خطبات کا مقصد مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح اور دینی و دنیوی ترقی کی رغبت دلانا ہے اسلئے ایسا مواد فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہو جو مسلمانوں جذبات کو برانگیختہ کرتا ہے اور عمل کی آمادگی پیدا کرتا ہے اور اسی لئے عقائد اعمال کی اصلاح اور جوش ایمانی و غیرت دینی دلانے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میری نیت اور ارادہ دل میں خلوص عطا فرمادیں مجھے عبدالحمید صاحب کے خلوص و ایثار کا صلہ مرحمت کریں اور خدمت اسلام کی توفیق عطا فرمادیں اور ان کی مساعی جمیلہ کو کامیاب کریں اور تمام مسلمانوں کو سننے سمجھنے عمل کرنے اور صحیح معنوں میں مسلمان بننے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۵



بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ ہفتہ اول ماہ محرم الحرام

الحمد للہ رب العلمین۔ الحمد للہ علی کل حال والصلوۃ والسلام اتمان الاکملان علی سید المرسلین وخاتم النبیین کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون۔ اللھم صل علیہ وعلی الہ وسائر النبیین والکل وسائر الصالحین۔ نھایۃ ما ینبغی ان یسالہ السائلون۔ فاما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ من الشیطان الرجیم۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

ترجمہ۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرا ہوا خیال نہ کرو بلکہ وہ تو اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں روزی پاتے ہیں جو کچھ اللہ پاک نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر خوشیاں کرتے ہیں اور ان کی طرف سے بھی خوشیاں مناتے ہیں جو ابھی ان کے پیچھے ہیں ان میں شامل نہیں ہوئے اس لئے کہ نہ ان پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

برادران اسلام! اللہ بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کرو اور ہر لحظہ اس کی حمد وثنا کے گیت گاؤ جس نے ہمیں امت محمدیہ میں ہونے کا شرف عطا فرما کر دین ودنیا میں عزو بزرگی دی ہمارے لئے دونوں جہان کی سعادتوں اور ترقیوں کی راہیں کھولدیں اور ہمیں اپنی راہ میں مرنا سکھایا۔ ہمیں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور خوشی وغمی غرض ہر حال میں خدا ہی کی حمد وثنا کرنی چاہیئے اور ہر وقت اسی کا نام ورد زبان رہنا چاہیئے۔

برادران ملت! آج کے خطبہ کا مقصد شہیدوں کے فضائل بیان کرنا حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمی سے جو سبق ہمیں ملتا ہے اس کو ذہن نشین کرانا اور یہ بتلانا ہو کہ اس روح فرسا و جانگداز واقعہ کی تہ میں کون سے جذبات و ہیجانات کارفرما تھے

اور یہ واقعہ کیوں ظہور پذیر ہوا تاکہ ہم مردہ مسلمانوں کو بھی ان کی پیروی اور ان سے استفادہ حاصل کرنے کا موقعہ ملے اور ہم بھی خدا کی راہ میں مرنے اور یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

حضرات! اس آیت مبارکہ سے اوپر کی آیتوں میں اللہ پاک نے منافقین اسلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر شہدائے احد ہمارا کہنا مانتے اور جہاد میں شریک نہ ہوتے تو مارے نہ جاتے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مجاہدین اسلام کے دل میں جہاد کی برائی بیٹھ جائے اور ان کی ہمتیں پست ہو جائیں ان کے اس قول کی تردید میں اللہ پاک نے اس آیت میں شہداء کے فضائل بیان فرمائے اور ثابت کیا کہ شہیدوں کا قتل احدیوں کی طرح بستر پر مرنے سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے۔ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں وہ مرتے نہیں بلکہ زندہ ہو جاتے ہیں یہ فضائل اسلئے بیان فرمائے تاکہ منافقوں کے قول کا مجاہدوں پر کچھ اثر نہ ہو وہ شہیدوں کے فضائل سنکر اللہ کی راہ میں مرنے کو اپنی سعادت سمجھیں اور پست ہمت نہ ہوں اور مسلمانوں میں یہ جان سپارانہ ولولہ پیدا ہو جائے ؎

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر ٭ اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

یہ اسی تعلیم کا اثر تھا اور اسی کا یہ اعجاز تھا کہ جو صحابائے کرام حضور کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے انہوں نے اسلام کے پہلے ہی مطالبہ جان طلبی اور دعوت ایثار و قربانی کی آواز پر سامال و منال سب کچھ قربان کر دیا اور اسلام پر پروانہ وار نثار ہو کر فزت و رب الکعبہ کے ولولہ انگیز نعرے لگائے یعنی اللہ کی راہ میں سر تن سے جدا ہوتے وقت کہا کرتے تھے کہ خدا کی قسم اب میں کامیاب ہوا اور حق اسلام ادا کیا صرف یہی نہیں بلکہ اسلام کے لئے اپنی جانیں فدا کرنے کو ایک حقیر سی خدمت تصور کیا کرتے تھے اور جوش ایمانی و شہادت کے شوق میں گویا سمجھتے تھے ؎

جان دی، دی ہوئی خدا کی تھی ٭ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

صاحبان، ذوالاحترام! یوں تو تاریخ اسلام ایثار و فداکاری اور سرفروشی کے ولولہ انگیز اور مردہ جسموں میں روح حیات دوڑا دینے واقعات سے پر ہے اور ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ پیروان اسلام کے کارناموں ہی نے دنیا کی قوموں کو ایثار و جان

سیاری کا سبق دیا ہے مگر تاریخ اسلام میں واقعہ ہائلہ شہادت امام حسینؑ جو اسی ماہ محرم الحرام کے پہلے ہفتہ میں ظہور پذیر ہوا تھا اپنی نوعیت و درماندگی بیچارگی و دردناکی اور عبرت آموزی کے لحاظ سے سب سے بڑھ چڑھ کر ہے اور جگر گوشۂ بتول اور گلشن رسالت کے پھول حضرت امام حسین علیہ السلام اس امر کے شہید اور شہید اعظم اور شہداء کے سرتاج ہیں جنھوں نے دین حق کی خاطر خاک و خون میں لوٹ کر ملت اسلامیہ کے فکر و عمل کی بنیادوں کو مضبوط و استوار کر دیا ہے ؎

بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است پس بنائے لاالہ گردیدہ است

بزرگو! کربلا کا واقعہ اس درجہ المناک اور درد انگیز تھا اور اس کے سیاسی اثرات اتنے قوی اور وسیع تھے کہ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اس کی ماتمی یاد دلوں میں راسخ ہوتی گئی مگر افسوس کہ اس یاد آوری کو صرف ماتم اور سینہ کوبی تک محدود کر دیا گیا۔ ہم مسلمانوں کے جماعتی ذہن و فکر کی یہ بہت بڑی غفلت اور غلطی ہوئی کہ اس حادثہ عظیمہ کی المناکیوں اور سینہ کوبیوں میں اسکی عبرت آموزیوں اور نصیحت پذیریوں کے دیگر پہلوؤں کو بالکل ہی فراموش کر دیا جو کام کی اور سمجھنے کی باتیں تھیں ان سے چشم بصیرت بند کر لی گئی۔ آج اس تیرہ سو سال گذشتہ کے واقعہ کو ایک نئے رنگ میں اسلئے زندہ کیا جاتا ہے اور اس حادثہ عظیمہ پر اسواسطے جدید صف ماتم بچھائی جاتی ہے کہ ہم ان حقائق و بصائر کی جستجو کریں جن میں ہمارے لئے کوئی سبق عبرت ہے سو واقعہ کربلا کے اندر ہمارے لئے دو باتیں قابل غور ہیں جن سے ہمیں بہت بڑا سبق ملتا ہے اور دو غور طلب باتیں یہ ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خاک و خون میں لوٹنے اور اپنا گھر بار تباہ کرانے میں کونسا جذبہ کار فرما تھا اور اس کی اصلی غرض کیا تھی۔ دوسرے یہ کہ آپ نے اپنے اہل و عیال کو کیوں اپنے ہمراہ لیا جبکہ آپ کو یہ یقینی طور پر معلوم تھا کہ کوفی دغا کر گئے اور آپکے اعداء و اغیار منع بھی کر رہے تھے۔ آج کے خطبہ میں تذکار محرم کے ان دونوں پہلوؤں میں صرف اول الذکر بیان کیا جاتا ہے۔

برادران اسلام! آپ کو بتلایا گیا ہے کہ حضرت امام عالی مقام نے خلافت حکومت حاصل کرنے کے شوق میں اپنا سر کٹایا اور یا یونہی ہو کہ میں آپ کو یہ واقعہ پیش آگیا پہلے سے آپکو اس کا علم نہ تھا حالانکہ امر واقعہ یہ نہیں حضرت امام عالیمقام اور آپکے بہتر جاں نثار

اور مجسمۂ ایثار مخلصوں نے محض دین حق کی حمایت و حریت و آزادی حاصل کرنے حکومت الٰہی کے قیام اور قہر و استبداد کی زنجیریں توڑنے کے لئے اپنے مبارک اور قیمتی خون کو بہایا حضرت امام ہمام دیکھ رہے تھے کہ یزید کا فسق و فجور اور بڑھتا ہوا قہر و استبداد حکومت الٰہی سے بغاوت و سرکشی کر رہا ہے طاغوتی طاقتیں قدرت قاہرہ جلیلہ سے ٹکرانے کی ناکام کوشش کر رہی ہیں اور ملت مسلمہ کی کشتی حیات دریائے معاصی کے بھنور میں قہر ظلم کے تھپیڑے کھا رہی ہے۔ ایسی حالت میں اگر آپ خاموشی اختیار کرتے یا دشاہی طاقتوں اور ساز و سامان سے مرعوب ہو جاتے اور اسلام کی حفاظت و حمایت میں جان قربان کرنے سے پہلو تہی کرتے تو آج دنیا میں بجائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یزید کا کلمہ پڑھا جاتا اور باطل کی قوتیں و شرارتیں اہل حق کا ناطقہ بند کر دیتیں غرض آپ نے حکومت و خلافت کے لئے جان قربان نہیں کی بلکہ دین الٰہی کی حمایت و حفاظت اور حریت و آزادی کے لئے جہان بھر کے مصائب نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کئے علامہ اقبال کیا خوب فرماتے ہیں ؎

مدعائش سلطنت بودے اگر　　خود نہ کردے باچنیں ساماں سفر

یعنی اگر حضرت امام ہمام کا مدعا سلطنت کا حاصل کرنا ہوتا تو اس بے سرو سامانی کیساتھ سفر نہ کرتے جبکہ دشمنان حق کی تعداد ریگ صحرا کی برابر زہر میں بجھی ہوئی تلواریں تھیں جگر دوز سنگینیں تھیں سہ پہلو تیر تھے سینے میں دہلانے والے نیزے تھے ایک باجبروت سلطنت کی پوری طاقتیں تھیں انعام و اکرام دینے کے اعلانات تھے اور مال و زر کے خزانے کھلے ہوئے تھے اور ادھر آپ کے پاس صرف چند بھوک پیاس سے خشک حلقوم راہ حق میں فنا ہو جانے اور سر کٹا دینے کی بیتاب تمنائیں اور صرف بہتر تن تھے کیا کوئی عقل کا دشمن اور بصارت بصیرت سے بے بہرہ انسان کہہ سکتا ہے کہ اس بے سرو سامانی کے ساتھ آپ سلطنت یا خلافت حاصل کرنے نکلے تھے ہرگز نہیں بلکہ آپ کو میدان کربلا میں صرف حمایت دین کا جذبہ لے گیا تھا جس وقت آپ نے کوچ کیا ہے تو راہ میں آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! رسول اللہ نے حکم فرمایا ہے جو کوئی ایسے حاکم کو دیکھے جو ظلم کرتا ہے خدا کی قائم کی ہوئی حدیں توڑتا ہے۔ عہد الٰہی شکست کرتا ہے۔ سنت نبوی کی مخالفت کرتا ہے

خدا کے بندوں پر گناہ اور سرکشی کی حکومت کرتا ہے اور دیکھنے پر بھی نہ تو اپنے دل سے مخالفت کرتا ہے اور نہ اپنے قول سے سو خدا ایسے آدمی کو اچھا ٹھکانا نہ بخشے گا۔ دیکھو یہ لوگ شیطان کے پیرو بن گئے ہیں۔ رحمن سے سرکش ہو گئے ہیں فساد ظاہر ہے۔ حدود الٰہی معطل ہیں۔ مال غنیمت پر ناجائز قبضہ ہے خدا کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھیرایا جارہا ہے۔ سو میں ان کی سرکشی کو حق و عدل سے بدل دینے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔

نیز آپ نے ایک تقریر فرمائی جس کے الفاظ یہ تھے:۔

باطل پر علانیہ عمل کیا جارہا ہے کوئی نہیں جو اس کے ہاتھ پکڑے وقت آگیا ہے کہ مومن خدا کی راہ میں لقاء الٰہی کی خواہش کرے میں شہادت کی موت چاہتا ہوں ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا بجائے خود جرم ہے۔

یہ تھے وہ پاکیزہ جذبات جو آپ کو مقتل میں لے گئے۔ یہ افکار کسی حاشیہ آرائی سے بالاتر ہیں۔ ان دونوں تقریروں کا ایک ایک لفظ ایمان کو تازہ کرتا ہے اور ہم غلاموں کو عبرت دلاتا ہے۔ کیا یہی حالت آج ہم مسلمانوں کی نہیں کہ ہم ظالموں خونخواروں کو ٹھنڈے دل سے دیکھ رہے ہیں حکومت الٰہی کے قیام کی کوئی متحدہ کوشش نہیں کرتے اور غلامی سے رہائی پانیکی سر توڑ کوشش نہیں کرتے۔ اے اللہ ہمیں اسوۂ حسینؓ کی پیروی کرنے کی توفیق دے۔ دنیا کے ظالموں کا خوف ہمارے دل سے نکال دے اور ہمیں اپنی راہ میں مرنا سکھا۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ط بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۵ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۵ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۵

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اما بعد۔

برادرانِ ملت! ہمیں اسوۂ حسینؑ سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب کبھی اسلام پر ایسا وقت آئے جیسا کہ آپ کے وقت میں آیا تھا۔ یزید جیسے ظالم و غاصب حکمران ہم پر مسلط ہو جائیں اور باطل کی شرارتیں حد سے زیادہ بڑھنے لگیں تو ہمیں حضرت امام علیہ السلام کے اسوہ کی پیروی میں ان کی طرح غلامی اور استبداد کی زنجیریں توڑنے کے لئے کمزوری اور بے سروسامانی کو نظر میں نہ لاتے ہوئے اور مصلحت وقت کا بہانہ بناتے ہوئے بید ان صبر و ابتلا میں سر بکف نکل آنا چاہیئے خنجرِ ظلم کے سامنے سر رکھ دینا چاہیئے مگر راہِ حق سے منہ نہ موڑنا چاہیئے اور کسی یزید کے آگے سر نہ جھکانا چاہیئے نیزے کی انی سینے میں اتروا لینی چاہیئے مگر شعائرِ اسلام اور حکومت پر کوئی آنچ نہ آنے دینی چاہیئے ایسے خاک و خون میں بخوشی لوٹ جانا چاہیئے اپنی لاش گھوڑوں سے پامال کرا لینی اور گھر بار لٹوا دینا چاہیئے مگر باطل پرستوں اور استبداد پرستوں کی کسی حال میں بھی غلامی قبول نہ کرنی چاہیئے ہمیں حضرت امام نے یہی سبق دیا کہ ؎

ماسوی اللہ را مسلماں بندہ نیست   پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

یعنی مسلمان سوائے خدا کے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا اور اس کا سر سوائے خدا کے کسی فرعون کے سامنے نہیں جھک سکتا اور مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے کبھی تعبد بسفل کی زندگی پر قانع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مسلمان کا اسوہ حسین کی روشنی میں فرض اولین یہ ہے کہ وہ حریت و آزادی کی جد وجہد میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دے اور ہمیں سوائے خدا کے کسی سے ڈرنا اور دبنا نہیں چاہیئے پس کربلا کی خون چکاں داستان کا خلاصہ یہی ہے۔

برادرانِ اسلام! درود و سلام بھیجو نبی محترم رسول اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے اپنے امتیوں کے قلوب و اجساد پر حکمرانی کی اور ان کو ایثار و قربانی کا وہ سبق دیا جس سے ان کا طرۂ فخر قیامت تک آسمان سے ٹکراتا رہے گا اور درود و سلام بھیجو آپ کی آل اطہار اور آپ کے اصحاب کبار پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنھوں نے حضورؐ کی وفات کے بعد دین کی بنیادیں استوار کیں اور خدا کی راہ میں جہاد کرتے اور ایثار و فداکاری کا ثبوت دیتے رہے اور عشرہ مبشرہ پر جنھوں نے اس دنیا ہی میں

جنت کی خوشخبری حاصل کرلی اور درود وسلام بھیجو آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ وحضرت عائشہ حضرت زینب اور حضرت حفصہ وغیرہ پر آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا پر اور درود وسلام بھیجو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جنہوں نے دین اسلام کو قربانی دیکر ورطۂ ہلاکت سے بچایا اور ہمارے سامنے ایثار وفداکاری کی روشن مثال اور قابل تقلید نمونہ چھوڑ دیا اور درود وسلام بھیجو ائمۃ الائمہ فیدایان اسلام مجاہدین اسلام شہیدان کربلا اور اولیاء کبار پر جن کی زندگیاں خدمت اسلام کے لئے وقف تھیں اور درود وسلام بھیجو علمائے متاخرین ومتقدمین پر جن کی ساعی جمیلہ سے اس دور الحاد میں اسلام کا فکر اور عمل باقی ہے۔

اور درود وسلام بھیجو بادشاہان اور امرائے اسلام پر خصوصاً حضرت سلطان المسلمین سلطان ابن سعود غازی مصطفےٰ کمال بادشاہ پر جن کے دم سے اسلام کے دنیوی اقتدار کی رونق ہے۔

اے اللہ کل عالم اسلام کے مسلمانوں پر رحمت کر اور ان کو صرف اپنی ہی بندگی اور غلامی کے لئے مخصوص کرلے تاکہ دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ہمارے دلوں سے ظالم حکمرانوں اور مادی طاقتوں کا خوف نکال دے اور جوش ایمانی حب اسلام اور جذبۂ فداکاری سے ہمارے سینوں کو معمور کردے۔ آمین۔

عِبَادَ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خطبہ ہفتہ دوم ماہ محرم الحرام

مظلومی کی کامل تصویر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَقَدْ اَتٰى عَلَيْهِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِلَم

يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُوْرًا ۔ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۔ وَأَعْطَاهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ وَجَعَلَهٗ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ۔

برادرانِ اسلام! حمد و ثنا بیان کرو واحد و یکتا خدائے کریم کی جس نے ایک ناچیز مشتِ خاک کو اس کے فطری تقرب و شرف کی وجہ سے اسے مسجودِ ملائک اور اشرف المخلوقات بنایا۔ پس وہی ذات واجب عبادت کے قابل ہے۔ اسی کی بارگاہ جبہ سائی کے لائق اور اسی کے احکام و فرامین تعمیل و تکمیل کے سزاوار ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو باعثِ ایجادِ عالم سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے آل اطہار اور اصحاب کبار پر جنھوں نے عرب کے وحشی بدوؤں کی ایسی کایا پلٹ کی اور ان کا تزکیہ نفس کر کے جوشِ حق اور اطاعت و فرمانبرداری کی وہ ناقابلِ تسخیر قوت و طاقت بھر دی جس کے سامنے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں سرنگوں ہو گئیں۔ جس نے آپ کے اسوۂ حسنہ کی تعمیل و پیروی کی وہی دارین میں فائز المرام و شاد کام ہوا۔

امّا بعد برادرانِ اسلام! آج کے خطبہ میں کربلا کا یہ پہلو بے نقاب کرنا ہے کہ کون و مکان کی زینت اور شہدائے کربلا کے سرتاج حضرت امام حسین علیہ السلام نے باوجود اس قوی احتمال کے کہ میدانِ کربلا میں حق و باطل کی معرکہ آرائی ہو گی آپ نے اپنے اہل و عیال کو کیوں ساتھ لیا۔ چنانچہ حضرت امام ہمام کا یہ ارادہ آپ کے دوستوں اور عزیزوں کو معلوم ہوا کہ آپ سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ عبد اللہ ابن عباس جو اہلِ کوفہ کی بیوفائی اور زمانہ سازی سے بخوبی واقف تھے سخت مضطرب اور پریشان ہوئے۔ آپ نے مضطربانہ دریافت فرمایا کہ کیا آپ عراق تشریف لیجانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ جناب امام نے فرمایا ہاں ہم نے وہاں جانے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا خدا آپ کی حفاظت کرے کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں جنھوں نے اپنے امیر کو بے دست و پا کر دیا ہے، دشمن کو نکال دیا ہے اور ملک پر قبضہ کر لیا ہے۔ اگر وہ ایسا کر چکے ہیں تو شوق سے تشریف لیجئے لیکن اگر ایسا نہیں ہوا ہے حاکم بدستور ان کی گردن دبائے بیٹھا ہے اس کے گماشتے برابر اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں تو ان کا آپ کو بلانا درحقیقت جنگ کی طرف

بلاتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ آپ کو دھوکہ نہ دیں اور جب دشمنوں کو طاقتور دیکھیں تو خود آپ سے لڑنے کے لئے آمادہ نہ ہو جائیں۔ حضرت امام حسین نے فرمایا کہ اے ابن عم میں جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں لیکن میں عزم کر چکا ہوں ؎

ہم تیری راہ میں مر جائیں گے سوچا ہے یہی
درد مندانِ محبت کا طریقہ ہے یہی

اسی طرح آپ کو آپ کے دوستوں اور عقیدت مندوں اور عزیزوں نے ہر چند سمجھایا مگر آپ بالکل متاثر نہ ہوئے اور ہوتے بھی کیسے جبکہ آپ کشتی وقت کو خون کے دریا میں پیرا کر ساحل مقصود کی طرف لیجانے کا عزم آہنی کر چکے تھے اور ایثار و قربانی اور جوش حق کا وہ بے نظیر اور انمٹ درس دینے والے تھے کہ فرزندان توحید کو کوئی طاقت بھی راہِ حق و آزادی سے منحرف نہیں کر سکتی بقول ذہین ؎

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسینؑ
جس نے اپنے خون سے دنیا کو دھویا وہ حسینؑ

جو جواں بیٹے کی میت پہ نہ رویا وہ حسینؑ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر کچھ بھی نہ کھویا وہ حسینؑ

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا

کیسے راہ شہادت سے منہ موڑ سکتے تھے اور کیسے خدا کے باغیوں ظالموں اور معصیت شعاروں میں زندگی گذار سکتے تھے۔ غرض امام کے وہاں جانے کا مقصد وحید یہ تھا کہ دینی روح پر کوئی آنچ نہ آنے دیں۔ مگر آپ یہ بھی ملحوظ رکھیے کہ آپ نے اپنے اہل و عیال کو کیوں ساتھ لیا برادران ملت! سب جانتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو خدا کی حکومت قائم کرنی دنیا میں عبدیت اور محبت الٰہی کا دور دورہ کرنا تھا اور قلوب وارواح میں خلافِ روحانیت کی بنیادیں استوار کرنی تھیں مگر یہ کیسے ممکن تھا جبکہ آپ کے پاس بجز جاں نثاری اور فداکاری کے کوئی بھی ساز و سامان نہ تھا اور مقابلہ ایک نہایت ہی عظمت و جبروت والی بادشاہت سے تھا جس کا رعب سوائے چند فداکاران اسلام کے کل عالم اسلام پر چھایا ہوا تھا اگر آپ اپنے چند ساتھیوں اور ہمراہیوں کو لیکر میدان شہادت میں پہنچ جاتے تو اگرچہ آپ کا مشن پھر بھی کامیاب اور پورا ہو جاتا مگر وہ کامیابی بھی حاصل نہ ہوتی جو اہل و اعیال پر تباہی و بربادی لانے کے بعد ہوئی جناب امام چاہتے تھے کہ ظلم و سفاکی اور بربریت اور زندگی کی پوری قہرمان طاقتوں اور خون ریزیوں

مظلومی بیکسی اور جوشِ صداقت کی وہ بولتی چالتی تصویر بھی نظر آئے جو قلوب انسانی میں گھر کرلے اور یزیدیوں کی محبت وعقیدت و رعب و داب اور قبضہ و تسلط کو جڑسے اکھاڑ پھینکے۔ یہ تھا آپ کا اہل وعیال ساتھ لینے کا مطلب۔

صاحبو! ظلم و سفاکی اور وہ بھی معصوم بچوں پر اور عورتوں پر نفرت انگیز چیز ہے جو ظالموں کو اپنوں اور غیروں کی نظروں میں حقیر و ذلیل کردیتی ہے اور ظالم کے خلاف لوگوں میں ایک عالمگیر جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایک دن خنجر ظلم خود ظالم کے حلقوم پر چل جاتا ہے اور وہ اپنی موت آپ مرجاتا ہے اسلئے وہ حکومت جس میں بچوں عورتوں اور بے گناہوں پر سختی و تشدد کی آندھیاں چلیں وہ حکومت کبھی قائم نہیں رہ سکتی تشدد کی آندھیوں کے جھونکے بجائے اسکے کہ دنیا سے حق پرستوں اور بے گناہوں کا چراغ ہستی گل کریں خود متشددین کے تسلط و اقتدار کو جڑسے اکھاڑ پھینکتے ہیں چنانچہ یزیدیوں اور فاطمیوں کے مقابلہ میں یہی ہوا کہ حق پرستوں کا بول بالا اور ظالموں کا منہ کالا ہو گیا ؂

ہر وہ کوڑا جو لگا ہے بیکسوں کی پشت پر ایک دن بنکر رہا ہے رایتِ فتح وظفر

جنگ آزادی میں نیزے پر چڑھا ہی جس کا سر اس نے قدموں پر جھکایا ہے سر عمر خضر

راہ حق میں جس کسی نے بھی شہادت پائی ہے

اس نے موجِ آبِ حیواں پر حکومت پائی ہے

پس حادثہ کربلا کی اہمیت کا راز اور یادآوری کا اہتمام اس شور وشین اور فریاد و فغاں میں نہیں جس میں عام طور سے خیال کیا جاتا ہے بلکہ اس کا راز اس سے زیادہ اہم ہے اس سے زیادہ وقیع اور اس سے زیادہ قدر و قیمت رکھنے والا ہے اور وہ یہ ہے کہ میدان کربلا انتہائی وفاشعاری کا امتحان گاہ ہے اور صبر و تسلیم کی شدید ترین قربان گاہ ہے اور حضرت امام حسینؑ کا ہر ہر قطرۂ خون اسلئے زر و جواہر سے زیادہ قیمتی نہیں کہ وہ سبط رسولؐ اور جگر گوشۂ بتولؑ کا مقدس خون ہے بلکہ اسلئے کہ اس میں اسلام کی صداقت مضمر تھی قرآن کی حقانیت پوشیدہ تھی اور بندگان مسلم اور عاشقان مومن کی پہچان مستتر تھی اور حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا چراغ آج تک اسلئے ضو فشاں نہیں کہ اس میں رسالت کی جلا تھی بلکہ اسلئے کہ وہ اسلام کا دل اور ایمان کا دماغ ہے مگر ہم غافلوں نے سمجھا ہے کہ کربلا ایک حسرت واندوہ کا افسانہ ہے لیکن

پیر نہ سمجھا کہ یہ تو غافل یادگار ہمت مردانہ ہے"

برادران ملت! کربلا میں خاندان نبوت کی بربادی ہمارے لئے پیغام آبادی ہے اس کی تلخی میں شہد حیات کی شیرینی ہے اس کی ظلمتوں میں ایمان و عرفان کی تجلیاں ہیں. آہ و بکا درد و کرب اور سوزش و تپش کی بے چینیوں اور بیقراریوں میں ایمان صبر صلوٰۃ، قتل فی سبیل اللہ جاوید حیات اور ابتلائے عام کے ناقابل فراموش اسباق ہیں۔ اور اس تخریب میں ملت کی تعمیر ہے۔ غرض ؎

روح آبادی کا ہے پیغام بربادی یہاں
قید سے کچھ اور بڑھ جاتی ہے آزادی یہاں

جس قوم کی شاندار تاریخ میں خون کے حرفوں سے مذکورہ بالا پیام آزادی و ترقی لکھا ہو اُس قوم کو کونسی طاقت اور کونسی چیز حصول آزادی و ترقی سے باز رکھ سکتی ہے کیونکہ ہم مسلمانو بے خوفی، ہمت، جرأت اور صبر و استقامت ہمارے اسلاف کرام سے ورثہ میں ملی ہے اگر ہم باوجود تاریخ اسلام کی روشن مثالوں اور حقائق و معارف کی عبرت پذیریوں کے تعیش و تغافل کی زندگی بسر کریں تو خود ہمارا ہی قصور اور عقل و سمجھ کا فتور ہے بھائیو! ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اسوہ حسینی کی پیروی میں اسی سرفروشی کا ثبوت دیں وباللہ التوفیق
اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ الْحَقِّ الْحَقَائِقِ وَالْمَعَارِفِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۰ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۰ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ الرَّحِیْمُ ۰

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
درود و سلام بھیجو شفیع المذنبین والغریبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ پر جن کی بدولت ہمیں دین و دنیا کی بڑی بڑی نعمتیں ملیں اور ہم خیر الامم کہلائے اور آپ کے آل اور

اصحاب پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ و عشرہ مبشرہ اور بقیہ تمام اصحاب پر جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بڑی قربانیاں اور فداکاریاں کیں اور ہر طرح حضور انور صلعم کی آواز پر لبیک کہا۔ درود و سلام بھیجو آپ کی ازواج مطہرات اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن علیہ السلام۔ امام حسین علیہ السلام شہید کربلا اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر جن کی کوششوں اور قربانیوں نے اسلام کو زندہ رکھا اور بارونق کر دیا۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ۔ تابعین تبع تابعین محدثین مفسرین اور بندگان دین پر جو سب کے سب خدا کی راہ میں بکے تھے اور اپنی جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔

اے اللہ! رحمت نازل کر سلاطین و فاتحین اور امرائے اسلام پر اور ان کے اثر و اقتدار کو دشمنان دین سے محفوظ رکھ اور ان کی ہر طرح مدد فرما خصوصاً سلطان ابن سعود۔ صدر جمہوریت ترکیہ والئی افغانستان والئی دکن کی جو تیرے دین کی رونق ہیں۔

اے خدا! تمام عالم کے مسلمانوں کو شریعت مقدسہ کی پابندی اور اسوۂ حسینؓ کی پیروی کی توفیق عطا فرما اور ہمیں دین و دنیا میں کامیاب و فائز المرام کر آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خطبہ ہفتہ سوئم ماہ محرم الحرام

مسلمانوں کا دنیا سے نرالا فتح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَزَلْ عَالِمًا قَدِيْرًا حَيًّا قَيُّوْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاُكَبِّرُهٗ تَكْبِيْرًا ۝ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّى

اللہ علی سیدنا محمد الذی ارسلنہ الی الناس کافۃ بشیرا و نذیرا و علی الہ و صحبہ و سلم تسلیما
شرفائے ملت! حمد و ثنا بیان کرتا ہوں اس ذات واحد و یکتا کی جو اپنی ذات و صفات میں ایک اور لاشریک ہے جو مظلومیوں اور محکوموں کے درد کی بپتا سننے والا اور مجیب الدعوات قادر ہے زندہ ہے، قائم رہنے والا ہے اور سننے دیکھنے والا ہے جس نے مسلمانوں کو ایمان ایقان عزم و استقلال۔ صبر و رضا۔ بے خوفی اطمینان قلب کی لازوال دولتوں سے مالا مال کیا اور ان کو لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون کا حکم دیکر ایسی ہمت بڑھائی کہ وہ دنیا سے منہ موڑ کر اور دنیا کے طاقتور انسانوں سے بے پرواہ ہو کر شیر ببر کے دہن اور قلوب و ارواح پر حکومت کرنے والے بادشاہ کون و مکان کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر عاشقان مومن اور شہیدان وفا کا طرز عمل و قابل تقلید نمونہ چھوڑ گئے۔
اور درود و سلام افضل البشر خیر الناس نبی برحق رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے اپنے امتیوں میں وہ جوش عمل اور ولولۂ عزیمت پیدا کیا جس نے انھیں ممتاز و سرفراز کیا اور دارین کی سعادتوں کی راہیں دیں۔
برادران اسلام! آج کے خطبہ کا مقصد مسلمانوں کو یہ بتلانا ہے کہ میدان کربلا میں حق و باطل کی معرکہ آرائی اور فاطمیوں و یزیدیوں کی باہم آویزی کا انجام کیا ہوا سو بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ یزیدی تلواریں ہی کامیاب ہوئیں مگر ایسا نہیں ہوا حسینی فوج ہی معنوی حیثیت سے کامیاب و سرفراز ہوئی۔ مگر فاطمیوں کی یہ فتح ظاہر بینوں کو نظر نہیں آسکتی کور باطن اور الفاظ پرست اشخاص صرف کسی واقعہ کی ظاہری حیثیت پر نظر رکھتے ہیں مگر حقیقت پرست لوگ ہر واقعہ کی معنوی حیثیت کو دیکھتے ہیں اور اس کے انجام کو معلوم کرتے ہیں دنیا معنی سے زیادہ لفظ کی اور روح سے زیادہ جسم کی پرستار ہے، وہ پھل ڈھونڈھتی ہے مگر تخم کی جستجو نہیں کرتی عاقل وہ ہی زندہ و مردہ قوم ہے جو تاریخی واقعات عظیم کی بنیادوں پر نگاہ رکھے یہ رکھو اور دیکھو یہ اس دار عمل دنیا میں ہر چیز کی تخلیق و تکمیل کے کچھ مدارج ہیں کسی چیز کے حاصل ہونے اور انسانی جد و جہد کا کامیاب ہونے کے لئے کچھ قوانین ہیں اور وہ یہ کہ سعی و عمل کی کوششیں کچھ دیر بعد بارآور ہوا کرتی ہیں دیکھئے ایک زمیندار ایک بیج زمین کے حوالہ کر دیتا ہے وہ بیج اسی وقت بارآور نہیں ہوتا بلکہ سورج اپنی گرمی پہنچاتا ہے بادل اپنے ذخیروں کا منہ کھولتا ہے زمین اس تخم کی پرورش کے لئے اپنی آغوش تربیت کھولدیتی

ہے اور پھر وہ زمین میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے اور اندر ہی اندر پھلنے اور بڑھنے لگتا ہے۔ وہ اگرچہ اس وقت ایک چھوٹا سا بیج ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی ہستی مٹا ڈالی مگر ایک عظیم اور تناور درخت ساری ٹہنیاں اور پھل پھول اپنے اندر لیے ہوئے ہوتا ہے اور نیستی سے ہستی لیکر برآمد ہوتا ہے۔ غرض تخم اپنی تخلیق و تکمیل میں اتنے مدارج طے کرتا ہے اور اتنا وقت لیتا ہے۔ یہی حال انسانی جدوجہد اور عالی کاوشوں کا ہے۔ سو اس طرح شہیدان کے سرتاج حضرت امام حسین علیہ السلام نے مصائب و شدائد اور جور و ظلم کی سنگلاخ زمین میں حق و صداقت اور حریت و آزادی کا تخم کاشت کر دیا تھا جو پھلا پھولا اور ہوا یعنی آج دنیا میں کروڑوں انسانوں کی گردنوں میں اہل بیت اطہار کا حلقہ ارادت و عقیدت پڑا ہوا ہے ہزاروں اور لاکھوں امام حسین کے جاں نثار غلام ہیں جو آپ کے نام پر اپنا جان و مال سب قربان کر دینے کو حصول سعادت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور جس شریعت حقہ کی حمایت و حفاظت میں آپ اٹھے تھے اس کے سامنے تمام دنیا کے عقلا اور فلاسفر سرنگوں ہیں اور مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب نور کر رہے ہیں۔ مگر یزید کا نام لیوا آج ایک بھی دنیا میں موجود نہیں اس کا سیاہ نام لعنت و ملامت کے انبار میں دبا ہوا ہے حتیٰ کہ آج دمشق کی دیواریں جو اس کی پر جلال جبروت اور عظمت و حشمت کی صداؤں سے گونجا کرتی تھیں وہ اس پر آج مرثیہ خوانی کر رہی ہیں اور سراپا عبرت بنی کھڑی ہیں بتلائیے کہ کیا یہ اہل بیت کی وہ عظیم الشان فتح نہیں جس کے سامنے تمام طاقت حشمت والی فتحیں ہیچ ہیں۔

جس اکائی کو مٹایا ہو گئی ہفتاد و ہشت — جو گلی لونڈی گئی بنکر رہی سینے کا کشت
اس ندا کی عرش تک پہنچی صدائے باز گشت — رو دکنے پر جس کے آمادہ ہوئے دیوار و دشت

اک زبان ہے منہ کے اندر اور کتنے دانت ہیں
حق سے ٹکر کھائے کس کے منہ میں اتنے دانت ہیں

معشر المسلمین! میدان کربلا میں حسینی فوج کی جنگ قتال کی حیثیت سے نہیں بلکہ صبر و استقامت اور سب سے بڑی عمل کی حیثیت سے ہوئی بیشک یزیدی تلوار نے اپنی غیر مسخر طاقت کا دنیا میں اس وقت اعلان کر دیا تھا مگر وہ ہاتھ جو ان تلواروں کے قبضہ پر جمے ہوئے تھے ان کو قتل اور زندہ اجل ہوتے ہوئے بھی دنیا نے بہت ہی جلد دیکھ لیا۔ یزیدیوں کی فتح جسم کی فتح تھی مگر فاطمیوں کی فتح روح و عمل کی تھی وہ تخم شہادت جو حضرت امام ہمام نے کربلا

کی زمین میں کاشت کیا تھا وہ ایسا عظیم الشان اور تناور ہوا کہ اس کی شاخیں آج آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ آئیے اب میں آپ کو اس نرالی فتح کا معیار بتلاؤں۔

دنیا کی قومیں اس فتح کو فتح سمجھتی ہیں جو تسخیر ممالک اور کمزوروں و درماندگوں کے گلے میں حلقۂ غلامی ڈال دینے پر فتح ہو یعنی وہ میدان جنگ و قتال میں اپنی طاقت و حشمت اور قہر و استبداد سے مخالف طاقتوں پر غالب آجانے کو فتح سمجھتی ہے۔ مگر اسلامی تعمیل اور پیروان اسلام کے نزدیک فتح وہ ہے جو میدان جدال و قتال میں نہیں بلکہ صبر و استقامت کے میدان میں حاصل ہو حسینی کارنامہ کے مطابق فتح کا معیار زمین استبداد میں حق و صداقت کا تخم کاشت کر دینا اور حریت و آزادی کا علم گاڑ دینا ہے خواہ یہ عمل کرنے والے خود فنا ہو جائیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہترین جہاد یہ ہے کہ کسی جابر مستبد حکمران کے سامنے سچائی کا اظہار کیا جائے۔ مختصر یہ کہ مسلمانوں کی کامیابی اور فتح کا معیار بغیر انجام سوچے سمجھے حق و صداقت کا اظہار کر دینا ہے خواہ ظاہری نتیجہ کسی کے حق میں ہو چونکہ فرزندان توحید اپنے دامن روایات میں ایسے ایسے تابناک جواہر ریزے اور کامیاب و ترقی خیز اصول رکھتے تھے اس لئے وہ ہمیشہ ہر میدان میں فتح حاصل کرتے رہے دنیا کی قہرمان طاقتوں اور حکومتوں سے مرعوب و مقہور نہیں ہوئے اور ہمیشہ خدا کے دین کے لئے اپنی جانیں ہنس ہنس کر فدا کیں۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے — پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے — تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے تو ہم چھاؤں میں تلواروں کی

یَا اَیُّھَا الْاِخْوَان ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈریں۔ سچی بات بے دھڑک ظالموں اور جابروں کے سامنے کہدیں اور مصائب و شدائد میں راہ حق سے منہ نہ موڑیں اور صرف خدا ہی پر توکل اور بھروسہ کریں اگر ہمارے اندر جوش حق اور ولولۂ عزیمت میں حسینی جذبہ پیدا ہو جائے تو آج ہی ہماری کایا پلٹ ہو جائے اور یہ مسلمانوں کی تیرہ بختی اور تنزل و تسفل کا رونا دھونا جاتا رہے کیونکہ رونے دھونے اور قوم کو ان کی داستان تنزل سنا دینے سے بھی کوئی قوم زندہ نہیں ہو سکتی بلکہ قومیں تو احساس عمل سے ہی زندہ اور

کامیاب ہوتی ہیں۔ پس جو لوگ آپ کو بے عملی اور خوف و دہشت کی تعلیم دیں۔ کثرت سے ڈرائیں بھیک مانگنا سکھائیں۔ خدا پر توکل اور اپنی قوت پر اعتماد کرنے کی بجائے غیروں کے سہارے جینا سکھائیں اور قید و بند یاں اور کسی قسم کی سختیوں سے ڈرائیں ان کو کہہ دینا چاہیئے ہے

قید بھی دنیا میں کوئی شی ہے افسانہ خواں | حق پرستوں کے لئے دوزخ بھی ہو جنت نشاں
تازیانہ طوق زنجیر آگ زندان برچھیاں | ان میں ہر اک چیز بنجاتی ہو شہرت کی زباں

رحمت باری کا ہوتا ہو نزول اس راہ میں
شعلہ ہائے تند بن جاتے ہیں پھول اس راہ میں

بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝ أَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

خطبہ ثانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْأَعْلٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ كَمَا يُجْزٰى۔ اَمَّا بَعْدُ۔ برادران اسلام درود وسلام بھیجو اس نبی برحق رسول اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے ہمارے دینی و دنیوی معاملات میں ہماری صحیح رہنمائی فرمائی۔ تفکر و تدبر کی ہدایت فرمائی اور اعتماد علی اللہ و خشیۃ اللہ کی ایسی کامل تعلیم دی کہ اپنے امتیوں کو ہر قسم کی کمزوری و بزدلی سے بچا لیا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلعم کی آل ازواج مطہرات خلفائے اربعہ عشرہ مبشرہ اور جملہ اصحاب پر خصوصاً حضرت سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو دینی و مذہبی پیشوا ہونے کے ساتھ ملکی و دنیاوی معاملات سے بخوبی واقف تھے اسلامی تہذیب و تمدن کو اعلیٰ بنیادوں پر قائم کرنے والے اور خودداری کا درس دینے والے تھے بین الاقوامی معاملات کے پورے ماہر تھے۔ دشمنان اسلام کی چالوں کو ناکام رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت ان کے شامل حال تھی۔ اور وہ دارین کی نعمتوں سے سرفراز تھے۔

اور درود و سلام بھیجو سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین

علیہ السلام پر جو جنت کے سردار اور روح اسلام تھے جنھوں نے اس وقت کی سیاست میں حصہ لے کر ہمارے لئے راہ ہدایت و کامیابی کھول دی۔ اگر وہ ہماری طرح سیاسیات سے کنارہ کش رہتے اور محض یاد الٰہی، تسبیح و مصلے اور بیعت پر اکتفا کئے رہتے تو اسلام کو وہ مذہبی اور سیاسی مرتبہ اور بزرگی حاصل نہ ہوتی جو آپ کے بعد ہوئی۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام و ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت زینب وغیرہ رضی اللہ عنہن پر جو وقت کے مہمات مسائل اور سیاسیات میں مخصوص حصہ لیتی تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کے محترم چچاؤں سید الشہدا، حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر جنہوں نے اسلامی سیاسیات میں پورا پورا حصہ لیا اسلام اور مسلمانوں کو پورا پورا فائدہ پہنچایا اور دشمنان اسلام کو سرنگوں اور ناکام کیا۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اور بزرگان دین پر جو ہمارے سیاسی رہنما بھی تھے اور دینی پیشوا بھی۔

اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما شاہان و تاجداران اسلام۔ فاتحین اسلام اور امرائے ملت پر اور اپنی توفیق و نصرت ان کے شامل حال کر اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی خودداری کو قائم رکھ اپنی قوت پر بھروسہ کرنے، ملکی معاملات سمجھنے سیاسیات میں حصہ لینے اور دشمنوں کی چالوں سے واقف ہونے کی صلاحیت عطا فرما۔ آمین۔ یا الٰہ العالمین۔

أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَوْلٰى وَأَهَمُّ وَأَكْبَرُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ہفتہ چہارم ماہ محرم الحرام

ہر اسلامی سال ماہ محرم سے شروع ہوتا ہے

اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَنعَمَ وَعَلَّمَ مَا لَم یَعلَم وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَیرِ مَن نَطَقَ بِالصَّوَابِ وَاَفضَلِ مَن اُوتِیَ الحِکمَۃَ وَفَصلَ الخِطَابِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الاَطہَارِ وَصَحَابَتِہٖ الاَخیَارِ اَمَّا بَعدُ مخلص مسلمین! تمام حمد و ثنا اور تعریف و توصیف کا سزاوار وہی ذات واحد ہے جس نے گمشتگان بادیۂ ضلالت کی ہدایت و رہنمائی کے لئے علم و حکمت کے خزانہ قرآن کریم کو نازل کیا اور پیروان اسلام کو وہ فہم و عقل عطا فرمایا جس سے ان کا پلہ کل عالم پر بھاری ہو گیا۔ اور درود و سلام بھیجو حبیب خدا اشرف انبیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل اور تصدق سے اللہ پاک نے ہمیں بہترین امت کا خطاب عطا فرمایا۔

معشر خیر الامم! آج کے خطبہ کا مقصد تذکار محرم کا چوتھا پہلو یعنی یہ کہ اسلامی سال ماہ محرم سے کیوں شروع ہوتا ہے اس آغاز کا راز ظاہر کرنا ہے اور قومی سنہ کی ضرورت و اہمیت جتلانی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ پچھلا ہجری سال ماہ ذی الحجہ پر ختم ہوتا ہے اور ماہ محرم سے نیا سال ہوتا ہے مگر اس آغاز و اختتام میں جو تاریخ کے عظیم اور انقلاب انگیز واقعہ کی یاد پوشیدہ ہے اور جس کی یاد آوری میں ہمارے لئے ایک بہت بڑی عبرت و نصیحت پنہاں ہے اس سے مسلمان عموماً ناواقف ہیں۔ اور یہ چیز ہمارے غور و فکر اور یادداشت سے دور ہے۔

پہلی بات جو قابل فہم اور سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس آغاز و اختتام سے ہمیں ہر سال قربانی کا سبق ملتا ہے کیونکہ ماہ ذی الحجہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے۔ اسی طرح ماہ محرم حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ کی یادگار ہے۔ اسلام نے اپنے پیروؤں میں قربانی کی اسپرٹ پیدا کرنے کا یہ ایسا

زبردست اہتمام کیا ہے جس کو مسلمان کسی حالت میں بھی نہیں بھلا سکتے۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ وہ اسلامی سال کے آغاز و اختتام کی حکمت آموزیوں اور عبرت پذیریوں سے آنکھیں بند کرلیں اور ہر عظمت و نصیحت کی بات کو ایک رسمی چیز اور لہو ولعب کا ذریعہ بنالیں۔

پیرادران اسلام نیا اسلامی سال پہلی محرم سے شروع ہوتا ہے اور اس کی بنیاد واقعہ ہجرت پر رکھی گئی ہے جب پہلی محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے تو وہ حوادث و وقائع اسلامیہ سے عظیم الشان واقعہ ہجرت کی یاد تازہ کرتا ہے جس میں تاریخ اسلام کی تمام آنے والی فتحمندیاں اور کامرانیاں مضمر تھیں۔ واقعۂ ہجرت کی ظاہری حیثیت تو صرف اتنی ہی نظر آتی ہے کہ جب لات و عزیٰ کے پجاری توحید پرستوں اور حق کے نام لیواؤں کو مٹانے پر تل گئے اور الحاد اپنے تمام اسباب سرکشی سے مسلح ہو کر راستی کو فنا کر دینے پر آمادہ ہو گئے تو بحکم خداوندی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ میں آگئے۔ لیکن اس کی باطنی حقیقت ہمیں بہت کچھ سبق دیتی ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

قصہ گویاں حق ز ما پوشیدہ اند　　　معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند

ہجرت آئین حیات مسلم است　　　ایں ز اسباب ثبات مسلم است

یعنی قصہ گویوں نے ہم سے حق بات پوشیدہ ہی رکھی اور ہجرت کے معنی غلط سمجھے ہجرت تو حیات مسلم کا آئین ہے اور عزم ثبات کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ:-

"یہ دنیا کی تمام قومی یادگاروں کی طرح قوت کی کامرانیوں کی یادگار نہیں ہے بلکہ کمزوروں کی فتحمندیوں کی یادگار ہے۔ یہ اسباب و وسائل کی فراوانیوں کی یادگار نہیں ہے بلکہ بے سرو سامانیوں کی کامیابیوں کی یادگار ہے۔ یہ طاقت و حکومت کے جاہ و جلال کی یادگار نہیں ہے بلکہ محکومی و بیچارگی کے ثبات و استقلال کی یادگار ہے۔ یہ فتح مکہ کی یادگار نہیں ہے جس کو دس ہزار تلواروں کی چمک نے فتح کیا تھا بلکہ یہ فتح مدینہ کی یادگار ہے جسے تلواروں کی چمک نے نہیں بلکہ ایک آوارہ غریب اور بے سرو سامان انسان کی طرح ہجرت" نے فتح کیا تھا۔ تم نے بدر کی جنگی فتح اور مکہ کے مسلح داخلہ کی شان و شوکت

ہمیشہ یاد رکھی۔ لیکن تم نے مدینہ کی بے ہتھیار کی فتح فراموش کر دی حالانکہ تاریخ اسلام کی ساری آنے والی فتحمندیاں اسی اولین فتح میں بیج کی طرح پوشیدہ تھیں۔

برادران ملت قومی زندگی کے لئے ایک اہم چیز علیحدہ سنہ اور تاریخ بھی ہے جو قومیں اپنا سنہ نہیں رکھتیں وہ گویا اپنی بنیادی زندگی کی اینٹ نہیں رکھتیں قومی سنہ اس کی پیدائش اور عروج کمال کی تاریخ ہوتا ہے جس سے آئندہ ترمیمات اور دینی اصلاح کا موقعہ ملتا ہے۔ چنانچہ اس ضرورت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق کے عہد میں سنہ ہجری کا تقرر عمل میں آیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم و تربیت نے صحابہ کے دل و دماغ میں قومی شرف و خودداری کی وہ ترقی خیز روح پھونکی تھی جو مہذب و متمدن دنیا کے لئے چراغ راہ نمائی کا کام دے رہی ہے۔

علیحدہ سنہ کی عہد فاروقی میں اس لئے ضرورت پیش آئی کہ اسلامی فتوحات کی وسعت اور دفاتر حکومت کے قیام کے حساب و کتاب کے معاملات وسیع ہوتے جا رہے تھے۔ سرکاری طور پر ایک علیحدہ سنہ مقرر کیا گیا۔ قومی سنہ کے تقرر میں ایک بات ہمارے لئے قابل غور یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ اور صحابہؓ نے ممالک مفتوحہ کے لئے ایرانی اور رومی زبانیں دفاتر کے لئے منظور کر لیں تھیں اور دفاتر کی تقسیم۔ اراضی پیمائش و تشخیص تقسیم خراج۔ تحصول کے تعین۔ خزانہ کے قیام۔ اور حساب و کتاب کے اصول و قواعد وغیرہ معاملات میں ایرانیوں اور مستفسرین سے صلاح و مشورہ کر لیا تھا تو اس وقت کی متمدن اقوام کے سنین رائج میں سے کوئی سنہ کیوں نہ اختیار کیا گیا۔ اس احتیاط کی علت کیا تھی بجز اس کے اگر حضرت عمرؓ اور صحابہؓ غیر قوموں کی تقلید میں ان کا سنہ ہی اختیار کر لیتے تو ایسا تھا کہ امت مسلمہ کی ایک بنیادی اینٹ ہی کھو دیتے۔ اپنی زندگی و ترقی کی بنیادوں کو غیر قوموں کی اساسی بنیادوں پر استوار کرتے اور مسلمانوں کی دماغی حیثیت اور شعور ارتقا کا موقع ہی نہ رہتا۔

حضرات! صحابائے کرام کے اس طرز عمل میں یعنی سیاسی و ملکی معاملات میں ایرانیوں رومیوں کا اور مصر کے تتبع اور قومی سنہ کے تقرر میں اجتناب کرنے میں ہمارے لئے یہ

سبق مضمر ہے کہ ہمیں قومی اصلاح و انقلاب میں اخذ و ترک یعنی اچھی چیزیں لینے اور
بری چیزیں چھوڑنے کے اصول پر ہر وقت کاربند رہنا چاہیئے محض قومی تعصب اور تنگ دلی
کی بنا پر غیر قوموں کی اچھی اور کارآمد باتوں سے اجتناب نہیں کرنا چاہیئے مگر دوسری قوموں
کے علمی و تمدنی اصول معلوم کرنے چاہئیں اور ان سے استفادہ حاصل کرنا چاہیئے مگر دوسری قوموں
کی اچھی اور کارآمد باتیں وہی قبول کرنی چاہئیں جن سے ہمارے تمدن و معاشرت کو کوئی نقصان
نہ پہنچے اور ہمارے جذبۂ خودداری اور قومی شرف کو بٹہ نہ لگے مثلاً آج مغربی علا کے تمدن و معاشرت
سے استفادہ حاصل کرنیکا محض اتنا مطلب سمجھا گیا ہے کہ کوٹ پتلون پہنکر انگریز بنجائیں لیکن جو
باتیں اور جو اعلیٰ اصول انگریزوں میں ہیں اور جو بہت حد تک اسلامی تعلیمات کے زیر اثر ہیں ان پر مطلق
نظر نہیں سو ایسے لوگ جہاں خود فراموش اور ذلیل و حقیر ہیں وہاں اسلامی تہذیب و تمدن کے
دشمن بھی ہیں اور خود اپنی قوم کی اساسی بنیادوں پر کلہاڑا چلا رہے ہیں. کاش ہماری زندگی اسوۂ
نبی کے مطابق ہوتی صحابۂ کرام کے دل و دماغ کی روشنی پائی ہوتی اور ہمارے اندر قومی شرف و حمیت
کی روح ہوتی تو ہم یثرب کی نوری روشنی کو چھوڑ کر یورپ کے آتشدانوں سے نکلی ہوئی تاریک روشنی
پر فریفتہ اور لٹو نہ ہوتے غضب تو یہی ہوا کہ ہم قرون ثلثہ کے فہم و عمل سے دور ہوتے چلے گئے اور آج
انگریزی فیشن اختیار کرکے میمونی خصلت کا اظہار کر رہے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
خذ ما صفا و دع ما کدر یعنی اچھی چیز لے لو اور بری چیز چھوڑ دو نیز فرمایا حکمت مومن کی گم
شدہ دولت ہے جہاں ملے لے لو ان ارشادات عالیہ کی تعمیل میں ہمیں چاہیئے تھا کہ ہم دنیا
کے علمی و تمدنی ذخیرہ کو خواہ وہ کسی قوم اور ملک سے متعلق ہوتا اپنا قومی ورثہ سمجھتے. مگر ہماری حالت
یہ ہے کہ یا تو یورپ کی اندھا دھند تقلید کرکے پورے انگریز بنیں گے یا کوٹ پتلون پہننے والے
کو کافر بنا کر تعصب تنگ دلی اور جمود و تعطل کا ثبوت دیں گے. ہم ہر معاملہ میں افراط و تفریط کا
پہلو اختیار کر لیتے ہیں. بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ ہمارے بعض افراد نے اگر یورپ کی تقلید بھی کی
تو لباس اور صورت میں مگر جو اصل چیز حکمت و دانائی تھی اور جو حاصل کرنی تھی اسکی ہوا تک نہ
لگی جس کے معنی یہ ہیں کہ غیر قوموں کی اندھا دھند تقلید کرنے والے صرف نمود و نمائش پر مٹنا
اپنی قوم کی اساسی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا اور محض باتیں بنانا جانتے ہیں ان کو علمی اور اصلی
چیزوں سے دور کا تعلق نہیں. خلاصہ یہ کہ صحابۂ کرام کے فہم و عمل کی روشنی میں ہمیں یہ چاہیئے کہ
غیر قوموں کی حکمت و دانائی اور مفید چیزوں کو اختیار کریں اور ہرگز ہرگز قومی تعصب کا ثبوت

دیں بشرطیکہ ان سے ہماری خودداری کو بٹہ نہ لگے اور اپنے تمدن و تہذیب کو کوئی نقصان نہ پہنچے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اِنَّ اللہَ تعالیٰ جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ھُوَ الَّذِیْ اَثْنٰی عَلٰی نَفْسِہٖ وَحَمِدَ ذَاتَہٗ بِذَاتِہٖ ط فَھُوَ الْحَامِدُ وَالْمَحْمُوْدُ ۝ وَمَا سِوَاہُ قَاصِرٌ عَنِ الْحَمْدِ الْمَقْصُوْدِ ۝ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اما بعد

برادران اسلام درود و سلام بھیجو نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلعم پر جن کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا اور جس نے ہمارے ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح کی اور ہماری زندگی عمل کی بنیاد بلند ترین جذبات و تخیلات پر رکھی اور درود و سلام بھیجو آپ کے خلفائے راشدین خصوصاً حضرت صدیق حضرت فاروق حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر آپ کی ازواج مطہرات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا وغیرہ پر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن علیہ السلام پر۔ اور حضرت کے چچاؤں۔ حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ پر عشرہ مبشرہ اور بقیہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جن کے فکر و عمل کی روشنی اور جن کے کارنامۂ حیات ہمیں ہر قسم کی گمراہی اور غلط کاریوں سے بچا کر فوز و کامرانی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہل بیت و ائمہ اربعہ۔ مشائخ عظام۔ علمائے کرام اور اولیائے ذوی الاحترام پر جن کی علمی و عملی کاوشیں اور دین حقہ کی اشاعت و حفاظت کی کوششیں اسلامی روایات میں چار چاند لگائے ہوئے ہیں اور ہماری ترقی و اصلاح کا بے نظیر سرمایہ ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو امراء و سلاطین ماضیہ پر جن کے رعب و داب اور قوت

واقتدار نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو ہر حال میں قائم و برقرار رکھا۔ اے اللہ انہی مدد و رحمت اور نصرت نازل فرما موجودہ فاتحین و سلاطین امرائے اسلام اور ارباب قوت واقتدار کی اور ان کو ترقی و اقبال کی طرف لیجا۔

اے رب العزت! تمام دنیا کے مسلمانوں کو اسلام کی اصلی روح اور حقیقت سمجھنے اور صحابہ کرام کے ذہن و فکر کے اتباع کی توفیق دے اور ان کو اعدائے اسلام کے شر اور غلبہ سے نجات دے۔ آمین یا رب العالمین۔

اَللّٰھُمَّ اکْثِرْ اِخْوَانَنَا فِی الدِّیْنِ اِنَّکَ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ؕ عِبَادَ اللّٰہِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ ہفتہ اوّل ماہ صفر المظفر

ضرورتِ مذہب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَعَالٰی عَنِ التَّعَدُّدِ ذَاتُہُ الْاَحَدِیَّۃُ الصَّمَدِیَّۃُ وَتَقَدَّسَتْ عَنِ التَّبَدُّدِ صِفَاتُہُ الْاَزَلِیَّۃُ الْاَبَدِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ اَرْسَلَہُ بِدَلَائِلَ وَّحُجَجٍ وَّاَنْزَلَ عَلَیْہِ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ وَّعَلٰی اٰلِہِ الْاَطْھَارِ وَخُلَفَائِہِ اَخْتَانِ بِنْتِہِمْ وَالْاَظْھَارِ وَعَلٰی سَائِرِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ؕ

معشر المسلمین! تمام تعریفوں اور صفتوں کی سزاوار وہی ذات احدیت ہے جو تمام عیوب و نقائص سے پاک اور اپنی ذات و صفات میں ازلی اور ابدی ہے اور جس نے گمراہ انسانوں کی تعلیم و تکمیل کے لئے فخر کائنات علیہ الف الف تحیات کو

دلائل و نتیجہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر قرآن کریم کو نازل کیا جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں بلکہ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے پس درود و سلام ہو افضل الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز ان کی آل اطہار پر ان کے خلفاء اور صحابہ کرام پر نیز تمام مہاجرین و انصار پر۔

برادران ذوالاحترام! آج کے خطبہ میں مذہب کی ضرورت اور انسان کی پیدائش کی غرض و غایت ذہن نشین کرانا مقصود ہے تاکہ ہم اپنے مقصد حیات کی فوقیت واہمیت معلوم کر کے منشاء خداوندی کو پورا کریں اور خلافت الٰہی کے جائز وارث بن کر دنیا کے رہبر اور ہادی بنیں۔

قبل اس کے کہ میں اس آیت مقدس کا مفہوم اور مفاد پیش کروں پہلے چند باتیں بطور تمہید کے بتا دینا ضروری ہیں تاکہ آیت مبارکہ کا حقیقی مفہوم واضح طور پر ذہن نشین ہو جائے اور اس کی عظمت شان ظاہر ہو۔

صاحبان! اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے مذہب کو علیحدہ رکھ کر غور کریں تو دو باتوں کا ہمیں پورے طور پر یقین اور علم ہے۔ ایک تو یہ کہ "ہم ہیں" اور دوسرا یہ کہ ہمارے ارد گرد کچھ چیزیں ہیں جن کو دنیا کہا جاتا ہے۔ دنیا کی چیزوں کے متعلق تو ہمیں علم ہے اور یقین بھی ہے کہ قدرت کاملہ نے جو ہمارے ارد گرد مادہ کا عظیم الشان انبار لگا دیا ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے لئے ہیں۔ فضائے آسمانی کی تمام کائنات یعنی آفتاب مہتاب اور ان کی گیس بادل ہوا اور تمام سیارات ہمارے ہی منافع کے لئے اپنی قوتوں اور تاثیروں کے ساتھ موجود ہیں ان کے باطنی قوی اور مخفی طاقتیں ہماری اعانت پر کمربستہ ہیں۔ زمین۔ پہاڑ۔ دریا شہر اور صحرا اور تمام حیوانات ہمارے ہی مفاد کے لئے مخلوق ہوئے ہیں۔ غرض کائنات کا ہر ذرہ اور عالم کی ہر چیز ہماری مدد و معاونت میں مصروف ہے اور ہمارے لئے مفتوح و مسخر ہے اور یہ یقین ہمیں اس طرح ہوا کہ ہم دنیا کی جس چیز کو چاہتے ہیں اپنے صرف میں لے آتے ہیں کسی کو مجال انکار نہیں۔ ہوا بادل آفتاب اور اس کی گیس کے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ ان کی مدد اور تاثیر سے ہماری کھیتیاں پکتی ہیں جب تک انسان کا علم ناقص اور ادھورا تھا اسے صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ آسمان اور زمین کی صرف چند چیزیں ہی انسانی ضرورت میں ممد و معاون ہوتی ہیں۔ باقی کائنات کا سلسلہ اس کی دسترس سے باہر تھا اور اس کی عقل حقائق اشیاء سے بےخبر تھی مگر جوں جوں انسانی عقل و فہم اور ادراک کا شعور بڑھتا گیا

معلومات کا میدان وسیع ہوتا گیا اور کائنات عالم کی مختلف و متفرق چیزوں کو اپنی عقل سے ترتیب دیتا گیا۔ اسے معلوم ہوتا گیا کہ واقعی اس عالم کی ہر ایک چیز میرے ہی لئے ہے اور اشیاء عالم کو اپنے مصرف میں لاتا گیا۔

غرض یہ کہ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں ہمارے لئے ہیں اور ذرہ ذرہ کا کوئی نہ کوئی مصرف ضرور ہے خالق کائنات نے بیکار کوئی چیز بھی نہیں بنائی مگر اب یہ معلوم کرنا ہے کہ انسان کو کس نے بنایا۔ خود انسان کی پیدائش کی کیا غرض ہے اس کا مصرف کیا ہے اور اس کو اشرف المخلوقات کا سرٹیفکیٹ کیوں عطا ہوا؟ سو یہ تو محال ہے کہ ہم خود موجود ہو گئے ہوں اور ہمارا کوئی خالق نہ ہو۔ کیونکہ اول تو یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی چیز بغیر بنانے والے کے بن جائے۔ دوسرے ہمیں اپنی کسی چیز پر کوئی اختیار نہیں نہ ہم اپنی مرضی سے دنیا میں آتے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ لہذا ایسا لغو دعویٰ تو کسی نے کیا نہ کر سکتا ہے پس ہمارا خالق کوئی ضرور ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا ہمیں اس دنیا نے بنایا ہے؟ کیونکہ تیسری تو کوئی چیز ہی نہیں ایسا ہونا بھی محال ہے۔ کیونکہ ان بے جان اور بے عقل چیزوں نے ہم جانداروں اور عاقلوں کو بنایا ہو۔ یہ بھی خلاف عقل ہے۔ غرض نہ ہمیں دنیا نے بنایا اور نہ ہم خود بنے پس لازمی طور پر کسی تیسری ہستی کو ماننا پڑے گا جس نے ہمیں پیدا کیا اور اسی کو مذہب والے خدا کہتے ہیں اور لامذہب خواہ اس کا نام نیچر دھر لیں اور یا مادہ۔ بہر حال خالق کی ہستی سے انکار ان کو کسی صورت سے بھی نہیں ہو سکتا یہاں سے ثابت ہوا کہ خدا کی ہستی سے انکار کرنے والے دنیا سے معدوم ہیں۔ البتہ خدا کے نام اور خدا کی یکتائی سے انکار کرنے والے لاکھوں اور کروڑوں ہیں جیسے خدا کی ہستی سے انکار کرنے والے دنیا میں نہیں اسی طرح خدا کو صحیح معنوں میں جاننے اور ماننے والے بھی بہت کم ہیں۔

برادران ملت! جب خالق کائنات کا وجود ثابت ہو گیا تو اب یہ امر باقی رہا کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے تو یہ مقصد ہم خود تو معین نہیں کر سکتے جس نے ہمیں پیدا کیا وہی ہماری زندگی کا مقصد بھی معین کر سکتا ہے۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ وہ مقصد کیا ہے؟ قرآن کریم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے عقلا بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب دنیا ہمارے لئے ہے تو ہم اور عالم خدا کے لئے

ہوں گے اور خدا کے لئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کی عبادت بجالائیں۔ غرض انسان کی خلقت کا غرض و غایت ہے جس کی تصریح قرآن کریم نے "حسن عمل" سے کی ہے نیز انسان اشرف المخلوقات اس لئے کہلاتا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد بمقابلہ دیگر مخلوقات کے اشرف اور برتر ہے پس انسان کی انسانیت اور اس کے شرف و کمال کا اقتضا بھی یہی ہے کہ وہ عبدیت کے دائرہ میں رہے اس کی یاد اور فرمان برداری سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے انسان اسی مقدس اور برتر ہستی کا نام ہے اور حقیقی انسان اسی ذات ستودہ صفات کو کہا جا سکتا ہے جو چراغ عقل کی روشنی میں نیک و بد میں امتیاز کرے بدی کی راہوں سے بچے اور نیکی اور بھلائی کے راستوں پر چلے اپنی ذات کو کما حقہ پہچانے اور اپنے معبود حقیقی کے انعام و اکرام پر متصرف ہو عبد و معبود کے تعلق کو پہچانے منشائے تخلیق کو پورا کرے اور تقرب و رضائے الٰہی حاصل کرنے کی جستجو و تلاش کرے۔

پس معلوم ہوا کہ عبادت خداوندی اور رضائے الٰہی حاصل کرنا انسان کا سب سے بڑا شرف و کمال ہے مگر اس کی عبادت کا طریقہ اور یہ بات کہ وہ کن باتوں سے ناراض ہے اور کن باتوں سے راضی ہے کیسے معلوم ہو جب تک کہ وہ خود نہ بتلا دے لہذا جس راستہ پر چل کر خدا کی عبادت کے طریقے اور تقرب و رضا الٰہی کے وسائل معلوم ہوں اسی کو مذہب کہتے ہیں اب مذہب کی تعریف یہ ہوئی کہ مذہب وہ راستہ ہے جو انسانی قوائے فطریہ کو ایسی روش پر چلانے کی ہدایت کرتا ہے جس سے انسان اپنے وجود کے حقیقی منشار کو بدرجہ کمال حاصل کر سکے اس بیان سے مذہب کی ضرورت و اہمیت کما حقہ مبرہن اور واضح ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بنی نوع انسان کو مذہب کی کس قدر ضرورت ہے جیسے جسم بغیر روح کے بیکار اور بے جان ہے اسی طرح انسانیت بغیر مذہب و اخلاق کے بیکار اور بے جان ہے اور مذہب کے بغیر انسانیت اور سچی مدنیت ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔

محترم بزرگان ملت! مذہب کی ضرورت و اہمیت ثابت کرنے کا ایک اور طریقہ بھی ہے وہ یہ کہ پہلی انسان کو یہ احساس ہے اور وہ سمجھتا ہے ہم موجود ہیں دنیا موجود ہے ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ "ہم کچھ نہیں" اور ہم مکمل ہستی نہیں پس انسان کا یہ سمجھنا جاننا اور ماننا کہ ہم کچھ نہیں اور ہمارے اندر اس خواہش کا موجود ہونا کہ ہم سب کچھ ہو جائیں اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ہم غیر مکمل اور ناقص ہیں۔ لہذا تکمیل کے مکمل ہونے کو

مذہب پر چلنا کہتے ہیں۔ اور جس خدا نے ہمیں ادھورا اور نامکمل چھوڑا ہے۔ اس نے ہمیں پورا ہونے کی راہ بھی سمجھا دی ہے اور اسی راہ کو مذہب کہتے ہیں۔

حضرات! ان تمام تفاصیل سے نتیجہ کے طور پر ثابت ہوا کہ مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے اور مذہب کا مدار خدا پر ہے خدا کی ہستی کا اعتراف مانند تخم کے ہے جب اس کی آبیاری اور تربیت و پرورش آب نبوت سے ہوتی ہے تو وہ اپنے برگ و بار لاتا ہے پس ثابت ہوا کہ ہمارا مقدم فرض یہ ہے کہ ہم خدا کی معرفت اور تقرب حاصل کریں رضائے خداوندی کو ہر حال میں مدنظر رکھیں۔ اپنے آپ کو پوری طرح مذہب کا پابند بنائیں کیونکہ مذہب سے آزاد اور الگ ہو کر کسی قسم کی بھی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اخلاق کی گود اور مذہب کے سایہ میں ہی رہ کر ہم ہر قسم کی ترقیوں اور دینی اور دنیاوی برتریوں سے فائز المرام اور شاد کام ہو سکتے ہیں ورنہ قیامت تک بھی ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ ہی عزت کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ عبدیت کے دائرہ میں رہیں خدا کے احکام کی تعمیل میں مرمٹیں اور گمراہ دنیا کی ہدایت و رہبری کا حق ادا کریں وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا مَعَ الْاِيْمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلَى الْعِبَادَةِ وَالطَّاعَةِ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۞ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ. اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! درود و سلام بحضور رسول محترم نبی اکرم صاحب قاب قوسین او ادنی سید الوری احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے گمراہ دنیا کو خدائے واحد سے روشناس کرایا، بچھڑے ہوؤں کو خدا سے ملایا اور ان کے دلوں میں خدا کی معرفت و محبت

کا جذبہ بے پایاں بھر دیا۔ اور درود و سلام بھیج آنحضرتؐ کے آل و اصحابؓ پر خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان غنی رحضرت علی کرّم اللہ وجہہ۔ عشرہ مبشّرہ اور بقیہ تمام اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر۔ آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام۔ حضرت امام زین العابدین اور تمام اہلِ بیت پر۔ آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت زینب رضوان اللہ علیہن پر۔ جو سب کے سب عارف باللہ۔ عاشقِ خدا اور مذہب پر چلنے والے تھے۔ مذہب اسلام کے احکام و فرامین کی تعمیل کے لئے ہر وقت دل و جان سے مستعد رہتے تھے۔ اور جنھوں نے مذہب کی پیروی اور خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کی تعمیل سے ہی یہ بلند مرتبہ پایا کہ تمام دنیا کے مسلمان ان کے مبارک ناموں اور اس کی عزت و حرمت پر مٹے ہوئے ہیں۔

اور **درود و سلام** بھیج ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر۔ تمام فقہائے عظام و محدثین اسلام اور مفسرین کرام پر۔ تمام اولیائے عظام اور بزرگانِ دین خصوصاً حضرت سراج السالکین سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ سلطان الہند معین الدین چشتی حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ پر جن کی دینی خدمتوں علمی کاوشوں اور علمی کارناموں نے اسلام کو زیادہ روشن اور ہم پر واضح کر دیا۔

اے اللہ! رحمت و نصرت نازل فرما سلاطین اسلام پر اور ان کو شریعت عظمیٰ کی حمایت و حفاظت اور پیروی کی توفیق عطا فرما۔

بار الٰہا! تمام دنیا کے مسلمانوں کو دین حقہ اور شریعت غرا کی تعمیل و تکمیل کی توفیق دے اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام ہی پر موت دے ہماری دینی بے حسی اور غفلت شعاری کو دور فرما اور ہمیں صحیح معنوں میں مذہب پر چلنے والا بنا دے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ. وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی
إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوهُ
يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالَىٰ أَعْلَىٰ وَأَوْلَىٰ وَأَجَلُّ وَأَهَمُّ وَأَتَمُّ وَأَكْبَرُ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خطبہ ہفتۂ دوئم ماہ صفر

تصورِ الٰہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ نَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى إِحْسَانِهٖ وَأَفْضَالِهٖ
وَنُصَلِّيْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ ۝ أَمَّا بَعْدُ

برادرانِ اسلام! حمد و ثنا بیان کرو رب العالمین خدائے رحمٰن و رحیم کی جس کے فضل و احسان حد و شمار سے باہر ہیں اور جس کے انعام و اکرام لاتعداد ہیں اسی کی معرفت اور اس کی محبت ہی انسان کا پہلا اور اہم فرض ہے۔ اور اسی کے احکام و فرامین تعمیل و تعظیم کے قابل ہیں۔ اسی سے دل لگانا چاہیے اور اسی کی محبت میں مر جانا چاہیے اور درود و سلام بھیجو افضل الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل و اصحاب پر جنھوں نے ہمیں خدا سے ملایا۔ اس کا صحیح تصور کرایا اور عشق الٰہی کی لگن لگائی۔ ورنہ نہ معلوم ہم کس پتھر کے سامنے سربسجود ہوتے۔ کس خیالی تصور کی پرستش کرتے کس مندر کے پجاری بنتے اور کون سے گرجا گھر میں گھنٹہ بجاتے

برادرانِ ذوالاحترام! انسان کا پہلا فرض اور اس کی عقل و دانائی کا بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانے۔ جس نے خدا کو نہیں پہچانا اور حصول معرفت الٰہی کی کوشش نہیں کی اس کا پیدا ہونا عبث اور وہ حیوانوں سے بدتر مخلوق ہے۔

ہم مسلمان اس امر پر جس قدر بھی فخر و ناز کریں بجا ہے کہ سوائے مسلمانوں کے کسی نے بھی خدا کو نہیں پہچانا۔ اسلام کا نہ صرف ہم مسلمانوں پر بلکہ تمام دنیا پر سب

ہے بڑا احسان یہ ہے کہ اسلام نے آکر دنیا میں خدا کی ذات و صفات کو صحیح تصور کرایا
اگر اسلام دنیا میں نہ آتا تو تمام انسان خدا کے نام اور اس کی صفات سے جہل و اوہام
کی تاریکی میں مبتلا رہتے اور اپنے ذہن و دماغ کی صورتوں اور تصورات و تخیلات
کو ہی پوجتے رہتے۔

برادرانِ اسلام! خدا کی ہستی کا اعتراف ایک فطری جذبہ ہے۔ یعنی انسان
خدا کے ماننے پر طوعاً و کرہاً مجبور ہے حتیٰ کہ وہ لامذہب اور دہریئے بھی نظامِ عالم کو چلانے
والے صانعِ حقیقی سے انکار کر سکتے جن کو خدا کے نام اور مذہب سے چڑ اور ضد ہے کیونکہ
یہ عالم متحرک ہے یعنی اس کی تمام چیزوں کے اجزا بدلتے رہتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ
کوئی چیز بغیر محرک کے خود بخود حرکت نہیں کرتی۔ مثلاً اگر کوئی پتھر پڑا ہو تو وہ خود
بخود نہیں ہل سکتا۔ اگر کوئی ایسا اعتقاد کرے تو وہ اعلیٰ درجہ کا بیوقوف ہے سو اسی
طرح اس متحرک عالم کے لئے ایک محرک ضرورت لازمی ہے۔
اب یا تو یہ عالم کا سلسلہ کسی قائم بالذات پر جاکر ختم ہو جائیگا جو تمام اشیاء کا محرک مگر
خود متحرک نہ ہوگا اور یہی خدا ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔
یعنی تحقیق تیرے رب کی طرف ہی تمام چیزوں کی انتہا ہے اور اگر سلسلۂ کائنات کہیں
منتہی نہ مانا جائے اور کوئی علۃ العلل قرار نہ دیا جائے تو یہ سلسلہ غیر متناہی ہوگا اور یہ
تمام دنیا کے عقلاء کے نزدیک محال ہے۔ پس خدا کی ہستی کا اقرار ایک ایسا فطری جذبہ ہے
جس کے ماننے پر ہر شخص مجبور ہے۔ آپ کہیں گے کہ اگر ایسا ہے تو دہریئے کیوں خدا کے
منکر ہیں؟ مگر میں کہتا ہوں کہ علۃ العلل کے وجود اور سلسلۂ عالم کے کسی قائم بالذات
پر منتہی ہونے سے کسی انسان کو بھی انکار نہیں جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ البتہ اگر انکار ہے
تو صرف خدا کے نام سے ورنہ دہریئے مادہ کو قائم بالذات مانتے ہیں اور یہی خدا کی تعریف ہے
ہاں یہ ضرور فرق ہے کہ مؤمنوں کا خدا سمیع بصیر ہے اور دہریوں کا خدا اندھا بہرا اور گونگا

برادرانِ اسلام! خدا کی نسبت اسلام کی تعلیم یہ ہے اور ہمیں یہی اعتقاد رکھنا
چاہئے کہ ازل میں صرف خدا تعالیٰ تھا اور کوئی شے نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا
کیا اور ہر ایک شے کا اندازہ کیا جس کو مسئلہ تقدیر کہتے ہیں۔ اس کا ارادہ ازلی ہے
جو کچھ اس نے ارادہ کیا وہی ہوا۔ اول و آخر وہی ہے۔ حی و قیوم ہے۔ قدرت والا ہے

معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کر دینے پر قادر ہے۔ صاحب ارادہ ہے یعنی ہر چیز کو اپنے ارادہ سے پیدا کرنے والا ہے۔ وہ علیم ہے کوئی چیز اس کے علم سے خارج نہیں ہے۔ اسے ظاہری باطنی اور دلی ارادوں تک کا علم ہے۔ وہ سمیع ہے۔ ہر ایک کی آواز سنتا ہے۔ وہ متکلم ہے کلام کر سکتا ہے کہ اس کے ذریعہ منع کرتا ہے اور حکم دیتا ہے مگر جس طرح خدائے بے مثال کی ذات وصفات مخلوقات سے جدا ہے۔ اسی طرح اس کی سماعت وبصارت اور قوت کلام بھی مخلوق کی سماعت وبصارت اور قوت کلام سے الگ ہے۔ خدا کی ذات وصفات اعضاء اور جسم سے پاک ہے اور صمد یعنی بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں۔ وہ عرض۔ جوہر اور جسم بھی نہیں۔ کیونکہ یہ چیزیں حادث ہیں لہذا خدا ان سے پاک ہے۔ اس کا کوئی مکان نہیں نہ وہ کسی جگہ اور مکان میں سما سکتا ہے۔ بلکہ اس کا ظہور اور جلوہ ذرہ ذرہ میں ہے قریب اور بعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں۔ وہ شکل اور صورت اور بیماری سے پاک ہے۔ خدا تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا اور آسمان سے اترنا اور اس کے لیے منہ ہاتھ اور ساق کا ہونا بھی قرآن یا احادیث میں مذکور ہے۔ ان کی نسبت اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خدا کی صفتیں ہیں مگر ان کی اصلیت اور حقیقت سے ہم واقف نہیں۔ نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کر سکتی ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد میں ہے۔ یعنی سلسلۂ توالد وتناسل سے پاک ومنزہ ہے۔ اس پر کوئی چیز فرض اور لازم نہیں۔ بلکہ وہ فاعل با اختیار اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ہے وہ تمام عیبوں سے منزہ اور نقائص سے بری ہے اور کوئی شے اس کے علم اور قدرت سے خارج نہیں۔ بلکہ وہ قادر مطلق ہے۔

خدا کی ذات وصفات کے متعلق عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اس کی ذات ازلی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی ہیں۔ یعنی جب سے خدا ہے اسی وقت سے اس کی صفات بھی ہیں۔

اسلام کا خدا کی نسبت یہ پاک وصاف ستھرا ہوا وہ اعلیٰ تخیل ہے جو خاص اسی کا حصہ ہے اور مسلمان اس حیثیت سے تمام قوموں سے ایک بلند مقام پر ہیں پس ہمیں چاہیئے کہ خدا کی نسبت ہم یہی اعتقاد اور یقین رکھیں جو اسلام نے بتلایا

ہے۔
برادران اسلام! بس اس سے زیادہ خدا کی نسبت اور کچھ سمجھ میں نہیں آسکتا اور نہ ہی اس سے زیادہ ہم سمجھنے کے مکلف ہیں۔ اسلام جو بات منواتا ہے وہ ایک فطری آواز ہے۔ یعنی خدا کے وجود سے عقل و فطرت کو انکار نہیں ہو سکتا بلکہ اسکی ہستی کا اعتراف خود عقل و فطرت کی آواز ہے۔ مگر جہاں عقل خدا کا انکار نہیں کر سکتی وہاں اس کی ذات مجرد کو یقین و اعتقاد بھی نہیں سمجھ سکتا اور اس کی ہستی حواس اور خیال کے احاطہ میں نہیں آسکتی۔ خدا کی ذات و صفات چونکہ دونوں ازلی ہیں اس لئے خدا کی ہستی کا تصوّر اس کی صفات کے تصور سے الگ نہیں ہو سکتا۔ انسانی عقل ذات مجرّد کے ادراک سے عاجز ہے۔ غیر مکمّل مکمّل کو کیوں کر جان سکتا ہے اور محدود غیر محدود کو کیونکر۔ اس کی ذات و صفات ہماری ذات و صفات سے مشابہ نہیں ہمارے تصور کے سامنے محسوسات کی دیواریں کھچی ہوئی ہیں اور انسان ہر چیز کو ایسی ہی شکل و شباہت میں دیکھ سکتا ہے حالانکہ وہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے۔ پس جب کبھی انسان خدا کی ذات کا تصور کرنا چاہے تو تصور میں اس کی صفتیں ہی آجاتی ہیں۔ قصہ کوتاہ۔ ہم اسے جانتے بھی ہیں اور نہیں بھی جانتے۔ اس کی قدرت بات بات میں ظاہر ہے اور قدم قدم پر اس کی یاد سامنے آتی ہے مگر اس کی ماہیت ظاہر بھی معلوم ہو تو فی الحقیقت پوشیدہ ہی ہے لسان العصر حضرت اکبر الہ بادی نے کیا خوب حقیقت کا اظہار کیا ہے فرماتے ہیں سہ

دل میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ۔۔۔ بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے

حضرات! مذہب کا مدار خدا پر ہے اور اسلام سے پہلے تصور خدا ناقص اور نامکمل تھا۔ اس لئے قبل اسلام مذہب صحیح معنوں میں مذہب ہی نہ تھا۔ بلکہ دنیا نے عقائد باطلہ اوہام فاسدہ خرافات واہیہ اور افسانہ طرازیوں کو مذہب سمجھ رکھا تھا۔ انسان جب چاہتا تھا کہ خدا کا تصوّر کرے تو خود اس کے ذہن و فکر کی تصویر سامنے آجاتی تھی یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں انسان صفاتِ الٰہی کے مختلف نقشے کھینچتا گیا اور اپنے ذہن و فکر کی تبدیلیوں کے ساتھ اپنے معبود کی شکل و شباہت بھی بدلتا گیا یعنی ہر دور میں تبدیلی کے بعد ایک نئی صورت کا خدا دنیا کے سامنے آتا تھا

انسان اپنے ادراک کے آئینے میں خود اپنے چہرہ کا عکس دیکھتا اور اسی کو اپنا معبود سمجھ کر سربسجود ہو جاتا اور اس کا دل ہمیشہ خدا کی صورت دیکھنا چاہتا مگر اس کا دماغ ہمیشہ اپنی ہی صورت کی پرستش کراتا۔ بالآخر فخر موجودات سرور کائنات اور اُمّی محض جناب محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا میں آکر تصور خدا کو مکمل کیا اور انسانوں کو خدا سے روشناس کرایا ایک شاعر نے اس مضمون کو ان اشعاروں میں بند کر کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

مدعی کر گئے دعوے تو ہزاروں لاکھوں — لیکن ان دعوؤں کی تکمیل کسی سے نہ ہوئی
بدھ کا قانون کہ اہنسا ہے پرمودھرم ملتا — ایسا قانون کہ تعمیل کسی سے نہ ہوئی
شنکر آچاریہ نے کہہ تو دیا تھا ہمہ اوست — پوچھا کیا معنی تو تفصیل کسی سے نہ ہوئی
پھر دیانند بھی بولے تو کہا تین قدیم — ان کی وحدت کی بھی تاویل کسی سے نہ ہوئی
ہے نصاریٰ کو بھی دعویٰ کہ خدا تین ہیں ایک — اس معمہ کی بھی تحلیل کسی سے نہ ہوئی
وڈیان بھے سب اور گیانی پنڈت — خالق خلق کی تشکیل کسی سے نہ ہوئی
کامیاب اپنے دعاوی میں اک اُمّی ہی رہا — باقی سب دعوے تھے تکمیل کسی سے نہ ہوئی

دین فطرت ہی کا غلبہ تھا مسلم ہر سو
فطرت انسان کی تبدیل کسی سے نہ ہوئی

برادرانِ اسلام! یہ مضمون آج اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ ہم عہد نبوت کی عقلی تمدنی ترقی اور استعداد کے متعلق اندازہ لگا سکیں۔ کیونکہ انسان کی کسی جماعت اور کسی عہد کی عقلی استعداد کا اندازہ کرنے کے لئے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اس کے تصور الٰہی پر نظر ڈالی جائے جس درجہ یہ تصور شائستہ اور بلند ہوگا اتنا ہی اس جماعت اور اس عہد کی عقلی استعداد ترقی یافتہ ہوگی۔ ایک مغربی فلاسفر ہیگل نے بھی اسی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہ کہتا ہے تاریخ میں کسی قوم کی عقلی اور تمدنی استعداد معلوم کرنے کے لئے پہلے یہ معلوم کرو کہ اس نے اپنی پرستش کے لئے کیسا خدا منتخب کیا ہے۔ پس صحابہ کرام اور دیگر اسلاف کرام کی دینی و دنیوی ترقی کی بنیادی اینٹ تصور الٰہی تھا۔ خدا کے یقین اور اعتقاد ہی نے انھیں زندگی کے ہر شعبہ میں باکمال کیا تھا۔ لہٰذا اگر ہم بھی دینی و دنیوی ترقی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور پستی و

تنزل کی گہرائیوں سے نکل کر اوج و رفعت و ترقی پر پہنچنا چاہتے ہیں تو پہلے تصور الٰہی کو کامل کریں۔ اور خدا کا یقین اور اعتقاد قلوب میں اس درجہ راسخ کریں کہ شبہ کی گنجائش تک نہ رہے۔ ہمیں چاہئے کہ مذہب کے اس بنیادی سبق سے جو آج کے خطبہ میں دیا گیا ہے کوئی مرد و عورت ناواقف نہ رہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَۃَ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا۔ **مسلمانوں!** درود و سلام بھیجو نور مجسم، نیر اعظم، سردار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی تعلیم اور حیات طیبہ نے ہمیں مذہب کی ضرورت و اہمیت بتلائی اور اس پر چلنے کی ہدایت دیکر دنیا کی قوموں سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کے خلفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنھوں نے آنحضرتؐ کی پیروی اور اسلام کی تعمیل و تکمیل میں چار چاند لگائے اور عامۃ المسلمین کی دینی رہبری فرمائی۔

اور درود و سلام بھیجو آپ کے چچاؤں حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت عباسؓ پر عشرہ مبشرہ اور بقیہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو مذہب پر چلنے والے اور خدا کے سچے عاشق تھے۔ الٰہی رحمت نازل کر رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پرجو اُمت کی شفیق مائیں ہیں اور جن پر درود بھیجنا محبت رکھنا اور جن کی پاکیزہ زندگیوں سے سبق حاصل کرنا ہماری عورتوں کا فرض ہے
الٰہی رحمت نازل فرما آنحضرتؐ کی لاڈلی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمۃ الزہرارضؓ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جنھوں نے. مذہب اسلام پر اپنی جانیں فدا کیں مگر مذہبی احکام کا استخفاف نہ دیکھ سکے۔
اے اللہ! رحمت نازل فرما ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد حنبل علیہ رحمۃ اللہ علیہ پر جنھوں نے مذہبی احکام کو ہم تک پہنچایا۔ فقہی مسائل کی چھان بین کر کے آسانیاں بہم پہنچائیں۔ خداوندا! رحمت نازل کر علمائے اسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام عبدالوہاب شعرانی پر جنھوں نے فلسفۂ یونان کو پیش کر کے اسلام کی حقانیت کو اظہر من الشمس اور اسلام کا حق ادا کر دیا۔
بارِ الٰہا! رحمت نازل فرما اولیائے کرام اور بزرگانِ ملت حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ولیوں پر جنھوں نے اپنے باطنی اثر سے اسلام کی خدمت کی اور پیاسی روحوں کو آبِ معرفت سے سیراب کیا
اے اللہ! رحمت و نصرت نازل فرما سلاطین اسلام اور غازیان اسلام سلطان ابن سعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور والئی افغانستان پر اور ان کو مذہب پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! اُمرائے اسلام حضور نظام خلد اللہ ملکہٗ اور والئی بھوپال کو اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور ان کے اثر و اقتدار کو اعدائے اسلام سے محفوظ رکھ۔
ربّ العالمین! تمام دنیا کے مسلمانوں کو اسلام کی محبت، اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے اور ہر دینی و دنیوی معاملہ میں رہبر بنانے کی توفیق دے۔ اور ہماری مذہبی بے حسی کو دور کر دے۔ آمین یارب العالمین۔
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ اَيَّدَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ

وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ ہفتہ سوئم ماہ صفر المظفر

اسلامی توحید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا اَسْبَغَ مِنْ اَفْضَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَاٰلِہٖ ط وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَاٰلِ کُلٍّ وَسَائِرِ الصَّالِحِیْنَ ہ

یَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْن! اللہ سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ کی حمد و ثنا کرو جو اپنی ذات و صفات میں واحد ہے۔ تمام عیوب و نقائص سے منزہ ہے۔ کسی کا محتاج نہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں اس کا کوئی صلاح کار مشیر نہیں۔ اس کی عظمت و جبروت کے سامنے سب انبیاء اولیا سرنگوں ہیں۔ اس ذات واحد کا ہزار ہزار شکر کرو اور ہزار ہزار **درود و سلام** بھیجو اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے ہمیں سچا دین بتلایا اور سیدھی راہ چلایا بے خبروں کو خبردار کیا۔ ناپاکوں کو پاک کیا۔ جاہلوں کو عالم۔ احمقوں کو عقلمند۔ اور راہ بھٹکے ہوؤں کو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی **برادرانِ اسلام!** آج کے خطبہ کا موضوع اسلامی توحید ہے جو اسلام کا اصل الاصول اور دین حقہ کی روح ہے۔ خالص توحید کے بغیر دین کا سارا کارخانہ ایسا ہی ہے جیسے بغیر اسٹیم کا انجن اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ توحید خالص کو سمجھنا اور اس پر ایمان لانا کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ سو جاننا چاہیے کہ جمیع افرادِ انسانی اللہ کے بندے ہیں ہم مخلوق ہیں اور ہمارا وہ خالق ہے۔ ہم عبد ہیں اور ہمارا وہ معبود ہے۔ اس لیے بندہ کا کام خدا کی عبادت ہی ہے جو مخلوق اور بندہ ہو کر خدا کی عبادت اور بندگی نہیں کرتا انسان ہی نہیں بلکہ بدترین مخلوق ہے اسلام نے بتلایا ہے کہ اصل عبادت اور بندگی ایمان کو درست کرنا ہے ایسا جسکے ایمان میں کچھ خلل ہے اور اسلامی معیار سے گرا ہوا ہے اسکی عبادت قبول نہیں اور نہ نجات ہوگی **صاحبو!** توحید آلہٰی کے بلند مقام پر اعتقادی و عملی رنگ میں صرف اسلام نے ہی پہنچایا ہے چنانچہ قرآن کریم کا کوئی رکوع ایسا نہیں جس میں توحید کی تعلیم نہ دی گئی ہو اور قرآن

مقدس تعلیم سے لبریز ہے۔ مگر اس ضمن میں سورۂ اخلاص کا مفہوم و مطلب پیش کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں توحید کی تعلیم دی گئی تھی اور سورہ اخلاص میں اعتقادی رنگ میں توحید سکھائی گئی ہے۔ ارشاد باری ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کہدے وہ اللہ ایک ہی ھُوَ میں اس فطرت انسانی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا اعتراف انسان کی فطرت کرتی ہے معلوم ہوا کہ توحید الٰہی پر انسانی فطرت اور تمام موجودات کی شہادت موجود ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ اللہ بے احتیاج ہے۔ یعنی سب انبیاء، اولیاء، اور سب انسان اللہ کے حاجتمند ہیں مگر وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت صمدیت یعنی بے نیازی نے شرکت فی الصفات کو جو آج کل جہلاء میں موجود ہے جڑ سے اکھاڑ پھینکا قبر پرستی، پیر پرستی، تعزیہ پرستی سب کی جڑ کاٹ دی اور بتلایا کہ سب خدا کے محتاج ہیں۔ اور خدا ہی سب کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ خدا کے سوا کوئی صمد نہیں جس سے حاجت برآری کی امید رکھی جا سکے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ اس کے کوئی بیٹی بیٹا نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی ماں باپ ہے۔ یعنی خدا میں توالد و تناسل کا سلسلہ نہیں۔ اس سے عیسائیت کا صفایا کر دیا وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ کوئی اس کا ہمسر یا کفو نہیں۔ یعنی اعمال میں بھی کوئی اس کا شریک نہیں۔ غرض قرآن کریم نے اس چھوٹی سی سورت میں توحید کے مضمون کو ہر پہلو سے مکمل کر دیا ہے۔ پہلے تو بتلایا کہ خدا ایک ہے دو یا تین نہیں۔ گویا شرک فی الذات کو رد کیا۔ پھر کہا کہ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ یعنی وہ اپنی ذات و صفات اور طاقت کے لحاظ سے بھی ایک ہے۔ اس میں شرک فی الذات کی بیخکنی کی۔ پھر عیسائیت کی تردید کی۔ اور پھر آخر میں افعال سے بھی شرک مٹا دیا۔

صاحبو! بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ "توحید خالص" سوائے مذہب اسلام کے اور کسی مذہب کے پاس نہیں۔ اور اگر کسی قوم میں ہے تو محض اسلام کی دیکھا دیکھی اسلام کی تعلیم کی حقانیت سے مرعوب ہو کر ہی تمام باطل فرقوں نے اپنے مذہب سے توحید کو ثابت کرنے کی ناکام سعی کی ہے اور سراسر جھوٹا دعویٰ کیا ہے کیونکہ بغیر توحید کا اقرار کئے ایک منٹ کے لئے بھی کوئی گمراہ فرقہ اسلام کے مقابلہ میں نہیں

ٹھہر سکتا۔ پس آج دنیا میں جہاں کہیں بھی توحید کا زبانی اقرار ہے وہ اسلامی تعلیم کا عکس اور اسلام ہی کا اثر اور تقلید ہے ؎

منوا دیا توحید الٰہی کو جہاں سے | وحدت کا سخن سنتے ہیں ہر اک کی زباں سے
نانک نے اڑا لیا ہے تو کہاں سے | سیکھی ہے دیانند نے توحید کہاں سے

تثلیث کا بھی اب تو فقط نام ہی باقی
لفظوں کا الٹ پھیر ہی اسلام ہو باقی

برادرانِ اسلام! جبکہ دنیا کفر و شرک کی غلاظت میں مبتلا تھی ایسے وقت میں یکایک رحمتِ خداوندی جوش میں آئی۔ اور خدائے واحد نے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم پا کر ظلمت، جہالت، کفر، عصیان، شرک و بت پرستی غلط ذہنیت اور بیہودہ توہمات میں پھنسی ہوئی دنیا کو نجات دلانے کے لئے کمربستہ ہو گئے اور آپ نے گمراہ دنیا کو بتلایا کہ خدا تعالیٰ کو خالق و معبود ماننا وہی قابل اعتبار ہے جو اس کی عظمت و شان کے موافق ہو۔ یعنی جتنی اس کی صفتیں ہیں ان کو بھی علی وجہ الکمال مانا جائے اور اگر خدا کو ماننا صرف زبانی ہے اور دل میں ایسے عقیدے رکھے جائیں جو اس کی شان یکتائی کے مخالف ہوں۔ مثلاً عیسائیوں کی طرح تثلیث کو مانا جائے اور کسی مخلوق کے سامنے وہی باتیں کی جائیں جن کا مستحق و سزاوار صرف خدا ہے تو اس قسم کا ایمان کسی شمار میں نہیں۔

آپ نے تمام دنیا کی طاقتوں کو اعلانِ جنگ دے کر اور سامانِ راحت پر لات مار کر سسکتی روحوں کو بے چین دلوں کی ٹھکرائی ہوئی عقلوں اور گمراہ انسانوں کو ان کے حقیقی خالق اور ان کے سچے معبود سے روشناس کرایا اور بآواز بلند دنیا والوں کو للکار کر اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم پرستش کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔ نیز ان کو سمجھایا کہ اے غافلو! تم اشرف المخلوقات اپنے سے کم درجہ مخلوق حیوانوں اور پتھروں کو معبود سمجھتے ہو اور ان سے استمداد طلب کرتے ہو بھولے بھٹکے گمراہو۔ یہ تمام چیزیں جن کو تم اپنا معبود و مسجود بنائے بیٹھے ہو یہ سب چیزیں تمہارے مصرف کی ہیں اور خالق کائنات نے محض تمہارے ہی فائدہ اور خدمت

کے لئے پیدا کی ہیں بجھتوں مخدوم بنتے ہو اور خادموں کے سامنے سر بسجود ہو۔ آقا
ہو کر غلام بنتے ہو۔ اور اپنے عز و شرف کو بٹہ لگاتے ہو آپ نے بتایا کہ حقیقت میں
وہی ذات واحد عبادت کے قابل اور بندگی کے لائق ہے جو تمہاری اور تمہارے جھوٹے
معبودوں کی خالق ہے حقیقی معبود وہی رب السموات والارض ہے جو اپنی ذات و صفات
میں یکتا اور بے نظیر ہے۔ پس اصل خالق اور معبود کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو حاجت روا
اور مستحق عبادت سمجھنا انسانی خودداری کے خلاف ہے۔ نیز آپ نے ذہن نشین کرایا کہ

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق — زبان اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

کاش مسلمان توحید کو سمجھیں اور ہر طرح کے بدعقیدے اور شرک کی نجاست سے مجتنب رہیں
تاکہ خدا ان کو دین و دنیا میں فائز المرام کرے اور جملہ اقوام عالم پر دینی و دنیوی حیثیت
سے غلبہ و تسلط کراوے۔ آمین رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا
مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ
الْعَظِيْمِ ونَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَوَادٌ
قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

خطبہ ثانیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ
بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَ
شَفِيْعَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

برادران اسلام! درود وسلام بھیجو سید الکونین سردار دو عالم فخر بنی آدم محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جملہ اصحاب خصوصاً خلفاء راشدین حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی

اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر جو ملت ابراہیمیہ کے درخشندہ ستارے اسوۂ نبی کے پکے متبع، موحّد اور خدا پرست تھے۔

اور درود وسلام بھیج آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبرٰی حضرت عائشہ صدیقہ حضرت زینب حضرت حفصہ اور حضرات سودہ رضوان اللہ علیھن پر جنھوں نے دنیا کے عیش وآرام پر لات مار کر عقبیٰ کو اختیار کیا تھا اور سچی مومنہ موحدہ تھیں اور درود وسلام بھیج حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت پر جنھوں نے سردار دو جہان کی بیٹی ہوتے ہوئے فقروفاقہ میں تمام زندگی بسر کی اور صرف اسلام کی دولت پر قناعت کی

اور درود وسلام بھیج آپ کے چچاؤں حضرت عباسؓ اور حضرت امیر حمزہؓ اور آپ کے جملہ اصحاب بدر وحنین واحد وخندق اور عشرۂ مبشرہ پر جو ملت اسلامیہ کے سچے عاشق تھے

اور درود بھیج ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالک اور حضرت امام حنبلؒ پر جنھوں نے شرک و بدعت کی... بیخ کنی کی اور توحید اسلام کو چمکایا

اور درود وسلام بھیج غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور تمام اولیائے کرام پر جنھوں نے توحید وسنت پر عمل کرکے بڑے مرتبے پائے اور اے اللہ رحمت نازل فرما محمد بن قاسم، محمود غزنوی، سلطان شہاب الدین غوری اور اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہم پر جنھوں نے دین حنیف کا جھنڈا ہندوستان میں گاڑا۔

اے اللہ رحمت اور نصرت نازل فرما سلاطین اسلام اور امرائے اسلام خصوصاً سلطان ابن سعود۔ امام یحیٰی والئ ایران والئ دکن اور والئ بھوپال پر جو دین حقہ کو تقویت دیتے ہیں اور اسلام کا سیاسی اقتدار قائم کئے ہوئے ہیں۔

اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ توحید پر قائم رہیں اور سنت رسول ﷺ کی پیروی کریں۔

عِبَادَ اللّٰہِ اِتَّقُوا اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ o اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ ہفتہ چہارم ماہ صفر المظفر

تردید شرک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اَفْضَلِ الْبَشَرِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ
وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ہ

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو خدائے قدوس کی جس نے ہمیں توحید کی تعلیم دے کر شرک و بدعت کی غلاظت سے پاک کیا اور ہمیں صحیح معنوں میں خدا پرست بننے کی توفیق دی کر امام اقوام بنا کر دنیا کی تمام قوموں کی ہدایت و رہبری سپرد کی تاکہ ہم بت پرستوں اور مشرکوں کو خدا پرست بناتے رہیں اور توحید کا اعلان کرتے رہیں اور درود و سلام بھیجو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل سے ہمیں صراط مستقیم ہاتھ آیا اور ہم دولت اسلام سے مالا مال ہوئے

بزرگان ملت! جو چیز ہمیں باوجود ذلیل اور پست حالت کے اقوام عالم پر فضیلت اور فوقیت دیتی ہے وہ دولت اسلام ہے جس کے مقابلے میں ساری دنیا کی بادشاہی بھی کوئی چیز نہیں۔ دنیا کی شوکت و عظمت پرکاہ کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ مگر بہت کم ہیں ایسے مسلمان جو دولت اسلام اور گوہر ایمان کی قدر کرتے ہیں اور دینی عقائد کے پاک صاف چشمے کو شرک و بدعت سے پاک رکھتے ہیں خوب یاد رکھئے کہ اسلام کی قدر اور

ایمان کی حفاظت اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ اس کے تمام احکام پر عمل پیرا ہوں توحید
کے عقیدہ کو صحیح معنوں میں قائم رہیں اور دین الٰہی میں دیگر گمراہ قوموں کی طرح اوہام
فاسدہ عقائد باطلہ اور شرک و بدعت کی باتوں کا دخل نہ ہونے دیں ورنہ اگر ہم شرک یا بدعت
کو توحید و سنت کا لباس پہنا کر دین میں شامل کر لیں تو پھر ہم میں اور مشرک قوموں میں
کوئی فرق نہ رہے گا۔ دینی تو قیت و برتری بھی ہاتھ سے جاتی رہے گی اور ہم خسر الدنیا
والآخرۃ کا مصداق ہو جائینگے۔ دنیا کی ذلت و رسوائی اور تنزل و پستی کا تو چنداں غم نہیں
مگر غضب تو یہ ہے کہ دنیا کی تباہی کے ساتھ قبر پرست، پیر پرست اور شخصیت پرست
مسلمان جہلاء کے ہاتھوں دین بھی تباہ ہو رہا ہے اور دین حقہ سر اسر برباد و رسوا ہو رہا ہے
اگرچہ مذہب اور پیروان مذہب دو الگ الگ چیزیں ہیں ایک نہیں جو پیروان مذہب کے
فہم و عمل سے مذہب کے متعلق کوئی رائے قائم کی جا سکے اور مذہب کو مجرم گردانا جا سکے اصل
مذہب تو مذہبی کتابوں ہی میں پایا جا سکتا ہے چونکہ غیر مسلمین میں تو اتنی اہلیت نہیں کہ
وہ قرآن و حدیث کو سمجھ سکیں اور غیر جانبدارانہ حیثیت سے اسلام کے متعلق کوئی رائے
قائم کر سکیں۔ لا محالہ وہ متبعین اسلام کے فہم و عمل کو دیکھتے ہیں اور اسی کو اسلام سمجھ کر
رائے قائم کرتے ہیں پس اصولی حیثیت سے تو مسلمانوں کا کوئی قول و فعل مذہب اسلام کو ذلیل
و رسوا نہیں کرتا اسلام کی تعلیم اپنی جگہ ہے اور مسلمانوں کا فہم و عمل اپنی جگہ۔ لیکن مذہب
کی تعلیم کا عملی نمونہ پیروان مذہب میں ڈھونڈھنا ایک حیثیت سے صحیح ہے اور اس مذہب
کی قوت و تاثیر پر دلالت کرتا ہے اس لئے بظاہر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان جہلاء
اپنی شرک و بدعت نوازیوں سے مذہب کو ذلیل کر رہے ہیں اور متلاشیان حق و صداقت
کو اپنے طرز عمل سے نفرت دلا کر ان پر دین اسلام کا دروازہ بند کر رہے ہیں۔

صاحبان! اس تمہید سے آپ کو آج کے خطبہ کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ ہو گیا ہو گا
اور یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ یہ مضمون کس قدر توجہ کا مستحق ہے اور اس لائق ہے کہ ہر مسلمان کے
کان تک پہنچ جائے ذرا تفصیل طلب اور توجہ خصوصی کے لائق ہے اس لئے اس کو
دو خطبوں میں پورا کیا جائے گا تاکہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے چونکہ آجکل مسلمانوں
میں شرک کثرت کے ساتھ پھیل رہا ہے بلکہ اس کو توحید سمجھ لیا گیا ہے اور اصل توحید نایاب
ہو رہی ہے اس لئے سب سے پہلے شرک کے معنی سمجھنے ضروری ہیں کیونکہ جب تک شرک کے

معنی معلوم نہ ہو جائیں شرک حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔

حضرات! شرک کے لغوی معنی کسی کا شریک کرنا ہے اور شارع کی اصطلاح میں بھی اسی کو شرک کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ شرک بالذات اور شرک فی الصفات یعنی خدا کی ذات میں شریک کرنا یا اس کی صفات میں۔ شرک فی الذات یہ ہے مثلاً عیسائیوں کی طرح باپ بیٹا اور روح القدس یعنی تین خداؤں کا ماننا جسکو تثلیث کہتے ہیں اور یہودیوں کی طرح حضرت عزیز کو خدا کا بیٹا تسلیم کرنا وغیرہ یہ شرک فی الذات ہے اور شرک فی الصفات یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی صفات مخصوصہ میں کسی مخلوق کو ساجھی اور شریک سمجھنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں صفت جو اللہ تبارک و تعالیٰ میں ہے وہی صفت اسی حیثیت سے بالاستقلال فلاں بزرگ یا نبی میں بھی ہے یا کسی شخص کو کسی کام کا فاعل حقیقی سمجھنا یہ شرک فی الصفات ہے جس کی برائی اور ترید سے تمام قرآن مجید اور احادیث شریف بھرپور ہیں اور جس کی مخالفت کا اسلام نے حد سے زیادہ اہتمام کیا ہے حتی کہ وہ چیزیں جن سے شرک و بت پرستی سے دور کا بھی تعلق اور لگاؤ ہے وہ شرک کا ذریعہ بن سکتی ہیں ...... مثلاً تصویر کشی وغیرہ شریعت نے ان کو بھی حرام کر دیا ہے اور ایمانداروں کے ایمان کو ہر طرح محفوظ کر دیا اگر پھر بھی کوئی اندھا مسلمان شرک کی غلاظت سے اپنے قلب کو ملوث کرے تو جہنم میں جائے اور اپنا سر کھپائے اس سے اسلام کا کچھ نہیں بگڑتا۔

صاحبو! اللہ کا ہزار ہزار شکر اور احسان ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی شرک فی الذات کا مرتکب نہیں اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ البتہ شرک فی الصفات کی خوش فہمیوں کے پردہ میں ذرا مجلی اور مصفا صورتیں مسلمانوں میں ضرور پائی جاتی ہیں اور انہی کی اصلاح اس خطبہ میں مقصود ہے اور انہی جاہل مسلمانوں کی تکذیب میں سورہ یوسف کی یہ آیت ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ... اکثر لوگ ایمان ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

آمدم بر سر مطلب اب میں آیت مذکورۃ الصدر کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ نساء میں ارشاد فرماتے ہیں إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ بیشک اللہ تعالیٰ اس جرم اور گناہ کو تو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے اور اس جرم اور

جس کو چاہے معاف کرے۔ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا اور جس نے باوجود اس تہدید کے اللہ کا شریک گردانا تو بڑا طوفان باندھا جو کہ گناہ عظیم ہے یعنی اللہ شرک کو ہرگز نہ بخشے گا اور شرک کے سوا جتنے گناہ ہیں ان کو بخش دیگا۔

برادران اسلام! شرک کی تردید تخویف میں یہ آیت ہی بس ہے جو تمام عقائد باطلہ کی جڑ کاٹ دیتی ہے اور مسلمانوں کو راہ حق دکھاتی ہے۔ مگر بعض کم علم اور یہود و نصاریٰ صفت ملانوں نے مسلمانوں کے دل و دماغ میں شرک بدعت کو کچھ ایسی خوبصورتی اور پختگی کے ساتھ جما دیا ہے کہ ان کو ہزار قرآن شریف کی آیتیں اور احادیث شریف سنائی جائیں ان کا مطلب اور مفہوم سمجھایا جائے مگر ان پر خاک اثر نہیں ہوتا۔ عوام الناس کو شکم پرست شرار العلماء اور ریاکار شیطان صفت مشائخ نے حق پرستوں کو قرآن و احادیث کے اصل مفاہیم سے کچھ ایسی نفرت دلائی ہے کہ اگر کوئی سمجھانے والا سمجھاتا ہے تو اس کو ہزار صلواتیں سنائی جاتی ہیں اور لامذہب کہا جاتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کا دشمن بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کا جرم محض اتنا ہوتا ہے کہ وہ قرآن اور احادیث کی سچی سچی بے لاگ لپیٹ باتیں بتاتے ہیں دین الٰہی کا خالص کرنا چاہتے ہیں اور دنیا میں حقیقت کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہی لامذہبی ہے تو خدا انھیں مبارک کرے۔

اگر مسلمانوں کو خلاف اسلام عقائد و افعال سے روکا جائے اور توحید و سنت پر قائم رہنے کا درس دیا جائے تو جواب دیا جاتا ہے کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ کیا ہم مسلمان ہو کر شرک کرسکتے ہیں! ہم تو صرف انبیاء اور اولیاء کی نسبت وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو قرآن و احادیث سے ثابت ہو اور ہم ان کو اللہ کے مقرب بندے سمجھتے ہیں۔ کیا ہم اولیا انبیا کی تعظیم نہ کریں۔ شرک تو تب ہوتا جب ہم انبیاؤں کو اللہ کے برابر سمجھتے کسی بات میں اللہ کا ساجھی ٹھیراتے۔ ان کو ہم اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتے ہیں ہم گنہگار بندوں کی دعائیں قبول کرنے اور حاجتیں برلانے کی قدرت تو صرف ان کو اللہ نے بخشی ہے اسکی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ ان کا پکارنا عین اللہ کا پکارنا ہے۔ ان سے مدد مانگنی خدا ہی سے مدد مانگنی ہے۔ وہ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی خلاف اسلام اور خلاف عقل خرافات بکتے ہیں۔

حضرات! یہ باتیں بظاہر تو بہت ہی بھلی اور خوشنما معلوم ہوتی ہیں اور یہ بات بھی خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ سمجھایا بھی گیا ہے۔ کیسی بھلی بات پیر صاحب و مولوی صاحب نے ان کو سمجھائی اور جھاڑ پر جو رنگ چڑھا ہو وہ اگرچہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام سے باطل ہی ہوجائے اور وہ رنگ اتر جائے تو وہ ایمان ہی کیا۔ یہی تو شخصیت پرستی اور حد سے بڑھا ہوا حسن ظن ہے جس نے یہود و نصاریٰ کو گمراہ کیا اور آج جاہل مسلمانوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے کاش مسلمانوں کے پیروں ایسا شکم پرست اور ریاکار شاخ کے اثر و اقتدار کی زنجیریں نہ ہوتیں جو ان کو دینی اور دنیوی ترقیوں سے روکے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں مذکورہ بالا خرافات پر قرآن و احادیث سے روشنی ڈالی جائیگی اور وہ بنیادیں گرائی جائینگی جس پر یہ عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ عَلِيمٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيمٌ ۝

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا ۝

برادران اسلام! اس نبی برحق محمد عربی صلعم پر درود و سلام بھیجو جنھوں نے دنیا میں آکر شرک کی بیخکنی کر کے تمدنی ترقی کی بنیاد رکھی اور عالم اسلامی پر احسان عظیم فرمایا۔ اور درود و سلام بھیجو آپ کے تمام اصحاب خصوصاً خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ و اصحاب بدر و احد اور بقیہ تمام صحابہ کرام پر جنھوں نے آفتاب رسالت سے روشنی حاصل کر کے ساری دنیا کو روشنی اسلام سے منور کیا اور شرک و کفر کو نیست و نابود کر دینے میں تمام عمر منہمک رہے۔

اور درود و سلام بھیجو آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ

صدیقہ اور حضرت حفصہ رضوان اللہ علیہن پر۔ آپ کی لاڈلی بیٹی اور جنت کی شہزادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن علیہ السلام و حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام زین العابدین اور تمام ائمہ اہل بیت پر جن کی کوششوں اور سرگرمیوں نے اور خدا پرستیوں اور کارناموں نے ہمارے لئے وہ راہ عمل چھوڑی جو کہ سیدھی جنت کو جاتی ہے۔ ترقی و کامیابی کی ضامن ہے اور زندگی بخشنے والی ہے۔

اور درود و سلام بھیج ائمہ اربعہ و دیگر فقہاء محدثین مفسرین، متکلمین اسلام، اولیائے عظام اور بزرگان امت پر جو اسلام کے محافظ، اسوہ نبیؐ کے پیرو، اور دین الٰہی کے خادم تھے جنھوں نے اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کیں۔ اور اے اللہ رحمت نازل فرما شاہان اسلام و غازیان اسلام خصوصاً حضرت محمد بن قاسم سلطان محمود غزنوی۔ سلطان شہاب الدین غوری حسن شاہ ابدالی، اور عالمگیر اورنگ زیب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین پر جن کی خارا شگاف اور کفر شکن تلواروں نے دنیا سے فتنہ و فساد و بت پرستی کو نیست و نابود کر کے خدا پرستی کی طرف گمراہوں کو راغب کیا۔

اے اللہ! موجودہ فرماں روایان اور شاہان اسلام پر اپنی رحمت و نصرت نازل فرما اور ان کی دستگیری فرما خصوصاً سلطان نجد و حجاز، صدر جمہوریہ انگورہ، والئے ایران افغانستان، والئ دکن اور والئے بھوپال کی، اور اُن کو سچا موحد بنا دے اور ان کو توفیق دے کہ وہ شرک و بدعت کی بیخ کنی کریں اور اے اللہ ہم تمام مسلمانوں پر رحم فرما۔ ہمارے دل کی آنکھیں بھی کھول دے اور اپنی محبت و معرفت دے توحید پر قائم رکھ اور شرک و بدعت سے نفرت دے۔ آمین یارب العالمین۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۝ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَكْبَرُ ۝

خطبہ ہفتہ اوّل ماہ ربیع الاوّل

مشرکانہ عقائد کی تردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْعَظَمَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْمَجْدِ وَالْعَلَاءِ

الْمُقَدَّسِ عَنِ الْاَشْبَاهِ وَالنَّظَرَاءِ وَالشُّرَكَاءِ الْعُلَمَاءِ شَهِدُوْا بِوَحْدَانِيَّتِهٖ وَالْاَوْلِيَاءُ اعْتَقَدُوْا وَاتَّفَقُوْا الْجَمْعُ وَحْدَانِيَّتِهٖ تَعَالٰى عَنِ الْاَنْدَادِ وَالْاَقْرَبَاءِ قَابِلِ التَّوْبَةِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ذُو الْمَنِّ عَلَيْنَا بِاِنْزَالِ كِتَابِهِ الْمُفَرِّقِ بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ذِي الْكَرَمِ اِلَيْنَا بِاِرْسَالِ نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ نُجُوْمٌ يُهْتَدٰى بِهِمْ وَالنُّجُوْمُ فِي الظَّلَامِ وَجَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالْاَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ

اَمَّا بَعْدُ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ

حمد و ثنا بیان کرو اللہ جل شانہ و اعظم برہانہٗ کی جسکی عظمت و کبریائی کے سامنے جمیع انبیاء و اولیاء سرنگوں ہیں جس کی ذات و صفات اشباہ نظائر سے پاک اور مخالفوں دشمنوں سے بے پرواہ اور منزہ ہے۔ تمام نبیوں اور ولیوں نے اس کی واحدنیت کی گواہی دی ہے تمام بزرگانِ ملت اور برگزیدہ بندوں نے خدا کی یکتائی پر اعتقاد اور اتفاق کیا ہے جو گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والا اور نافرمانوں کو سخت عذاب دینے والا صاحب فضل و احسان اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کا سب سے بڑا فضل و احسان یہ ہے کہ اس نے ہماری رہبری و ہدایت کے لئے وہ کامل و مکمل کتاب مقدس نازل کی جو حلال و حرام اور حق و باطل میں فرق کرنیوالی اور نیکی و بدی کی راہیں سمجھانے والی ہے۔ اور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جن کے طفیل ہم کو یہ کتاب مقدس ملی اور درود و سلام بھیجو اس اشرف الانبیاء نبی محترم رسولِ اکرمؐ اور ان کے آل و اصحاب پر جو بعد خدا کے سب سے زیادہ برگزیدہ اور مقبول بارگاہ ایزدی ہیں اور جن کی صفت و ثنا ایک مشت خاک کی قدرت سے باہر ہے اور جو بعد خدا کے سب سے زیادہ تعریف و توصیف اور تعظیم و تکریم کے سزاوار اور مستحق ہیں۔

برادرانِ ملت! پچھلے خطبہ میں چند مشرکانہ خیالات بطور نمونہ کے پیش کئے گئے تھے جو اہل بدعت کی طرف سے صاحبان سنت و توحید کے مقابلہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ آج کے خطبہ میں ان کو معیار اسلام پر جانچ کر بتایا جائیگا کہ آیا ایسے خیالات تعلیمات اسلام کے مخالف ہیں یا مطابق اس سے پہلے کہ میں اصل مطلب بیان کروں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ یہ خیالات کیوں قائم ہوتے؟ اور کیوں توحید کے خالص چشمہ کو شرک کے خس و خاشاک

سے گدلا کیا گیا۔ سو ہرگز کوئی قوم اس وقت تک گمراہ اور خراب نہیں ہوتی جب تک جھوٹے مذہبی پیشوا نہ بگڑ جائیں اور صراطِ مستقیم سے نہ بھٹک جائیں۔ یہ نام نہاد مذہبی رہبر کتاب و مذہب کی تغیر و تبدل کا تختۂ مشق اس لئے بناتے ہیں کہ ان کا اقتدار قائم رہے اور ان کی ہنڈی چلتی رہے۔ ورنہ اگر عوام الناس ان کی گرفت سے آزاد ہو جائیں یعنی عرس کے لہو و لعب مشرکانہ رسوم، شاہدان بازاری کی نظر بازی اور نغمہ و قوالی کا سلسلہ بند ہو جائے، بزرگان دین اور اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت اور اکتساب فیض روحانی سنت کے طریقہ کے مطابق ہونے لگے نذر و نیاز۔ حاجتیں مانگنا بند ہو جائیں اور اُن کے مزارات پر جائز طور پر تعظیم و تکریم ہونے لگے تو ان کو کوئی کوڑی کو نہ پوچھے۔ ان کا شاہانہ ٹھاٹ باٹھ اور امیرانہ شان و شوکت سب خاک میں مل جائے اور مفت کی روٹی و عیش و آرام ہاتھ سے جاتا رہے اس لئے ان کی بہتری اور ان کے اقتدار کی قائمی اسی میں ہے کہ عوام الناس ان کے پنجہ اقتدار سے آزاد نہ ہو جائیں اور انکو کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ صلعم کی تحقیق کا موقعہ نہ ملے دین حقہ و توحید خالص کی اصلیت حقیقت اُن کی نگاہوں سے اوجھل رہے اور وہ صاحبان سنت کے کہنے میں نہ لگیں بلکہ انکو گمراہ اور بدعتی ہی سمجھتے رہیں۔ مگر یہ جھوٹے مولوی اور فریبی درویش عرسوں اور مزاروں پر عقائد حقہ کا قتل عام بے نقاب ہو کر نہیں بلکہ مذہب کے پردہ میں ہو کر اور عشق خدا و رسول کا غازہ مل کر کرتے ہیں تاکہ ان کا جذبہ تحفظ اسلام اور مذہب پرستی میں کسی کو شبہہ نہ ہو اور عوام الناس نہ بھڑک جائیں۔

برادران اسلام! مذکورہ بالا خیالات فاسدہ کی تردید میں سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا چاہیئے جو حق و باطل میں تمیز کرنے کا اول ذریعہ ہے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ مشرکین مکہ کے اپنے بتوں کی نسبت کیا خیالات اور عقائد تھے۔ اگر مسلمان جہلاء کے عقائد انہیں سے ملتے ہیں تو ان کے کفر و شرک ہونے میں کسی ایمان دار کو بھی شک نہیں ہو سکتا۔ سو آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس وقت عرب میں اسلام کا ظہور ہوا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آنحضرتؐ کے مقابلہ میں مشرکین مکہ بھی اسی قسم کے خیالات پیش کیا کرتے تھے اور ایسی ہی باتیں بنایا کرتے تھے۔ سورۂ یونس میں ارشاد ہے وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾

ترجمہ: جن لوگوں کو اللہ کے سوا یہ کفار پوجتے ہیں وہ نہ انکو کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ

نقصان اور یہ کفار کہتے ہیں کہ ہمارے معبود اللہ کے یہاں سفارشی ہیں سوائے پیغمبران سے کہدے کہ اللہ نے تو تم کو یہ بات نہیں بتلائی پھر کیا اللہ کو وہ بات بتلاتے ہو جو کہ وہ نہیں جانتا نہ آسمانوں نہ زمینوں میں ہے۔ سو وہ پاک ہے ان سے جس سے شریک بناتے ہیں۔ یعنی اے مشرکین مکہ تم جن بتوں کی پرستش کرتے ہو وہ تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان جب یہ حال ہے تو تم کیوں ان کی پوجا کرتے ہو اور تم جو یہ کہتے ہو کہ یہ خدا کے ہاں سفارشی ہیں تو اللہ پاک نے تو تم کو یہ بات بتائی نہیں جو زمین و آسمان کی تمام مخفی اور چھپی باتیں جانتا ہے تو کیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں جو کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکے اور جس سے حاجت برآری کی امید ہو سکے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ انبیاء و اولیاء مقربین بارگاہ ایزدی ہیں۔ ان کا وجود ہماری لئے چراغ ہدایت ہے ان کی زندگیاں ہمارے لئے قابل عمل و نمونہ ہیں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے لئے سفارش کرینگے مگر اب نہیں بلکہ قیامت کے روز اور وہ بھی اللہ کے حکم سے۔ کسی کی سفارش قبول کرنا محض اس کے اختیار میں ہے۔ نیز اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ سوائے خدا کے اور سے نفع نقصان کی امید رکھنا اور سفارشی سمجھ کر ہر مصیبت کے وقت ان کو دور و نزدیک سے پکارنا بھی شرک فی التصرف ہے۔ کیونکہ جب اللہ پاک کا ہر خاص و عام کیلئے اعلان ہے کہ اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنی مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اور تمہاری ہر حاجت کو پورا کرونگا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ اگر نمک کی بھی ضرورت ہو تو خدا ہی سے مانگو اور اگر تمہاری جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا ہی سے مانگو۔ اور جب وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی رگ جان سے بھی قریب ہے تو پھر کسی کو سفارشی ٹھہرانے اور ایسے رحیم کریم خدا کو چھوڑ کر کسی اور سے حاجت برآری کی امید رکھنے کا مطلب ہی کیا۔ بلکہ ایک فعل عبث ہے۔

برادران اسلام! مشرکین مکہ اپنے بتوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ خدا کے دربار میں ان کو وسیلہ ٹھہراتے تھے اور اپنا سفارشی سمجھتے تھے۔ ورنہ خدا کے تو وہ بھی قائل تھے جس کا ذکر قرآن کریم میں متعدد آیات میں آیا ہے چنانچہ سورہ مومنون میں ارشاد ہے۔ قُلْ مَنْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ ترجمہ۔ اے پیغمبر ان مشرکین سے
پوچھو کہ وہ کون ہی جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی سلطنت اور ہر شے کا اختیار ہے وہ جس کو چاہتا
ہی پناہ دیتا ہی مگر اس کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دی جاسکتی یعنی جس کو وہ ڈرائے۔ اور عذاب
دنیا یا مصیبت پہنچانا چاہے تو اسکو کوئی امن و نجات نہیں دے سکتا۔ بتلاؤ تو سہی اگر تم جانتے
ہو یعنی اگر اللہ کے سوا اور بھی تصرف فی العالم کی قدرت ہی اور اسکی مشیت میں کوئی خلل
دے سکتا ہی تو بتاؤ وہ کون ہی؟ تو یہ مشرکین اس کا کیا جواب دینگے یہی کہینگے کہ یہ باتیں تو صرف اللہ
ہی میں ہیں تو کمبختوں جب تمہیں یہ اقرار ہی تو تم پر کہاں سے جادو کر دیا گیا ہی جو تم راہ حق سے بھٹکے
جلتے ہو اور اس کی ذات و صفات میں غیروں کو شریک کرتے ہو۔

بزرگو! نہایت شرم و ندامت کا مقام ہے کہ اس آیت میں مشرکین مکہ کو جس بات سے روکا
گیا ہے اور جس عقیدہ پر ان کو مشرک کہا گیا ہے وہی بات ہم پر بھی چسپاں ہوتی ہے قبر
پرست مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم صاحب مزار بزرگوں کو خدا نہیں سمجھتے بلکہ ان کو
وسیلہ و سفارشی ٹھیراتے ہیں۔ خدارا انصاف سے بتایئے تو سہی کیا یہ بات اس آیت کی
روشنی میں شرک ثابت نہیں ہوتی۔ بعض جہلاء کہا کرتے ہیں کہ میاں ہم تو سراپا گناہگار بندے
ہیں خدا ہماری دعا کیسے سنے گا۔ اس لئے ہم بزرگوں کے ذریعہ سے خدا کی ہی بارگاہ میں دعا
کراتے ہیں۔ خود ان سے کچھ نہیں مانگتے۔ وہ خدا کے مقرب بندے ہیں۔ ان کا ذریعہ ہمیں
بھی خدا کے نزدیک کر دیگا۔ جس کا مفاد یہ ہوا کہ جیسے ایک شخص ڈپٹی کمشنر کے روبرو بغیر
چپراسی کی اطلاع اور سفارش کے نہیں جا سکتا اسی طرح نعوذ باللہ خدا کو بھی کسی پاسبان
اور دربان کی ضرورت ہے۔ کتنی بڑی نادانی ہے۔ کہ خدائے کریم تو یہ فرماتے ہیں کہ تم سیدھے
میرے پاس آجاؤ میں تمہاری ہر حاجت کو پورا کرونگا مگر یہ نادان مسلمان جہلا ذریعے
اور وسیلوں کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

برادران ذوالاحترام! اللہ پاک نے یہی مضمون سورۂ زمر میں ایک دوسری حیثیت میں
بھی بیان فرمایا ہی ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ
اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ
يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ
ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا خدا بنا رکھا ہے کہتے ہیں کہ ہم تو

ان کی پرستش محض اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک پہنچا دینگے۔ یقیناً اللہ پاک ہے جن جن باتوں میں یہ مشرک اختلاف کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ فیصلہ کریگا۔ جو جھوٹا اور ناشکرہ ہو اللہ اس کو ہرگز ہدایت نہیں بخشتا۔ یعنی دین کی جن باتوں میں یہ مشرک اختلاف کرتے ہیں۔ سوائے اللہ کے اور من مانے معبودوں کی پرستش بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جن کی پرستش کرتے ہیں وہ مستحق پرستش ہیں ہمارے حق میں انکی عقیدت و پرستش مفید ہوگی۔ ہمارے لئے خدا کے ہاں وہ وسیلہ ہونگے ہماری سفارش کریں گے اور مراتب قرب تک پہنچا دینگے۔ اُن کے ان گندے اور شرک آلود عقیدوں کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ کون حق پر تھا۔ موحد یا مشرک۔

ماحصل یہ کہ جو سیدھی اور سچی بات تھی کہ اللہ اپنے بندے کی طرف سب سے زیادہ نزدیک اور رحیم و کریم ہے اس کو چھوڑ کر جھوٹی اور اُلٹی یہ بات بنائی کہ اوروں کو ضمانتی اور سفارشی بنایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی کہ وہ محض اپنے فضل و کرم سے بغیر کسی کے واسطے کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے اس کے فضل و احسان کو اور اس کے حق عبادت کو و عقیدت کو نہ پہچانا اور منعم حقیقی کے لطف و کرم کا شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ باتیں اوروں سے چاہنے لگے۔ اور پھر لطف یہ کہ اس کجی اور گمراہی میں اللہ کا تقرب چاہتے ہیں سو وہ ہرگز راہِ حق و صواب پائیں گے اور یونہی میدان ضلالت میں بھٹکتے رہیں گے۔

برادران اسلام! مشکوٰۃ کے باب الریا میں مسلم کی حدیث ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انا اغنی الشُرکاءِ عنِ الشِرکِ مَن عَمِلَ عَمَلاً اَشرَکَ فِیہِ غَیرِی تَرَکتُہٗ وَشِرکَہٗ

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں بڑا بے پرواہ ہوں ساجھیوں کی شراکت سے جو کوئی شریک کرے میرے ساتھ کسی اور کو میں اُس کو اور اس کے ساجھی کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (اور اس سے بیزار ہوں)

یعنی جیسے اور لوگ کوئی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو میری کوئی چیز مجھ میں اور غیر میں مشترک نہیں۔ میری ذات و صفات شراکت سے پاک ہے جو میری عبادت کرے اور عبادت کے کاموں میں کسی اور کو بھی شریک ٹھیرائے تو میں اپنے حصہ کو بھی نہیں

لینا سارے حصہ کو چھوڑ دیتا ہوں اور اس مشرک سے بیزار ہو جاتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں تمام اعمال رائیگاں جاتے ہیں اور وہ جہنم کا کندہ بن جاتا ہے۔ مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں حضرت انسؓ سے مروی ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ یا ابن ادم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابہا مغفرۃ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے آدم کے بیٹے اگر مجھ سے ایسی حالت میں ملے کہ دنیا بھر کے گناہ تیرے پاس ہوں مگر تو نے کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں تجھ سے دنیا بھر کی مغفرت سے پیش آؤنگا اس سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جانے کی امید ہے۔ بشرطیکہ کوئی مسلمان عقائد حقہ اسلامیہ پر قائم رہا ہو۔ اور شرک کی شامت سے سب کام اکارت جاتے ہیں۔ اور اس کی برائی سب نیکیوں کو کھا جاتی ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے نقل کیا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت او حرقت یعنی فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی کو خدا کا شریک مت ٹھیرا، اگرچہ تو مارا جائے یا جلا دیا جائے۔

بزرگان ملت! قرآن کریم کی یہ دو تین آیتیں اور یہ تین حدیثیں شرک کی تردید میں محض نمونۃً پیش کی گئی ہیں۔ اور قرآن و حدیث اس قسم کی تعلیم سے بھرے پڑے ہیں اور اسلام نے ہر طرح مشرکانہ عقائد و خیالات کی بیخکنی کر دی ہے جو آج بد قسمتی سے مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ نہایت شرم و ندامت کا مقام ہے کہ ان آیات بینات میں مشرکین مکہ کے جن عقائد کی تردید کی گئی ہے اور جن باتوں پر ان کو مشرک گردانا گیا ہے وہی باتیں اور عقائد مسلمانوں پر چسپاں ہوئے ہیں۔

مسلمانو! یہ کیا غضب اور اندھیر ہے کہ جو عقائد و اعمال کفار کفر کے پردہ میں کریں تو وہ کافر۔ اور اگر خود مسلمان وہی باتیں اسلام کے پردہ میں کریں تو مومن کے مومن خدا را کوئی اس اندھی منطق کو تو سمجھائے کہ یہ معاملہ کیا ہے اور یہ مسلمان کیوں دینی توحید پرستی کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں۔ صاحبو! کیا ہی آپ کی مسلمانی ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر　　جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر

جھکے آگے پر بہر سجدہ تو کافر | کو اکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں | اماموں کا رتبہ نبیؐ سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں | شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اے مالک الملک۔ اے ارحم الراحمین تو اپنے فضل و کرم سے ہم مسلمانوں کو ہدایت کر اور توحید و سنت پر قائم رہنے کی توفیق عنایت فرما بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

برادرانِ اسلام! درود و سلام بھیجو نبی آخر الزماں فخر دو جہاں پر جنھوں نے ہر پہلو اور ہر عنوان سے کفر و شرک کی تردید کی اور ہمیں کامل مومن اور سچا موحد بنایا اور عقائد باطلہ و خیالات فاسدہ سے بچنے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کا مکمل دستور العمل دیا۔ اور درود و سلام بھیجو آپ کے آل و اصحاب پر اور خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو کہ اسلام کی پہلی آواز پر اپنے آبائی مشرکانہ عقائد و اعمال سے دست بردار ہو گئے پکے موحد بن گئے اور حضورؐ کی وفات کے بعد اور آپ

کی زندگی میں اسلامی توحید کے مشن کو کامیاب کیا۔
اور **درود و سلام** بھیج آپ کی ازواج مطہرات حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا وغیرہ پر۔ اور اپکی لاڈلی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ۔حضرت زین العابدین و بقیہ اہل بیت اطہار و اصحاب بدر، اصحاب احد و خندق، عشرہ مبشرہ اور بقیہ تمام اصحاب کبار پر جو سب کے سب توحید و سنت پر چلنے والے اور اسوہ رسول ؐ کی پیروی کرنے والے تھے
اور **درود و سلام** بھیج ائمہ اربعہ، فقہائے اسلام، بزرگانِ دین اور اولیائے کرام پر جن کی زندگیاں خدمت اسلام پر اور کتاب و سنت پر چلنے کے لئے وقف تھیں۔
الٰہ العالمین! رحمت و مغفرت نازل فرما گذشتہ شاہان اسلام و غازیان دین پر جنھوں نے آنحضرت کے مشن کے کامیاب اور اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اور اے **اللہ!** رحمت و نصرت نازل فرما موجودہ سلاطین ......
اسلام و امرائے اسلام و غازیان اسلام پر خصوصاً سلطان نجد و حجاز صدر جمہوریہ ترکیہ والیٔ افغانستان، ایران والیٔ دکن پر جو کہ تیرے حبیب ؐ کے نام لیوا ہیں۔
اے اللہ! تمام دنیا کے مسلمانوں کو عقل و سمجھ دے ان کو جھوٹے مولویوں و پیروں سے نجات دے جو ان کو شرک و گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں اور اپنے فائدہ کے لئے انکو جہنم میں جھونکتے ہیں اور ان کو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے آمین یارب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ مَلٰٓئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَحَقُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ ۝

خطبہ ہفتہ دوئم ماہ ربیع الاول

شرک کے مضار اور توحید کے مفاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِذِکْرِہٖ فَاَنْطَقَ اَلْسِنَتَہُمْ بِشُکْرِہٖ وَعَمَّرَ جَوَارِحَہُمْ بِخِدْمَتِہٖ وَسَقَاہُمْ بِمَحَبَّتِہٖ شَرَابَ مَعْرِفَتِہٖ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْہُدٰی صَلٰوۃً وَّسَلَامًا دَائِمَیْنِ اَبَدًا اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

برادران اسلام بحمد و ثنا بیان کرو۔ خدائے قدوس رحمن و رحیم کی اور اُس کا شکریہ ادا کرو کہ اُس نے عارفوں اور موحدوں کے قلوب کو اپنے ذکر کے نور سے منور کیا، زبان کو گویائی اور شکر کی طاقت دی اُن کے اعضاء جوارح کو اپنی خدمت واطاعت پر قائم رکھا۔ شراب معرفت ان کو پلائی۔ بصدقِ دل گواہی دو کہ وہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں اور ہمیشہ **درود و سلام** بھیجو سید البشر افضل الخلائق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی آل و اصحاب پر جنھوں نے ظلمت کدہ عالم میں رونق افروز ہو کر توحید کے نور سے دنیا کو بقعہ نور بنایا، گمراہوں کو ہدایت بخشی، اپنے امتیوں کو دینی و دنیوی فلاح وکامرانی کا مکمل دستور العمل مرحمت فرمایا اور اپنے جان نثار صحابہؓ کو کتاب و حکمت کی تعلیم دی اور تزکیۂ نفس کر کے آسمانِ اسلام کے جگمگاتے ستارے بنا دیا۔

برادران محترم! اس آیت مقدس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی نعمت یاد دلائی، اپنا احسان جتلایا ہے اور آپ کا مقصد بعثت بتلایا ہے۔ قبل ظہور محمدی گمراہ دنیا کی جو حالت تھی اور جس کی طرف اس آیت

میں اشارہ ہے وہ محتاج تفصیل نہیں۔ اس سے ہر تاریخ داں مسلم اور غیر مسلم بخوبی واقف اور آگاہ ہے صرف مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ حضور سے پہلے دنیا میں مذہب یا خلاق کا نام و نشان بھی نہ تھا اور من مانے معبودوں اور بتوں کی عبادت سوز پرستش اور انسانیت سوز وحشیانہ اعمال و افعال کو مذہب و اخلاق سمجھ لیا گیا تھا تمام دنیا پر شرک و کفر کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ تمام انسان قطعی طور پر خدا سے منہ موڑ چکے تھے خدا کی عبادت کی بجائے بت پرستی ستارہ پرستی، آتش پرستی پتھر پرستی اور حیوان پرستی کا زور تھا حتی کہ بھنگ اور رنگ کی پوجا ہوتی تھی۔ الہامی مذاہب مفقود محرف و مبدل ہو چکے تھے اور انسانی خیالات و اوہام کا مجموعہ بن کر رہ گئے تھے۔ غرض اس وقت ہر ایک قوم خواہ مہذب تھی یا غیر مہذب، متمدن تھی یا وحشی اور عالم و عاقل تھی یا جاہل۔ سفینہ عقل و شعور کو چھوڑ کر باطل پرستی کو ذریعہ نجات سمجھ بیٹھی تھی۔ اور نیز مشرکانہ عقائد کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس کفر و شرک کا اثر یہ ہوا تھا کہ انسانوں کے دماغ گندے اور خیالات پست تھے آزادی ضمیر مفقود تھی خود داری کا دیوالہ نکل چکا تھا۔ آزادی و حریت کا نام و نشان نہ تھا ہر قسم کی دینی و دنیوی ترقیات کے دروازے بند تھے اور قریب تھا کہ ظلمت کدہ عالم بنی آدم کی بد اعمالیوں جہل و شرک کی تاریکیوں اور وحشت و بربریت کی زلزلہ انگیزیوں سے ریزہ ریزہ ہو جائے اور نظام کائنات درہم برہم ہو جائے۔ مگر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور خاندان نبوت کے آخری تاجدار اور قافلہ سالار انبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول دو شنبہ کے دن، صبح صادق کے وقت بصد جاہ و جلال اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ سعادت کے نسیم پرور جھونکوں نے مشامِ عالم کو معطر کر دیا بت روئے زمین کے سرنگوں ہو گئے۔ شیاطین پہاڑوں میں جا چھپے اور قیصر و کسریٰ کے تخت اوندھے ہو گئے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

برادرانِ ملت! دنیا میں آکر جو کچھ آپ نے کیا وہ ساری دنیا جانتی ہے اور جو تعلیم پیش کی وہ بھی اپنی بے نظیری اور خدائی تعلیم ہونے کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا رہی ہے اور جس کے سامنے ساری دنیا سرنگوں ہے۔ آپ کی تعلیم اور سوانح حیات بنی نوع انسان کے لئے کامل ہدایت ہے اور صرف انہی کی پیروی اور اتباع میں انسانی نجات و کامرانی منحصر ہے حضرات اسلام کے وہ اصول جو اس کی تعلیم کو خدائی تعلیم ثابت کرنے والے تمام

مذاہب پر فوقیت دینے والے اور ممتاز بنانے والے ہیں بہت سی ہیں ان میں تصرف مسئلہ توحید کو لیا جاتا ہے اور شرک کے مضار اور توحید کے مفاد بتلائے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک و کفر کا کلی طور پر استیصال کر دیا اور توحید کامل کی تعلیم و تلقین دے کر انسانیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اگر پیغمبر اسلام دنیا میں آکر توحید حقیقی کا علم بلند نہ کرتے اور شرک کی جڑ نہ کاٹتے تو بخدا نہ آج یہ علمی دنیا ہوتی اور نہ ہی انسان موجودہ تہذیب و تمدن اور ترقیوں سے شاد کام ہوتا۔ یہ حضور علیہ التحیۃ و التسلیم کا وہ احسان عظیم ہے جس کے بار احسان سے عقلاء اور فلاسفر سر نہیں اٹھا سکتے۔ آئیے اب میں شرک کے نقصانات اور توحید کے مفاد بتاؤں اور سمجھاؤں کہ اسلام نے توحید پر کیوں اپنی بنیاد رکھی ہے شرک کی کیوں اس قدر اہتمام اور سختی کے ساتھ ...... بیخکنی کی ہے اور متبعین اسلام پر ہر قسم کے مشرکانہ خیالات سے مجتنب رہنے کو کیوں لازمی قرار دیا ہے تاکہ آپ میرے مذکورہ بالا دعوی کی تصدیق کر سکیں آپ کو اندازہ بھی ہو جائے کہ واقعی اسلام نے ہی ہر قسم کی ترقیوں کی بنیاد رکھی۔ اور سچی وحدانیت کو مستحکم کیا۔

حضرات! اسلام نے شرک کی تردید میں اس قدر اہتمام اس لئے کیا ہے کہ شرک سے اخلاق پست ہو جاتے ہیں اور انسانیت ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ وہ اشرف المخلوقات کے درجہ سے گر کر ارذل المخلوقات سے اسفل السافلین میں جا گرتا ہے کیوں کہ اس کا وجود ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر پتھر شجر و حجر اور حیوان کے سامنے اپنا سر جھکا دیتا ہے۔ ارذل ترین چیزوں کے سامنے اظہار تذلل سے انسانی شرف و خودداری کو بٹہ لگتا ہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد اعلیٰ فوت ہو جاتا ہے، عملی جذبات پر سفلی خیالات کی اوس پڑ جاتی ہے۔ دماغی قوی معطل اور بیکار ہو جاتے ہیں اور انسانی ذہن و فکر عمل کی قوتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ غرض مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے انسان کو پستی و تنزل کی گہرائیوں میں گرانے والی اور کوئی چیز نہیں یہی وجہ ہو کہ قرآن مجید نے ایک نہایت ہی جامع اور مانع پیرایہ میں مشرک کو آسمان سے گرنے والے پرندے سے تشبیہ دی ہے ارشاد ہو وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ جس نے کسی کو اللہ کا شریک گردانا وہ گویا آسمان سے گرا فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اور پرندے اس کو اچک لے گئے اس آیت کا یہ آخری ٹکڑا ایک دنیائے معانی اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور ہم مسلمانوں کی پستی :

تنزل غلامی و محکومی کے حقیقی سبب بتلا رہا ہے۔ واقعی ہماری پستی کا سبب یہی ہے۔ کہ مسلمان صحیح معنوں میں موحد اور خدا پرست نہیں رہے ؎

شرک پیدا ہو گیا توحید رخصت ہو گئی ... بے زری ناطاقتی جزو طریقت ہو گئی

بزرگو! جب اللہ پاک نے تمہیں وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ کے معزز شرف سے نوازا ہے آسمان فضیلت و بزرگی پر متمکن کیا ہے اور اقوام عالم کا سرتاج و رہبر بنایا ہے تو اپنے اس شرف و فضیلت کو توحید و سنت پر قائم رہ کر قائم و برقرار رکھو۔ شرک میں مبتلا ہو کر تحت الثری میں گرنا اور ذلت کی ٹھوکریں کھانا کیوں قبول کرتے ہو؟ اس پست خیالی اور ذلت سے بچ جاؤ۔ خوب یاد رکھو جس قوم میں شرک پھیلتا ہے اس میں گندے اور پست اخلاق کا زور ہو جاتا ہے وہ قوم عقل و خرد سے کوری، علم و ہنر سے محروم جاہل کاہل وہم پرست اور جھوٹے افسانوں اور ڈھکوسلوں میں گرفتار ہو کر اپنے لئے اور دوسرے ابنائے جنس کے لئے تباہی اور مصیبت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ پس تمہیں شرک کی موجب فساد باتوں سے کلی اجتناب کرنا چاہئے اور اس گناہ عظیم کا ہرگز ہرگز ارتکاب نہ کرنا چاہئے اگر آج ہماری حریت تباہ، خودداری مفقود، انسانیت برباد، حواس مختل اور عقل پراگندہ و ناکارہ ہو چکی ہے اور ہم علم و عرفان سے محروم ہو گئے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے اندر مشرکانہ خیالات و عقائد کا زور ہو تا جاتا ہے ہمیں عقل سلیم سے کام لینا اور خدا ہی کی عبادت کرنا چاہئے۔ اُسی سے ڈرنا چاہئے اور تمام دنیا کے جابر و ظالم حکمرانوں کا خوف اپنے دل سے نکال دینا چاہئے۔ اور دنیا کی مادی طاقتوں کو نظر میں نہ لانا چاہئے۔ کیونکہ ؎

خوفِ حق عنوان ایمان است و بس ... خوفِ غیر از شرک پنہان است و بس

خدا کے سوا کسی اور سے ڈرنا بھی شرک ہے۔ خدا ہی کا آسرا و سہارا ڈھونڈنا چاہئے۔ اُسی پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے۔ اسی سے نفع و نقصان کی امید رکھنی چاہئے اسی کے سامنے اظہار تذلل و عبودیت کرنا چاہئے۔ اُسی کے سامنے جھکنا چاہئے۔ اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ یہی اسلام و توحید کا منشا اور سچے مسلم کی شان ہے

برادران اسلام مسئلہ توحید کا ثمرہ اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان کو اپنا درجہ اور مرتبہ معلوم ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ تمام مخلوق کا سردار ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اور عالم کی ہر چیز پر اس کی حکومت اور حاکمانہ قبضہ و تصرف ہے۔

زمین اور اس کے طبقات عالم اور اس کا ماحول سب کچھ انسان کا مطیع ہی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کے سامنے اس کو جھکنا اور ذلیل ہونا پڑے اور کوئی شئی ایسی نہیں جس کی عظمت کے سامنے انسان کو سرافگندہ ہونا پڑے۔

جب ایک موحد کے قلب و دماغ میں یہ خیالات و جذبات جڑ پکڑ لیتے ہیں اور اپنے عزوجاہ اور شرف و فضیلت کو پہچانتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ نفع اور نقصان کا مالک صرف مالک الملک ہی ہے تو وہ خالق الکل کی عظمت و جبروت کے سامنے اپنے آپکو ایک قطرہ سے زیادہ ناچیز اور ایک ذرہ سے بھی زیادہ عاجز پاتا ہے۔ ایسے انسان کا دل اپنے پیدا کرنیوالے کی عظمت سے بھر جاتا ہے منعم حقیقی کے لاانتہا انعامات کو دیکھ کر اس کے دل میں لازوال محبت قیام پذیر ہو جاتی ہے اس کی روح عرفان ہو اور اس کے ارادے ذوق و طاعت سے لبریز ہو جاتے ہیں اور ایسا انسان سردار عالم کے لقب سے معزز بن جاتا ہے۔ جہاں ایسا انسان توحید کے ثمرہ سے خدا کا سراپا اطاعت عاجز در ماندہ محتاج و مسکین اور سرافگندہ بن جاتا ہے اور غرور و تکبر کا شائبہ تک نہیں رہتا وہاں اس کا شکر گزار بندہ بن کر خلیفۃ الارض یعنی زمین کی بادشاہت اور سرداری کا مالک بھی بن جاتا ہے صحابہ کرام اور سلف صالحین کی دینی و دنیوی ترقی و کامیابی کا یہی سبب تھا کہ وہ پکے موحد اور سچے مومن تھے اور سچا مومن بننا مسئلہ توحید پر موقوف ہے پس اگر ہم دنیا میں سرفراز ہونا چاہتے ہیں تو مومن بن جائیں کیونکہ اللہ پاک نے مومنوں سے دنیا کی سروری و جہانداری کا وعدہ کیا ہے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔ اما بعد درود و سلام بھیجو باعث ایجاد عالم فخر بنی آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اپنی امت پر ہدایت و سعادت کی راہیں کھول دیں اور شرک کے مضار اور توحید کے مقاصد کو کھول کھول کر بتایا۔ اور درود و سلام بھیجو آپ کے آل و اصحاب اور خلفائے راشدین حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو آسمان ہدایت کے روشن ستارے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور بقیہ اہل بیت ائمہ اہل بیت عشرہ مبشرہ، اصحاب بدر و خندق اور تبوک پر اور بقیہ تمام اصحاب پر جو ملت واحدہ مسلمہ کے محبوب رہبر اور ہادی تھے اور احکام اسلام کی تعمیل اور تکمیل میں سرگرم رہتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ خصوصاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد حنبل رح پر اور دیگر فقہائے اسلام حضرت امام ابو یوسف رح حضرت امام محمد رح اور حضرت امام زفر رح اور تمام محدثین و مفسرین اسلام پر جنہوں نے اسلامی تعلیمات کے دریا میں غواصی کر کے وہ گراں بہا موتی نکالے جن کی آب و تاب سے دنیا کی نگاہیں خیرہ ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو بزرگان ملت و اولیائے عظام خصوصاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ زکریا ملتانی حضرت بابا فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علاء الدین کلیری رحمۃ اللہ علیہ۔ پر جو خدا کے برگزیدہ اور مقرب بندے تھے۔ آسمان تصوف کے درخشاں ستارے تھے عاشقان خدا تھے جنہوں نے دنیا کو بڑے بڑے فیض پہنچائے اور جن کے مزارات آج تک زیارت گاہ خلائق بنے ہوئے ہیں اور اہل باطن اکتساب روحانی کمالات حاصل کر رہے ہیں۔

اے اللہ رحمت نازل فرما گذشتہ شاہان اسلام و غازیان اسلام پر جو توحید کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اگر وہ توحید کے بلند مقام پر نہ ہوتے اور ہماری طرح شرک آلود عقائد رکھتے ہوئے کبھی عزت و کامرانی حاصل نہ کرتے۔

اے اللہ! رحمت و نصرت نازل فرما موجودہ سلاطین اسلام و غازیان اسلام پر اللہ اکبر

حفاظت دین اسلام، استقلال وطن، تحفظ حقوق ملت، ترقی سعادت مملکت اور دیگر
ضروریات مذہبی و ملکی کے انتظام و انصرام کی شرع محمدی کے مطابق توفیق دے۔ اے اللہ
تمام دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں مقدس اولیائے کرام اور بزرگان دین کی حقیقی عقیدت و نیاز
مندی جاگزین کر اور روحانی برکت سے استمداد کرتے رہنے کی توفیق دے اور ان کے مقدس مزارات
کو روحانی جلوہ گاہ بنا کر خلاف شرع امور سے پاک و صاف کر دے اور ہمیں ان کے اقوال و
افعال پر چلنے کی ہدایت کر تاکہ تیری رضامندی حاصل ہو۔ آمین یارب العالمین اللّٰھم صلِّ
علیٰ سیّدنا و مولانا محمّدٍ وّعلیٰ اٰل سیّدنا و مولانا محمّدٍ بعدد من تعدّ و تادم۔ انّ اللہ یأمر
بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر آخر تک۔

خطبہ ہفتہ سوم ماہ ربیع الاوّل

بانی اسلام کی عظمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہٗ اللہ علیٰ احسانہٖ وافضالہٖ ونصلّی علیٰ سیّدنا محمّدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۵ امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ ھو الّذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ ولو کرہ المشرکون ۵ امّا بعد

برادران اسلام! حمد و شنا کرو اللہ تبارک و تعالیٰ کی جس نے عرب جیسی وحشی قوم
اور ایک بے آب و گیاہ خطہ میں اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مبعوث فرما کر وحشی قوم کو اعلیٰ درجہ کا مہذب و متمدن عرب جیسے تاریک خطہ کو تمام دینی
و دنیاوی عظمتوں و نعمتوں کا مخزن اور عرب جیسے ظالم و جاہل انسانوں کو تمام دنیا کا رہبر
و ہادی بنا دیا اور آفتاب ہدایت کو افق فاران سے طلوع کر کے تمام عالم کو مطلع الانوار بنا دیا
اور درود و سلام بھیجو نبی محترم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل
و اصحاب پر جن کی عظمت و قابلیت اور شان رہنمائی کے سامنے تمام عظمتیں سرنگوں
ہوگئیں اور آپ نے بلا تخصیص مومن و مشرک اور کافر و مسلم کے تمام انسانوں پر وہ روحانی

و مادی احسان و سلوک کئے کہ قیامت تک انسانیت عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔

برادران ملت! یہ آیت جو تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ پاک وہ ذات ہے جس نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہی گذرے مگر وہ ضرور دین حق کو مذاہب عالم پر غالب کرکے رہیگا۔

یہ وہ ماہِ مبارک ہے کہ جس میں حضور سرور کائنات صلعم بصد جاہ و جلال دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ اس لحاظ سے اس ماہ مبارک کو جو فضیلت و بزرگی تمام مہینوں پر حاصل ہے وہ میرے خیال میں کسی اور مہینے کو حاصل نہیں۔ اگرچہ ماہ شعبان اور رمضان یہ دو مہینے اپنی عظمتوں اور بزرگیوں کے لحاظ سے ہزار گنا زیادہ ربیع الاول پر فوقیت رکھتے ہیں پس اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو درحقیقت ہمیں جو کچھ بھی ملا وہ اسی ماہ کی برکت کے آثار و اظلال ہیں اور اسی کی سعادتوں کے پرتوے ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا غرض اس حیثیت سے اس ماہ کو بہت ہی بڑی فضیلت و بزرگی حاصل ہے۔ یہی مہینہ ہے جس میں ہماری روحانی و مادی دستگیری و رہنمائی کی بنیاد رکھی گئی اور دنیا کے محسن اعظم تشریف لائے۔ اب ہمیں مذکورہ بالا خداوندی پیشین گوئی اور فرمان باری کے مطابق سمجھنا یہ ہے کہ محسن جہاں صلعم کی عظمت اور آپ کے دین کا مذہبی دنیا پر اور انسانوں پر عملی حیثیت سے کیا اثر ہوا؟ اور آپ کو کس قسم کی عظمت حاصل ہوئی؟ سب سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ اسلام سے پہلے اور اب بھی عظمت کا تخیل اور مظاہر عظمت کیا کیا رہے ہیں۔ سو جاننا چاہئے کہ دنیا والے ہمیشہ فانی عظمتوں اور مٹنے والی رفعتوں پر مرتے رہے اور ایسی شخصیتوں اور قائدوں کے سامنے سر اطاعت جھکاتے رہے جنہوں نے صرف مادی عظمتیں حاصل کیں عظمت کے تخیلات حسب ذیل رہے۔

صاحبو! مال و دولت، حکمرانی و فرماں روائی، علم و حکمت، طاقت جسمانی، قہر و استبداد عظیم قد و قامت اور حسن و شہرت کو عظمت کی چیزیں سمجھا جاتا ہے۔ دولت و آرائش دنیا پر ایمان رکھتے ہیں اور مالداروں کی پرستش کرتے ہیں حکمرانی و فرماں روائی پر بادشاہ و حکام ایمان لاتے ہیں اور جس طرح حکمرانوں کی عبادت کرتے ہیں علم و حکمت کی بھی پرستش ہوتی ہے طاقت جسمانی کے سامنے بھی لوگ سر جھکاتے رہے۔ قہر و استبداد

سے بھی بزدل انسان لرزتے رہے اور جس کے پجاری بھی دنیا میں بہت ہیں۔ غرض ہر فن اور صنعت میں عظمت ہی عظمت ہے اور ان عظمتوں میں سے ہر عظمت اپنے معتقد اور پرستار رکھتی ہی ہے عظمت کے متباین تخیلات اور بڑائی کے مبہم مفہومات جن میں سے اپنے اپنے ذوق و نظر کے مطابق لوگوں نے کسی نہ کسی کو "عظمت" کا نام دے رکھا ہے۔ ہر شخص اس غرض و غایت اور انسانیت کا بڑا کمال قرار دیتا ہے، اس کے لئے جد وجہد کرتا ہے اور اس کو انسانی مراتب تولنے کی میزان سمجھتا ہے اور عظمت کا یہ مفہوم و تخیل ہمیشہ دنیا میں ایک فتنہ بنا رہا اور ان عارضی خصائص رکھنے والے علماء کی پرستش و عبادت ہوتی رہی ہے۔ یہ تمام عظمتیں مادی فانی، عارضی اور فتنہ کی جڑیں ہیں اور دھوکہ کی ٹٹی اور مادی برائیوں کی ضلالت کا پست درجہ رکھتی ہیں۔

بزرگو! کیا انہی تخیلات کی میزان میں ہم انبیاء و رسل اور خصوصاً سرور کائناتؐ کو تول سکتے ہیں اور انسانی عظمت کی انہی عام جہتوں میں ان کی جگہ ڈھونڈھ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ تو نظر کے دھوکے اور مادی برائیوں کی ضلالت اندیشیاں اور کج بینیاں ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم کی شان اور مقام رفعت ان سے بہت اعلیٰ و ارفع اور اعظم و اکمل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ارضی عظمتوں پر ایمان نہ رکھتے تھے بلکہ آپ نے تو ان فانی عظمتوں اور تخیلات کا قطعی طور پر انہدام کر دیا۔ آپ تو بادشاہ تھے اور نہ بادشاہ ہونا گوارا کیا بلکہ دنیا کے مال و دولت پر لات مار دی۔ آپکی اگر کوئی دولت تھی تو فقر و فاقہ اور اگر آپ کی بادشاہی تھی تو صرف ایک سنگلاخ جزیرہ۔ آپ عظیم سپہ سالاروں اور فاتحوں کی حیثیت بھی نہ رکھتے تھے۔ اگر آپ کی سب سے بڑی جنگی فتح تھی تو صرف فتح مکہ۔ آپ فلاسفر اور حکماء کی صف میں بھی کوئی جگہ نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ آپ اُمی محض تھے۔ نہ آپ نے کوئی اپنی مادی یادگار چھوڑی نہ آپکے نام پر کوئی شہر آباد ہوا نہ کہیں سنگی لاٹوں پر آپ کا نام کندہ ہوا۔ اور نہ کوئی سڑک بنائی۔ غرض آپ ان فانی اور خیالی عظمتیں رکھنے والوں میں نہ تھے۔ اگر کوئی آپکی عظمت کا جویا ہے تو اسے آپ کی عظمت ایک کلمہ میں ملیگی جو آپ دنیا کے لئے لائے تھے اور ابدی نجات کا ذریعہ قائم کیا تھا اور اسی کلمہ میں آپکی پوری عظمت قائم ہے اور وہ کلمہ یہ ہے

برادران ملت! دنیا کے بیشتر افراد آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ کے قدموں پر نثار ہوئے اور آپ کے سامنے سر اطاعت جھکایا تو صرف اسی کلمہ کی بدولت۔ اس کلمہ کے سامنے دنیا

جہان کی عظمتیں اپنی رعنائیوں کے ساتھ سرنگوں ہو گئیں۔ دنیا کی کوئی عظمت بلکہ تمام عظمتیں مل کر بھی اس کلمہ کی عظمت کو نہیں پہنچ سکتیں چونکہ آپ کا مشن توحید کامل کی تبلیغ تھا جس کی جبروتی قوتوں دینی و دنیاوی عظمتوں اور کامل فتحمندیوں کے سامنے تمام برائیاں اور فتحمندیاں ہیچ ہیں اس لئے دنیا کے تمام قارون تمام سکندر تمام ارسطو تمام بادشاہ اور تمام فلاسفر و حکماء آپ کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کے مشن اور آپ کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے مقابلہ میں تمام قوتیں اور عظمتیں پرکاہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔

برادران ذوالاحترام: سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم اس دنیا میں آئے توحید کا تحفہ لائے اور اس کلمہ کو دنیا کے سامنے پیش کیا مگر دنیا نے اس کی قدر نہ جان سکی یہ کلمہ دنیا کی طاغوتی طاقتوں اور مستبد بادشاہوں سے ٹکرایا اور ان کی عظمت و جبرات کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ظلم و استبداد کی دنیا میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ انسانی آداب و عادات کو مٹا ڈالا عقائد باطلہ اور خیالات واہیہ کا قلع قمع کر دیا۔ اور اوہام و خرافات کے پجاری خائب و خاسر رہ گئے محمد رسول اللہ دنیا سے چلے گئے لیکن آپ کا کلمہ پوری شان جلالی و جمالی کے ساتھ دنیا میں ابھی تک ہے اور اپنی ناممکن تسخیر قوت قاہرہ کے ساتھ انسانی قلوب و ارواح میں گھر کر رہا ہے۔ جوں جوں دنیا میں علم و عقل کے انوار زیادہ ہوتے جاتے ہیں یہ اپنا راستہ بنا رہا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہیں دے سکتی۔ کوئی طاغوتی قوت اس سے جنگ آزما نہیں ہو سکتی۔ کوئی فولادی پنجہ اس کے مقابلہ میں نہیں آسکتا۔ اور کوئی فولادی گرفت اور آہنی زنجیر فرزندان توحید کو غلام اور محکوم نہیں رکھ سکتی۔ اگر کہیں فرزندان توحید پست و ذلیل نظر آئیں اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں جیسا کہ ہم آج ہندوستانی مسلمان غلامی و محکومی کی ذلت سے سربازار رسوا ہیں تو سمجھ لیجئے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے پجاریوں نے اس کلمہ کی قدر نہ جانی ورنہ اس کی ایک ہی جبروتی ضرب غلامی کی زنجیروں کو تار تار اور استبدادی قلعوں کو پاش پاش کر دیتی تھی۔ بزرگو! یہ عقیدہ توحید اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کی برکت اور طفیل تھا کہ صحابہ کرام کے جلال و جبروت کا آفتاب آسمان اسلام پر اب تک وہ پوری تابانی کے ساتھ درخشاں ہے۔ دیکھئے مسٹر موتی لال ماتھر ایم۔ اے نے کیا خوب کہا۔

محمد رسول اللہ - اور آپ کے کلمے نے مسلمانوں کے اندر جرأت اور بے خوفی اور شجاعت و بسالت پیدا کردی اور عزم وارادہ میں پختگی اس قدر پیدا کردی کہ پہاڑوں کی اونچی بلند و مضبوطی ہیچ نظر آنے لگی اور سمندروں کا جوش ٹھنڈا پڑگیا پیغمبر اسلام نے توحید کی ایسی تعلیم دی جس سے ہر قسم کے توہمات کی جڑیں کھوکھلی ہوگئیں اور ہر قسم کے باطل عقائد کی بنیادیں ہل گئیں۔ خدا کے سوا ہر قسم کا خوف دلوں سے نکل گیا۔ مخلوق اور اس کی مصنوعات کا ڈر بالکل جاتا رہا۔ خدائے واحد کی ایسی عظمت ہوئی کہ دنیا کی تمام عظمتیں اور شوکتیں ہیچ نظر آنے لگیں۔ جلال خداوندی کے جلوے ایسے نظروں میں سمائے کہ شاہانِ عالم کا جلال و جبروت و قعت ہو گیا یہ پیغمبر اسلام کی تعلیم کا نتیجہ تھا اور حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کا واحد مشن یہ تھا کہ خدا کی حکومت اپنے پیروؤں کے دلوں میں قائم کر دیں باقی اور تمام فانی حکومتوں کا نقش جلال و جبروت ان کے دلوں سے محو کر دیں چنانچہ آپ کو اس مقصد عظیم میں پوری پوری کامیابی ہوئی"

کاش ہم ان افکار عالیہ سے کچھ نصیحت و عبرت حاصل کریں، توحید پر قائم رہیں اور لا الٰہ الا اللہ کی قدر جانیں۔ تاکہ ہمیں بھی وہی عظمتیں شوکتیں حاصل ہوں اور ہم ان خیالات وجذبات کا صحیح مصداق ہوں۔ اے اللہ! ہمیں اس کلمہ کی قدر و قیمت جاننے کی توفیق دے اور صحیح معنوں میں مسلمان بنا دے۔ آمین وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ بَارَكَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّهُ تَعَالَىٰ جَوَادٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَاَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰى نَوَالِهِ وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلٰى حَبِيْبِهِ اَحْمَدَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! درود وسلام بھیجو سرور کائنات فخر موجودات رحمۃ للعالمین انیس الغریبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل اور تصدق سے ہم نے وہ روحانی نعمت

و بزرگی پائی جس کے سامنے دنیا جہان کی عزتیں اور دولتیں ہیچ ہیں اور جن کا اسوۂ حسنہ ہماری دینی و دنیاوی رہبری و ترقی و کامیابی کا ضامن ہے اور ہمیں دعوتِ تقلید دے رہا ہے۔ اور تمام اصحاب پر خصوصاً حضرت امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور تمام عشرۂ مبشرہ پر جنھوں نے بارگاہ الٰہی کی جبہ سائی سے وہ مرتبہ پایا جو ملائکہ مقربین کو بھی حاصل نہیں۔ وہ درس نبوی کی تعلیم و تربیت سے ایسے باکمال ہوئے کہ ان کے نقش قدم کی تلاش میں ترقی خواہ قومیں سرگرداں ہیں اور انہوں نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی دل و جان سے قدر کی اس کو سمجھا اور اس کا عملی اثر اُن کے تمام اعضاء و جوارح پر مستولی ہو گیا۔

اور درود و سلام بھیج آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت زینبؓ حضرت حفصہؓ پر جو سب کی سب کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر اپنا جان و مال سب کچھ حضورؐ کے ہاتھوں بیچ چکی تھیں اور اس کلمہ کی عظمت و رفعت کی دل سے قائل تھیں۔ اور درود و سلام بھیج حضرتؐ کی آل اطہار خصوصاً نونہالان گلشن نبوت اور جنت کے سردار حضرت امام حسنؓ۔ امام حسینؓ حضرت فاطمہؓ خاتون جنت پر جنھوں نے اپنے نانا جان کے لائے ہوئے کلمہ کی خاطر اور اس کی عزت و حرمت قائم رکھنے کے لئے میدان کربلا میں اپنی جانیں فدا کیں مگر دین حقہ پر کوئی آنچ نہ آنے دی۔

اور درود و سلام۔ بھیج ائمہ اربعہ پر جن کی محنت و جانفشانیوں سے ہم تک دین کے تفصیلی احکام پہنچے اور ہم کو اسلامی احکام کے جاننے اور عمل کرنے میں آسانی ہوئی۔

اور اے اللہ رحمت نازل کر سلاطین اسلام خصوصاً سلطان ابن سعود اور فاتحین اسلام پر خصوصاً غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور امراے اسلام پر اور ان کے تسلط و اقتدار کو دشمنانِ اسلام کی دستبرد سے محفوظ رکھ اور فاتحین اسلام کو سرکوبی اور دنیا سے فتنہ و فساد دور کرنے کی توفیق دے اور ان میں باہمی محبت و یگانگت دے اور اپنے دین کی حفاظت و اشاعت کی صحیح خدمت لے

اور اے اللہ اکل عالم اسلام کے مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا دے اور دنیا میں انکو عزت و بزرگی عطا فرما۔ تمام دینی و دنیاوی مشکلوں کو آسان کر دے اور جمیع آفات

ارضی وسماوی سے ان کو محفوظ رکھ اور سب میں باہمی محبت در واداری دے۔ آمین
رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ الخ

خطبہ ہفتہ چہارم ماہ ربیع الاول

مجالس میلاد کی اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ

برادرانِ ملت! حمد وثنا بیان کرو رؤف رحیم خدائے تعالیٰ کی جس کے قبضۂ قدرت میں قوموں کی ترقی وتنزل اور اصلاح وفلاح ہے جس کا ارادہ بندوں کے ارادہ پر غالب ہے اور جس کے مقرر کردہ قوانین فطرت سے انحراف ور دگردانی کرکے ہم کبھی کوئی ترقی حاصل نہیں کرسکتے۔ اور درود وسلام بھیجو حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ سلم اور انکے آل اصحاب پر جن کے ذکر میں ہمارے لئے روحانی سکینت وطمانیت ہے جن کی محبت میں خدا کی محبت ورضامندی ہے جن کی پاکیزہ سیرت کی اشاعت ہمارا مقدم فرض ہے اور جن کی سوانح حیات سے عبرت واستفادہ حاصل کرنا ہماری تمام کمزوریوں کا واحد علاج ہے۔

معشر المسلمین! حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے ہرگز ہرگز کوئی بھی کامل مومن ثابت نہیں ہوسکتا جب تک ایک مومن مجھے اپنی ذات اور اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ رکھے۔ یعنی جب تک ایک مسلمان اپنی ذات اور تمام لوگوں سے زیادہ حضورؐ کی محبت کا ثبوت نہ دے وہ کامل مومن نہیں کہا جاسکتا۔

برادرانِ اسلام! آج کے خطبہ میں ہمیں بتلانا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں کیا کرنا چاہیے اور ہم مسلمانوں میں کیا خوبیاں ہیں کہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو وہ ایمان رکھتا کہ

ذکر رسول اللہ اور محبت رسولؐ سے بڑھ کر کوئی خوبی اور دینی بھلائی نہیں ہر مسلمان کو
عشق رسول کا دعویٰ ہے اور ایسی محفلیں منعقد کرنے اور ان میں شامل ہونے کو سعادت دارین
کا ذریعہ سمجھتا ہے جن میں حضورؐ کی سوانح حیات کا ذکر کیا جائے جن کو ہمارے ہندوستان میں میلاد
کی مجلسیں کہا جاتا ہے۔ غرض ذکر رسولؐ اور محبت رسول کا جذبہ صادق تو ہر مسلمان کے
دل میں قدرتی طور پر موجود ہے اور دنیا بھر میں ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جس کو ذکر رسولؐ سے
عداوت اور اختلاف۔ اگر کسی کو اختلاف ہو تو چند رسمیات اور ہیئت مجموعی میں۔

برادران ذوالاحترام ذکر میلاد آنحضرت صلعم کی مجلسیں غالباً تمام دنیائے اسلام میں
منعقد ہوتی ہیں بالخصوص ہندوستان میں تو ایسی مجلسیں بہت ہی کثرت سے ہوتی ہیں حتیٰ
کہ عوام کے خیال میں اسے شعائر اسلام کا درجہ حاصل ہے۔ غرض محفل میلاد کی اجتماعی طاقت
ہر دلعزیزی اور افادیت سے کسی کو انکار نہیں۔ ماہ ربیع الاول میں ان مجلسوں کی کثرت ہوتی
ہے مجھے ان مجلسوں کی شرعی حیثیت سے بحث نہیں۔ البتہ اتنا بتلا دینا ضروری ہے کہ تمام
علماء اس امر پر متفق ہیں کہ مولود شریف کے جواز یا عدم جواز کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث نبویہ
اور تعامل صحابہ سے نہیں دیا جاسکتا۔ یہ زمانہ مابعد کی اختراع اور پیداوار ہے مسلمانوں میں
اس کا رواج اس طرح ہوا کہ رسم سالگرہ اس وقت تمام دنیا کی قوموں میں منائی جاتی تھی یہ
رسم سالگرہ آرین قوم کی تہذیب کی یادگار ہے۔ ترکوں اور مغلوں کے زمانہ میں بھی اس کی سخت
پابندی کی جاتی تھی۔ عربوں کی ترقی کے زمانہ میں ایرانیوں اور روسیوں میں بھی اس رسم کو منایا
جاتا تھا۔ عیسائیوں میں ۲۵۔ دسمبر کو ہر سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی منائی
جاتی ہے۔ اور یہ رسم سالگرہ اس لئے منائی جاتی تھی اور اس لئے اہتمام کیا جاتا تھا کہ اپنی قوم کے
قائد اور رہبر کی عمر اور کارنامے یاد رکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اور تہذیب کی ایک شاخ
ہے۔ اس چیز کی ہمہ گیری نے مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑا جبکہ وہ دنیا کے علمی اور تمدنی ذخیرہ
سے استفادہ حاصل کرنے پر دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ مستعد اور حریص تھے چنانچہ یہ
رسم محفل میلاد کی صورت میں مسلمانوں میں بھی آگئی۔ یہی وجہ ہے کہ عربوں نے اپنے زمانہ عروج
میں اس کو مٹانے کی فکر نہ کی۔ خلفائے عباسیہ نے تو شاہی خاندان میں بھی اسے رائج کر لیا
اور جب بلاد اسلام کی عنانِ حکومت ایرانیوں اور ترکوں کے ہاتھ آئی تو ان مجلسوں کی
رونق اہل اسلام میں حد سے زیادہ ہوگئی۔

علاوہ ازیں عربوں نے اس کے مٹانے کی اس لیئے اور بھی چنداں ضرورت نہ سمجھی کہ مولود شریف کوئی طریقہ عبادت نہیں جس کا اختیار کرنا شریعت کے خلاف ہو کیونکہ قرآن و احادیث کے بتلائے ہوئے عبادت کے طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ اختیار کرنا قطعاً گمراہی اور منافی اسلام ہے۔ حالانکہ محفل میلاد ایک کار خیر ہے اور کار خیر کے راستوں کو شریعت نے محدود نہیں کیا۔ بلکہ بدعت اور جائز و ناجائز ہونے کی بحث چھڑ جاتی اس لیئے انھوں نے اس کی خوبیوں اور مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے مخالفت نہیں کی۔

حضرات! مسلمانوں میں ذکر رسول صلعم کی یہ تبلیغی حرکت اور اسلامی دنیا میں میلاد کی مجلسوں کا رواج اس لیئے اور بھی ہو گیا کہ جب ملک شام میں مسلمان ایک سال تک عیسائیوں کے زیر اثر رہے تو اس زمانہ میں عیسائی حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے دن بڑی خوشیاں منایا کرتے تھے اور ہر طرح عقیدت و نیاز کا ثبوت دیا کرتے تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ عیسائی تو اپنے پیغمبر کی پیدائش کے دن کو ان کی حقیقی حیثیت نمایاں کرتے اور اظہار شان کا دن بناتے اور مسلمان یونہی رہ جاتے اس وجہ سے مسلمانوں کے قلوب میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور ماہ ربیع الاول میں ولادت آنحضرت صلعم کو خوشی کا دن مقرر کیا۔ ہم مسلمانوں کی یہ کس قدر بدقسمتی اور ناعاقبت اندیشی اور دماغی ہنگامہ آرائی ہے کہ ایسے مفید اور آمادہ عمل کرنے والی مجلسوں کے متعلق بھی اختلاف رائے کا ایک طوفان برپا کر دیا گیا۔ بعضوں نے اس کو دین کا ستون سمجھ لیا اور بعضے اسے بدعت سیئہ قرار دیکر انتہائی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور دونوں فریق اختلاف رائے رکھتے ہوئے ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے اور حد اعتدال پر قائم نہ رہے۔ اگر ایک فریق نے ذکر رسول صلعم میں شاعرانہ مبالغہ، عام پسند غلط حکایتوں، قصص و خرافات، خوش الحانی اور ابیات و قصائد ظاہری ٹیپ ٹاپ تقسیم شیرینی اور تعظیم کیلئے کھڑے ہونے کو میلاد شریف کے لازمی اجزا، شعائر اسلام و فرائض و واجبات سمجھکر ایسی متبرک چیز کو بدعت نوازی اور خرافات پسندی کا ایک نقصان دہ مظاہرہ بنایا تو دوسرے فریق نے اس کے مفاد سے قطعاً آنکھیں بند کر کے سرے سے اس کی مخالفت شروع کر دی ایک سے اصلاح و تربیت اور عمل کی صلاحیت جاتی رہی تو دوسرا گروہ تعمیری روح قلوب و اذہان کی معتدل شان رہنمائی ہی کھو چکا صاحبو! جب کسی قوم کی بدنصیبی اور مٹنے کے دن قریب آتے ہیں تو اسکے فکر و عمل کی یہی حالت ہوجاتی ہے جو آج ہمارے رہنماؤں کی تخریبی ذہنیت پیدا ہوجاتی اور تعمیری روح رخصت ہوجاتی ہے۔ عمل پر نظر نہیں رہتی اور فضول جھگڑے قضیوں میں وقت صرف کیا جاتا ہے و ماغی توازن کھو بیٹھی ہے اور اصلاح و انقلاب کا مادہ جاتا رہتا ہے۔

برادران اسلام! یہ چھوٹے چھوٹے فروعی اور بے بنیاد واقعات اسلئے کھڑے کئے جاتے ہیں کہ واعظین کی علمیت و شہرت واثر و اقتدار میں کمی نہ ہو انکی بات نیچی نہ ہو اور ان کو اپنا حلوا مانڈہ نہ چھوڑنا پڑے اور وہ لکیر کے ہی فقیر بنے رہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ اختلافات کی ہنگامہ آرائی اور طوفان مخالفت میں عوام الناس کو کسی مصلح اور سچے ہمدرد اسلام کی کوئی بات ہی نہیں سمجھنے دیجاتی ورنہ ذکر رسول سے اختلاف کرنیوالا دنیا میں... ایک بھی مسلمان نہیں جو علما مجالس میلاد کی مخالفت کرتے ہیں ان کا منشا اتنا ہی کہ مسلمان یہ متبرک مجلسیں تو ضرور کریں اپنے رسول سے والہانہ عقیدت اور حضورؐ کی سوانح حیات سے عبرت و استفادہ لازمی طور کریں مگر اس کو رسمیات لچر روایات میلاد سعیدی جیسے میلاد ناموں قصے کہانیوں ڈاڑھی منڈے میلاد خوانوں اور شرک و بدعت سے پاک کرلیا جائے تاکہ ان مجلسوں کا مسلمانوں کو فائدہ ہو اور وہ اپنی اصلاح و تربیت کرسکیں۔ ورنہ یہی متبرک چیز باعث گمراہی اور کھیل کود کا ذریعہ بنجائیگی تبلایئے اس میں کونسی ایسی بات ہے جو قابل قبول نہیں مگر اندھیر اور ظلم دیکھو کہ اصلاح کوش مصلحین ملت اور خادمان اسلام کو دشمن رسول بناکر عوام الناس کو بھڑکایا جاتا ہے اور ان کو وہابی قرار دیکر الگ بٹھا دیا جاتا ہے۔

البتہ بعض مصلحین میں ایک خرابی یہ ضرور ہوتی ہے کہ بعض نااہل تابعین میلاد حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور کنہیا جی کے ذکر سے تشبیہ دینے لگ جاتے ہیں اور سرے سے مجالس میلاد کی ہی مخالفت شروع کردیتے ہیں۔ حالانکہ مجالس میلاد کو مٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ اصلاح و ترمیم کی ضرورت ہے کسی انقلابی تغیر کی حاجت نہیں جس سے عوام کے مذہبی حسیات اور محافل میلاد کی اجتماعی طاقت کو صدمہ پہنچے بلکہ ضرورت صرف یہ ہے کہ ان مجلسوں کی مروجہ کتب میں تبدیلی کی جائے۔ اس کی مخالفت کرنے کی بجائے حسب ذیل پروگرام ہے اس کو مفید اور بارہ ربیع الاول کو حضورؐ کی سیرت کی اشاعت کا بہترین ذریعہ بنایا جائے۔

برادران اسلام! فطری اور تاریخی مناسبت سے ۱۲ ربیع الاول پیغمبر اسلام کی پیدائش اور ملت اسلامیہ کی سالگرہ کا دن ہے۔ اس دن مسلمان حضورؐ کی سوانح حیات سے واقفیت بہم پہنچائیں اور اپنی حالت کا اندازہ لگائیں کہ ہم اسوۂ رسولؐ سے کس قدر دور ہوگئے ہیں اور ہماری زندگی کہانتک اسوۂ رسول کے مطابق ہے اگر مطابق پائیں تو اللہ کا شکر بجالائیں ورنہ اپنی غفلت و جہالت اور اسلام سے دوری پر خون کے آنسو بہائیں۔ گذشتہ حالت کی اصلاح کریں آئندہ عہد کریں کہ ہماری زندگی شریعت غرا کے مطابق ہوگی اور ہر طرح اپنے رسول سے عقیدت

محبت کا عملی ثبوت دیں نہ کہ محض رسمی اور زبانی۔ اس دن کو بین الاقوامی عید قرار دیں۔ اسوۂ رسول صلعم کی اشاعت اور آپکی سیرت کو غیر مسلمین تک پہنچانے کا خاص اہتمام کریں اور غیر مسلم متبعین پر حضورؐ کی حقیقی حیثیت نمایاں کریں۔ حضورؐ کے اظہار شان اور تذکار احسان سے ان کی گردنیں دنیا کے مصلح اعظم کے سامنے جھکادیں اور ان کو یقین دلادیں کہ مسلمان اگرچہ دنیاوی حیثیت سے کمزور اور درماندہ ہیں لیکن اپنے رسول سے والہانہ عقیدت اور عشق و محبت رکھتے ہیں اور آپ کے ناموس پر کٹ مرنے اور فدا ہو جانے کو ہر وقت تیار رہیں تاکہ کسی غیر مسلم کو حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے اور اسلام کے منہ آنے کی جرأت نہ ہو۔ یا اللہ غیر مسلموں کے دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے کہ وہ تیرے حبیبؐ کی حقیقی عظمت و شان کو دیکھ لیں اور آپ کے مشن کو سمجھ لیں اور وہ آپ کے حلقہ بگوش بنجائیں۔ اور اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اسوۂ رسول صلعم کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیں اور آپکی محبت و عقیدت کا عملی ثبوت بہم پہنچائیں۔

مسلماں کا ایماں ولائے محمدؐ ۔۔۔ زباں کی ہے زینت ثنائے محمدؐ

رضائے خدا چاہتے ہو اگر تم ۔۔۔ تو راضی رہو بارضائے محمدؐ

اندھیرا ہوا کفر کا دور سارا ۔۔۔ جہاں میں وہ پھیلی ضیائے محمدؐ

غلام اُن کا آقا ہی سب کا جہاں میں ۔۔۔ شہنشاہِ دنیا گدائے محمدؐ

جو ہوتا ہے خاکی بشر سے فرشتہ ۔۔۔ تو جاؤ بس خاک پائے محمدؐ

زہے شان ہو کر فرشتوں کے ہمراہ ۔۔۔ خدا خود ہے محو ثنائے محمدؐ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا وَّ عَلٰی اٰلِہِ الْکِرَامِ وَ صَحْبِہِ الْعِظَامِ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَ اِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ

برادران اسلام! درود بھیجو آنحضرت صلعم پر جن کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے دلیل راہ اور روشن صراط مستقیم ہے جس پر چل کر ہم فلاح و نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ جن کی تابعداری و پیروی ہی ہمیں ہر قسم کی خائب اور الٰہی سے شاد کام کر سکتی ہے جنکی پاکیزہ مقدس زندگی آفتاب سے زیادہ روشن

اور بیدا غ ہے اور جن کے کارناموں اور ہدایت نمائیوں نے انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جس کی طرف رہنمائی نہ کی ہو اور مکمل دستور العمل نہ دیا ہو۔

اور درود و سلام بھیج خلفائے اربعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ۔ ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ام المومنین خدیجہؓ حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ حضرت سودہؓ حضرت زینبؓ اور آل اطہار حضرت بی بی فاطمہ اور جگر گوشۂ رسولؐ حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسین شہیدان کربلا اور امام زین العابدینؓ وغیرہ اماموں پر جو تمام پاکیزہ نفوس آسمان ہدایت کے ستارے اخلاق و روحانیت کے آئینے حضورؐ کی محبت و عقیدت کے مجسمے اخلاق و ایثار کے پیکر شمع رسالت کے پروانے اور اسوۂ رسولؐ کے متبع تھے۔ یہ سب حضرات ساری عمر محبت رسولؐ کے نشہ سے سرشار اور طریق سنت پر پروانہ وار نثار رہے اور اطاعت رسولؐ سے کبھی قدم بھی باہر نہ رکھا اور ان کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا اور مرنا جینا سب کچھ شریعت غرّہ کے مطابق تھا

اور درود و سلام بھیج حضرت کے چچاؤں حضرت عباسؓ حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پر جنھوں نے اطاعت رسولؐ کا کما حقہ حق ادا کیا اور آپ کے احکام سے یک سر مو تجاوز نہ کیا

اور درود و سلام بھیج ائمہ اربعہ فقہائے اسلام مفسرین و محدثین اسلام پر جو خود بھی متبع رسولؐ اور حامی سنت تھے اور دوسروں کو بھی اتباع رسولؐ کی تاکید کی اور ہر طرح سنت پر چلنے کی ترغیب تحریص دلائی اور اے اللہ! بادشاہان اسلام خصوصاً سلطان ابن سعود وغیرہ پر اپنی نصرت و مدد نازل فرما جو تیرے حبیبؐ کی سنت اور تیرے دین کی حفاظت و حمایت پر سب سے زیادہ عامل اور عاشق رسولؐ ہیں۔ اے اللہ! غازی امان اللہ خاں ظاہر شاہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور رضا شاہ پہلوی کو صراط مستقیم پر قائم رہنے اور شریعت اسلامیہ کی پابندی و پیروی کی توفیق دے اور عالم دنیا میں اسلام اور اہل اسلام کو فتح اور کفار کے سامنے ثابت قدم و کامیاب کر اور ان سب میں باہمی محبت و مودت دے۔

اور اے اللہ! کل عالم اسلام کے مسلمانوں کو رسم و رواج کی پابندی سے نجات دے اور ہم سب کو سنت رسولؐ پر چلنے کی توفیق دے ہمیں عقل و سمجھ دے کہ ہم دین کے کام میں شریعت کے حکم کو مقدم رکھیں اور تیرے پیارے حبیب کی محبت میں مریں۔ اگر جئیں تو تیرے ہی حبیب کی محبت میں جئیں

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَإِيَّاكُمْ عَلٰى جَارَةٍ

الشریعۃ العلیۃ۔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر
والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم
ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واجل واھم واتم واکبر

خطبہ ماہ ربیع الثانی ہفتہ اول

اتباع سنت اور مسلمان

الحمد للہ الذی خلقنا فاکمل خلقنا وادبنا فاحسن ادبنا وشرفنا بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاحسن تشریفنا۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ اما بعد

یا معشر المسلمین! حمد وثنا بیان کرو حضرت حق جل وعلا شانہ وعز اسمہ کی جس نے ہمیں اپنے لطف عمیم اور فضل کریم سے اپنے پیارے حبیب سرور کونین سید الابرار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنایا اور ہمیں خیر الامم کے لقب سے سرفراز کیا۔

اور درود وسلام بھیجو فخر موجودات باعث عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے وجود ذی جود سے ہمیں دولت اسلام ملی، صراط مستقیم ہاتھ آئی اور ہم علم وعمل کی ان بلندیوں پر پہنچے جن کی ملائکہ مقربین کو بھی ہوا نہیں لگی۔

برادران اسلام! اسلام نے جہاں مسلمانوں کو قرآن عزیز کے ذریعہ اسلامی زندگی کے قوانین واحکام دیئے ہیں۔ وہاں ایک عملی نمونہ اور اسوۂ حسنہ بھی دیا ہے جسکی پیروی سے عرب کے بدو خاک سے اٹھ کر افلاک پر پہنچے تھے۔ یعنی قرآن اور صاحب قرآن کی زندگی میں نہایت ہی گہرا تعلق ہے۔ یا یہ سمجھو کہ قرآن حدیث میں گہرا تعلق ہے۔ مسلمانوں کا مرکز حیات قرآن مجید ہوا اور اسوۂ رسول وہ سرچ لائٹ ہے جسکی روشنی میں ہم کو اپنا مرکز حیات نظر آتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ یعنی اے مسلمانو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے

نور اور کتاب ظاہر آچکی"۔ اس میں نور سے مراد سرورکونین محمد رسول اللہ صلعم ہیں اور کتاب سے
مراد قرآن مبین ہی جو نیکی بدی حق وباطل کی راہیں دکھاتا ہی۔ ایک نور ظاہر ہے اور ایک نور باطن
نور ظاہر اشیاء کا ادراک کرتا ہے اور نور باطن حقائق ومعقولات کا ایک نور بصری اور ایک نور
بصیرت اللہ! اللہ! قرآن کریم کی کیسی فصاحت وبلاغت ہی گویا کہا گیا ہی کہ قرآن مبین کے
حقائق ومعارف کے سمجھنے اور اس کی بتلائی ہوئی صراط مستقیم کو دیکھنے کے لئے ہم ساتھ ہی
ایک نور یا روشن آفتاب بھی دے رہے ہیں اسکی نورانیت میں اس کتاب کو پڑھو۔ آگے ارشاد
ہے یَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمًا یعنی اس کتاب کے ذریعہ اللہ پاک
اُن لوگوں کو جو اللہ تعالی کے ارادوں کی پیروی کرنا اور اسکی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں
اُن کو سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت کرتا ہے اور ان کو کفر کی ظلمات سے نکال نور ایمان کی
طرف لے جاتا ہے اور اُن کو صراط مستقیم یا دین حق کی ہدایت کرتا ہے۔ سورۂ احزاب میں فرمایا
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
اللَّهَ كَثِيرًا یعنی مسلمانوں! تمہارے جو لوگ اللہ سے امید رکھتے ہیں اور روز آخرت کے
آنے کی اور اکثر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں رسول اللہ ؐ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے تو چونکہ حضورؐ کے
اُسوۂ حسنہ کی پیروی سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اتباع رسول ہی ہماری دینی ودنیاوی
ترقی وکامرانی کا حقیقی سرچشمہ ہے اس لئے سورۂ مجادلہ میں فرمایا مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
یعنی اے مسلمانوں جو کچھ تم کو ہمارا رسول دے اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کرے اُس سے
باز رہو۔ اللہ تعالی سے ڈرتے رہو وہ سخت عذاب دینے والا ہی۔ مطلب یہ ہی کہ مسلمان کی
زندگی کا پروگرام بجز اُسوۂ رسولؐ کے اور کچھ نہیں۔ اسکو جو بات حضورؐ کے واقعات حیات میں
نظر آئے اس کو لے لے اور جس چیز سے حضور منع کریں اس سے باز رہے۔ اس آیت مبارکہ میں
اللہ تعالی نے مسلمانوں کی زندگی کا وہ مرکز بتلایا ہے جس سے وابستہ رہکر وہ دارین میں فائز المرام
اور شادکام ہوسکتے ہیں۔ سورۂ نور میں اتباع رسولؐ کا نتیجہ اور فائدہ بھی بتلا دیا ہی ارشاد ہی وَمَن
يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ یعنی جو اللہ اور اس رسول
کا حکم مانیگا، اللہ سے ڈرتا رہیگا اور اُسکی نافرمانی سے باز رہیگا تو ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچنے والے

ہیں۔ ایسی چند آیتوں کے بعد فرمایا وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اللہ رسول کا حکم مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یعنی تم اللہ کی تائید اور نصرت اور رحمت و مغفرت کے حقدار ٹھیرو

برادران ذوالاحترام! خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کا مادہ دین کی جڑ اور ایمان کی روح خدا کی محبت ہے جس کا دعویٰ ہم سب مسلمانوں کو ہے مگر دعویٰ صرف زبان سے ثابت نہیں ہوا کرتا جبتک کہ عمل سے اس کی تصدیق نہ ہو۔ ورنہ یوں تو زبان سے کافروں تک کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے حضور کے زمانہ میں یہود کہا کرتے تھے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اس کے نزدیک ہیں نصاریٰ کہتے تھے کہ ہم مسیح کی تعظیم و تکریم اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کرتے ہیں حدیث میں آیا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم قریش پر گذرے جو مسجد حرام میں اپنے بتوں کو سجدہ کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضور نے فرمایا یا معشر قریش واللہ لقد خالفتم ملۃ ابراہیم فقالت قریش انما نعبد ھذہ للہ لیقربونا الی اللہ زلفی اے گروہ قریش قسم خدا کی تم حضرت ابراہیم کے دین کی مخالفت کر رہے ہو قریش نے کہا ہم تو ان بتوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کی محبت ہی کی وجہ سے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمارے اصنام ہم کو خدا کے نزدیک کر دیں اس پر وہ آیت مقدسہ نازل ہوئی جو خطبہ کے ابتداء میں لکھ چکا ہوں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"اے رسول تم ان لوگوں کو کہدو جو زبان سے اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو اور اس سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے پیار کرے گا تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی جو شریعت میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اس کی صفات اور اس کے اوامر و نواہی کو بتلانے والی ہے اور محب اپنے محبوب کی معرفت اس کی خوشنودی و رضامندی اور اس کے اوامر و نواہی کی پابندی پر حریص ہوا کرتا ہے تاکہ اسکی محبت کامل ہو سکے اور مستحق تقرب ٹھیرے۔ پس اگر تم واقعی اللہ کی محبت کے دعویٰ میں سچے ہو تو میری پیروی کرو۔ میری پیروی کا نام ہی اللہ کی محبت ہے۔ میری خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے اور میری ناراضی ہے

برادران ملت! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا معیار صداقت حضور علیہ السلام کی تابعداری کو بتلایا ہے جس سے اتباع سنت کی اہمیت و ضرورت اچھی طرح ثابت ہوگی ہے اور اس سے اتباع سنت کی کمال ترغیب و تحریص ظاہر ہوتی ہے اس سے آپ اندازہ

لگا لیں کہ وہ ریاکار مشائخ اور بناوٹی پیر جو حقیقت و طریقت کی آڑ بنا کر اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھتے ہیں اور تصوف کو شریعت کے خلاف ثابت کرتے ہیں اور جہالت کے عمیق غار میں گرے ہوئے ہیں ان کا وجود اسلام اور مسلمانوں کے لئے کتنا خطرناک ہے اور وہ کس ڈھٹائی اور بیحیائی کے ساتھ اپنے کفریہ شرکیہ اقوال افعال کو تصوف کے پردہ میں چھپا کر اپنے دام عقیدت میں مسلمان جہلاء کو پھنساتے ہیں۔ خوب یاد رکھئے خداشناسی، خداطلبی، خدارسی اور حقیقت و طریقت وغیرہ امور کا انحصار اتباع رسول پر ہے اور معرفت و حقیقت کے تمام مدارج شریعت مصطفوی ہی کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں ہوتے ہیں دینی و دنیوی ترقیوں کے طالبو! مذکورہ تفصیلات اور آیات بینات سے حسب ذیل حقائق معلوم ہوئے کہ قرآن اور صاحب قرآن کی زندگی میں گہرا تعلق ہے مسلمانوں کا مرکز حیات کتاب و سنت ہیں۔ انکی ترقی و کامرانی کا پروگرام اسوۂ رسول ہی ہے جسکی پیروی ہی مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان اور زندہ کر سکتی ہے۔ اتباع رسول ہی مسلمانوں کی تمام بیماریوں اور کمزوریوں اور پستیوں کا واحد علاج ہے اور دینی و دنیوی فلاح و نجات کا انحصار اسوۂ حسنہ کی پیروی پر ہے جسطرح سورج کی روشنی اور حرارت جدا نہیں ہو سکتی۔ اس طرح مسلمان سے اطاعت رسول اور حضورؐ کی محبت و عقیدت بھی جدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دونوں جہان کی سرخروئی کا حقیقی سرچشمہ اور اسلام کی زندگی کی جڑ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کا وجود مسعود ہی آپ کی ذات پاک امت مسلمہ کی امید و بیم کا مرکز و محور ہے۔ مسلمانوں کی ترقی زندگی تنظیم اور تعمیر کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ مردہ مسلمان محمد رسول اللہ صلعم کے نقش قدم کی پیروی کرنے لگیں مسلمانوں کو کوئی نیا سبق دینے کا ان کی ترقی حیات کے لئے کوئی نیا پروگرام وضع کرنے کی ان کو مغرب کی تقلید کرنے۔ ان کو للچائی نظروں سے دیکھنے اور دوسروں سے ترقی کے گر سیکھنے کی مطلق ضرورت نہیں، ان کی زندگی اور ان کی ترقی تو اس چیز میں ہے کہ مسلمانوں کو دنیا کے مصلح اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے حلقہ اطاعت سے جوڑ دیا جائے ان کے لئے اصل چیز محبت و اطاعت رسول ہی ہے اور بس۔

بزرگو۔ رسول اللہ صلعم کے نقش قدم اور واقعات حیات کے خلاف جسقدر بھی ہماری ترقی کے پروگرام بروئے کار آئینگے اور ہم اپنے مرکز حیات سے علیحدہ ہو کر جس قدر بھی اٹھنے کی کوشش کرینگے ہم اور زیادہ ترقی کے دور اور پست و ذلیل ہوتے جائینگے بالآخر ایک نہ ایک دن فنا ہو جائیں گے۔

اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہماری زندگی کے کئی پہلو ہیں۔ دینی پہلو۔ سیاسی پہلو۔ اقتصادی پہلو اور جسمانی پہلو۔ یہ تمام پہلو حضورؐ کی زندگی کے مختلف شعبے اور شاخیں ہیں۔ پس مسلمان بننے اور ترقی کرنے کے لئے سب سے پہلی چیز صرف یہ ہے کہ ان تمام پہلوؤں میں رسول اللہؐ کے نقش قدم پر چلیں ورنہ قیامت تک بھی نہیں اٹھ سکتے۔ ہماری اگر کایا پلٹ ہو سکتی ہے تو محض اس صورت میں کہ ہم رسول خدا صلعم کے واقعات حیات اور نقوش محبت و عقیدت اپنے دلوں پر کندہ کرلیں اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بے اختیاری پیدا کرلیں۔

خوب یاد رکھئے کہ محبت رسولؐ کے معنی بجز اطاعت رسول کے اور کچھ نہیں جب کوئی قوم اپنے بانی مذہب اور صاحب کتاب کے واقعات حیات اور نقوش محبت و عقیدت اپنے دلوں سے محو کر دیتی ہے تو اس کے بعد لازمی طور پر وہ اپنے مذہب سے بیگانہ ہو جاتی ہے کتاب کو بھول جاتی ہے اور اس کے احکام کو پس پشت ڈال دیتی ہے جیسا کہ آج ہمارا حال ہے۔ دنیا میں جس قدر مذہب بھی تباہ ہوئے انکی تباہی اور تخریب کا باعث یہی تھا کہ ان کے متبعین صاحب کتاب کے اسوۂ حسنہ سے دور ہو گئے اور محض زبانی رسمی تعظیم و محبت میں الجھ کر رہ گئے۔ خدارا اس خطبہ کو خوب اچھی طرح سمجھئے اور اپنے دل میں جگہ دیجئے اور ایک ایک مسلمان کے کان میں کہہ دیجئے کہ مسلمان کی زندگی اسوۂ رسولؐ اور اتباع سنت ہی والسلام علیکم وعلیٰ سائر من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفٰی علیہ وعلیٰ اٰلہ الصلوٰۃ والبرکات العلیٰ

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

معاشر المسلمین! درود و سلام بھیجو اپنے رسول پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہم کو سیدھی راہ دکھلائی اور دین و دنیا کی نعمتوں برکتوں اور ترقیوں سے ہمیں بہرہ یاب کیا اور آپ کے جملہ آل و اصحاب تابعین تبع تابعین پر جو محبت رسولؐ کے نشہ سے سرشار تھے اور حضورؐ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ آپ ہی کی محبت و اطاعت میں جئے اور آپ ہی کی محبت و اطاعت میں حیات جاودانی کی طرف سدھارے خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق

حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر درود وسلام بھیج جو شمع رسالت کے پروانے اور گل نبوت کے بلبل شیدا تھے جن کے دل رسول خدا کی محبت وعقیدت سے معمور تھے اور جن کے اعمال تابع حیات پیغمبر تھے۔ اور درود وسلام بھیج آپ کے ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت حفصہؓ اور حضرت سودہؓ پر جو اتباع رسولؐ کا دنیا کی عورتوں کے لئے نمونہ تھیں۔ اور درود وسلام بھیج حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جو اپنے ناناجان کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ اور درود وسلام بھیج حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر جو جگر گوشہ رسولؐ تھیں جو اپنے باپ کی عاشق صادق تھیں اور آپ کی مرضی وخوشنودی کے خلاف کوئی بات نہ کرتی تھیں اور درود وسلام بھیج بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعید حضرت عبدالرحمنؓ حضرت ابو عبیدہؓ ائمہ اہل بیت، ائمہ فقہا، محدثین اولیائے عظام مشائخ پر جو محبت واطاعت رسول کی بدولت مدارج اعلیٰ تک پہنچے تھے اور صحیح معنوں میں متبع رسول تھے۔ اے خدا! رحمت نازل فرما خلفاء وشاہان اسلام پر جنہوں نے رسول اللہؐ کی شریعت کی تابعداری کی اور اسلام کے نام کو بلند کیا۔ اے اللہ! موجودہ شاہان اسلام کی مدد کر ان کو نصرت وفتح عطا فرما اور ان کے اعداء کی قوت وشوکت کو توڑ دے ان کو ذلیل ورسوا کر اے اللہ! تمام دنیا کے مسلمانوں کے دلوں کو محبت رسول سے بھر دے، ان کو توفیق دے کہ وہ تیرے رسول پاکؐ کی مقدس پاک زندگی کو اپنے لئے شمع راہ بنائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ

خطبہ ماہ ربیع الثانی ہفتہ دوم

اتباع رسول سے منہ موڑنے کا انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ زَیَّنَ قُلُوْبَ خَوَاصِّ عِبَادِہٖ بِنُوْرِ الْوِلَایَۃِ وَ زَکّٰی اَرْوَاحَھُمْ بِحُسْنِ الْعِنَایَۃِ وَ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ وَ اُصَلِّیْ وَ اُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَتَمَّ الصَّلٰوۃِ وَ السَّلَامِ مُصْطَفٰے مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰ اَمَّا بَعْدُ اَیُّھَا الْاِخْوَانُ!

حمد و ثنا بیان کرو اس خدائے واحد بزرگ و برتر کی جسنے ہماری ہدایت و تربیت کے لئے اپنے پیارے حبیب محمد صلعم کو مبعوث فرمایا جو ساری دنیا کے لئے سراپا رحمت و شفقت ہیں جنہوں نے احکام و ہدایت ربانی کو اپنے عمل سے ہمارے لئے آسان کر دیا اور ہمارے لئے ایسا فطری دین چھوڑا جس پر ہم آسانی کے ساتھ چل کر دینی و دنیوی فلاح و نجات حاصل کر سکتے ہیں ان کے نقش قدم کی پیروی ہم پر واجب ہے۔ اور درود و سلام بھیجو اس ہادی برحق پر جسکی حیات طیبہ پر انسانیت ناز کرتی ہے اور جس کی پیروی ہمارے لئے تمام کامیابیوں کی کلید ہے

برادران اسلام! پچھلے جمعہ کے خطبہ میں میں نے آپکو قرآن کریم کی روشنی میں بتلایا تھا کہ ہمارا مرکز حیات حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا وجود ذی جود ہے اور ہماری ترقی و زندگی کا مرکز اسوۂ رسول ہے جسکی پیروی ہمیں خاک ذلت سے اٹھا کر بام ترقی پر پہنچا سکتی ہے آج کے خطبہ میں قرآن مبین سے یہ بتلاؤنگا کہ اتباع رسول سے منہ موڑنے کا انجام کیا ہے اور ہمارے ایمان کا قرآنی معیار کیا ہے آج تمام عالم اسلامی چیخ اٹھا ہے کہ مسلمان مسلمان نہیں رہے وہ تباہ ہو گئے اور وہ غلام و محکوم ہو گئے اور ہر طرف سے یہ صدا کانوں میں آرہی ہے کہ اغیار نے مغلوب کر لیا۔ ان کو ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے، وہ جتنا آگے بڑھنا چاہتے ہیں اتنا ہی پیچھے ہٹتے ہیں اور ان کے ترقی کے راستہ بند ہو گئے۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود　　میں یہ کہتا ہوں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

رہا دین باقی نہ اسلام باقی　　اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

حضرات آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن کریم نے صاف الفاظ میں کہدیا تھا کہ اگر تم نے دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رہنا ہے تو اسوۂ رسول کو اپنے لئے شمع راہ بنا دو ترقی کے تمام راستے کھل جائینگے، دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاؤگے اور کائنات ارضی پر حکومت کروگے اب اگر تم نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا تو قصور خود تمہارا ہے۔ اپنی بے بصیرتی بے عملی اور شریعت سے آزادی کا ماتم کرنا اور اپنی قسمتوں کو پتھر پر دے مارو تم خود اپنی

جانو کے دشمن ہو۔ اللہ پاک فرماتے ہیں قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ کہدے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر تم نے روگردانی کی تو اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا اس کے معنی دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ اللہ کے رسولؐ کی اطاعت سے روگردانی کرنا کفر ہے

ہمیں اللہ پاک نے ہدایت کی تھی کہ اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ یعنی مومنوں کا قول تو بس یہ ہونا چاہئے کہ جب ان کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلایا جاوے کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو کہیں ہم نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم سنا اور اطاعت منظور کی اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ ایک دوسری جگہ فرمایا جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرماں برداری کرنیوالے ہیں وہی نجات پانیوالے ہیں ایک دوسری جگہ ہمیں ہدایت کی تھی قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ اے نبی ان سے کہدے کہ تم خالص نیت اور صدق دل سے اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو پھر اگر تم نے نہ مانا تو رسول کا ذمہ صرف اس قدر ہے جسکی اُن کو تکلیف کی گئی ہے اگر تم اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کا ذمہ تو صرف احکام ربانی کو کھول کر پہنچا دینا ہے۔ یعنی رسولؐ کا حکم ماننا اور اسکی اطاعت کرنا تمہارا ذمہ ہے۔ اس کے جوابدہ تم ہو۔ اپنی مٹی ہوئی عظمت پر رونے والو ذرا تاریخ اٹھاکر دیکھو اور دور اول کے زمانہ کا جائزہ لو کہ صحابہ کرام کو مرتبہ عظمیٰ پر پہنچانے والی کونسی چیز تھی جس نے ان کو آسمان شہرت پر آفتاب ماہتاب بن کر چمکایا تلاش کے بعد تم کو پتہ چلیگا کہ وہ چیز صرف ایمان کامل اور اتباع رسولؐ کا جذبہ صادق تھی جو ان کی خلوت کا قیمتی سرمایہ تھی۔ دور اول کا زمانہ اس بات پر شاہد ہے کہ صحابہ کرام نے اسلامی احکام پر پورا پورا عمل کیا۔ اور حضورؐ کی محبت و اطاعت میں مر مٹے تو خدا نے کائنات ارضی وسماوی کی کنجیاں ان کے حوالہ کردیں اور ان کو مالک بحر و بر بنا دیا۔ اسلام نے تو صاف کہدیا ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مگر ہم نے اپنے نبی کا کلمہ پڑھ کر محمد رسول اللہ کو دھوکہ دیا ان سے وفا کی ان کے نقوش محبت و عقیدت کو اپنے دلوں سے محو کیا۔ شریعت عظمیٰ کو پس پشت ڈالا اور اسوۂ رسول سے بعد عظیم اختیار کرلیا۔ گویا ہم ایماندار ہو کر بھی مومن نہیں اور عاشق رسول کہلا کر بھی متبع رسول نہیں۔ اور ہماری حالت یہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ سورۂ نور میں اس طرح بیان فرماتے ہیں وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝
"اور منافق کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کی پھر اس اقرار کے بعد ان میں سے ایک فریق منہ موڑ لیتا ہے اور وہ مومن نہیں۔
برادران ذوالاحترام! ہماری دینی بے حسی اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ہم دن رات خدا اور اس کے رسول کے احکام سنتے ہیں۔ مگر ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتے ہیں عمل کی کوشش نہیں کرتے۔ ہم اپنی غلط فہمی کوتاہ اندیشی سے اعمال قبیحہ اور حرکات ناپسندیدہ میں مبتلا ہیں۔ اور باوجودیکہ اس کے حال و مآل کی قباحتوں سے آگاہ ہیں اور ہم احکام کتابی کی نافرمانی کا خمیازہ بھرتے ہیں مگر پھر بھی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی سے باز نہیں آتے ہماری حالت میں اصلاً تغیر نہیں ہوتا اور ہم اسلامی احکام پر پوری طرح عمل پیرا نہیں ہوتے۔ گویا ہماری راہ میں ایک فولادی دیوار حائل ہے جو صراط مستقیم تک نہیں جانے دیتی۔
تم جانتے ہو یہ حالت کیوں ہے؟ ہم کیوں قرآن کریم کو اپنا رہبر نہیں بناتے اور ہم کیوں حضور کے نقش قدم پر نہیں چلتے؟ صرف اسلئے کہ ہم دنیا کی چند روزہ زندگی پر مرتے ہیں دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں، دنیا کے لئے دین کو بھول گئے ہیں۔ فکر مآل اور عقبیٰ کا خیال بھول کر بھی نہیں آتا۔ اور ہم رضائے الٰہی کی سچی طلب نہیں رکھتے۔ اور جب کسی چیز کی محبت دل سے نکل جائے تو پھر انسان کو حقیقت اور واقعیت سے کچھ غرض نہیں رہتی جس چیز کو جی نہیں چاہتا اس کا جاننا اور اس پر چلنا بھی نہیں چاہتا اور جو بات پسند نہیں آتی تو اس کا ذکر بھی نہیں سنتا۔ اور اگر سنتا ہے تو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتا ہے چونکہ ہمارے دل سے خدا اور رسول کی محبت نکل گئی ہے آخرت کی طلب نہیں رکھتے، احکام پر چلنے کو جی نہیں چاہتا اور دین کو پسند نہیں کرتے اس لئے۔

ہم سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی کچھ جانتے اور سمجھتے نہیں، اسلامی احکام پر عمل نہیں کرتے آنکھیں رکھتے ہیں مگر اندھے ہیں۔ کان رکھتے ہیں مگر بہرے ہیں عقل رکھتے ہیں مگر اس سے سوچنے سمجھنے کا کام نہیں لیتے۔ اور ہم انسان نہیں بلکہ چلتے پھرتے پتھر ہیں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشیں کر لیجئے کہ ہمارے ایمان اور دعویٰ محبت رسول کا معیار یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے رسول ہم کو دیں اس کو لے لیں اور جس چیز سے روکیں تو اس سے رک جائیں یعنی ہمارے جسقدر بھی افعال و اقوال ہوں وہ اسوۂ رسول کی روشنی میں صادر ہوں اگر ہم اپنی زندگی کا دستور العمل اسوۂ حسنہ کو نہیں بناتے تو ہمارا دعویٰ مسلمانی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ صاحبو! ہمیں عزت و رفعت کا وہ وعدہ تو یاد ہے جو اللہ نے قرآن کریم میں مومنوں سے کیا ہے مگر شرط عزت و رفعت کو بھول کر بھی یاد نہیں کرتے۔ اسی لئے ہم پر عزت کی جگہ آسمان سے ذلت برستی ہے۔ کاش ہم اپنی زندگیوں کا محاسبہ کریں انصاف سے کام لیں اور اس بات کو سمجھیں کہ ہم اس ایمان سے کتنے دور پڑے ہوئے ہیں اور اس محبت و اطاعت رسول سے کتنی دور ہیں جسے اللہ تعالےٰ نے شرط عزت قرار دیا ہے اور کتنے مسلمان ہیں جو اتباع رسول کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ کتنے مسلمان ہیں جو اپنے نفسوں کی اصلاح کے لئے کوشاں ہیں اور کتنے مسلمان ہیں جو شریعت عظمیٰ پر چلتے ہیں۔ آہ! ہم میں کسی قدر فساد رونما ہو چکا ہے کہ ہماری حالت سدھرنے میں نہیں آتی۔ حالات انسانی کا کوئی ایسا حصہ نہیں اور نہ کمالات فطرت انسانی کا کوئی ایسا پہلو موجود ہے جسمیں ہم حضورؐ کے درس کو نہ بھول چلے ہوں جس آقا نے انسان کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچایا تھا آج اس کی امت نہایت ہی گری ہوئی حالت میں ہے صرف اس لئے کہ اس نے اپنے آقا کے دیے ہوئے احکام کو پس پشت ڈال دیا اور حضور علیہ السلام کی پیشنگوئی پوری ہوئی۔ آپ نے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بظاہر میری رسالت کے تصدیق کرنے والے ہوں گے اور میری محبت کے بڑے بڑے دعاوی کرنے والے ہونگے۔ لیکن ان کی ایمانی اور عملی حالت پر توہم پرستی اور اعجاب کا فالج گرا ہوا ہوگا۔

کاش ہم کو خدا یہ توفیق دے کہ ہم اپنے ہر کام میں اللہ کے محبوب پیغمبر صلعم کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھیں اور آپ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر چلیں۔ آگر ہم آپ کے اسوۂ حسنہ کو نہ چھوڑتے تو ہماری یہ حالت نہوتی جو اب ہے ہم نے کامل انسان کے کامل طریقوں کو چھوڑا۔ اور خزانہ نبوت کو

پہیچ سمجھا۔ اس لئے ہم مُردہ، پست، ذلیل، غلام، محکوم اور مفلس قلاش ہو گئے اور اقبال و خوشحالی نے ہم سے منہ موڑ لیا کیا اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلینگی۔ کیا اب بھی ہم ہوش میں نہ آئیں گے کیا اب بھی ہم آپ کے اسوہ حسنہ کو پیش نظر نہ رکھینگے۔ اور کیا اب بھی ہم شریعت پر چلنے کا عہد نہیں کرینگے۔ اگر ہم شریعت پر نہیں چل سکتے اور اتباع رسول کا ثبوت نہیں دیسکتے تو ہمیں تباہ و برباد ہو جانا چاہیے۔ تاکہ ہمارے ناپاک وجود سے اسلام پاک ہو جائے۔

اے اللہ! مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے آقا اور مولا حضرت محمد صلعم کے نقش قدم پر چلیں اور دارین میں فائز المرام و شاد کام ہوں۔ آمین یا رب العالمین رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ج وَ نَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا كَمَا اَمَرَ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

برادرانِ اسلام! درود و سلام بھیجو آقائے دوجہاں، سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلعم پر انہوں نے ہمارے دامنوں کی روح ریحان سے بھر دیا اور ہم پر دین دنیا کی سعادتوں اور برکتوں کے دروازے کھولے اور درود و سلام بھیجو آپ کے آل اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضٰی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے حضور ختمی مآب کے نقش قدم پر چلکر ہمارے لئے علم و عمل کی مزید آسانی بہم پہنچائی اور درود و سلام بھیجو آپ کی ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت خدیجہ الکبرےؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ پر جنہوں نے عالم نسوانیات کے لئے حضورؐ کے نقوش محبت و عقیدت اور اطاعت و فداکاری کو چمکایا۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت کی لاڈلی بیٹی خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر جنہوں نے اپنے عمل سے دنیا کی عورتوں بتلایا کہ عشق رسولؐ اور اتباعِ رسولؐ کا مقام یہ ہے۔ اور درود و سلام بھیجو حضرتؐ کے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جنہوں نے خاک اور خون میں لوٹکر مسلمانوں کو سبق دیا کہ یوں شریعت عظمٰی کی لاج رکھا کرتے ہیں۔

اور درود وسلام بھیج حضرت کے چچاؤں حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہؓ پر جو ابتاع رسول کے باعث دائمی شہرت کے مالک بنے

اور درود وسلام بھیج ائمہ دین حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام حنبل پر اور اولیائے کرام و صوفیائے عظام خصوصاً غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ نقشبندی اور حضرت شیخ شہاب الدین پر جو سب کے سب ابتاع سنت کی وجہ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچے تھے۔

اے اللہ! رحمت و مغفرت فرما شاہان اسلام پر جنھوں نے تیرے دین کی خدمت کی اور تیرے نبیؐ کی شریعت کا بول بالا کیا۔ اے اللہ! موجودہ شاہان اسلام غازی مصطفےٰ کمال شاہ ایران، سلطان الحجاز، غازی ظاہر شاہ اور والئ دکن کے اقتدار کو قائم رکھ ان کی شوکت و عظمت کے سامنے ان کے دشمنوں کو سرنگوں کر ان کو نبی کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ان پر اپنی تائید و نصرت نازل فرما۔

اے اللہ! کل عالم کے مسلمانوں کو ابتاع رسولؐ کی توفیق عشق رسولؐ کے مقام اعلیٰ تک پہنچا دے ان کو عقل و سمجھ دے کہ وہ تیرے حبیبؐ کی سنت پر چلیں اور ان کو عزت و رفعت اور ترقی و کامیابی کی وہی راہیں دکھا جس پر صحابہ کرام چل کر دین و دنیا کے مالک بنے اور جو تیری نظر میں عزو شان والے ٹھیرے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى (الیٰ آخرہ)

خطبہ ماہ ربیع الثانی ہفتہ سوم

رسم و رواج کی لعنت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُبْدِئِ الْمُعِيْدِ الْفَعَّالِ لِمَا يُرِيْدُهٗ ذِى الْعَرْشِ الْمَجِيْدِ، وَالْبَطْشِ الشَّدِيْدِ الْهَادِىْ صَفْوَةِ الْعَبِيْدِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُسْتَشْرِقِ بِنُوْرِ الْهُدٰى

اَطْرَافُہٗ الْعَالِیَۃُ وَاَکْنَافُہٗ وَعَلٰٓی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ۔ صَلٰوۃٌ تُحْیِیْنَا بَرَکَاتُھَا یَوْمَ الْمَخَافَۃِ۔ اما بعد۔ اَیُّھَا الاخوان

حمد و ثنا بیان کرو اُس خدا کے لئے ذو الجلال والاکرام کی جس کی عالم کا آغاز انتہا ہی جو صاحب عرش مجید ہے، جو کہ فعال لما یرید ہے جس کی پکڑ نہایت سخت ... ہے اور جو اپنے اطاعت شعار بندوں کو ہدایت دینے والا ہے

اور درود و سلام بھیجو سید الابرار دنیا کے مصلح اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل واصحاب پر جن کے اصلاحی کارنامے دنیا کے لئے مشعل راہ بنے ہوئے ہیں۔ جنھوں نے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کی منادی کرتے ہوئے دنیا کے سامنے وہ مکمل خدائی دستور العمل رکھا جس کی دنیا کو ضرورت۔ جو قیامت تک کے لئے انسانیت کی تکمیل کے لئے ضروری قوانین اور بہترین کلام پر حاوی ہی اور جسے "قرآن مقدس" کہتے ہیں۔

معزز و محترم بھائیو! کبھی آپ نے سوچا بھی کہ اسلام جو تمہیں اپنے داواسے دیگر چیزوں کے ساتھ ورثہ میں ملا ہے کیا ہے؟ اس کے احکام و قوانین کیا ہیں؟ اور وہ کون سا ایمان و عمل کی دعوت دیتا ہے؟ کاش تم یہ جانتے اور سمجھتے۔ تم سب کچھ جانتے ہو مگر نہیں جانتے تو یہی جاننے والی بات ہے اور اگر جانتے ہو تو عمل کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسروں پر تفوق اور برتری جتلانے کے لئے یا دنیا کمانے کے لئے۔ تو سنو ذرا غور سے سنو اگر خدا را دل کے کانوں سے سنو! ورنہ تمہارا یہ نمازیں پڑھنا، ماتھے گھسنا اور آٹھویں دن جمع ہو جانا سب اکارت جائیگا اور دنیا ہنسیگی کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ اپنے مذہب کو نہیں جانتے۔ سن لو اور ذہن نشین کر لو کہ اسلام امن وسلامتی کا راستہ ہے، رحمت عامہ کا پیغام ہے خوشحالی فارغ البالی کا ابر رحمت ہے اعتدال اور میانہ روی کا مسرت انگیز پیغام ہے۔ گدڑیوں کو عالم کا سلطان بناتا ہے، مالک بحر و بر بناتا ہے، رفعت و عظمت کے عرش پر بٹھاتا ہے، اپنے متبعین کے سروں پر تاج عزت و اقبال رکھتا ہے۔ اور نوع انسان پر دین و دنیا کے ابواب کھولتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ لوگ صحیح معنوں میں دامن تربیت میں پناہ گزیں ہو جائیں اس کے بتائے ہوئے راستوں پر چلیں اور اس کو اپنا مرکز حیات بنا لیں ورنہ کچھ بھی نہیں آفتاب کی روشنی اسی کے لئے ہے جو آنکھیں رکھتا ہے۔ اسی طرح اسلام ابر رحمت ہی جو اس کے سایہ میں چلتا ہے، جو کہ اس کو ابر رحمت مان کر اسکے سایہ میں نہیں چلتا تو پھر اس کے لئے

عذاب الٰہی کی چمکتی ہوئی بجلی اور قہر خداوندی کا کڑکتا بادل ہے۔ اب تو سمجھا آپنے کہ اسلام کیا ہے؟ اگر اب بھی نہیں سمجھا اور سمجھ کر عمل کرنے کی نہیں ٹھانی تو انگریزوں اور ہندوؤں کی ٹھوکروں میں پڑے رہو۔ عنقریب موت تمہارا نوالہ کرنیوالی ہے اور سیدھے جہنم کو جانیوالے ہو۔ میرے عزیز بھائیو! ہم سب خدا کے بندے اور اس کے رسولؐ کی امت ہیں۔ ہم نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ کر اقرار کر لیا ہے کہ آئندہ ہمارے پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک ہر قول اور ہر فعل خدا اور اس کے رسولؐ کے فرمان کے مطابق اور ماتحت ہوگا۔ دین و دنیا کے ہر کام میں ہم اسلام کے قوانین کے مطابق چلینگے۔ شریعت عظمیٰ کے احکام کو سر آنکھوں پر رکھینگے۔ اسے اپنا رہبر و رہنما بنائینگے اور ہمارا کوئی کام ایسا نہ ہوگا جو خلاف شرع ہو جب ہم نے کلمہ پڑھ لیا تو ہم نے خدا کی رضامندی اور جنت کے عوض اپنا جان و مال، عزت و آبرو، مرنے جینے اور قول و فعل سب چیزوں کو خدا کے ہاتھ بیچدیا ہماری جانیں اور ہمارے مال اپنے نہیں بلکہ خدا کی خریدی ہوئی چیزیں ہیں۔ مگر اس نے ان چیزوں کو اپنی کمال رحمت و شفقت سے ہمارے ہی پاس بطور امانت رکھدیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی سختی کے ساتھ تاکید کر دی ہے کہ ان چیزوں کو جہاں جہاں ہم کہیں خرچ میں لاؤ۔ اگر ان کو خدائی احکام کے خلاف استعمال کیا تو جہنم کے کندے بن جاؤ گے۔ گویا ہماری جان اور ہمارا مال کلی طور پر خدا کے قبضہ میں ہے ہم تو صرف امین ہیں۔ ہم امین اور خدا کے نیک بندے اسی وقت کہلا سکتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو خدا اور اس کے رسولؐ کی مرضی کے تابع کر دیں۔

اپنی زبانوں کو حرکت دو اور خدارا کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ کیا واقعی ہماری جانیں اور مال خدا کے حکم کے تابع ہیں اور کیا واقعی ہم خدا کے ہاتھ بک چکے ہیں اور ہمارے تمام افعال و حرکات شریعت کے ماتحت ہوتے ہیں ہمیں تو صاف نظر آرہا ہے کہ مسلمان دن رات احکام ربانی اور قوانین شریعت کو توڑ رہے ہیں۔ اسلامی احکام کی دھجیاں اڑا رہے ہیں ہمارا کوئی کام سوائے نماز روزہ کے شریعت کے مطابق نہیں ہوتا ہم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گلا کاٹ رہے ہیں اور اپنی زندگی کے لہلہاتے باغوں کو کاٹنے کے لئے درانتیاں تیز کر رہے ہیں اور سیکڑوں ہزاروں رسموں نے اپنے آپکو تباہ و برباد کر رہے ہیں برادران ملت! بتلاؤ یہ جو تم سینکڑوں ہزاروں مشرکانہ رسمیں اپنے پیچھے لگا رکھی ہیں کونسے اسلام کا حکم ہے تم جو شادی بیاہ کے موقعہ پر نام و نمود اور آبائی رسموں کی بجا آوری کیلئے قرض

گانا سہرے گنگنے اور منہ دکھائی وغیرہ میں اپنی دولت اڑاتے ہو مکان یا زمین رہن رکھتے ہو اور سودی
قرض کی زنجیروں میں اپنے آپکو جکڑتے ہو یہ کونسی شریعت کا حکم ہے سوائے اس کے کہ قاضی کو بلا کر نکاح پڑھا لیتے
ہو اور کونسا کام شریعت کے مطابق کرتے ہو منگنی، ختنہ، کان اور بچہ کی پیدائش کے اخراجات وغیرہ
کا حکم کہاں ہے؟ چوتھی کی رسم کون سے قرآن میں ہے؟ جہیز دکھانے کا حکم کہاں ہے کیا ہزار ہا مشرکانہ
رسوم اور جاہلانہ عقیدوں نے تمہارے دین و ایمان جائدادوں اور زمینوں کو ہڑپ نہیں کیا اور
کیا رسموں کی پابندی نے تمہاری رگ حیات کو قطع نہیں کیا تم جب کوئی حرنے جیسے شادی غمی کا
کام کرتے ہو تو کسی عالم سے یہ نہیں پوچھتے کہ اس کام میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بلکہ اپنی برادری اور
عورتوں سے صلاح کرتے ہو کہ اس موقع پر کیا کرنا چاہیئے تمہیں شرم نہیں اور تم چلو بھر پانی
میں ڈوب نہیں مرتے کہ کہلاتے ہو مسلمان اور عمل کرتے ہو باپ دادوں کی دقیانوسی اور مضحکہ
انگیز رسم و رواج پر اور ایمان تو تمہارا ہے قرآن پر اور پیروی کرتے ہو صحیفہ رسم و رواج و دھرم
شاستری کی مسلمانوں سچ مانو علی اور سچا مسلمان وہ نہیں جو بندہ تو خدا کا اور امتی رسولؐ کا کہلائے
اور تمدن و معاشرت، مجلسی امور اور قریبی تعلقات میں باپ دادوں اور اہل ہند کی قیانوسی
رسموں و تباہ کن رواجوں، خلاف شرع و عقل پابندیوں اور قرض کی زنجیروں میں جکڑ کر فنا
کر دینے والی رسموں کو خدائی احکام سمجھ کر ادا کرے برادری میں اپنی ناک قائم رکھنے کے لئے اپنی
رگ حیات کو قطع کرے اور خدا کے دین کو رسوا اور ذلیل کرے ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

یاد رکھو مسلمان وہ ہے جو کہ اپنے عمل سے مسلمان ہونا ثابت کر دے۔ رسم و رواج اور آبائی
تقلید کی زنجیروں کو توڑ پھینکے اور عملی طور پر اس کا اعلان کر دے

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا
سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے تم سمجھتے ہو کہ وہ مسلمان ہی سے کہ جو اپنی اپنی
خواہشوں رحمتوں، عزتوں اور خوشیوں کے مقابلہ میں خدا کی خوشنودی اور رسول مقبولؐ کے احکام
کو پس پشت ڈال دے اور اپنے مذہب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی خواہشات کی پیروی میں رسمیں منانے
لگا تم رسمیں چھوڑتے ہوئے طعنوں سے ڈرتے ہو مگر خدا اور اس کے رسول کو ناراض کرتے ہوئے تمہیں
ذرا شرم نہیں آتی اور اس کی پکڑ سے نہیں ڈرتے۔ یہ کمبخت ناک رکھنے کے لئے رسمیں تمہیں
جان سے زیادہ عزیز ہیں مگر اس کی پرواہ نہیں کہ اس دنیا میں اس ناک میں نکیل ڈالکر

وہاں جیل خانہ بھیجدیگا۔ اور آخرت میں سارا جسم جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔ خدا کرے یہ تمہاری ناک ہی کٹ جائے کہ نہ بانس رہے نہ بانسری باجے بغیرتو تم برادری سے ڈرتے ہو مگر خدا سے نہیں ڈرتے صحیفہ رسم و رواج کو متھے پر رکھتے ہو شریعت کو پتھر سے مارتے ہو

آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

بے شرمو! تمہاری جان اور مال کو خدا نے خرید لیا ہے اب تمہیں کیا حق ہے کہ خلاف شرع رسومات و بدعت میں خدا کا دیا ہوا مال لٹاؤ۔ اپنی ٹانگوں سے چلکر رسوم و بدعت والی مجالس میں جاؤ ہاتھ سے رسمیں ادا کرو۔ اور شریعت کو بالائے طاق رکھ کر ناک کو قائم رکھو تمہاری قومیت و ملت کا امتیاز تمہاری اسلامی معاشرت میں ہے اور اس بات میں کہ تم شادی غمی وغیرہ تقاریب کے موقعہ پر بات بات میں اور قدم قدم پر مسلمان نظر آؤ۔ نہ کہ مشرکانہ رسوم ادا کر کے جاہل وحشی نادان اور ہندو نظر آؤ۔ اگر تم مسلمان ہو کر اغیار کی رسومات کی تقلید کرتے ہو تو یہ کس قدر قہر اور اندھیر ہے۔

مسلماں ہو کے تم غیروں کے در پر جبہ سا کیوں ہو

قیامت ہے کرے بستاں تلاش آبیاباں میں

اگر تمہیں مسلمان بنتے ہوئے شرم آتی ہے اور تم اسلامی احکام پر نہیں چل سکتے تو کیوں مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہو ہندو ہو جاؤ پھر آزادی سے ماتھے پر قشقہ لگانا، رسموں کی دیوی کو پوجنا رواج کے دیوتا کو منانا اور پتھروں کی پرستش کرنا پھر تمہیں رسم و رواج پابندی سے کوئی نہیں روکیگا مسلمانی کا دعوی کرنے والو! کچھ خبر بھی ہے کہ تم کیوں مفلس قلاش بن گئے اور ذلیل و رسوا ہو گئے یہ سب کچھ تمہارے مسرفانہ اخراجات اور ہندوانہ رسومات کا طفیل ہے۔ وہ قوم اور ملت ہی کیا ہے جو کہ مذہب اور شریعت کو پس پشت ڈال کر دوسروں کے رسم و رواج کی پابندی کرے۔ تم لباس مجلسی امور اور معاشرت و تمدن کو ایک معمولی بات سمجھتے ہو جس لباس اور جس معاشرت و تمدن کو چاہتے ہو اپنے معاشرت و تمدن کو چھوڑ کر اختیار کر لیتے ہو۔ مگر قوم انہی چیزوں سے پہچانی جاتی ہے۔ قوم قوم بنتی ہے۔ قومیت کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔ وہ قوم نہایت ہی بے غیرت، بے عزت اور بے شرم ہے جہاں تمام اہم چیزوں میں دوسری قوموں کی پیروی کرتی ہے

پس اے معزز برادران اسلام! اگر آپ کے دل میں اپنی مسرفانہ اور ہندوانہ رسومات

بدعات کی تباہی و بربادی کا احساس ہوا ہے۔ اگر تمہاری رگوں میں غیرت و حمیت اسلام کا خون دوڑتا ہے۔ اگر میری تیز اور تلخ نصیحت کا کچھ اثر ہوا ہے۔ اور اگر تمہارے دماغ میں عقل کی تھوڑی سی بھی روشنی موجود ہے تو آج سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرو کہ ہم اپنے قبیلے اور برادری کو ناراض کر دینگے مگر خدا اور اس کے رسول کو ناراض نہ کریں گے۔ اپنی ناک کٹوا دیں گے مگر شریعت اسلامیہ کو سر آنکھوں پر رکھینگے اور رسم و رواج کے نزدیک نہیں پھٹکیں گے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ مَلِكٌ قَدِيْمٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ ۝

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اُس نبی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے دینی و دنیاوی معاملات میں ہماری صحیح رہنمائی فرمائی اور ایک ایسی شریعت دی کہ جس پر چل کر ہم اپنے دامنوں کو دین و دنیا کی نعمتوں، برکتوں اور سعادتوں سے بھر سکتے ہیں اور ہر طرح کامیاب و سرفراز ہو سکتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنہوں نے اسلام کی پہلی آواز پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیا تھا اور آبائی تقلید و رسم و رواج کی زنجیروں کو ایک جھٹکے میں توڑ پھینکا تھا اور درود و سلام بھیجو آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، آپ کے نواسوں اور جنت کے سرداروں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جو اپنے نانا جان کی شریعت پر چلنے والے، اُس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے اور حفاظت کرنے والے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ الکبریٰ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ پر جنہوں نے شریعت پر عمل کر کے اور رسم و رواج سے علیحدہ رہ کر تمام دنیا کی عورتوں کو بتا دیا کہ یوں اسلام پر عمل کیا کرتے ہیں۔ اور درود و سلام بھیجو

حضرت کے محترم چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر جنہوں نے اپنے باپ دادا کے مذہب اور رسم و رواج کو چھوڑ کر دامن شریعت میں پناہ لی اور درود و سلام بھیج۔ حضرات ائمہ اربعہ حضرت امام اعظمؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمدؒ پر اور تمام مفسرین، محدثین اور فقہائے امت پر جو شریعت پر چلتے رہے اور اسی پر چلنے کی تاکید کر گئے۔ اور درود و سلام بھیج حضرت اولیائے کرام صوفیائے عظام اور بزرگان دین خصوصاً حضرت غوث الاعظمؒ اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ وغیرہ پر جو شریعت کی پابندی میں مر مٹے۔

اے اللہ شاہان اسلام کی تائید و نصرت فرما اور ان کے دشمنوں کو خائب و خاسر رکھ اور اے اللہ سارے دنیا کے مسلمانوں عقل و سمجھ دے کہ مسرفانہ اور ہندوانہ رسوم سے کنارہ کش ہو کر تیرے حبیب کی شریعت پر عمل کریں۔ آمین رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ

خطبہ ماہ ربیع الثانی ہفتہ چہارم

اہل سنت والجماعت کا امتیازی وصف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي غَمَرَ صَفْوَةَ عِبَادِهِ بِلَطَائِفِ التَّخْصِيْصِ طَوْلًا وَّامْتِنَانًا وَّاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فَاَصْبَحُوْا بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَاقْتَدَوْا بِهٖ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّعَدْلًا وَّاِحْسَانًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کر و رب بے نیاز کریم کارساز خدا نے قدوس کی

جس نے ہمیں راہ اختیار کرنے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ ہمیں دیگر گمراہ فرقوں سے قولاً و عملاً ممتاز کیا اور ہمیں اپنے پیارے حبیبؐ کی سچی تعلیمات کا علمبردار بنایا۔

اور درود و سلام بھیجو نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی برگزیدہ ہستی کائنات روحانی کا حسن ہو کائنات مادی کا مرکز حیات ہے آپ کی تعلیمات مردوں کو زندہ کرنیوالی ہیں آپ کے قوانین زندگی اور ترقی کا اسٹیم ہیں اور آپ کی اتباع ہی میں ہی نوع انسان کی بھلائی اور نجات ہے۔

حضرات! پچھلے جمعہ میں بتا چکا ہوں کہ مسلمان کس بری طرح رسومات قبیحہ اور بدعات شنیعہ میں پھنسے ہوئے ہیں اور کس طرح وہ رسموں کے ہاتھ تباہ و برباد ہو رہے ہیں آج کے خطبہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اہل السنت والجماعت کا دامن تو ہمیشہ ان بدعات و رسومات سے پاک رہنا چاہیے اور اپنی قیمتی روایات و خصوصیات کو کو قائم و برقرار رکھنا چاہیئے۔

بزرگو! کبھی آپ نے سوچا بھی کہ اہل السنت والجماعت کسے کہتے ہیں! وہ مذہب جس پر تم ناز کرتے ہو جو فرقہ صحیح معنوں میں اسلام کے علمی و عملی نظام کو اپنے پاس لئے بیٹھا ہی جس فرقہ کی دنیا میں اکثریت ہے جو صدیوں تک حکومت کا مذہب رہا ہے جس کا دائرہ عمل اسلامی دنیا کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور جو ہندوستان کے عام مسلمانوں کا مذہب ہے وہ کیا ہے؟ کبھی آپنے اپنے عقائد و اعمال پر ناقدانہ نظر ڈالی کہ تم کیا تھے اور کیا ہو گئے؟ اور کبھی آپ نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ ہمارا سنی مسلمان ہونا کیا معنی رکھتا ہے! اور ہم کب سنی مسلمان ہونے کے مستحق ہو سکتے ہیں! سنئے!۔

برادران محترم! میں نے جو ابتدائی خطبہ میں آیت مبارکہ تلاوت کی ہے وہ سورہ نساء کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:۔ اور جو کوئی بعد اس کے کہ اس پر ہدایت کی راہ کھل چکی ہو رسول کی مخالفت کرے اور سب مسلمانوں کی راہ سے الگ چلے تو ہم اسے ادھر ہی روانہ کریں گے جدھر وہ جا رہا ہے اور بالآخر دوزخ میں ڈالدیں گے وہ بہت بری جگہ ہے؟ اس میں اللہ پاک نے ہمیں دو چیزوں کی پابندی اور پیروی کا حکم دیا ہے ایک سنت رسول کا ایک جماعت کا جو فرقہ سنت اور جماعت کا قائل ہے اور اس پر چلنے والا ہے اسی کو اہلسنت والجماعت کہتے ہیں

گویا تم سنت اور جماعت کے اہل ہو سنت اور جماعت پر چلنے والے ہو سنت سے مراد رسول اللہ کے راستے ہیں یعنی سنت حضورؐ کے فرمانوں اور عمل کے طریقوں کو کہتے ہیں اور جماعت سے مراد صحابہ کرام اور پھر دنیا کے مسلمانوں کی متحدہ جماعت ہے تو گویا مطلب یہ ہوا کہ سنی وہ مسلمان ہے جو رسول مقبولؐ کے فرمانوں اور عمل کے طریقوں پر چلے اور متحدہ جماعت سے اخوت اسلامیہ کے ذریعہ جکڑا رہے سنی ہونے کے بعد اس پر دو چیزوں کی پابندی لازم ہو جاتی ہے یعنی سنت اور جماعت اسی آیت متبرکہ سے جہاں اہل سنت والجماعت کا حق پر ہونا اور حقیقت اسلام کا حامل ہونا ثابت ہوا وہاں یہ معمہ بھی حل ہو گیا کہ مسلمانوں کے موجودہ فرقوں میں حق پر کون ہے؟ ہر شخص اپنے کو حق پر سمجھتا ہے اور دوسرے فرقوں کو گمراہی پر اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قرآن وحدیث ہی کو پیش کرتا ہے اب عوام الناس کے لئے یہ سمجھنا محال ہے کہ ایسی حالت میں حق پر کونسا فرقہ ہے؟ یہ مشکل مسئلہ بھی خود قرآن کریم ہی نے نہایت خوبصورتی سے حل کر کے دنیا والوں کو آفتاب کی طرح دکھلا دیا کہ حقیقت اسلام کے حامل سنی مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعۃ ہی حق پر ہیں وہ اس طرح کہ اس آیت میں حق پر ہونے کا معیار یہ قرار دیا ہے کہ وہ سنت اور جماعت پر چلے اب تاریخ سے بآسانی اس بات کا فیصلہ ہو سکتا ہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد کس فرقہ نے جنم لیا کس نے سنت اور جماعت کی مخالفت کی اور کون حق پر قائم رہا سو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سنی مسلمان ہی سنت وجماعت پر قائم رہے آجتک قائم ہیں اور باقی سب سنت وجماعت سے علیحدہ ہو کر فرقہ در فرقہ ہوتے چلے گئے۔

برادران اسلام! چونکہ سنت وجماعت سے وابستہ رہنا ہی حقیقت میں مسلمانی ہے اسلئے حقیقی اور عملی مسلمان کو بدعات ورسومات سے کلی طور پر مجتنب رہنا چاہیے چنانچہ حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلعم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار یعنی بس شیریں کلام قرآن مجید ہے بہترین طریقہ ہدایت سنت رسول اللہ صلعم ہے اور بدترین امور نئی باتیں ہیں اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ میں ہے ایاکم والمحدثات وان کل محدثات ضلالۃ تم نئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ ہر نئی بات گمراہی ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحنے جو سنی مسلمانوں کے امام ہیں قاضی ابو یوسف کو یوں ہدایت کی تھی

اگر کوئی شخص شریعت میں کسی بدعت کا موجد ہو تو علانیہ اس کی غلطی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ اور

لوگوں کو اس کی تقلید کی جرأت نہ ہو اس بات کی کچھ پرواہ نہ کرنا کہ وہ شخص جاہ و حکومت رکھتا ہے کیونکہ اظہار حق میں خدا تمہارا مددگار ہوگا اور وہ اپنے دین کا آپ محافظ و حامی ہے خود بادشاہ سے اگر کوئی نامناسب حرکت صادر ہو تو صاف کہہ دینا کہ گو میں عہد خلافت کے لحاظ سے آپ کا مطیع ہوں تاہم آپ کو آپ کی غلطی پر خبردار کرنا میرا فرض ہے پھر بھی نہ مانے تو تنہائی میں سمجھانا کہ آپ کا فعل قرآن مجید اور احادیث نبوی کے خلاف ہے۔ اگر سمجھ گیا تو خیر ورنہ خدا سے دعا کرنا کہ ان کے شر سے تم کو محفوظ رکھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں:۔

عقلمند مومن کے لئے لازمی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کی پیروی کرے اور بدعت پیدا نہ کرے مومن پر سنت و جماعت کا اتباع ضروری ہے سنت وہ راستہ ہے جس پر رسول اللہ صلعم چلے اور جماعت وہ ہے جس پر رسول اللہ صلعم کے اصحاب نے اتفاق کر لیا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ دلدادگان بدعت و رسوم پر فخر نہ کریں ان پر سلام نہ کہیں ان کے نزدیک تک نہ جائیں بلکہ ان سے دور رہیں اور ان سے خدا کے لئے دشمنی و عداوت رکھیں۔

عزیز اور بزرگو ان آیات و احادیث طریقۂ اصحاب اقوال و نمونہ ائمہ اربعہ اور بزرگان سلف کی روشنی میں فیصلہ کرو کہ تمہارا کیا فرض ہے تم کو کیا ہونا چاہیئے اور تم کو کہاں تک سنت و جماعت کا اتباع کرنا چاہیئے؟ تم نے اہل سنت و جماعت کا مذہب اور ان کا علم و عمل ملاحظہ کر لیا اب ذرا یہ بھی سن لو کہ اس کے برخلاف تمہاری کیا حالت ہے؟ جنہیں دعویٰ مسلمانی کا ہے ان کی یہ حالت ہے کہ نہ کچھ پاس شریعت ہے نہ کچھ پاس طریقت ہے مسلمانوں پر ہمہ خواب و غلبہ جمود و تعطل اندرستی و ذلت طاری ہے تمام پستیاں و ذلتیں و فتنے تمہاری گود میں پرورش پا رہے ہیں توحید و رسالت سنت و جماعت اور عقائد حقہ سے کوسوں دور ہیں فضول رسموں شیطانی حرکتوں رسمی خرافاتوں اور ذلیل حالتوں میں مبتلا ہیں ہر قسم کی لعنتیں اور مصیبتیں گلے کا ہار ہیں۔ قبر پرستی پیر پرستی حکومت پرستی تعزیہ پرستی اور نفس پرستی کی کیچڑ میں ۔ دھنسے ہوئے ہیں اور عرسوں کے موقعہ پر ناچ و رنگ رمل نجوم، شادیوں کے موقعوں پر فال و شگون لینا غیر اللہ کے نام۔ شیخ سدو کا بکرا۔ طعام قربانی۔ قبور پہ چڑھاوے۔ نذر و نیاز اور شیرینی وغیرہ بدعات و خرافات نے ان کے دلوں اور دماغوں میں گھر کر رکھا ہے: ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

الٰہی یہ کیا قیامت خیز المیہ ہے کہ اہل حق گمراہی و پستی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں، دنیا کو راستہ بنانے والے خود ہی میدان ضلالت میں بھٹک رہے ہیں، مسیحا خود ہی بیمار ہے اور سنت و جماعت پر مٹنے والے رسموں پر مر رہے ہیں۔

آہ! یہ کیسی ڈھیٹ ہستیاں ہیں کہ مسلمان اور خصوصاً سنی مسلمان ٹھوکریں کھا کر بھی خرافات اور غیر اسلامی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ تقریریں ہوا کریں، وعظ و نصیحت اور لعنتوں کی بوچھاڑ ہو مگر ذرا سا بھی رسموں کا نشہ نہیں اترتا۔ یہ جس بیہودہ رسم، ایمان سوز حرکت، لغو عقیدہ اور پست ذہنیت پر جم جاتے ہیں پھر مصیبتوں کے شعلے، نصیحت کے نشتر، وعظ کے پتھر، قرض کی تلواریں اور ذلتوں کے تیر بھی ان کو وہاں سے نہیں ہٹا سکتے۔ آہ! یہ کس قسم کی عقل رکھنے والے آدمی ہیں کہ قرض، افلاس، احتیاج، ذلت، مصیبت، غربت، تشویش، پریشانی، قید و بند کی سختی، صحت کی تباہی، بے برکتی، قومی پستی اور غلامی و محکومی کی لعنتوں میں گھر کر بھی نہیں سمجھتے اور ہوش نہیں آتا۔ ٹھوکریں کھا کر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور دنیا بھر سے مسلم زعماء و علماء کی آوازیں ان کے کانوں میں گونجتی ہیں مگر اندر نہیں گھس سکتیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دماغ میں پتھر ہے اور پہلو میں سنگ خارا جس سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آ جاتی ہیں۔

برادران اسلام! اب یہ بھی سن لیجئے کہ یہ رسمیں آئی کہاں سے؟ سوچا جائے تو یہ رسمیں آئی ہیں ہندوؤں کے یہاں سے آئی ہیں اور ان سے یکجائی اور اختلاط کا اثر ہے۔ تو گویا جب ایک مسلمان مسلمان ہو کر کوئی رسم کرتا ہے تو عملاً ہندو معاشرت کی فتح ہوتی ہے اور اسلامی معاشرت ذلیل ہوتی ہے کیا کوئی مسلمان اس بات کو گوارا کر سکتا ہے! ہرگز نہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ دنیا بھر کی خرابیاں اور کمزوریاں اہلسنت ہی کے حصہ میں آ گئی ہیں۔ دیکھئے تو انگریزی خوان اسلامی تعلیم سے بے بہرہ اور ذرا فوقی الجنوبک نوجوان ہمیں دیکھ دیکھ کر دوسرے فرقوں میں جا ملتے ہیں کیونکہ سنیوں اور شیعوں کے سوا دوسرے فرقوں میں ذرا اتفاق و یکجائی کی فضا کارفرما ہے۔

حضرات! آج سے عہد کیجئے کہ ہم سنت و جماعت کے پابند رہیں گے انہی دو چیزوں کی پیروی کریں گے اور خلاف شرع امور، بدعات و رسومات کے نزدیک بھی نہ جائیں گے ورنہ تمہاری یہ

نماز میں پڑھنا اور جمعہ کا خطبہ سننا کچھ بھی تبدیل نہیں کر سکتا تو فضول اپنا وقت ضایع کرتے
ہو مقصودِ خطبہ تو یہ ہے کہ آٹھویں دن تم خدائی احکام سنکر اپنی حالتیں تبدیل کرو گذشتہ گناہوں
نافرمانیوں اور کوتاہیوں سے توبہ واستغفار کرو اور آئندہ کیلئے محتاط رہو والسلام علیٰ من اتبع
الہُدیٰ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُوْفٌ الرَّحِيْمُ

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَنُسَلِّمُ
عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

برادرانِ اسلام! درود وسلام بھیجو محسن انسانیت ہادی برحق نورِ معرفت آفتابِ ہدایت
حضور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی تعلیم وتلقین سے دنیا فیض حاصل کر رہی ہے جن
کے فلسفہ معاشرت کے سامنے روس جھکا ہوا ہے جن کے دین کے دروازہ پر ساری دنیا
کھڑی ہے اور جن پر کائنات ارضی وسماوی کو ناز ہے۔

اور درود وسلام بھیجو آپ کے جملہ آل واصحاب پر خصوصاً سیدنا حضرت ابوبکر صدیق سیدنا عمر
فاروق سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر جنہوں نے حضورؐ کی تعلیم وتلقین کو
زیادہ چمکایا کتاب وسنت کا ذخیرہ ہم تک پہنچایا اور جنہوں نے ملت مسلمہ کی بنیادیں مضبوط
کیں اور درود وسلام بھیجو آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہؓ
اور حضرت حفصہؓ پر اور آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ پر جن کی بدولت عالم نسوانیات کو
صراطِ مستقیم ہاتھ آئی اور درود وسلام بھیجو حضرت کے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام
حسین علیہ السلام پر جو سنت وجماعت کی پیروی کرتے تھے اور انہی کی حفاظت میں اپنی
جانیں دیں اور درود وسلام بھیجو حضرت کے چچاؤں حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر جو اہل
السنت والجماعت تھے اور درود وسلام بھیجو حضرت ائمہ اربعہ مفسرین محدثین اور فقہائے
اسلام پر جنہوں نے سنت وجماعت کی پیروی کی اور حفاظت کی اور درود وسلام
بھیجو حضرت غوث الاعظم حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ۔ خواجہ نقشبندیہؒ اور

خواجہ بہاء الدین وغیرہ تمام اولیائے کرام و صوفیائے عظام پر جو اہل السنت و الجماعۃ کے نامی پیشوا اور خدا کے پیارے بندے تھے۔

اے اللہ! گذشتہ شاہان و غازیان اسلام خصوصًا صلاح الدین محمد بن قاسم سلطان محمود غزنوی غازی اورنگ زیب جیسے غازیوں پر اپنی رحمت و مغفرت فرما اور موجودہ شاہان اسلام کے اقتدار کو بحال رکھ اور ان کے دشمنوں کو ذلیل کر۔ اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو سنت و جماعت کی پیروی و پابندی کی توفیق دے اور ان کو بدعات و رسومات سے محفوظ رکھ عِبَادَ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ

خطبہ ماہ جمادی الاوّل ہفتہ اوّل

کفایت شعاری کی خوبیاں و اسراف کی برائیاں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَسْعَدَ وَاَشْقٰى وَاَمَاتَ وَاَحْيٰى وَاَضْحَكَ وَاَبْكٰى وَاَفْقَرَ وَاَغْنٰى اَلَّذِيْ خَلَقَ الْحَيَوَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ مِّنِيٍّ تُمْنٰى ثُمَّ تَفَرَّدَ عَنِ الْخَلْقِ بِوَصْفِ الْغِنٰى ثُمَّ خَصَّصَ بَعْضَ عِبَادِهٖ بِالْحُسْنٰى فَاَفَاضَ عَلَيْهِمْ مِنْ نِّعَمِهٖ مَا اَيْسَرَ بِهٖ مَنْ شَآءَ وَاسْتَغْنٰى وَاَحْوَجَ اِلَيْهِ مَنْ اَخْفَقَ فِيْ رِزْقِهٖ وَاَكْدٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى سَيِّدِ الْوَرٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۝ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو فعال لما یرید اللہ رب العزت کی جس کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ نے کسی کو سعید بنایا اور کسی کو شقی اور جو موت و حیات کا مالک ہے

کسی کو رلاتا ہے اور کسی کو ہنساتا ہے کسی کو فقر و فاقہ میں مبتلا کرتا ہے اور کسی کو مستغنی جس نے حیوان کو ایک قطرۂ ناچیز سے پیدا کیا پھر وصفِ غنی کے ساتھ جمیع مخلوقات سے اپنے آپ کو خاص کیا اور پھر اپنے لطف کریم و فضل عمیم سے اپنے بعض اچھے بندوں کو بھی غنی کیا اتھ نوازا اور انسانوں کو جن چیزوں کی حاجت اور ضرورت تھی ان سے مستفیض کیا ہم پر اپنے فضل و کرم کی بارش کی اور زمین کی ظاہری و باطنی نعمت کا ہم پر خزانہ کھول دیا۔

اور درود و سلام بھیجو ہادی برحق نبی اعظم شافع روز جزا محمدن المصطفےٰ خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہمیں دانشمندی معاملہ فہمی اور مآل اندیشی کی تعلیم دی کہ ہمیں زندگی کی راہیں دکھا دیں جن پر چل کر ہم امن و چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں اور تمام تکلیفوں دکھوں اور پریشانیوں سے اور ذلتوں سے بچ سکتے ہیں۔

ایہا الاخوان! آج کے خطبہ کا موضوع کفایت شعاری کی خوبیاں اور اسراف کی برائیاں بیان کرنا ہے جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت اہم اور توجہ طلب ہے کیونکہ آج چاروں طرف سے شور مچ رہا ہے کہ مسلمان تباہ و برباد ہو گئے یعنی مفلس و قلاش ہو گئے ان کی تجارت چھن گئی ان کی زراعت کا تیا پانچہ ہو گیا ان کی صنعت و حرفت کو دوسروں نے سنبھال لیا اور مالی تنزل دادا باران کے گلے کا ہار ہو گیا۔ مسلمانوں کے افلاس اور مالی تنزل کی داستان اتنی طویل ہے کہ اس کو چند منٹوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے سامنے مسلمانوں کے موجودہ تنزل و انحطاط کی مکروہ گھناؤنی اور ڈراؤنی صورت رکھ دوں کہ جس کو دیکھ کر آپ چاہِ ندامت میں غرق ہو جائیں اور مآل اندیشی عبرت پذیری اور نصیحت آموزی کا سچا رہبر تمہارے سروں پر آ کھڑا ہو۔

علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے جشن جوبلی کے موقعہ پر محمد عبد اللہ صاحب مشتاق نے ایک نظم موزوں کہی تھی جس کے اشعار یہ ہیں ؎

منظرِ عبرت کچہری روڈ پر بھی دیکھئے
ہیں گرفتارِ بلا کچھ بے کس و ناچار آج

آپ دیکھیں گے کہ اک ذات مقدس پاکباز
رہن کرنے جا رہے ہیں جبہ و دستار آج

پھر زمینداروں میں اک ایسا ملیگا آپ کو
کر دیا ہے بیع قطعی جس نے سب گھر بار آج

کاشتکار آفت زدہ اک آپ دیکھینگے وہاں
کر چکا ہے قرق کھیتی جس کی ڈگری دار آج

اک رئیس ایسا ملیگا آپ کو اس بھیڑ میں
کل ریاست جس کی ہے نیلام پر تیار آج

اک عدالت کا ملازم آپ پائینگے جہاں ۔۔۔ ہے بلائے جاں جہاں قرضے کا جس پر بار آج
دستکار اب آپ کو ان سب میں آئیگا نظر ۔۔۔ ہوگا اک بنیہ وہاں اس کے گلے کا ہار آج
ایک سوداگر نظر آئیگا اس انبوہ میں ۔۔۔ جو حقیقت میں ہے بالکل مفلس و نادار آج
ہوگی ان میں سے ہر اک کی ناک بنیا کی نکیل ۔۔۔ کھینچتا ہوگا جسے بے رحم ساہوکار آج
پھر تو خود ہی آپ سوچینگے کیا بھید ہے ۔۔۔ کیوں مسلمانوں ہی پر نازل ہے یہ ادبار آج

غرض موجودہ حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کو افلاس اور بے مائیگی نے تباہ و برباد کر دیا ہے ایک عام مردنی تمام مسلمانوں پر چھائی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب نظر مدبروں کو مسلمانوں کے مستقبل کی طرف سے مایوسی ہوگئی ہے ادھر اعدائے اسلام مسلمانوں کی یہ فرومائگی دیکھ کر مسلمانوں کو اپنا غلام بنا لینے اور ہمیشہ کے لیئے ان کو پامال کر دینے کا تہیہ کر رہے ہیں۔ آہ یہ کیا عبرت خیز منظر ہے کہ جو قوم کل تک صاحب تخت و نگین تھی وہ آج دو دو کوڑی کو محتاج ہے اور وہ قوم جس کی ہیبت و سطوت سے دوسری قوم لرزہ براندام تھی آج وہ خود مرعوب و ہیبت زدہ ہیں دنیا میں ہر فتنہ جو اٹھتا ہے وہ غریب مسلمانوں ہی کو ڈھونڈھتا ہے غرض ان کی حالت اس شکستہ پا اور ناتوان مسافر کی سی ہے جو تھک کر گر پڑا ہو منزل پر پہنچنے سے ہمیشہ کے لیئے ناامید ہوگیا ہو اور اس کی متاع تک کو لوٹنے کے لیئے اس کے سر پر جان لیوا دشمن اور ڈاکو آکھڑے ہوئے ہوں ؎

حسرت پہ اس مسافر بیکس کے روئیے ۔۔۔ جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

ادھر قوم کی تو یہ حالت ہے کہ ؎

جسے دیکھو ناداری کے ہاتھوں تنگ مصیبت میں ہے ۔۔۔ نہ صوفی چین میں ہے اب نہ عالم کوئی راحت میں
کہاں کی خانقاہیں ہیں کیا ایسی حالت میں ۔۔۔ کہ فرق آنے لگا ہے اب مساجد کی حفاظت میں
بچے ہیں اوقاف وہ مکفول یا نیلام ہوتے ہیں ۔۔۔ جو اہل تولیت ہیں خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں

ادھر مسلمان ہیں کہ ہوشیار ہونے اور سنبھلنے میں نہیں آتے ؎

یہ حالت روز رہتی ہے مگر آنکھیں نہیں کھلتیں
نہیں اب بھی نہیں آتا نظر آنکھیں نہیں کھلتیں

افلاس و ناداری کی حالت کہاں تک پہنچ چکی ہے اور اسی سے آج کے خطبہ کی اہمیت کا

اندازہ کر سکتے ہیں۔ آج کے خطبہ میں یہ بتانا مقصود نہیں کہ مسلمانوں کے افلاس کی وجہ کیا ہے کیونکہ اسکے بہت سے اسباب ہیں منجملہ دیگر اسباب سب سے بڑا سبب مالی ادبار اور نکبت و فلاکت کا یہ ہے کہ ہم کفایت شعاری کے دشمن ہیں بیہودہ رسم و رواج میں مبتلا ہیں اسراف اور فضول خرچی نے ہمارے دماغوں میں گھر کر لیا ہے اور ہمارے اخراجات آمدنی سے بڑھے ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ صرف اسلئے ہے کہ ہم نے اسلام کے اصول و قوانین کو چھوڑ دیا ہے اور ہمیں امن و خوشحالی نے چھوڑ دیا۔ اگر ہم کھانے پہننے کے بارے میں اسلامی اصول پر عملدرآمد کرتے تو ہماری یہ حالت نہ ہوتی جو اب ہے وہ اصول مذکورہ بالا آیت میں پیش کیا گیا ہے جو میں نے خطبہ کے ابتدا میں تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ :-

کھاؤ پیو مگر اسراف یعنی فضول خرچی نہ کرو کیونکہ بیشک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"

حضرت امام فخر الدین رازی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں و

هذا نهاية التهديد لان كل من لا يحبه الله تعالى بقي محروما عن الثواب لان معنى محبة الله تعالى العبد ايصاله الثواب اليه فعدم هذه المحبة عبارة عن عدم حصول الثواب ومتى لم يحصل الثواب فقد حصل العقاب

یعنی یہ فضول خرچیوں کے لئے سخت تہدید ہے کہ اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا وہ ثواب سے محروم رہتا ہے کیونکہ بندہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے معنے ایصال ثواب ہیں پس عدم محبت سے عبارت عدم حصول ثواب ہے اس لئے کہ اللہ جس کو دوست نہیں رکھتا وہ ثواب سے محروم رہتا ہے پس عدم محبت سے عبارت عدم حصول ثواب ہے اور جب ثواب حاصل نہ ہوا تو عذاب حاصل ہوتا ہے۔

بزرگان ملت! فضول خرچوں کیلئے یہ تہدید سخت ہو مگر اس سے بھی زیادہ ایک اور تہدید ملاحظہ فرمائیے اللہ پاک فرماتے ہیں وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ فضول خرچی مت کرو بیشک فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں۔ یہ وہ سخت تہدید ہے جس کو سنکر فضول خرچ مسلمانوں کو شرم و ندامت سے زمین میں گڑ جانا چاہیئے خوف الٰہی سے دلوں کو پھٹ جانا چاہیئے اور عرق انفعال کے سمندر میں ڈوب کر مر جانا چاہیئے فضول خرچی سے زیادہ اور

بھی بڑے بڑے گناہ ہیں ان کا ارتکاب کرنیوالوں کو قرآن کریم نے شیطان کا بھائی بتایا مگر اسلام کے نزدیک فضول خرچی ایسی بری بلا ہے کہ مسلمان کو شیطان کا بھائی بنا دیتی ہے۔

برادران ذوی الاحترام! قرآن مجید میں جو مبذرین یعنی فضول خرچی کرنے والوں کی نسبت اخوان الشیاطین ہونے کی تصریح فرمائی گئی ہے آپ اس کے متعلق خلجان میں ہونگے کہ بعض دوسرے معاصی بھی ہیں مگر ان کی برائی قرآن مجید نے ان الفاظ میں نہیں کی۔ آخر مبذرین کی توضیح ان الفاظ میں کیوں کی گئی ہے سو اس کے متعلق بھی سن لیجئے کہ اس آیت میں اصل مقصود اسراف و تبذیر کی توضیح ہے اور توضیح کے متعدد عنوانات ہیں اس بارہ میں قران کریم کا طرز بیان یہ ہے کہ وہ معاصی کی توضیح کے لئے کسی ایک کو اختیار کرلیتا ہے تبذیر کی شناخت کے لیے اس عنوان کو اختیار کرلیا۔ اگر بعض تفاسیر سے یہ نکتہ مستفرہ ہاتھ آتا ہے کہ مبذرین کو جو شیطان کا بھائی بتلایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب باری عز اسمہ نے سطان کو دولت عقل دی تھی مگر اس بدبخت شقی ازلی نے اس کو خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کیا اسی طرح مبذرین بھی خدا داد دولت کو خدا کی نافرمانی میں صرف کرتے ہیں۔ شیطان نے دولت عقل کو ضائع کیا تھا اور یہ مال و دولت کو ضائع کرتے ہیں اللہ اللہ! مسلمانوں کو کس قدر عذاب الٰہی سے بیخوفی ڈھٹائی اور بیحیائی ہے کہ اسلام نے سختی اور قباحت کے ساتھ اسراف سے روکا تھا اور کفایت شعاری کی تعلیم دی تھی اسی قدر ناعاقبت اندیشی سے کام لیا اور خود اپنے آپ کو ذلت و نکبت کے حوالہ کر دیا اور گویا اسلام کو جواب دیدیا کہ جناب خواہ آپ ہمیں شیطان کا بھائی بنائیں یا کچھ اور مگر ہم تو اپنی دولت کو فضولخرچیوں میں لٹا کر گھر پھونک تماشہ ضرور دیکھیں گے۔ واہ رے بد انديشي! جبھی تو یہ حال ہے کہ تن کو ہے تو پیٹ کو نہیں اور پیٹ کو ہے تو تن کو نہیں۔

برادران ملت! آپ کو فضول خرچی کی قباحت قرآن کریم سے معلوم ہوگئی اب کفایت شعاری کے متعلق عرض کیا جاتا ہے یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ انسان اور حیوان میں مابہ الامتیاز اور نمایاں فرق ہے وہ عقل و تدبر دور بینی اور مآل اندیشی ہے حیوان کو کل کی فکر نہیں ہوتی اور اس کی کوئی حرکت دور اندیشی کے ماتحت نہیں ہوتی۔ برخلاف اس کے انسان کو کل کی فکر ہی نہیں بلکہ اس دنیاوی زندگی کے بعد کی بھی فکر لازمی ہے اور اس کے تمام اعمال

وافعال عقل وتدبر کے ماتحت سرزد ہونے چاہئیں۔ پس عاقل و دور اندیش انسان
وہ ہے جو فارغ البالی کے زمانہ میں آیندہ کے واسطے سامان حیات فراہم کرلے
گرمیوں ہی میں جاڑوں کے لئے سامان اور لباس کا فکر کرے اور بچہ کے پیدا ہوتے
ہی اس کی پرورش تعلیم اور شادی وغیرہ اخراجات کے خیالات اور تفکرات
کو اپنے دماغ میں جگہ دے لے تاکہ وقت پر فکر و پریشانی نہ کرنی پڑے اور وہ خوش
اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض خانہ داری کو پورا کرسکے برخلاف اس کے جو شخص اپنے
انجام و مآل اور آگے پیچھے کی فکر نہیں کرتا اپنی موجودہ حالت میں چست ہے دور اندیشی
اور عاقبت بینی سے کام نہیں لیتا اور حیوانوں کی طرح غیر مآل اندیش زندگی بسر کرتا ہے
جو کچھ کماتا ہے صبح و شام میں برابر کر دیتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ حیوان سے بھی بدتر
اور وہ اپنی زندگی کو خود اپنے ہاتھوں تلخ و تباہ کر رہا ہے پس کفایت شعاری کا مطلب
یہ ہوا کہ انسان ہر حالت میں جتنا بھی خواہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو آیندہ کے لئے
پس انداز کرتا ہے اور اپنے خرچ کو آمدنی سے بڑھنے دے اسی کا نام کفایت شعاری
اور مآل اندیشی ہے عاقل و فرزانہ انسان کو اپنی زندگی کے دن کاٹنے چاہئیں جس کی
تعلیم خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم نے یوں دی ہے ؎

کاٹ زندگی کے دن ان بیگانوں کی طرح — جو سدا رہتے ہیں چوکس پاسبانوں کی طرح
منزل دنیا میں ہم پا در رکاب آٹھوں پہر — رہتے ہیں جہاں "سرا" میں مہمانوں کی طرح

برادران ذوالاحترام! کفایت شعاری ذریعہ مسرت ہے فارغ البالی کا سرچشمہ
ہے ناجائز تعیش سے بچاتی ہے اطمینان قلب بخشتی ہے انسان کو پرہیزگارانہ زندگی سکھاتی
ہے اور حقیقی خوشی بخشتی ہے۔ کفایت شعاری ہی افلاس اور پریشانی و ذلت سے بچانے
کا واحد ذریعہ ہے کفایت شعاری کے لئے ضروری ہے کہ اکتساب معاش کے وسائل
کو اختیار کیا جائے ان کو پوری پوری طرح کام میں لایا جائے اور روزمرہ کا حساب
قلم بند کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ روپیہ کن کن ضرورتوں میں صرف ہوتا ہے
ضروری اور غیر ضروری مدات کیا کیا ہیں؟ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ آمدنی کیا ہے اور خرچ
کیا ہے اس وقت تک انسان فضول خرچی سے کسی طرح نہیں بچ سکتا اگر آمدنی سے زیادہ
خرچ بڑھا رہے ہو تو سمجھ لو کہ رفتہ رفتہ بربادی و پریشانی آنیوالی ہے کیونکہ اس صورت

میں اچانک ضرورتوں کے موقعہ پر لامحالہ قرض لینا پڑیگا اور قرض بربادی و ذلت کی جڑ ہے عقلمندی یہ ہے کہ مجبوری اور بیکاری کے زمانہ کا خیال رکھا جائے اور اچانک ضرورتوں کے واسطے پیش بینی سے کچھ نہ کچھ پس انداز کیا جائے۔

کسی قوم میں افلاس دو وجہ سے پھیلتا ہے ایک تو روپے کی اضاعت سے دوسرے روپے کے بیجا مصرف سے عقلمند اور کفایت شعار کے لیے سب سے بڑی ضرورت قائم بالذات کی ہے۔ یاد رکھو روپیہ پیدا کرنا تو مشکل ہی ہے مگر اس کا صحیح خرچ کرنا اس سے بھی زیادہ اہم اور مشکل ہے۔

عزیزان ملت! یہ زمانہ سرمایہ داری کا ہے آج وہی قومیں پھل پھول سکتی اور زندہ رہ سکتی ہیں جو اقتصادی پستی اور کمزوری سے نکلنے کا تہیہ کر لیں جو قوم اپنی تمام پیداوار کو خرچ کر ڈالتی ہے اور کچھ پس انداز نہیں کرتی وہ رفتہ رفتہ اپنا اندوختہ اور راس المال بھی کھو بیٹھتی ہے۔ وہ ذرا ذرا سی چیزوں اور حاجات کے لئے دوسروں کی دست نگر ہو جاتی ہے اس میں افلاس اور چاپلوسی خوشامد بے غیرتی بے ایمانی بے باکی وغیرہ رذائل و قبائح وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں مصیبت و پریشانی اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے اور غموم و ہموم اس کی طرف بڑھتے ہیں جیسے نشیب کی جانب پانی۔

جو قوم کفایت شعار نہیں وہ بے مائگی کی وجہ سے کسی ذریعہ معاش کو ذرہ بھی اور کامیاب سا نہیں بنا سکتی نہ وہ تجارت و زراعت کر سکتی ہے نہ صنعت و حرفت اور اگر وہ اپنا تھوڑا بہت سرمایہ کسی کام میں لگاتی بھی ہے تو فائدہ تو در کنار اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتی ہے آج جو جو قومیں دنیا میں آپ کو فارغ البال خوشحال نظر آتی ہیں اور جو تہذیب کا چشمہ اور دولت کا مخزن بنی ہوئی ہیں وہ کفایت شعاری کی بدولت ہی اس خوش باشی تک پہنچی ہیں۔

حضرات! عموماً دو قسم کے لوگ ہیں جو قرض لیکر اور فضول خرچی کر کے تباہی و بربادی اور ذلت و فلاکت کو اپنے گھر بلاتے ہیں ایک وہ جنہوں نے شادی و غمی اور دیگر تقاریب کے موقعہ پر بیہودہ اور تباہ کن رسوم کو رونق اور اصل اصول سمجھ رکھا ہے اور جو رسوم سے اس قدر مانوس یا عورتوں کے ہاتھوں اس درجہ مجبور ہیں کہ خواہ گھر بار برباد ہو جائے اور جیلخانہ ہی کیوں نہ جانا پڑے مگر رسم و رواج کی پابندی ضرور کی جائے اور دوسرے وہ لوگ جو انگریزی تہذیب کے دلدادہ اور موجودہ فیشن کے عاشق ہیں یہ بندر نما انسان جب

زیادہ اپنی دولت کے دشمن ہوتے ہیں اگر مسلمان عہد کرلیں کہ وہ رسم کے نزدیک نہ جائینگے
اور مغربی تہذیب کو تین طلاق دیدیں تو آج ہی ان کو افلاس اور اسراف سے نجات مل
سکتی ہے۔ ہندوستان تنگ نہیں۔ ہندوستانی عموماً عادۃً سادگی اور کفایت شعاری
سے زندگی بسر کرنیوالے ہیں اور انگریزی عملداری سے پہلے اکثر لوگ خوشحال تھے مگر جو
ادنیٰ اعلیٰ سب کے خرچ بڑھتے چلے جاتے ہیں اور آمدنیاں گھٹتی چلی جارہی ہیں کیونکہ انگریزی
تہذیب نے ہمارے دماغوں میں تکلف آرائش وضعداری اور نمود و نمائش کا مادہ حد سے زیادہ
بھر دیا ہے ولایت سے نئی نئی چیزیں آکر رواج پاتی جاتی ہیں زندگی کی جدید ضرورتوں
کا جال پھیلتا جاتا ہے فضول اخراجات چپکے چپکے بڑھتے ہیں جن کا پتہ بھی نہیں لگتا غرض
موجودہ تہذیب اور اسراف دونوں لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔

بیاد احکام اسلام: انسان کو جو ضرورتیں لاحق ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو
حاجات اصلیہ جن کے بغیر انسان کا گذر ہی نہیں ہوسکتا جیسے رہنے کے لئے مکان
و ضروری سامان خانہ داری اور سامان خورد و نوش ان ضروریات کو اپنی حالت و استطاعت
کے مطابق رکھنے کا نام کفایت شعاری ہے۔ اگرچہ ان ہی ضروریات کو اگر بے سلیقہ پورا کیا جائے
اور اپنی استطاعت کا لحاظ نہ رکھا جائے تو یہ فضول خرچی ہے مثلاً یہ کوئی حاجت نہیں کہ انسان
ظاہری شان و شوکت اور نمود و نمائش کو قائم رکھے اپنی حیثیت سے زیادہ عمدہ کھانے عمدہ لباس
پہننے کی ضرورت نہیں جب ایک روپے میں کام چل سکتا ہو تو کوئی ضروری نہیں کہ وضعداری
کے لئے خواہ مخواہ دو دو روپے صرف کئے جائیں اسی طرح پیر پھیلانے چاہئیں جتنی چادر ہو
خوب سمجھ لیجئے کہ اپنی ظاہری شوکت کو قائم رکھنے کے لئے قرض لے کر فضول ضرورتوں
کو پورا کرنا سخت بیوقوفی اور کوتاہ اندیشی ہے روکھی روٹی بہتر ہے بہ نسبت اس کے
قرض لے کر دسترخوان آراستہ کیا جائے کفایت شعاری کا گر یہ ہے کہ جائز ضرورت
کے بغیر کسی ضرورت کے حاصل کرنے کی پرواہ نہ کی جائے اور خواہشات کو اپنے
قابو میں کرلیا جائے۔

صاحبان کرام! بہت سے لوگوں نے بخل اور کفایت شعاری کا ایک مفہوم سمجھ لیا ہے
یہ سخت حماقت اور نادانی ہے کفایت شعاری کا مطلب یہ ہے کہ اسی ضرورت جس کے
بغیر گذر نہ ہوسکے اس کو پورا کیا جائے اور نمائشی چیزوں اور غیر ضروری حاجتوں میں ایک پیسہ بھی صرف

نہ کیا جائے بلکہ حاجات اصلیہ کو پورا کرنے کے بعد جو رقم بچے اسے آیندہ کے لئے پس انداز کرتا رہے اب اگر کوئی اس قدر کنجوسی کرنے لگے کہ جائز ضروریات میں خرچ کرنے سے بھی ہچکچائے ہمیشہ دال ساگ پر گذارہ کرتا رہے سڑے کپڑے پہنے رہے اپنے لواحقین کے حقوق نہ ادا کرے اور نہ قومی کاموں میں پیسہ خرچ کرے بلکہ اس پر عمل کرے کہ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے تو یہ شخص کنجوس ہے کفایت شعار نہیں اور بخیل ہے جس پر جنت کی خوشبو تک حرام ہے کسی قوم کے اندر بخیلوں کا زیادہ ہونا بھی اس کی تباہی کا باعث ہے اس بارے میں اسلام نے ایک نہایت عمدہ اصول بتلایا ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے ہاتھ بندھا ہوا نہ رکھ یعنی حد درجہ بخل نہ کر کہ گویا گردن سے ہاتھ بندھا ہوا ہے کسی کو کچھ دینے کیلئے کھلتا ہی نہیں اور نہ اسے پورا پھیلا یعنی ایسی سخاوت نہ کر کہ سب کچھ دیدے اپنے پاس کچھ نہ رکھے اور خالی ہاتھ بیٹھا رہے کفایت شعاری اور سخاوت کا کتنا اچھا اصول ہے کہ اس سے بڑھکر اسراف کے ترک کرنے اور کفایت شعاری اختیار کرنے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا

حضرات! خلاصہ کلام یہ کہ کفایت شعاری کے تین گر قائم ہوگئے اول جائز چیز کے بغیر کسی چیز کی ہوس کا غلام نہ بنے دوسرے جو چیز اپنے پاس ہو اسے سنبھال کر اور احتیاط سے اپنے پاس رکھے تاکہ حتی الامکان اسے دوبارہ پیسہ خرچ کرنیکی نوبت نہ آئے تیسرے جہاں تک ممکن ہو کوئی چیز ضائع نہ ہونے دیجائے۔ پس آج سے عہد کیجئے کہ ہم اسراف کے مرتکب ہوکر شیطان کے بھائی نہ بنیں گے اور کفایت شعاری کی عادت ڈالکر تمام مصائب و تفکرات سے نجات حاصل کرینگے فارغ البالی و خوشحالی کی بنیاد رکھیں گے وما علینا الا البلاغ۔

اَللّٰهُمَّ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (خطبہ ثانیہ پہلے ہفتہ والا پڑھو)

خطبۂ ماہ جمادی الاوّل ہفتہ دوم

اسلام اور مال و دولت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْسَنَ تَدَابِیْرَ الْکَائِنَاتِ ط فَخَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ وَاَنْزَلَ الْمَاءَ الْفُرَاتَ مِنَ الْمُعْصِرَاتِ ط فَاَخْرَجَ بِہِ الْحَبَّ وَالنَّبَاتَ ط وَقَدَّرَ الْاَقْوَاتَ وَالْاَرْزَاقَ ط وَحَفِظَ بِالْمَاکُوْلَاتِ قُوَی الْحَیَوَانَاتِ ط وَاَعَانَ عَلَی الطَّاعَاتِ وَالْاَعْمَالِ الصّٰلِحٰتِ بِاَکْلِ الطَّیِّبٰتِ ط وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ ذِی الْمُعْجِزَاتِ الْبَاہِرَاتِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط اَمَّا بَعْدُ

ایھا الاخوان! تمام تعریفیں اس وحدہ لاشریک کو سزاوار ہیں جس نے کائنات کی تدابیر احسن کی۔ زمین وآسمان کو پیدا کیا۔ آسمان سے میٹھا پانی اتارا جس سے نباتات کی پیدائش و پرورش ہوتی ہے۔ زمین میں انسانوں اور حیوانوں کے رزق کو ناپ تول کر رکھا۔ ماکولات کی حفاظت کی جس کے ذریعہ حیوانوں کو قوت ملتی ہے اور ہمیں حلال و پاکیزہ چیزوں کے کھانے سے طاعات و اعمال صالحہ کی مدد ملتی ہے۔

اور درود و سلام بھیجو اس پیغمبر برحق اور ہادی اعظم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے اپنے غلاموں یعنی اپنے امتیوں پر ابواب رحمت کھول دیئے اور ان کو دونوں جہان کی نعمتوں سے مالامال کیا۔

برادران اسلام! پچھلے خطبہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ مسلمانوں کے حقیقی تنزل کے اسباب اور اس کا علاج کیا ہے۔ آج کے خطبہ کو بھی پچھلے خطبہ کا تتمہ اور تکملہ سمجھئے ہو۔

حضرات! یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں پر کوئی واقعہ بلا سبب ظہور پذیر نہیں ہوتا اسلئے لامحالہ مسلمانوں کے موجودہ مالی اور اقتصادی تنزل کے کچھ نہ کچھ اسباب ضرور ہونے چاہئیں چنانچہ کچھ اسباب میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ بقیہ دو اسباب آج بیان کرتا ہوں۔

بزرگو! امر واقعہ یہ ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد باستثنا معدودے چند شاہان اسلام نے جس رعب و داب جاہ و جلال اور شان و شوکت کے ساتھ اپنی عظمت و رفعت کا ڈنکہ بجایا اس کی آواز سے ابھی تک کان گونج رہے ہیں اور جس کی صدائے بازگشت دہلی لاہور اور آگرہ وغیرہ کے کھنڈرات سے آرہی ہے خلفائے عباسیہ کے مصر و عرب میں اور سلاطین مغلیہ کے کارنامے اس وقت تک ہندوستان میں تاریخی صفحات پر دنیا کی نگاہوں کو خیرہ کر رہے ہیں اس غیر معمولی شان و شوکت کا اثر یہ ہوا کہ ایک عرصہ دراز کی حکمرانی اور تزک احتشام کے بعد راعی اور رعایا دونوں اسراف بیجا اور نام و نمود کے خوگر ہو گئے عمدہ خوراک

اور نفیس پوشاک ان کی عادات میں داخل ہو گئے ان کی عام معاشرت نے ایک ایسا بلند پایہ معیار اختیار کر لیا جس کے لئے اخراجات کثیر انکی زندگی کا جزو لاینفک بن گئے کفایت شعاری کا بخل سمجھ لیا گیا روپے کی پس اندازی کا خیال تک بھی نہیں آیا تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف سے توجہ ہٹ گئی اور صرف زمینداری اور ملازمت پر وسائل معاش کا دارومدار ٹھیرا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بتدریج مفلس ہوتے چلے گئے اگرچہ انکی سلطنت و امارت مٹ گئی لیکن انکے شاہانہ عادات و خصائل اور امیرانہ ٹھاٹ باٹھ نہ گیا وہی سابقہ اخراجات قائم رہے اور آمدنی کم اور خرچ بدستور رہنے کی وجہ سے مسلمان بالعموم مفلس ہو گئے۔

برادران ملت! افلاس ایک ایسی چیز ہے جس سے رسول خدا صلعم نے پناہ مانگی ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے۔ بیشک اس میں کیا شبہ ہے کہ افلاس جملہ مصائب و مصائب کی جڑ ہے افلاس کی حالت میں اخلاق و روحانیت کا ستیاناس ہو جاتا ہے گداگرانہ ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے۔ خودداری جاتی رہتی ہے

ہمتیں ٹوٹ جاتی ہیں حوصلے پست ہو جاتے ہیں غیرت و حمیت اور امانت و دیانت خاک میں مل جاتی ہے۔ خوددارانہ اور شریفانہ وضعداری باقی نہیں رہتی۔ ایک مصیبت سے دوسری مصیبت اور ایک عیب سے دوسرا عیب پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا منحوس اثر قریب قریب ہر شعبہ زندگی پر پڑتا ہے۔ یہ جو آپ کو نظر آتا ہے کہ ہمارے ہاں تمام قوموں سے زیادہ گداگر اور بھیک منگے ہیں جیل خانے مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں مساجد و اوقاف اور مدارس ابتری کی حالت میں ہیں۔ انجمنیں کم سرمایہ کی وجہ سے مر رہی ہیں اور مسلمان دن بدن ہندوؤں کے ہاتھوں بکے جا رہے ہیں اس کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ مفلس و قلاش ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے اندر رؤسا و نواب و زمیندار و بیرسٹر جج وکیل اور صاحب استطاعت بھی ہیں۔ مگر ان کی دولت اسلام اور مسلمانوں اور اپنے عزیز و اقارب کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ انگریزی افسروں کو ایٹ ہوم ٹی اور ڈنر کی دعوتیں دیتے رہیں گورنروں اور احکام کی خوشنودی خریدتے رہیں اور گورنمنٹ کی نظروں میں اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر ثابت کرتے رہیں باقی رہ گئی قوم اس کے لئے ان کی جیب میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوسرے چند افراد کا دولتمند ہونا قوم کا خوشحال ہونا نہیں کہلاتا جب تک قوم کے اکثر افراد خوشحال نہ ہوں۔

حضرات! مسلمانوں کے افلاس اور کاہلی کی ایک اور وجہ بھی ہے جو بنیادی اور ذہنی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ یہ کہ انہوں نے روحانیت اور خدا پرستی کا صحیح مفہوم نہ سمجھا۔ توکل اور قناعت کا مطلب ذہن نشین نہیں کیا۔ جوگیوں اور احبار ورہبان کی طرح اسلام کو بھی سمجھ لیا کہ وہ ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے اور دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا نقشہ کچھ ایسے انداز میں کھینچا کہ درحقیقت وہ دنیا کو دار الاسباب اور کوشش اور سعی اور جہد للحیات کا گھر ہی نہیں سمجھتے۔ مسلمانوں کا سارا علم وادب اسی تقریر و وعظ سے بھرا پڑا ہے کہ گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ دنیا قابل نفرت ہے۔ کتی مُردار ہے، فتنہ کی جڑ ہے، امیری و غریبی ایک تقدیری چیز ہے۔ اس میں جد و جہد کو مطلق دخل نہیں خصوصاً ان کا تصوف تو سراسر بندو ویدانت بن کر رہ گیا ہے۔ بھلا جانئے جس قوم کے جذبات اور معتقدات یہ ہوں وہ کیا خاک جہد للحیات کا مظاہرہ کر سکتی ہے۔ اور اپنے مستقبل کو شاندار بنا سکتی ہے۔

صاحبو! اسلام کا ہر گز منشا نہیں کہ ہم دنیا کو ترک کر کے دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہیں عہدی بن جائیں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تقدیر پر شاکر ہو کر بیٹھ رہیں۔ ایسا تو انبیاء، اوصیاء اور اولیاء نے بھی نہیں کیا کہ انہوں نے کسب معاش کے لئے جسمانی ریاضتیں اور مشقتیں نہ کی ہوں۔ وہ بھی دنیا کو دار الاسباب سمجھتے رہے۔ جہد للحیات میں حصہ لیتے رہے اور کسب معاش کے فضائل بیان کئے۔ کاش وہ دنیا کا صحیح مفہوم سمجھ لیتے اور یہ معلوم کر لیتے کہ کتی دنیا کونسی ہے۔ اگر دنیا ایسی ہی قابل نفرت ہے تو پھر اللہ میاں نے ہمیں اس میں بھیجا ہی کیوں؟ اور کیوں اس میں اپنے انبیاء واولیاء کو رکھا بتلائیے تو سہی کہ کون سے نبی اور ولی نے دنیاداری نہیں کی۔ کیا ہمارے سید و مولا آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلعم نے گیارہ بیویاں نہیں کیں، حضور کے اولاد نہیں ہوئی، کیا آپ نے تجارت نہیں کی کیا آپ نے کافروں کے ساتھ لڑائیاں نہیں کیں، اور کیا آپ نے فقیری میں بادشاہی نہیں کی، کیا سیدنا حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ غنی کا لفظ نہیں آتا، کیا صحابہ نے بادشاہیاں نہیں کیں روم و مصر کو فتح نہیں کیا۔ کیا ہمارے ائمہ خصوصاً حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تجارت نہ کرتے تھے جن کی آمدنی ہمارے ہاں کے بیرسٹروں سے زیادہ تھی۔ کونسا اللہ کا بزرگ بندہ اور ولی ایسا گذرا ہے جس نے کسب معاش سے پہلو تہی کر کے نذر و نیاز اور پیری کی مریدی پر گذارہ کیا۔ تو جب ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہے تو پھر دنیاداری کس جانور کا نام ہے

لو سنو اور دیکھو اولیائے عظام کے ہاں دنیا کیا تھی۔

تم نے حافظ شیرازی کا نام نامی سنا ہوگا جنہوں نے اسلامی دنیا میں شہرت دوام حاصل کرلی ہے۔ وہ خواجہ عبداللہ احرار کی بزرگی اور تقدس و پرہیزگاری کا شہرہ سن کر اُن سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لیے اُن کی جائے قیام پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں نوابانہ ٹھاٹ ہے کہ آجکل کے نوابوں کو بھی نہیں حتیٰ کہ گھوڑے باندھنے کی منخیں تک سونے کی تھیں ممکن ہے کہ اس میں کچھ مبالغہ ہو۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کی دولت کا مقابلہ ہمارے امرا بھی نہیں کرسکتے۔ اس شاہانہ اقتدار کو دیکھ کر حافظ صاحب اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ بس جی بس ان کی بزرگی معلوم ہوگئی۔ بھلا روحانیت کہاں جہاں دنیا کا یہ کچھ انبار ہے۔ اسی وقت یہ مصرعہ موزوں کیا ع

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

یعنی وہ مرد بزرگ خدا پرست نہیں کہ جو دنیا کو دوست رکھے

اِدھر خواجہ علیہ الرحمتہ کو بھی بذریعہ کشف یہ سب کچھ معلوم ہوگیا اور انھوں نے روحانی توجہ دینی شروع کی۔ حافظ صاحب واپس ہوتے ہوئے رک گئے۔ اب اتنے دور آئے ہیں لاؤ مل لو۔ مختصر یہ کہ خواجہ صاحب کے حضور میں حاضری ہوئی۔ بعد علیک سلیک کے فرمانے لگے میاں صاحبزادے وہ مصرعہ تو پڑھو جو تم نے موزوں کیا ہے۔ اب تو حافظ صاحب بڑے سٹ پٹائے۔ آخر شرمندہ ہوکر مصرعہ سنانا پڑا فرمانے لگے مصرعہ ثانی بھی ملالو اور یوں کہو

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد اگر دارد برائے دوست دارد

یعنی وہ بزرگ نہیں جو دنیا کو دوست رکھے۔ اگر دوست رکھے تو اپنے دوست یعنی خدا کے لئے دیکھا آپ نے اولیاء دنیا کو اس نظر سے دیکھتے تھے جس قدر بھی انبیاء اولیاء گذرے ہیں انھوں نے دنیا کو دارالاسباب سمجھا اور دنیا داری کی مگر اس لئے نہیں کہ دنیا کی محبت میں وہ خدا ہی کو بھول جائیں اور دنیا میں رہ کر اس سے تعلق رکھ کر اس کو ٹھکراتے رہے اور بے تعلق رہے، ان کا دل دنیا کی محبت سے قطعی خالی تھا اور اس لئے تھا کہ اس میں خدا کی محبت رہے۔ وہ دنیا کے سمندر میں گرے مگر دامن تر نہ ہوا۔ درحقیقت یہی بزرگی تقدس، تقویٰ، خدا پرستی اور روحانیت ہے کہ دنیا میں رہ کر دنیا کو اس کو حاصل کرکے خدا سے تعلق رکھے اور زاد آخرت جمع کرے۔ حضرت مولانائے روم جو میدان

معرفت کے شہسوار تھے دنیا کی تعریف یوں کرتے ہیں ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی دنیا چاندی سونے اور فرزند و زن کا نام نہیں۔ بلکہ دنیا خدا سے غافل ہو جانے کا نام ہے۔ اگر دنیا کو محبوب رکھا جائے کہ اس کو خدا کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے اس کی محبت میں اندھا بن کر خدا کو بھلا دیا جائے۔ اس دنیا ہی کو منزل مقصود سمجھ لیا جائے اور عیش و آرام کو حقیقی راحت تصور کر لیا جائے تو یہی دنیا ہے جسکی برائی سے قرآن و احادیث بھرے پڑے ہیں اور جس کی تائید و توثیق بزرگان دین کے اقوال و افعال کر رہے ہیں اگر مال و دولت کو اس لیئے محبوب رکھا جاتا ہے کہ اس سے خویش و اقارب کے حقوق ادا کر کے حج و زکوٰۃ کے فرائض بجا لا کر اور یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور غریبوں کی خبر گیری کر کے خدا کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کی جائے تو یہ عین دین ہے کہ جس کا حاصل کرنا مومنین کا اول فرض ہے۔

برادران محترم! خوب سمجھ لو کہ ہر وہ چیز جسکو اسلام نے جائز بتایا، دین ہے اور جس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ دنیا ہے۔ سچا حقیقی مسلمان دنیا کی زندگی کو اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ دین کو حاصل کرے۔ اس کی دنیا بھی دین ہی ہے سچے مسلمان کی دین و دنیا ایک ہی ہے جسمیں کوئی فرق و امتیاز نہیں ورمادیات کی ضرورت روحانیات میں ممد ہونے کے لئے ہے۔ فی نفسہ مادیت مقصود اصلی نہیں۔ لہذا دین کا ہمیشہ دنیا پر غالب رہنا چاہیے۔ مسلمان اگر دین کا مالک ہو کر دنیا کا مالک نہیں تو حقیقت میں وہ مسلمان ہی نہیں۔ کیونکہ اسلام نے اپنے متبعین سے خلافت ارضی یعنی حکومت و سلطنت کا وعدہ کیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ وہ دین و دنیا دونوں کی تفویق و برتری چاہتا ہے اور دنیا کا غلبہ چاہتا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اس نے مسلمانوں کو جو دعا تعلیم فرمائی ہے وہ یہ ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً اے اللہ ہماری دنیا بھی اچھی کر اور آخرت بھی اس میں غور طلب بات یہ ہے کہ دنیا کو آخرت سے مقدم رکھا۔ کیوں کہ آخرت کی زندگی اسی دنیا میں بنتی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب ایک زمیندار نے تخم ہی کاشت نہیں کیا تو وہ فصل

کے موقعہ پر کیا خاک کاٹے گا۔ اسی طرح ایک مسلمان نے دنیا کو دین کے لئے حاصل نہ کیا تو وہ کیا خاک کا حقدار بنے گا۔

اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی جہالت، حماقت و نادانی کوتاہ فہمی اور بدبختی کیا ہوگی کہ ان کا مذہب تو اس دنیا کو آخرت کی کھیتی بتائے اور انہیں اس دنیا میں رکھکر سلطنت بحکومت رفعت اور عظمت اور ہر طرح کی بزرگی و شرافت عطا فرمائے اور وہ اس کو قابل نفرت قابل ترکہ سمجھیں۔ قبر سمجھ کر ٹھکرائیں اور ان کے شعراء ان کے دماغ میں بات بٹھائیں

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

عجیب تماشہ ہے جو لوگ دن رات ترک دنیا کا وعظ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو غلط طریقہ سے توکل تقدیر اور توکل کا مفہوم ذہن نشین کراتے ہیں۔ وہ خود تو دنیا کو کما کر اپنے محلات بناتے ہیں موٹریں خریدتے ہیں انگریز افسروں کی دعوتیں کرتے ہیں۔ عرسوں کے موقعہ پر دولت کو پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ عمدہ لباس اور عمدہ خوراک استعمال کرتے ہیں بلکہ مرغن غذائیں، مقوی باہ دوائیں اور یاقوتیاں استعمال کرتے ہیں۔ اگر یقین نہ ہو تو سجادہ نشینوں اور ان پیروں کے حالات خلص معلوم کرو جن کے تین تین چار لاکھ مرید ہیں سچ ہے

چوں بخلوت میروند آں کار دیگری کنند

برادران اسلام ترک دنیا اور توکل و قناعت کے غلط وعظوں نے مسلمانوں کے دماغوں کو ایسے جذبات و لغویات سے بھر دیا کہ وہ عہد نکمے اور اپاہج بن گئے اور نتیجہ یہ ہوا

نبی اغیار کی اب چاہنے والی دنیا — رہ گئی اپنے لئے ایک خیالی دنیا

ہم تو رخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا — پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دنیا

حضرات! قرآن پاک نے مال و دولت کو قوام زندگی قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورہ نساء کے دوسرے رکوع میں ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا یعنی تم جن یتیموں یا لاوارثوں کی پرورش کا ذمہ ہو تو اُن کے اُن مالوں کو جسکو اللہ نے قوام زندگی بنایا ہے۔ ان کے حوالہ نہ کیا کرو کہ اس آیت مبارکہ کا صحیح مفہوم سمجھ لینے کے بعد ایک مسلمان کو ہرگز ہرگز اس بات پر تشبہ نہیں کرنا چاہئے کہ مال و دولت قوام زندگی ہے جسکے بل بوتے پر قومیں کھڑی ہوتی ہیں، آزادی و خود مختاری قائم رہتی ہے اور اپنے مذہب و اخلاق کی حفاظت کرنے کی قوت رکھتی ہیں۔ اور جو قومیں مفلس ہیں تو نہ انکی آزادی قائم رہتی ہے اور نہ خود مختاری

اور نہ وہ اپنے مذہب اخلاق کی حفاظت کر سکتی ہیں جس کا تجربہ تم نے شدھی اور سنگھٹن کی تحریک میں اچھی طرح کر لیا ہے پس اگر آپ دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور اخلاقی و روحانیت کے بلند پایہ پر پہنچنا چاہتے ہیں تو حصولِ دولت، اسکی حفاظت اور اس کے صحیح مصرف کی طرف سے ایک منٹ کے لئے بھی غفلت نہ برتیے۔ ورنہ زمانہ حرف غلط کی طرح آپ کو صفحہ ہستی سے مٹا دے گا۔

اے خدائے بزرگ و برتر! تو اپنے فضل و کرم سے ہم مسلمانوں کو توفیق دے کہ ہم اپنے سچے خالص اور پاک مذہب اسلام پر ثابت قدم رہتے ہوئے نظر بر مصلحت وقت ضرورت زمانہ عاقبت اندیشی اور انجام بینی سے کام لیں تاکہ ہمارا قومی بیڑا افلاس کے طوفان سے نکل کر ساحل مراد پر پہونچے۔ آمین

عباد اللہ تفہموا اسلکم وثبتوا علی الصراط المستقیم ۰ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم ۰ انہ تعالی جواد کریم قدیم ملک بر رؤف رحیم ۰

(خطبہ ثانیہ پچھلے خطبوں سے پڑھ لیجیے)

خطبہ ماہ جمادی الاول ہفتہ سوم

اسلام اور ترقی دولت کے ذرائع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَسْتَفْتِحُ الْکُتُبَ اِلَّا بِحَمْدِہٖ ۰ وَلَا تُسْتَمْنَحُ النِّعَمُ اِلَّا بِوَاسِطَۃِ کَرَمِہٖ وَرِفْدِہٖ ۰ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِنَا خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِہٖ وَعَبْدِہٖ ۰ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ مِنْ بَعْدِہٖ اَیُّہَا النَّاسُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ۔ خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۔ اور تمہارے فائدہ کے لئے ہم نے وہ تمام چیزیں پیدا کی ہیں جو زمین میں ہیں۔

برادران اسلام ! حمد و ثنا بیان کرنا قدرت قاہرہ جلیلہ فیاضہ خدائے قدوس کی جس کی کتاب مقدس کھلتی ہی حمد کے ساتھ ہے اور ہم اس کی لامحدود نعمتوں سے محض اسی کے فضل و کرم اور فیاضیوں سے استفادہ کرتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو سیدالانبیاء سندالاصفیاء سراجاً منیراً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے قدوم کی برکت سے دنیا کو یہ موجودہ ترقی نصیب ہوئی اور ایجادات و اختراعات میں انسانی دماغ کہاں سے کہاں پہونچا۔

معزز بزرگو! ترقی و دولت کے ذرائع دراصل تین ہی ہیں۔ **تجارت، صنعت و حرفت اور زراعت** ۔ جس قوم کے افراد اپنے پاس یہ تینوں ذرائع رکھتے ہوں وہ یقیناً دنیا میں آزاد و خود مختار حکمراں با اقتدار و خوشحال ہوگی۔ اور جو قوم ان ذرائع سے ناآشنا ہوگی وہ ضرور ہی مفلس ہوگی۔ یعنی حصولِ دولت و ترقی کے بس یہی تین ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ان کے علاوہ جتنے پیشے اور کام ہیں وہ سب انہی تین اصول کے لوازم ہیں۔ مگر یاد رکھئے .... کہ ان تینوں طریقوں کے لئے صحیح علم اور تجربے کی ضرورت ہے۔

ہر ایک طریقہ اختیار کرنے سے پہلے اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ علم کے بعد اس عمل کی مشق واجب ہے۔ جو شخص ان کا علم و عمل حاصل کئے بغیر ان میں سے کسی کو اختیار کرتا ہے ترقی و دولت میں کامیاب نہیں ہو سکتا بلکہ بجائے فائدہ کے نقصان یقینی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن مبین ان ذرائع دولت کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے سو ذرا غور سے سنئے وہ کس زور و شور کے ساتھ مادی ترقیات اور ان ذرائع سے کام لینے کی تعلیم دیتا ہے۔

بزرگانِ ملت! مادی ترقیات اور حصول دولت کیلئے ضروری ہے کہ انسان اپنے آپ کو اشرف المخلوقات اس زمین کا وارث سمجھے اور تمام علوم و فنون سے واقفیت بہم پہنچائے سو اس بارہ میں قرآن حکیم فرماتا ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ؀ ہم نے انسان کو اچھی طریقہ پر بنایا ہے اور ہم نے اس کے لئے زمین کی تمام چیزوں مسخر کر دیا کہ وہ ان سے جس طرح چاہے کام لے اور اپنی دنیا کو بہشت بنالے۔ نیز وہ مسلمانوں سے خلافت ارضی کا وعدہ کرتا ہے۔ اور زمین کے تمام مخفی و ظاہر خزانوں کی کنجیاں ان کے حوالہ کرتا ہے۔

وہ زمین و آسمان کی چیزوں میں غور و فکر کرنے اور عقل سلیم سے کام لینے پر ابھارتا ہے

جیسا کہ ارشاد باری ہے وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ وہ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور و فکر کرتے ہیں اور جب زمین کی تمام چیزوں کو اپنا مفتوح اور مسخر پاتے ہیں اور اپنے ارد گرد نعمتوں کا خزانہ کھلا دیکھتے ہیں کہ خالق القدر و القوی نے ہماری تربیت و پرورش اور نشو و نما کے لیے اتنا عظیم الشان ذخیرہ پھیلا دیا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں اور اس کا دسترخوان سب کے لئے بچھا ہوا ہے ؎

ادیم زمیں سفرۂ عام اوست　　چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

پھر اسی ربّ السمٰوٰت والارض نے ہمارے اندر ایسی قوتیں ودیعت فرمائی ہیں جن کی رہنمائی سے ہم دنیا کی تمام چیزوں پر تسلط حاصل کر لیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے اس دنیا کو بیکار پیدا نہیں فرمایا۔ قرآن کریم اس قسم کی آیتوں سے بھرا پڑا ہے جنہیں ہمیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ تم خلیفۃ اللہ ہو۔ زمین و آسمان کی تمام چیزیں تمہارے لئے ہیں۔ وَقَدَّرَ فِیْهَا اَقْوَاتَهَا سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ (ہم نے زمین کے تمام ذخیرے ناپ تول کر رکھدیے ہیں جو ہر ایک جستجو کرنے والے کے لئے برابر ہیں) هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِهَا وَ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ اس نے زمین کو تمہارے لئے بالکل رام کر دیا ہے۔ اس کے کندھوں پر چلو پھرو اور اسی کی پیداوار کو کھاؤ۔ ہم نے تمہیں عقل دی ہے اور ایسی قوتیں ودیعت فرمائی ہیں کہ تم ان سے کام لیکر زمین کا تمام خزانہ اگلوا سکتے ہو۔

پیرا و ران اسلام! انسان کو زندگی کے لئے معاش اور وسائل معاش کی ہر طرف ہر وقت اور ہر حالت میں ضرورت ہے حتیٰ کہ اس کی روحانی زندگی بھی مادی زندگی سے پیدا ہے اور قرآن روحانی پرورش اور ترقی کے لئے دنیا میں آیا ہے۔ لہذا ایسی لازمی اور ضروری شے سے بحث کرنا ضروری تھا چنانچہ اس نے تفصیلی طور پر اس سے گفتگو کی جس کا کچھ اندازہ آیات مذکورہ سے ہو سکتا ہے۔ مگر وا رے ناداں غفلت شعار مسلمان کہ تو نے قرآن کی ان حکیمانہ تعلیمات کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور اس کو رسومات میں مبتلا کر کے صرف نمازوں میں دہرا کر لانے اور ملت واحدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی چیز سمجھ لیا اور کام کی باتوں کو یکسر بھلا دیا۔ دیکھئے علم معیشت کے بارے میں قرآن کریم کیا کہتا ہے وَ لَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ہم نے تم کو زمین کی رہائش دی اور اس میں تمہاری معاش کے سامان مہیا کئے۔ بتلائیے جو قوم اس راز کو سمجھ لے اور معاش

کی طلب و سعی میں ایسی ہی کوشش کرے جیسی کہ قرآن کریم نے بتلائی ہے تو وہ کیونکر مفلس اور غریب رہ سکتی ہے۔

زمین و آسمان کے خزانہ کے مالک اور زمین کے وارث مسلمانو تم روتے ہو کہ ہائے ہم تباہ ہو گئے اور غلام ہو گئے اور مفلس و قلاش ہو گئے مگر سچ بتاؤ کیا تم نے مذکورہ بالا قرآنی ہدایات پر عمل کیا۔ اپنی عقلی قوتوں سے کام لیا۔ فوز و کامرانی کی قرآنی شرط کو پورا کیا اور اپنے آپ کو خلافت ارضی کا اہل اور مستحق ثابت کیا۔ اگر نہیں تو رونا کس بات کا ہے؟ اپنی عملی قوتوں کی بیکاری پر آنسو بہاؤ۔ اپنی زنگ آلود خوابیدہ طاقتوں پر ماتم کرو اور اپنی قسمت کو پتھر سے پھوڑو۔ بدبخت اور نہ سمجھنے والی قوموں کا یہی حشر ہوا کرتا ہے تم نے قرآن کو طاق نسیاں پر دھر دیا فوز و فلاح نے تم سے منہ موڑ لیا۔ اس پر قہر تو یہ ہے کہ تم قدرت پر الزام دھرتے ہو۔

بزرگو! تم نے معلوم کر لیا کہ کس طرح قرآن کریم نے علوم و فنون اور علم معیشت کی ترغیب دلائی ہے۔ اب میں انہی ذرائع دولت کو صرف ایک آیت سے پیش کرتا ہوں دولت پیدا کرنے کے تین طریقوں میں سے تجارت سب سے بڑھ کر کامیاب طریقہ ہے تجارت اور صنعت و حرفت کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں امریکہ جرمنی اور برطانیہ محض انہی کے بل بوتے پر قائم ہیں پھل پھول رہی ہیں اور آسمان میں تھگی لگا رہی ہیں اور جو قومیں تجارت اور صنعت و حرفت سے ناآشنا ہیں وہ جہاں بھی ہیں غلام و محکوم ہیں ذلیل ہیں اور مفلس و قلاش ہیں۔ دور کیوں جاتے ہو اپنے ہندو بھائیوں کی حالت پر غور کرو۔ وہ کس طرح تجارت اختیار کر کے چاندی سونے میں کھیل رہے ہیں۔ اگر مسلمان قرآن پاک کو پڑھیں اور سمجھیں تو ان کو معلوم ہو کہ تجارت کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ تجارت کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ فرمایا کہ جمعہ کے دن جب اذان ہو تو اپنے کاروبار چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور جب نماز پڑھ چکو تو فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ پھر منتشر ہو جاؤ اور اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ۔ اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ فضل سے مراد تجارت ہی ہے بحری تجارت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا وَھُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَی

الفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ہ یعنی وہ ذات وہی جس نے تمہارے لئے بحر کو تابعدار کر دیا ہے تاکہ تم اس سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اس سے زینت کی چیزیں مثلاً موتی وغیرہ نکالو اور اس کو پہنو۔ اور تم دیکھتے ہو کشتیاں کس طرح دریا کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔ گویا مست ہاتھی اپنے جوش میں دوڑا جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ ان کے ذریعہ رزق طلب کرو اور اللہ کے شکر گزار بندے بنو۔ ان دونوں آیتوں کو سامنے رکھ کر اندازہ لگاؤ کہ کس طرح اللہ پاک نے ہمیں بری اور بحری تجارت کی طرف رغبت اور توجہ دلائی ہے۔ ہر مسلمان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت ہی کو اپنی معاش کا ذریعہ بنایا تھا۔ بڑے بڑے صحابہ بھی تجارت ہی کیا کرتے تھے اور اکثر ائمہ و فقہا اور بزرگان دین کا ذریعہ معاش تجارت ہی تھی۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ریشمی کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اکثر ممالک میں تجار کے ذریعہ اسلام پھیلا۔ غرض تجارت کی ترغیب مذہبی کتابوں میں، نیز قرآن کے ساتھ خاص ہے اور مسلمانوں کا اختیاری ذریعہ معاش ہمیشہ تجارت ہی رہا

ایہا الاخوان! اب زراعت کی نسبت سنئے۔ تجارت سے دوسرے نمبر پر زراعت ہی اور زراعت ایک ایسا فائدہ بخش ذریعہ معاش ہے جس سے شاہ و گدا، امیر و غریب اور ہر کس و ناکس کو یکساں واسطہ و تعلق ہے۔ اگر علم الارض سے واقفیت بہم پہنچائی جائے نئے نئے تجربات حاصل کئے جائیں۔ نئے نئے آلات کشاورزی ایجاد کئے جائیں اور خدا داد عقل و شعور سے کام لیا جائے تو زمین سونا اگل سکتی ہے۔ ورنہ ہندوستان کے بعض بیچارے زمینداروں کی طرح سوکھی روٹی بھی میسر نہیں آسکتی علم الارض وہ مفید اور شریف علم ہے کہ یورپ نے اسمیں کمال پیدا کر کے زمین سے موتی رول لئے ہیں اور اس علم کی طرف قرآن پاک نے متعدد عنوانوں اور مختلف طریقوں سے توجہ اور ترغیب دلائی ہی اگر کلام مقدس کے اصول اور اجمالی نکتوں پر مزید غور کیا جائے اور تجربات و مشاہدات سے کام لیا جائے تو علم طبقات الارض مدون ہو سکتا ہے۔ فن زراعت کی تعریف اللہ پاک نے اس طرح کی ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی۔ پھر اس نے اس کو قوی کیا۔ پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی۔ پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی۔

حضرات! قرآن مبین میں ہر قسم کی صنعت و حرفت کے اصولوں کا بھی ذکر آیا ہی ہیں حدادی کا کہیں خیاطی کا، کہیں کپڑے بننے اور سوت کاتنے کا۔ مثلاً ایک جگہ لوہے کے متعلق فرمایا کہ ہم نے اس میں لوگوں کے لئے بہت سے منافع رکھے ہیں۔ غرض قرآن کریم نے معاش اور وسائل معاش کی تمام چیزوں کو کہیں بالتفصیل بیان کر کے ضروریات انسان کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔ مگر یہ ہیں تک جہاں تک روحانی زندگی میں اس کے لئے ضرورت ہے ورنہ فی نفسہ ان علوم سے قرآن کریم کو کچھ سروکار نہیں۔ کیونکہ وہ تو انسان کی روحانی تربیت پرورش کر کے مدارج کمال تک پہنچانے اور نجات اُخروی دلانے کے لئے آیا ہے۔ معزز بزرگو! قرآن کریم نے ہم پر کسب معاش اور حصولِ دولت کی تمام راہیں کھول دی ہیں۔ مگر افسوس کہ جوں جوں عہد نبوت اور خلافتِ راشدہ سے بعد ہوتا گیا مسلمانوں کا فہم و عمل قرآنی معیار سے گرتا گیا اور ان کے علماء نے قرآن کو صرف لڑنے جھگڑنے ملت واحدہ کے ٹکڑے کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا معیار سمجھ لیا علاوہ ازیں ان کے فہم و استعداد پر تغیرات و حوادث کی صدیاں گذر چکی ہیں اور قرآن کے تعلیمی حقائق پر غلط استدلال اوہام و خیالات، غلط بینی اور کج اندیشی کے موٹے موٹے پردے پڑ گئے ہیں۔

ہمارے علماء بہ تقاضائے حمیت اسلامی اور فرض منصبی مسلمانوں کو یہ ترغیب دیتے رہے کہ دینی مدارس کھلوانے کی اور علم دین حاصل کرنے والے طلبہ کی اعانت کرو مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچاؤ۔ غرباء اور مساکین کی امداد اور دستگیری کرو، صدقہ و خیرات دو محتاجوں اور یتیموں کی خبر لو۔ ورنہ وہ عیسائیوں مشنریوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے اور یہ کرو وہ کرو ان حضرات کا ارشاد بجا تھا اور واجب العمل تھا مگر میں نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ علماء نے آج تک یہ نہ بتایا کہ مسلمان روپیہ کہاں سے لائیں اور کسب معاش و حصول دولت کی راہیں کون کون سی ہیں۔ اگر میں ذرا جرأت کے ساتھ یہ عرض کروں کہ الٹا انہوں نے تو حصول دولت کی راہوں کو بند کیا تو صحیح ہوگا۔ اگر کبھی کہا گیا کہ مسلمانوں کی دنیوی رہبری کرو حقوق سیاسیہ کی نگہداشت کرو اور ان کو زندہ رہنے اور عمل کرنے کا لائحہ عمل تیار کر دو تو جواب ملا کہ یہ کام تو سیاسی لیڈروں اور دنیاداروں کا ہے ہم سے تو روزہ نماز کے مسائل پوچھو اور دینی مدارس کیلئے چندے دو یا یہ سوال کہ روپیہ کہاں لائیں تم جانو اور تمہاری عقل۔

تدبیر، ہمارا یہ منصب نہیں کہ تمہیں حصول دولت کی تدبیر بتلاتے پھریں۔ صاحبو! اگر یہی جواب دربارِ نبوت سے صحابہ کرام کو ملجاتا تو خدارا انصاف سے بتلایئے کہ اسلام کی اشاعت و ترقی کا کیا نقشہ ہوتا۔ سچ جانیئے اسلام مکہ سے ایک انچ بھی باہر نہ نکلتا۔

برادرانِ اسلام! حقیقت یہ ہو کہ اسلامی مسائل اور حقائق قرآنیہ کی غلط تعبیر نے مسلمانوں کو بہت بری طرح تباہ و برباد کیا۔ اگر علماء مسلمانوں کی دنیا کو دین سے الگ نہ کرتے تو میں دعوٰی کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے افلاس و محتاجی کی یہ حالت نہ ہوتی ہر مسلمان کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے کہ اسلام نے تجارت اور کسب معاش کا حکم دیا ہی قرآن و حدیث نے کسب معاش کی ضرورتیں اور فضیلتیں کھول کھول کر بیان کی ہیں۔ وہ دولت و حکومت کو خدائے تعالیٰ کی ایک نعمت قرار دیتا ہے حصول دولت کی تاکید کرتا ہی اور خوشحالی اور فارغ البالی کو عبادت کی روح اور اخلاق و روحانیت کی بنیاد بتلاتا ہی۔ وہ چاہتا ہی کہ مسلمان اپنی قوت بازو سے اور حلال طریقہ سے جسقدر روپیہ کما سکتے ہیں کمائیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ روپیہ کمانے میں اتنا انہماک اور دنیا کی اتنی محبت نہو کہ دین کو بھول جائیں احکام شریعت کو پس پشت ہی ڈالدیں۔ مال و زر ہی کو خدا سمجھ لیں سود لینے لگیں۔ نذر و نیاز کا طریقہ اور مریدوں سے روپیہ اینٹھنے کا راستہ نکال لیں۔ تعویذات کا دفتر کھول دیں۔ رشوتیں لینے لگیں اور حکومت وقت کی چوکھٹ پر ناک رگڑنے لگیں۔ یہی دنیا ہی جو گتی مردار ہو اس سے جس سے اسلام نے نفرت دلائی ہی۔ صاحبو! اسلام دنیا کو دین پر ترجیح نہیں دیتا۔ وہ مسلمان کے جسم کو دنیا میں چھوڑ کر روح پر دین کا قبضہ کر دیتا ہے۔ اسلام نیک مقاصد کے لئے یعنی دین کے لئے کسب زر کا حکم دیتا ہے لیکن ساتھ ہی ناجائز طریقوں اور غرباء و حاجتمندوں کو ستا کر اور دکھ دیکر روپیہ جمع کرنے کو انتہائی شقاوت اور خباثت بتلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے سود کو حرام کیا ہی وہ کسب زر کے کسی ایسے طریقہ کو جائز نہیں رکھتا جو ظلم پر مبنی ہو اور جس سے دوسرے بنی نوع انسان کو نقصان پہنچے۔ اُس نے کسب دولت کی اجازت دی ہے لیکن اس کے لئے حدود بھی مقرر کر دی ہیں اور نہایت وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ دولت کس طور پر اور کس طریقہ سے صرف کیجائے۔ پس ایک پابند دین مسلمان کے لئے دولت کمانا اور کفایت شعاری سے خرچ کرنا دونوں ثواب ہیں۔ **حضرات!** آج کے خطبہ کے مفہوم کو سمجھ کر گھر گھر یہ پیغام سنا دو اور ہر ایک مسلمان کے کان میں کہدو کہ اگر دنیا میں عزت کے ساتھ رہنا اور ترقی کرنا ہی تو

احکام اسلام کے مطابق کماؤ اور کفایت شعاری کے ساتھ خرچ کرو تاکہ محتاجی اور مفلسی سے نجات ہو اگر میرا بس چلتا تو ہر مسلمان کے گھر یہ الفاظ لکھ کر قطعات کی صورت میں چسپاں کرا دیتا۔ خدارا سوچو سمجھو اور عمل کرو۔ اے اللہ! مسلمانوں کو دنیا میں عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رکھ انکو کسب معاش اور حصول دولت کی توفیق اور قوت عطا فرما۔ اور اگر وہ دنیا کی محبت میں تجھے بھول جائیں تو ان کو اسی مفلسی اور محتاجی میں رکھنا تاکہ وہ تیرے نہیں اور تیرے رسول سے وفا کریں۔ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاخْذُلِ الْكَفَرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ ط بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ٥ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ ٥ (خطبہ ثانی پہلے خطبوں سے پڑھ لیجئے)

خطبہ ماہ جمادی الاوّل ہفتہ چہارم

توکل اور قناعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُدَبِّرِ لِلْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ الْمُتَفَرِّدِ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ الرَّافِعِ لِلسَّمَاءِ بِغَيْرِ عِمَادٍ الْمُقَدِّرِ فِيْهَا اَرْزَاقَ الْعِبَادِ الَّذِيْ صَرَفَ اَعْيُنَ ذَوِي الْقُلُوْبِ وَالْاَلْبَابِ عَنْ مُلَاحَظَةِ الْوَسَائِطِ وَالْاَسْبَابِ اِلٰى مُسَبِّبِ الْاَسْبَابِ وَرَفَعَ هِمَمَهُمْ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ اِلٰى مَا عَدَاهُ وَالْاِعْتِمَادِ عَلٰى مُدَبِّرٍ سِوَاهُ۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا فَلِنَا تَحَقَّقُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِرِزْقِ عِبَادِهٖ ضَامِنٌ وَبِهٖ كَفِيْلٌ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ قَامِعِ الْاَبَاطِيْلِ اَلْهَادِيْ اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ۔ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ۔

حمد و ثنا بیان کرو حضرت حق جل شانہ کی جو بادشاہی اور فرشتوں کے عالم میں تصرف کرنے والا ہے۔ جو اپنی عزت و عظمت میں یکتا ہے آسمان کو بغیر ستونوں کے قائم رکھنے والا بندوں کے رزق کا اندازہ کرنے والا ہے۔ وہ ذات اقدس وہ ہے کہ جس نے قلوب

کی آنکھیں اسباب وامارت کے لحاظ اور بھروسہ سے ہٹا کر مسبب الاسباب کی طرف پھیرا۔ اپنے بندوں کے رنج وغم کو التفاتِ غیر سے رفع کیا ایک ہی تدبیر کرنیوالے پر اعتماد کرنے کی تعلیم دی۔ زمین پر کوئی چاپا ملار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ پر نہ ہو پس جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ اپنے بندوں کے رزق کا ضامن اور کفیل ہو تو اسی پر توکل کرنا چاہیئے اور کہنا چاہیئے کہ اللہ پاک ہی سب سے اچھا وکیل اور کافی ہے۔

درود وسلام بھیجو سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جنھوں نے دنیا سے اباطیل واکاذیب کا قلع قمع کیا۔ اور انسان کے فہم اور عمل کو اس راستہ پر لگایا جس پر چل کر وہ دین کی حقیقی راحت ومسرت حاصل کر سکتا ہے اور تمام دکھوں اور پریشانیوں سے نجات پا سکتا ہے۔

برادرانِ محترم ! مسلمانوں کو جتنا نقصان اسلامی مسائل کی غلط تعبیر سے پہنچا اتنا نقصان دشمنانِ اسلام نے نہیں پہنچایا۔ جو مسائل مسلمانوں کی کم نظری اور پستی ذوق کا تختۂ مشق بنے انہیں سے توکل اور قناعت بھی ہے اس کا مفہوم عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسلمان کو عقل وتدبیر سے کوئی کام نہیں لینا چاہیئے اور اسباب کو ترک کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے وہ بہر حال ہو کر رہے گا۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کے علم سے ہوتا ہے۔ پس انسان کی دوڑ دھوپ بیکار ہے۔ میں سلسلہ کلام کو یہیں روک کر ذرا عقیدۂ تقدیر کی ضروری تشریح کر دوں پھر آگے بڑھوں گا اسکی غلط تعبیر نے تو مسلمانوں کی حالت پر بہت ہی برا اثر ڈالا ہے۔

حضرات ! ایمان بالقدر عقائد اسلامی کی روح ہے۔ جیسے جسم سے روح نکال لینے کے بعد انسان زندہ نہیں رہتا۔ اسی طرح اس سے انکار کر کے کوئی مسلمان مسلمان نہیں رہتا عقیدۂ تقدیر کو ہر پہلو سے ماننا نہایت ضروری ہے اس کے انکار کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے علم کے حاوی اور محیط ہونے کا انکار لازم آتا ہے۔ تقدیر کا مفہوم تو یہی ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ خدا کے حکم سے ہوتا ہے اور اسے شروع سے ہر ایک ہونیوالی بات کا پورا پورا علم ہے مگر معلوم نہیں کہ مسلمانوں نے یہ بات کہاں سے نکالی کہ تقدیر پر بھروسہ کر کے سعی وتدبیر کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہی وہ غلط مفہوم ہی جس نے مسلمانوں کا بیڑا غرق کیا اگر وہ شروع ہی سے یہ سمجھتے کہ اسلام سعی تدبیر پر حد سے زیادہ زور دیتا ہی اور نفی تو ہر

تقدیر کے خلاف نہیں تو شاید ان کی پستی و بے عملی کا یہ عالم نہ ہوتا۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ ہوگا۔ تمام اسباب دھرے رہ جائینگے اور تقدیر کا لکھا مٹ نہیں سکتا مگر کیا معلوم ہے کہ کیا ہونا ہے اور تقدیر میں کیا لکھا ہے؟ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی جیسے کوئی کہے تحصلداری کے امیدوار ہیں کیا وہ یہ سن کر تدبیر چھوڑ بیٹھیں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ جانتے ہوئے بھی مقدور بھر کوشش اور جد وجہد ضرور کرینگے۔ خواہ کامیاب ہوں یا ناکام۔ پس اسی طرح ہم کو بھی خدا پر نظر رکھکر مقدور بھر کوشش کرنی چاہیئے اور پھر تقدیر پر شاکر رہنا چاہیئے جو مسلمان تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اس کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہنے کو منافیٔ اسلام اور اپنی موت سمجھے۔ حتی الامکان اپنی زندگی کو کامیاب بنانے کی جد وجہد کرے نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دے۔

صاحبو! خدا کی شان زمانہ کا انقلاب اور مسلمانوں کی بے بصیرتی وکوتاہ فہمی کی بربادی ہے کہ جو عقیدہ ہر درد کی دوا۔ ہر مرض کی شفا مصیبت میں وجہ تسلی۔ تکلیف میں باعث تسکین اور مسلمانوں کی ترقی وکامیابی کا ضامن تھا وہی عقیدہ ہماری کج فہمی اور نادانی سے اتنا مشکل اور مبہم ہوگیا کہ ساری دنیا نے ہمارے قومی تنزل اور انحطاط کا سبب اسی کو ٹھیرالیا کاش ہم اس عقیدہ پر واقعی رنگ میں ایمان رکھتے۔ صحابہ کرام کو اس عقیدہ نے وہ روحانیت قوت وشوکت اور فتح ونصرت بخشی تھی جس کے بل بوتے پر انہوں نے قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں کو فتح کیا۔ ہمارے اور صحابہؓ کے اسلام میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ وہ عقیدۂ تقدیر کو مان کر دین ودنیا کے مالک اور وارث بنے۔ اور ہم اسی عقیدہ کو چھوڑ کر خاک ذلت پر پڑے ہوئے موت کے دن پورے کر رہے ہیں تفصیل کا موقعہ نہیں۔ ورنہ میں بتلاتا کہ عقیدہ تقدیر کو کیونکر ترقی وکامیابی میں دخل ہے اور اسلام کی سابقہ ترقی کا راز اس میں کیونکر مضمر ہے جس کو شوق ہو وہ میری کتاب الاسلام کا مطالعہ کریں جو حمیدیہ پریس نے شائع کی ہے۔

معززین ملت! اب میں اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں سو بگوش ہوش سنئے توکل ایک نہایت ہی محمود مستحسن اور شان تقدس وبزرگی ہے اور علمائے اعتقلوا تمام مسلمان ہی متوکل ہیں۔ یعنی اس بات کا اعتقاد ہر مسلمان کو ہے جو کچھ ہوتا ہے وہ مؤثر حقیقی کی طرف سے ہوتا ہے اور اس بات کا تعلق اسباب سے محض ظاہری کوئی مسلمان بھی اس اعتقاد کا قائل

نہیں اگر خالی ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ بہت سے اللہ کے نیک بندے عملاً اب بھی متوکل ہیں مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ یہی ترک اسباب کا مفہوم یہاں بھی جلوہ گر ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ مسلمانوں کو ہوا کیا؟ کہ توحید، تقدیر توکل، قناعت اور صبر وغیرہ تمام عقائد میں ترک اسباب کے مفہوم کو گھسیڑ دیا۔ غرض توکل کے بارے میں عوام تو عوام خواص تک غلطی میں مبتلا ہیں سنئے جس آیت میں توکل کے مفہوم کو پیش کیا گیا وہ یہ ہے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ یعنی پھر جب آپکا ارادہ کریں تو پھر اللہ پر بھروسہ کر بیشک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس سے پہلے حضور کو مشورہ کا حکم دیا گیا ہے یعنی مشورہ کے بعد جس امر پر تیرا دل جم جائے کر گذر اور اللہ پر بھروسہ کر اس کی تائید و نصرت پر نظر رکھ اور اپنی تدبیر و قوت پر مغرور اور مطمئن نہ ہو۔ اس آیت سے بہار کے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اسباب اختیار کرنے کے بعد توکل کرنا چاہئیے نہ کہ اسباب ترک کرکے توکل کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ کسی کام کا ارادہ اگرچہ کامل غور وخوض کے بعد ہو تمام اسباب فراہم کرلئے گئے ہوں۔ اور کامیابی یقینی نظر آتی ہو۔ مگر پھر بھی ایک متوکل مسلمان کی نظر اللہ پر ہو اور کامیابی بغیر اللہ کی مدد کے نہ سمجھے کیونکہ خارجی موانع اور رکاوٹوں پر سوائے اللہ کے اور کوئی انسان احاطہ نہیں کرسکتا وہ تو صرف سامنے کی چیزوں کو دیکھتا ہے اس لئے مومن کو تمام اسباب کے فراہم کرلینے کے بعد بھی خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے مختصر یہ کہ اسباب ظاہری کو مؤثر حقیقی نہ جاننا اور باوجود تمام اسباب مہیا کرلینے کے خدا ہی پر بھروسہ رکھنا توکل ہے۔

برادران اسلام! سرور کائنات فخر موجودات ہمارے سید ومولا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بارش کے موقعہ اور کسی سخت اڑی مشکل کے وقت دعائیں کیں اور اسباب ظاہری کی پابندی کی چنانچہ ایک معرکہ میں اور صحابہ تو ایک ایک زرہ پہنے ہوئے تھے مگر حضور اقدس دو زرہ پہنے ہوئے تھے۔ گویا آپ نے دو چند اسباب فراہم کئے اسی طرح جس قدر بھی انبیاء اور اولیاء گذرے ہیں انھوں نے دنیا کو دار الاسباب سمجھا اور ہمیشہ اسباب ظاہری کی پابندی کی۔ ہاں غلبۂ حال سے گفتگو نہیں غلبہ حال نہ ہونے کی حالت میں تدبیر نہ کرنا ایسا ہے جیسے یہ گمان کرنا ہے کہ اے اللہ ہم ایسے مضبوط ہیں کہ ہم کو تدبیر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ غرض اسباب کے ترک کرنے سے تو اور غرور پیدا ہوتا ہے

حضرت مولانا رومیؒ ایک اعرابی کے واقعہ کو یوں نقل کرتے ہیں ؎

گفت پیغمبر باوازِ بلند | بر توکل زانوئے اشتر بہ بند
گرتوکل می کنی در کار کن | کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

واقعہ یہ ہے کہ ایک اعرابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضورؐ! میں اونٹنی کو باندھ دوں یا خدا پر بھروسہ کرکے یونہی چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا اعقلہا ثمہ توکل یعنی اونٹنی باندھ دے اور پھر اللہ پر بھروسہ کر۔ اگر توکل کرنا چاہتا ہے تو کسب اختیار کرنے کے بعد کر اور خدا پر بھروسہ رکھ۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اختیار کرنے کو میرا دل چاہتا تھا مگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے ان تین چیزوں کے اختیار کرنے پر مجبور فرمایا۔ اول میرا جی مذاہب اربعہ کی تقلید کرنے کو نہیں چاہتا تھا مگر مجھے حضور صلعم نے مذاہب اربعہ سے خارج ہونے کو منع فرمایا۔ دوسرے اصحاب ثلثہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دینے کو میرا جی چاہتا تھا۔ مگر حضورؐ نے اس سے روکا اور افضلیت شیخین پر مجبور کیا تیسرے ترک اسباب میری دلی خواہش تھی مگر حضور نے اسباب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔

برادرانِ اسلام حقیقت بھی یہی ہے کہ اسباب اختیار کرکے ان کو ہیچ سمجھا جائے اور خدا پر نظر رکھی جائے۔ ورنہ ترک اسباب کی حالت میں تو خواہ مخواہ خدا پر نظر ہوتی ہے یہ کوئی کمال نہیں۔ دوسرے ترک اسباب سے طبیعت میں عُجب و غرور پیدا ہوتا ہے۔ جو مؤمن متوکل کی شان کے خلاف ہے۔ پس کمال یہی ہے کہ کسب و تدبیر کی جائے اور تدبیر پر نظر ہو اور اسباب کو مؤثر بالذات نہ سمجھے۔

خوب یاد رکھئے کہ اسباب کی تین قسمیں ہیں۔ اول اسباب قطعیہ کا ترک حرام ہے یعنی اسباب کا ترک جس پر علاوہ سبب مترتب ہوتا ہے ان کا ترک کرنا حرام ہے۔ مثلاً کھانا پیٹ بھرنے کے لئے ہے۔ پینا سیرابی کے لئے اور سونا راحت کے لئے ہے۔ اگر کسی نے یہ اسباب ترک کردیئے اور موت واقع ہوگئی تو وہ گنہگار ہوگا۔ کیونکہ اس نے جان بوجھ کر اپنے کو ہلاکت میں ڈالا ہے اور سب جانتے ہیں کہ خودکشی اسلام میں حرام ہے۔ ہاں ایسے بزرگ اس کلیہ سے مستثنےٰ ہیں جن کو بغیر کھائے بھوک نہ لگے، عبادتِ الٰہی ہی ان کی غذا بن جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم متواتر کئی کئی روز بدون شب کو افطار کئے ہوئے اور

روزہ رکھتے تھے صحابہ نے بھی یہ دیکھ کر روزے رکھنے شروع کر دیئے جب حضور کو خبر ہوئی تو فرمایا ایکم مثلی انما یطعمنی ربی و یسقینی یعنی تم میں میرے جیسا کون ہے مجھکو تو میرا رب کھلا پلا دیتا ہے۔ اسی طرح بعض بزرگوں نے سال سال بھر بغیر کھائے پئے روزے رکھے ہیں۔ غرض اسباب قطعیہ کا ترک حرام ہے اسباب ظنیۃ کا بشرط قوتِ نفس مندوب اور اسباب وہمیہ کا ترک واجب ہے صوفیائے کرام توکل سے مراد اسباب ظنیہ لیتے ہیں۔

حضرات! آپ نے معلوم کر لیا کہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ عین توکل ہے مگر یاد رہے کہ اسباب کو ہی سب کچھ نہ سمجھنے لگے خدا کی قدرت میں کتر بیونت کرنے جیسا کہ نیچری مذہب کے بانی نے کیا کہ اسباب ہی کو مؤثر حقیقی سمجھ لیا اور خارق عادات امور یعنی معجزاتِ انبیاء کا انکار کر کے اسلام کی تحریف کر ڈالی جو لوگ اسباب میں ایسے مشغول و منہمک ہیں کہ خدا ہی کو بھولے ہوئے ہیں ان کی مثال اس حق کی سی ہے کہ ایک احمق فنافی الاسباب چلا جا رہا تھا کسی نے پوچھا میاں کہاں چلے؟

کہا۔ گدھا خریدوں گا بازار جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لو۔ کہنے لگے واہ میاں یہ انشاء اللہ کا کیا موقعہ ہے روپیہ میری جیب میں ہے اور گدھا بازار میں یہ بھروسکر کے آگے بڑھے تو کسی نے جیب کتر لی اور اپنا سا منہ لیکر گھر واپس ہوئے اتفاق سے پھر وہی شخص مل گیا پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ کہا میں بازار گیا تھا۔ انشاء اللہ میرا روپیہ چوری گیا۔ انشاء اللہ میں گدھا نہ خرید سکا۔ انشاء اللہ اور اب میں مفلس ہو گیا اب احمق کو انشاء اللہ کا سبق یاد آیا جب اسباب دھرے رہ گئے ؎

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی   تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

تو ایسے احمق اور ملحد اب اس زمانے میں بہت پیدا ہو گئے ہیں اسباب کی حقیقت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ باری تعالیٰ نے کسی مصلحت سے اسباب کا جال پھیلایا ہوا ہے جس کو ہم نہیں جانتے اور ہم کو حکم ہے کہ ان کو اختیار کریں بس اس سے زیادہ کچھ نہیں یہی سمجھنا توکل ہے اب رہ گئی قناعت سو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جد و جہد اور سعی اختیار کرنے کے بعد جو میسر آئے اسی پر قناعت کرے یعنی اسی پر بس کرے زیادہ حرص و طمع نہ کرے۔ ورنہ ؎

گوشۂ چشمِ حریصاں پر نہ شد   تا صدف قانع نہ شد پر دُر نہ شد

غرض اسباب اختیار کرنے اور سعی و تدبیر کرنے تک متوکل کا رہنا توکل ہے اور اس کے بعد قناعت ساتھ ہی میں آپ کو حرص و طمع کا علاج بھی بتلائے دیتا ہوں۔ حرص طمع ہوتی ہے کثرت خواہشات کے سے اور اپنے سے خوشحال مسلمان کی طرف دیکھنے سے کہ دیکھو فلاں شخص ایسا مالدار اور خوشحال ہے ہمیں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے خواہشات کا بندہ نہ بننا چاہیئے بلکہ خواہشات کو اپنے قابو میں کرنا چاہیئے اور دنیاوی حالتوں میں ہمیشہ اپنے سے کم حیثیت اور پست حالت والے کی طرف بھی دیکھیئے۔ ایک تاجر اپنے سے کم حیثیت تاجر والے ایک ملازم اپنے سے کم تنخواہ والے اور ایک معزز اپنے سے کم عزت والے کی طرف دیکھے تو اس کے دل میں اپنی حالت پر شکرگذاری کا جذبہ پیدا ہوگا۔ الحمدللہ میری حالت فلاں شخص سے بہتر ہے مگر دینی معاملات میں اپنے سے اونچے درجے والے پر نظر رکھے کہ فلاں شخص ایسا عابد و زاہد ہے۔

برادرانِ اسلام! آج مسلمان ہر طرح ذلیل و خوار اور پست حال ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اپنے خدا کو بھول گئے اس پر توکل نہیں رہا اور قناعت کی صفت سے کورے رہ گئے اسی واسطے خدا کی نصرت و تائید ہمارے شاملِ حال نہیں رہی اگر ہم خدا پر بھروسہ کرکے پوری پوری کوشش اور جدوجہد کے پستی سے نکل کر اوج عزت پر پہنچنا چاہیں تو ایک سال میں مسلمان کچھ کے کچھ بن سکتے ہیں اللہ پاک فرماتے ہیں وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے اللہ اسے بس ہے پس اپنے اندر اسلافِ کرام جیسی شانِ استغنا پیدا کریں اور متوکلانہ زندگی گذاریں تاکہ اللہ تم پر مہربان ہو اور تم پر اپنی تائید و نصرت نازل کرے۔ اے عاجز نواز اور رؤف رحیم خدائے قدوس تمام دنیا کے مسلمانوں کو شانِ استغناء عطا فرما اور متوکلانہ زندگی بسر کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ عِبَادَ اللّٰہِ تَوَکَّلُوْا عَلَی اللّٰہِ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْن بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ قَدِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ ۝

(خطبہ ثانیہ پہلے خطبوں سے پڑھ لیجئے)

خطبۂ ماہ جمادی الثانی ہفتہ اوّل

بزرگانِ دین اور اولیائے عظام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَزَّہَ قُلُوْبَ اَوْلِیَاءِہٖ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ اِلٰی زُخْرُفِ الدُّنْیَا وَنُصْرَتِہٖ۔ وَصَفّٰی اَسْرَارَهُمْ مِنْ مُلَاحَظَةِ غَیْرِ حَضْرَتِہٖ ثُمَّ اسْتَخْلَصَهَا لِلْعُکُوْفِ عَلٰی بِسَاطِ عِزَّتِہٖ ثُمَّ تَجَلّٰی لَهُمْ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ حَتّٰی اَشْرَقَتْ بِاَنْوَارِ مَعْرِفَتِہٖ ثُمَّ کَشَفَ لَهُمْ عَنْ سُبُحَاتِ وَجْهِہٖ حَتّٰی احْتَرَقَتْ بِنَارِ مَحَبَّتِہٖ ثُمَّ احْتَجَبَ عَنْهَا بِکُنْهِ جَلَالِہٖ حَتّٰی تَاهَتْ فِیْ بَیْدَاءِ کِبْرِیَائِہٖ وَعَظَمَتِہٖ فَکُلَّمَا اهْتَزَّتْ لِمُلَاحَظَةِ کُنْهِ الْجَلَالِ غَشِیَهَا مِنَ الدَّهْشِ مَا اَغْبَرَ بِہٖ وَجْهُ الْعَقْلِ وَبَصِیْرَتِہٖ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ بِکَمَالِ نُبُوَّتِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ سَادَةِ الْخَلْقِ وَاَئِمَّتِہٖ وَقَادَةِ الْحَقِّ وَاَزِمَّتِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ؕ

ایہا الاخوان! حمد و ثنا بیان کرو معبود برحق اور محبوب حقیقی کی جس نے بزرگانِ دین اور اولیائے کرام کے قلوب کو دنیا کی آلائش سے پاک کیا ان کے اسرار کو غیروں سے پوشیدہ رکھا پھر ان کو فرش عزت پر معتکف ہونے کے لئے خاص کیا پھر ان پر اپنے اسمار اور صفات کو ظاہر کیا حتیٰ کہ وہ انوار رحمت سے جگمگا اٹھے پھر ان پر اپنے چہرہ کی تجلیاں ظاہر کیں حتیٰ کہ وہ نار تجلیات سے جل گئے۔ پھر اپنی عظمت و جلال کی حقیقت کے پردہ میں اپنے چہرہ کو چھپا لیا۔ حتیٰ کہ وہ اس کی کبریائی و عظمت کے میدان میں سرگشتہ و حیران رہ گئے بس جب وہ اس کے جلال کے ملاحظہ کے لئے مستانہ وار جھومنے لگے تو ان کی غبار آلودہ عقل و بصیرت کو جاتے رہنے سے بچالیا۔

اور درود و سلام بھیجو خاتم الانبیا سرتاج اصفیا محمد مصطفےٰ صلعم پر جنہوں نے خدا کی محبت و معرفت سے تاریک دلوں کو منور کیا جس سے قلوب و ارواح کی دنیا جگمگا اٹھی اور حق پژدہی اور خدا طلبی اور خدا پرستی کی راہیں سب کے سامنے کھول دیں۔

برادران اسلام! انسان کی ساخت میں آب وگل کے سوا اور کچھ نہیں جسد انسانی ایک تودۂ خاک سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ مگر قدرت کا نورانی ہاتھ اس خمیر کو صیقل کرتے کرتے یہانتک مجلا اور روشن بنا دیتا ہے کہ اس کی ترکیبی ہیئت میں ذرہ برابر بھی خاک کا نشان نہیں رہتا اور انسان ایک محیر العقول تبدیلی حاصل کرکے ایک نئے قالب میں ڈھل جاتا ہے۔ اگر انسان صاحب فہم وبصیرت ہے اور حقیقت ومعرفت کی منازل طے کرنا چاہتا ہے تو قدرت کا ہاتھ اسی ذرۂ ناچیز کو مہر درخشاں بنا دیتا ہے جس کی لمعانی وتابانی سے دوسرے خاک کے پتلے متحیر رہجاتے ہیں۔ اگرچہ غور کیا جائے اور خداداد عقل وبصیرت کی آنکھ سے دیکھا جائے تو ہزارہا آثار قدرت اسی انسانی قالب میں موجود ہیں جس کو انوار فطرت نے چمکا کر سرتاپا خزینۂ حسن ونور بنا دیا ہے ان کی خاکی سرشتوں کے اجساد کا بیرونی حصہ اس قدر دلفریب ہوتا ہے کہ اس کا نظارہ ناظر کی بھوک وپیاس اور ہوش وحواس کو اڑا دیتا ہے التہاب عشق ومحبت سے جان وجگر جل اٹھتے ہیں۔ رنج وغم اور فرقت کی بیقراری غذائے روح بنجاتی ہے اور عاشق اپنے وجود کی ہستی سے کلیتہً بیخبر ہوجاتا ہے۔ اگر اس التہاب عشق ومحبت کی حقیقت دیکھنی ہے تو مجنون اور فرہاد کے افسانے دیکھو جنھوں نے دائمی شہرت حاصل کرلی ہے اور اسی کا نقشہ ایک بزرگ اور ادیب نے ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

ماہ من در نیم شب چون مست خواب آید برون ؛ زاہد صد سالہ از مسجد خراب آید برون
ماہ من چون رخ نمودی شد نماز من قضا ؛ سجدہ کے باشد روا چون آفتاب آید برون

یہ نقشہ ہوتا ہے بیرونی اور سطحی حسن کی دلفریبی اور وارفتگی کا اس کا حال جانباز عشاق سے پوچھو کہ یہ ظاہری حسن ان کے خرمن ہوش وحواس پر کس طرح بجلی گراتا ہے۔

حضرات! حسن صورت کے مذکورہ بالا تخیل کو سامنے رکھ کر اندازہ لگائیے کہ قدرت کا نورانی ہاتھ کس طرح اس تودۂ خاک کو صیقل کرکے روشن کرتا ہے اور ظاہری نظر باز دنیا دریائے حسن میں غرق ہوتی ہے۔ جو لوگ بدرنگ اور بے ڈول ہوتے ہیں وہ خود کو حسین بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوش النظر کن لباس زیب تن کرتے ہیں زیورات اور جواہرات سے اپنی خوشنمائی بڑھاتے ہیں اور ظاہری چمک دمک اور وجاہت کو قائم رکھنے کیلئے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں تاکہ نظر بازوں کو دعوت فریفتگی دیں۔

مگر اصلی و نقلی حسن میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔
انسان کیوں اپنے حسن و جاہت کو بڑھانے کی فکر میں شب و روز مستغرق رہتا ہے اور کیوں تمام اسباب آرائش و آسائش فراہم کرتا ہے؟ صرف اسلئے کہ وہ اپنے ہمجنسوں میں باعزت اور بارفعت سمجھا جائے اور واقعی ایسا ہو ہی جاتا ہے کیونکہ یہ ایک فطرتی امر ہے کہ جو چیز دنیا میں حسن و خوبی سے آراستہ ہوتی ہے وہ اپنی ذات میں ایک قوت جاذبہ ضرور پیدا کر لیتی ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

حسن تھا پردہ تجرید میں سب سے آزاد طالب عشق ہوا صورت انساں میں آکر

اے خاک کے پتلے مگر بقعۂ نور انسان جب تیرا حسن صورت کائنات کو یوں سرسبز اور شاداب بنائے ہوئے ہے اور مادی کائنات کی تمام رونق و جاذبیت اسی کے دم سے ہے تو تیرے حسن سیرت کا کیا ٹھکانا ہوگا اور وہ کیسا مجلا اور مصفی ہوگا اور اس کی جاذبیت کیسی زبردست ہوگی اور اس کی تہ میں کیسے کیسے دریا کے حسن بہتے ہونگے حسن صورت اور حسن سیرت کے لحاظ سے ان کی چار قسمیں ہیں۔ اول صرف جسم حسن و خوبی سے آراستہ و پیراستہ اور خوش اسلوب و دلربا معلوم دیتا ہو۔ لیکن قلب بالکل مکدر، بیرنگ اور گندہ ہو یعنی انسان جسم کی آرائش اور زیبائش سے خوشنما ہو اور اخلاق و روحانیت کے لحاظ سے بالکل کورا ہو، نہایت بے وفا، جنگ جو، بدکردار اور سر بسر تیرہ و تاریک ہو۔ قسم دوم ظاہر و باطن دونوں بدصورت مکروہ، تاریک، مہیب اور ہولناک ہوں۔ یعنی انسان ظاہر و باطن دونوں کے حسن و خوبی سے معرا ہو اور انسان نما بھیڑیا ہو۔ قسم سوئم فقط قلب حسن و خوبی سے مجلیٰ و مصفیٰ ہو اور جسم بدرنگ، تاریک اور گندہ ہو۔ قسم چہارم قلب و قالب اور ظاہر و باطن حسن و خوبی میں یکساں ہوں جو سراسر مبدأ فیاض کی موہبت کا اثر ہوتا ہے ایسا انسان ایسے انسانوں کا تو کیا کہنا ہے نور علیٰ نور ہیں ایسے ہی پاکیزہ اور بقعۂ نور انسانوں کو ولی کامل صوفی صافی اور روشن دل بزرگ کہا جاتا ہے۔

حضرات! فطرت نے جس کو ایسا دل دیا ہے وہ ہشیار خوبیوں کا مخزن ہے یاد رکھئے قلب روشن کی سب سے بڑی خوبی تحصیل اخلاق الٰہی ہے۔ یہی نور عشق ہے اور یہی نور عرفان ہے ایسا ہی قلب روشن تجلی گاہ الٰہی ہے یہی قلب ہے جس کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی مومنوں کے قلب اللہ تعالیٰ

کا عرش ہیں قلب صافی ایک مبارک امانت ہے اور جس قالب میں یہ ساکن ہے وہ بہت برکت اور عظمت والا ظرف ہے اور جس قلب میں نور عشق جلوہ گر ہو اور اخلاق الٰہی مکین ہو وہ میخانہ زیارتگاہ جن والنس اور ملائکہ ہے ۔

بر زمینے کہ نشان کفِ پائے تو بود ۔ سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

کہتے ہیں ع آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا ۔

برادران اسلام! ایسے نبی اور روشن دل بزرگ اسلام بیشمار ہوئے ہیں اب بھی ہیں اور قیامت تک رہینگے انہی کی وجہ سے معصیت شعاروں اور ظلم کاروں کی دنیا آباد ہے ورنہ مجھ جیسے سیاہ کاروں اور بدمستوں کا دنیا میں نشان بھی نہ رہے ایسے نفوس مقدسہ کے حسن باطنی ہی کا کرشمہ تھا کہ وہ عالم ناسوت میں جلوہ گر ہوئی اور حقیقت اسلام سیلاب کی طرح موج در موج جست کرتی ہوئی آبادی و ویرانہ عالم پر یکساں محیط ہوتی چلی گئی ۔ اگر کمبل پوش خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ وطہارت تقدس وبزرگی اور وجود ذی جود سرزمین ہند میں اشاعت اسلام کو ہاتھ نہ آتا آپ اپنے باطنی حسن کی ادر افشانی نہ کرتے اور ہند میں آپ کے حسن وسیرت کا دربانہ ہوتا تو شاید ہندوستان میں آج مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ نہ ہوتی ایسے نورانی دل والے جہاں سے رہاں آفتاب کی طرح قلوب وارواح کی دنیا پر نو بہار بنکر برسے ذرات کی طرح مخلوق نے ان پہ اژدحام کیا ان کی محبت وعقیدت میں سلاطین زمان نے ٹھوکریں کھائیں اور ان کی دربانی کے لئے سلطنت تک کی پرواہ نہ کی ۔ تاجداروں نے تخت وتاج سے ہاتھ اٹھالیا گدائی کو جہانبانی پر مرجح رکھا اور اغیر میں اہل دین ودنیا کے مرجع وہادی بن گئے ان عالی درون درویشوں میں بعض نے غلبۂ حال کی وجہ سے دنیا کو ترک کیا اور تاج وتخت کو ٹھوکر ماری ۔ مگر اکثر نے ظاہری اسباب وآرائش اور راحت کو مفید طریق خیال کر کے مطلقاً ترک نہیں کیا اور تحائف امراء کو ہیبت الٰہی سمجھ کر اس لئے قبول کیا کہ اس سے غربا ، اور ضعفاء کی امداد ودستگیری کریں ۔ کیونکہ ان کے یہاں مخلوق کی خدمت اور ہمدردی اور نفع رسانی بھی سب سے بڑی عبادت تھی وہ خود محنت مزدوری کر کے اپنی روزی پیدا کرتے تھے اور اس سے قوت لایموت حاصل کرنے کے بعد غربا مساکین کو دیدیتے تھے وہ امراء

اور سلاطین سے دور رہتے تھے انہوں نے کبھی نذر و نیاز پر اپنا گذارا نہیں کیا۔ ان کے یہاں پہلا سبق کسب تدبیر اور اکل حلال کا ہوتا تھا انھوں نے گدا نشینی اور سجادہ نشینی کر کے کسی پر حکومت نہیں کی اور نہ دنیا کو لوٹا کھسوٹا کیونکہ وہ دنیا والوں میں سے کچھ لینے کے لیے نہیں بلکہ دین و دنیا کی نعمتوں سے ہم جیسے دنیا والوں کے دامن کو بھرنے آئے تھے وہ مخلوق کے محتاج نہیں بلکہ مخلوق ان کی محتاج اور دست نگر تھی چنانچہ وہ مخلوق کا اژدحام دیکھ کر اور یاد الٰہی میں خلل کے اندیشے سے اپنے آپ کو چھپاتے تھے اور آبادی سے دور بھاگتے تھے۔ گرچہ

کب لباس دنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر ٭ جامۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا

برادران ملت! زمرۂ اولیاء اور گروہ اصفیاء میں ایسے نفوس بھی گذرے ہیں کہ قسام ازل نے ان کو حسن و سیرت کی دونوں نعمتیں مرحمت کی تھیں اگر وہ چاہتے تو شاہانہ زندگی بسر کر سکتے تھے لیکن اندیشہ خاطر مانع رہا کہ شاید دنیوی عیش و تنعم میں منہمک ہو کر خدا کو بھول جائیں اور غافلین میں ان کا شمار ہو ہاں جن کو ظرف عالی تھا اور جو اپنے وجود پر حکمران تھے اور جو یقیناً یہ سمجھتے تھے کہ نہ دنیوی ساز و سامان سے ہماری خدا پرستی و درویشی کو عزت و اقتدار ہے اور نہ دنیا ہمارے طریق حسن سلوک میں سد راہ ہو سکتی ہے انہوں نے فقیری اور امیری اور بلو شاہی کو ساتھ ساتھ نباہا۔

معزز بزرگو! قلب کی صفائی ہی درحقیقت انسان کا کمال و خوبی ہے۔ صوفیہ اکمل اور عرفائے اجل کے نزدیک صورت کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نظر صورتوں اور لباسوں پر نہیں بلکہ دلوں اور اعمالوں پر ہے اللہ والوں کا ظاہر نہایت پریشان تصنع سے بری نمائش سے پاک، نان شبینہ کو محتاج لباس دلق و کمبل اور بے سر و سامانی ان کا شعار ہوتا ہے ان کا دل اور رہان ایک ہوتا ہے ان کا عجز و انکسار شاہوں اور مغروروں کے غرور اور نخوت کا قاتل ہوتا ہے ان کی فقیری و درویشی غلامی اور ظلم و استبداد کے لئے نقمۂ اجل ہوتی ہے ان کے آستانہ پر مخلوق کا چیونٹیوں کی طرح ہجوم ہوتا ہے ان کی بارگاہ میں فرش خاک بچھا دیا جاتا ہے جہاں امیروں کے دماغ کا قتل ہوتا ہے اور مساوات کا پورا مظاہرہ ہوتا ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ آخر کیا بات ہے کہ اللہ والوں کے قدموں پر خدا کی مخلوق پروانہ وار نثار ہوتی ہے ان کی ظاہری صورتیں ہیں اور وجاہت ہے نہ یہ رعب و داب

اور کشش ہوتی نہیں جیسے امیروں اور بادشاہوں کے ہوتی ہے پھر ضرور کوئی بات تو ہے جو ہم کو گرویدہ بنا لیتی ہے سو حضرات یہ باطنی حسن ہے جس کی کشش انسان تو انسان حیوان تو حیوان پتھر تک کو کھینچ لیتی ہے وہ خدا کے ہو جاتے ہیں اور خدا کی مخلوق انکی ہو جاتی ہے ؎

یثرب سے آج بھی یہ صدا گونجتی سنو
وہ جو خدا کے ہو گئے ان کا خدا سنو

اگر ان روشن دل بزرگوں کا پرتو حسن ہم پر پڑ جائے اور ان کے دل کا ایک ذرہ برابر بھی نور ہم پر ظاہر ہو جائے تو بخدا یہ حسن صورت جس کے پیچھے عشاق اپنی جانیں گنواتے ہیں ہیچ بے حقیقت فریب سراب اور مکروہ نظر آئے اور ہم نہایت نفرت کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں ؎

دنیا نہ ستا مجھ کو بس منہ نہ دکھا مجھ کو
لوٹے ہیں جواں کیا کیا بن بن کے دلہن تو نے

یہ اُن کا حسن باطنی ہے جو مخلوق کو گرویدہ بناتا ہے جس کا پرتو پڑتے ہی نور قدس اپنا احاطہ کر لیتا ہے صرف ان کے پاس بیٹھنے ہی سے ہمارے قلب اور روح کو وہ لذت حاصل ہوتی ہے گویا دونوں جہان کی دولت پا چکے ؎

آں خیالاتے کہ دام اولیا است
عکس مہ رویان بستان خدا است

برادران اسلام! ایسے قدسی صفات بزرگوں اور درویشوں ولیوں اور اللہ والوں کی شان میں اللہ پاک فرماتے ہیں اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کے بزرگ بندوں پر کوئی خوف اور حزن و ملال نہیں ہے ان نیکوں اور پاکبازوں خدا کے بندوں کی محبت و عقیدت جنت کی کلید ہے دین و ایمان کا ثبوت اور روشنی ہے۔ ان بزرگوں اور ولیوں کی عزت خدا کی عزت ہے ان کی محبت خدا کی محبت ہے اسی طرح ان کی دشمنی خدا کی دشمنی ہے جس نے ان کی بے عزتی کی ان کی یا ان کے اعزاز کو گھٹایا اور کسی طرح بدسلوکی کی وہ ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار ہو گا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

جس نے ان بزرگوں کی صحبت اور ہمنشینی اختیار کی اس نے خدا کی حضوری حاصل کی ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیا

اے بحر و بر کے باطنی حسن والو اور اے حسن و جمال ایزدی کے زندہ متوالو! تم جہاں کہیں ہو اپنی محبت و عقیدت والوں اور چاہنے والوں پر نظر شفقت ڈالو اور ان کے قلب

اور قالب کو ظاہری و باطنی کثافت و نجاست سے نکالو اور خدا سے دعا کرو کہ پھر وہ مسلمانوں کے دن پھیرے ان کو اپنا بنا لے اور دنیا و عقبیٰ میں کامیابی و سرخروئی مرحمت کرے تاکہ اسلام کا بول بالا اور دشمنوں کا منہ کالا ہو۔

عاجز نواز مجیب الدعوات اور اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کی بشارت دینے والے رؤف رحیم تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے ہیں۔ ان کے دل کو الحُبُّ لِلّٰہِ اور البُغْضُ لِلّٰہِ کے جذبہ سے معمور کر دے ان کو فہم و بصیرت عطا فرما کہ وہ تیرے پاکباز اور نیک نہاد بندوں کی محبت و عقیدت سے اپنے ایمانوں کو تازہ کریں اور ان کی صحبت حاصل کر کے خود بھی سچے اور نیک مسلمان بنیں آمین۔ رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَبَارِكْ لَنَا فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ۔ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۵ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۵

(خطبہ ثانی اسی مہینہ کے خطبہ سوئم سے پڑھئے)

خطبہ ماہ جمادی الثانی ہفتہ دوئم

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَصُرَتْ عَنْ رُؤْیَتِهٖ اَبْصَارُ النَّاظِرِیْنَ۔ وَعَجَزَتْ عَنْ نَعْتِهٖ اَوْهَامُ الْوَاصِلِیْنَ اِبْتَدَعَ بِقُدْرَتِهِ الْخَلْقَ اِبْتِدَاعًا وَاخْتَرَعَهُمْ عَلٰی مَشِیْئَتِهٖ اِخْتِرَاعًا وَاَنْطَقَ لِسَانَ الذَّاکِرِیْنَ بِذِکْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۵ وَاَوْدَعَ مَفَاتِیْحَ الْاَنْوَارِ فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا اللّٰهُ وَرَوَّحَ اَرْوَاحَ الْمُشْتَاقِیْنَ بِرَوْحِ الْاِشْتِیَاقِ فِیْ مُشَاهَدَةِ جَمَالِ اللّٰهِ ۵ وَاَحْرَقَ دَمَ الْمُحِبِّیْنَ بِسَیْفِ الْجَمَالِ فِیْ بَیْدَاءِ وِصَالِ اللّٰهِ وَاَحْرَقَ قُلُوْبَ الْعَاشِقِیْنَ بِنَارِ الْعِشْقِ فِی ابْتِغَاءِ لِقَاءِ اللّٰهِ وَخَلَقَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْکُفَّارِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَاءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۵ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۵

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو حضرت جل و علا شانہ کی جس کی رحمت سے

ناظرین کی نگاہیں قاصر ہیں جس کی تعریف و توصیف سے واصلین کے اوہام عاجز ہیں۔ اُس نے محض اپنی قدرت سے خلق کو ابتداءً پیدا کیا اور اس کو اپنی حیثیت کے مطابق ایجاد کیا ذاکرین کی زبان کو ذکر لا الٰہ الا اللہ کی قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ سینۂ عشاق میں انوار و تجلیات کی کنجیاں ودیعت کیں جن کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا مشتاقین کی ارواح کو مشاہدہ جمال کی تازگی اور فرحت بخشی محبین کے خون کو اپنے وصال کی آرزو اور سوزش و تپش سے خشک کیا۔ قلوب عاشقین کو اپنی رضامندی اور دیدار کی طلب میں نارِ عشق سے پھونکا اور مومنین و کفار کے لئے جنت دوزخ کو بنایا تاکہ مومنوں ان کی حسنِ اطاعت کا صلہ دے اور کفار کو ان کے اعمال کی سزا دے۔

اور درود و سلام بھیجو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جن کے اسوۂ حسنہ کی پابندی اور تزکیہ و تربیت سے مِلّت اسلامیہ میں حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیسے قطب ربانی ہوئے حضورؐ کے آثارِ قدم پر چلنے ہی کا طفیل اور تصدق تھا کہ قالبین وعاشقین الٰہی کے عاشقانہ سوز و گداز سوزش و تپش اور طلب و بیقراری سے عشق حقیقی کی دنیا آباد ہوئی عزیزان ملّت! آج جس گرامی قدر اور مبارک ہستی کے ذکر سے اس خطبہ کو زینت دی جا رہی ہے اور آپ کو سعادت اندوزی اور عبرت پذیری کا موقعہ میسّر آیا ہے ان کا نام نامی و اسم گرامی سیدی و سندی پیران پیر شاہ میران حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہے جن کی ہستی اولیائے کرام میں مقبول و مقتدر ہے تصوف اسلامی کی جان اخلاق و روحانیت کا مرکز، عشق و محبت الٰہی کا منبع، ہدایت و سعادت کا سرچشمہ حقائق و معارف کا بہتا ہوا دریا اور دین اسلام کی رونق و زینت ہے اور تمام عالم کے علماء و صلحاء اور مسلمان جن کی محبت و عقیدت کا حلقہ اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں۔

حضرات! ہمارے سید و مولا خاتم النبیین و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جب ایک نبی اپنی رہنمائی اور فرض منصبی کو ادا کر کے چلا جاتا اور شاہراہ شریعت سونی رہ جاتی تو اسے آباد کرنے اور ہدایت و سعادت کے محرف و مٹتے ہوئے آثار کو نمایاں کرنے اور ابھارنے کے لئے کوئی دوسرا نبی اور آسمانی رہبر آتا اور فطرت الٰہی دوسرا ہادی مبعوث کر دیتی چنانچہ دنیا میں کچھ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے تا آنکہ جب یہ سلسلہ بعثت انبیا کا قطعی طور پر ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر ختم ہو گیا اور آپ کی شریعت عظمیٰ نے تکمیل ہدایت کر دی اور وزارت اسلام یعنی خلفائے
اربعہ نے زمانہ رسالت اور اس کے بعد نظام شریعت کو ہر طرح سے مضبوط و مستحکم روشن و
واضح اور مستحکم بالشان کر دیا تو لامحالہ بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم ہونا تھا اور ہو گیا قرآن کریم کی
سو آیات اور سینکڑوں احادیث نے نبوت کا دروازہ قطعی بند کر دیا اب قیامت تک کسی قسم
کا نبی نہیں آسکتا اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے جیسا کہ آجکل کے مرتدین کی ایک جماعت کا
دعویٰ ہے اور وہ ایک خانہ ساز غلام و چاپلوس کو اور زر پرست کو نبی بنائے بیٹھی ہے
تو حسب تصریح قرآن و حدیث وہ کاذب کافر ملحد مرتد اور دجال ہے۔ اگر وہ آسمان
کے تارے توڑ لائے زمین کو آسمان بنا دے۔ آسمان سے اترتا ہوا اور کوئی کتاب
لاتا ہوا نظر آئے۔ لاکھوں شعبدات دکھائے پیشین گوئیاں کرے اور کروڑوں مرتبہ
قرآن و حدیث پڑھ کر سنائے تو وہ اس کے بعد بھی دجال اور کذاب ہی رہے گا اور
اگر کوئی اس بارہ میں متذبذب اور متردد ہو اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس خیال کو اپنے
دماغ میں آنے دے کہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ
بھی دائرہ اسلام سے یقیناً خارج ہے۔

تو چونکہ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ پر اور شریعتوں کا سلسلہ
قرآن عزیز پر ختم ہو گیا تھا تو حضور صلعم صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے بعد شریعت عظمیٰ
کو سنبھالنے کے لئے ایسے برگزیدہ لوگوں اور ہادیوں اور شریعت کے حامیوں کی ضرورت
تھی جن کا مرتبہ انبیائے سلف کے مانند ہو رسول مقبول فرماتے ہیں عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ
کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں
کی مانند ہیں۔ چنانچہ شریعت اسلام کے استحکام و قیام کے لئے خدائے قدوس نے
ایسے علماء صلحاء اور اولیاء کو بھیجا جو بالکل ایسے ہی ثابت ہوئے جیسے کہ ختمی مآب سے
پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام ثابت ہوئے تھے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ زمانہ
کبھی بھی ایسے برگزیدہ نفوس سے خالی نہ ہو گا خواہ دنیا والوں کی نظر میں اور عقلیں ان کو
معلوم کر سکیں یا نہ کر سکیں لیکن فرق مراتب اور ضروریات وقت کے لحاظ سے گروہ
انبیاء علیہم السلام کی طرح یہاں درجہ بندی ہے کوئی ولی کوئی صوفی کوئی ابدال کوئی
غوث اور کوئی قطب صحابہؓ اور تابعین کے بعد بزرگی و تقدس کا اعلیٰ درجہ قطبیت اور

غوثیت ہے جس سے جناب غوث الاعظمؓ نوازے گئے

معزز بزرگو! آپ کا نام مبارک عبدالقادر لقب محی الدین کنیت ابو محمد جائے پیدائش گیلان اور جائے وفات بغداد ہے۔ آپ قطب الاقطاب غوث الاغیاث اور مقتدائے اولیائے عظام ہیں۔ ایک فرد واحد بزرگ ہوئے ہیں آپکی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۴۷۱ھ میں بمقام گیلان واقع ہوئی چونکہ آپ آیندہ چلکر قطبیت وغوثیت کے درجہ پر پہنچنے والے تھے اسلئے آثار بزرگی بھی پیدائش کے بعد ہی ظاہر ہونے لگے چنانچہ آپ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ آپ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہ پیتے تھے بلکہ شام کو افطار کے وقت دودھ پیتے تھے جب آپ چلنے پھرنے کے لائق ہوئے تو بچوں کی طرح کھیل کود میں وقت گذارنے کی بجائے نیک کاموں میں مشغول رہتے تھے جب آپ بات چیت کرنے پر قادر ہوئے تو آپ کو قرآن مجید پڑھانا شروع کیا گیا۔ جس قدر بھی اولیا واصفیاء گذرے ہیں ان کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم کی ابتداء قرآن سے ہوئی۔ کیونکہ یہی تمام علوم کا مخزن اور ہدایت وسعادت کا منبع ہے آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور کچھ فقہ کی کتابیں اپنے والد ماجد ابو صالح جنگی دوست سے پڑھیں جب آپ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا اور آپ یتیم ہوگئے آپ کو باپ کے ترکہ سے اسی دینار ملے ایک دن آپنے اپنی والدہ سے نہایت ادب کے ساتھ درخواست کی کہ میں تکمیل علم کے لئے بغداد جانا چاہتا ہوں اسلئے آپ مجھے خوشی اند شوق کے ساتھ اجازت دیں تاکہ میں سفر اختیار کروں آپ کی والدہ نے چالیس دینار دیکر خوشی سے اجازت دی لیکن رخصت کرتے وقت یہ نصیحت کی کہ بیٹا خبردار جھوٹ ہرگز مت بولنا کیونکہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے جیسے شراب ام الخبائث ہے اسی طرح جھوٹ بھی مخرب اخلاق ہے والدہ صاحبہ کی اس جامع ومانع نصیحت کو آپنے پلے باندھ لیا۔ اور آپ کی والدہ نے وہ چالیس دینار آپ کے چوغہ کے دامن میں سی دیئے اور آپ ایک قافلہ کے ہمراہ چل پڑے راستہ میں قافلہ پہ ڈاکو آپڑے اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میری گودڑی میں چالیس دینار سلے ہوئے ہیں۔ آپ کے سچ بولنے کا اثر یہ ہوا کہ ڈاکوؤں کے سردار نے اس صلوق البیانی پہ خوش ہوکر آپ کو چھوڑا ہی نہیں بلکہ اس کے حق میں تازیانہ عبرت ہوا اور رہزنی کے اعلیٰ مرتبہ

پہنچا غرض آپ شاہ بغداد میں سیر و سیاحت کرتے ہوئے بغداد میں وارد ہوئے اور یہاں آکر فقہ

و جملہ اصول و فروع اور علم حدیث علم تفسیر اور علم ادب وغیرہ میں مہارت تامہ پیدا کی اور تمام علوم

میں یگانہ روزگار ہو گئے جب آپ علوم ظاہری کو حاصل کر چکے تو پھر آپ نے علوم باطنی کی تحصیل

شروع کی اور تنہائی خلوت مجاہدہ سیاحت۔ مخالفت نفس کم خوری کم خوابی اور ذکر و شغل

وغیرہ سخت امور اختیار کئے۔ بڑے بڑے علماء و صلحا اور فصحا و بلغا سے آپ نے شرف

صحبت تلمذ حاصل کیا۔ جب آپ ہر طرح علوم باطنی و ظاہری میں طاق ہو گئے اور ظاہر و باطن

حسن و خوبی سے آراستہ ہو گیا تو پھر آپ نے وعظ و ارشاد کا کام شروع کیا اور دین و ملت کی

علمی روحانی اخلاقی اور اصلاحی خدمت شروع کی کیونکہ سالک کے لئے خدمت خلق سے

بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔ آپ کی تقریر اور وعظ کیا ہوتا تھا ایک جادو و سحر ہوتا تھا۔

مجمع پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا اور چونکہ آپ

کے الفاظ تصنع و ریا سے پاک اور اخلاق و عمل کے آب کوثر میں ڈھلے ہوئے ہوتے تھے اس

لئے لوگ چند الفاظ سنکر وجد و حال میں آ جاتے تھے اور صدہا آدمی بیہوش ہو جاتے تھے

آپ کے جلسہ میں انسانوں کی تعداد ستر ستر ہزار تک ہوتی تھی آپ کی تقاریر کا اندازہ

اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر جلسے میں یہود و نصاریٰ بکثرت اسلام لاتے تھے اور

تقریباً ایک لاکھ فاسقوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے پرہیزگارانہ زندگی اختیار کی آپ

آپ کی فصیح و بلیغ اور پرتاثیر تقریر کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

"سلطان ہوا کے لشکر کا سردار نفس اور سلطان عقل کے لشکر کا سردار روح ہے ان دونوں

شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکم الٰہی کے مؤذن نے پکار کر کہدیا کہ اے لشکر الٰہی

کے جوانمردو آگے بڑھو اور اے لشکر سلطان ہوا کے بہادر و سامنے آؤ یہ حکم الٰہی صادر ہونے

کے بعد دونوں لشکر لڑنے لگے اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے

طرح طرح کے مکر و فریب کئے جانے لگے اسی وقت توفیق الٰہی نے زبان غیب سے پکار کر

کہدیا کہ میں جسکی مدد کرونگی فتح کا میدان اُسی کے ہاتھ ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سعید

کہلائیگا میں جس کے ہمراہ ہو جاؤنگی اس سے مفارقت نہ کرونگی یہاں سے اسکے مقام پر پہنچا

رہونگی۔ اے فرزند من! عقل کی پیروی کر تاکہ تمہیں سعادت ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی

کو چھوڑ دے اور قدرت الٰہی پر غور کر کہ جو روح کو جو سماوی اور عالم غیب سے ہے اور نفس

جو کہ ارضی اور عالم شہود سے ہے اکٹھا کر دیا ہے چاہیئے کہ طائر لطیف عنایت الٰہی کے بازو سے اس کے کثیف پنجرے کو چھوڑ کر شجرہ حضرت القدس میں اپنا آشیانہ بنائے تقرب الٰہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسان شوق سے چہچہائے۔ معارف کے میدان سے جواہرات حقائق چنے اور نفس کثیف کو ظلمت وجود میں پڑا رہنے دے پھر جب اجسام خاکی فنا ہو جائینگے اور اسرار قلوب باقی رہیں گے اس وقت تمہیں عقل کی آنکھوں سے جمال ازل نظر آئیگا اور تم اس ذات سے جو کہ صفات حادثہ سے متصف ہوگی اعراض کرو گے تقرب الٰہی کے آئینہ میں مقام سر کی آنکھوں سے عالم ملکوت نظر آئیگا۔ مجلس کشف حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے اور ظاہری آثار دل سے محو ہو جائینگے۔ یاد رکھو کہ ظلمت انکار میں جوان مردوں کا چراغ ان کی عقل ہوتی ہے جو ارباب معارف وحقائق کی رہنما اور دلیل ہو جبکہ وہم وگمان کے ہجوم کے وقت ان کے چہروں سے شکوک کے نقاب اٹھ جاتے ہیں۔"

آپ کی اسی فصاحت وبلاغت اور جادو بیانی کو دیکھ کر ایک شاعر کہتا ہے ؎

اے تو بر ارض تواضع آسمان چنبری ۔۔۔ فہم سپہر رانو آفتاب انوری

اے قطب عالم شاہ عبدالقادر جیلانی ۔۔۔ عالم وفاضل توئی وزہرچہ گویم بہتری

درس گیر مکتب فیض تو ہر علامہ ۔۔۔ مدح گوئے علم تو جن وبشر حور وپری

گر تو در تفسیر قرآں آیتے بر لب زنی ۔۔۔ صاحب کشاف را در قید غفلت آوری

اے توئی علامۂ فہامۂ علم حدیث ۔۔۔ ہم فقیہ بے نظیر ومنطقی را رہبری

برادران ملت! آپ میں جس قدر کمالات تھے اور جو جو کرامتیں آپنے دکھائیں وہ سب خداداد تھے اور انعام الٰہی تھے اور وہ مرتبہ اور کمال جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ عبادت وریاضت سے بغیر محبت خداوندی کے قیامت تک بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ خدائی معراج صرف خدا کی دین سے حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح ہر مولانا شیخ الہند ہر گز نہیں بن سکتا، ہر محمد علی، ہر اڈیٹر ظفر علی، ہر مفتی کفایت اللہ، ہر سیاست داں جناح اور ہر مسٹر ابن مرتضی حسن نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہر ولی اور غوث غوث الاعظم نہیں ہو سکتا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ط ؎

از رہ فقر وغنا گوئی شہ بحر وبرم ۔۔۔ تا بجان ودل گدائے شیخ عبدالقادرم

ہست دائم در طواف کعبۂ کوئش دلم ۔۔۔ در رہ صدق وصفا این است حج اکبرم

چشم من تا از ہوائے خلد کوئش کو ثرات | آب حسرت میخورد رضواں ز حوض کوثرم
اے صبا از من بآں سلطانِ گیلانی بگو | سوختم اکنوں بیا بر باد دہ خاکسترم

برادرانِ اسلام! آپ دنیا میں اس وقت تشریف لائے جبکہ بنی عباس اور بنی امیہ کی نسلیں غرور و نخوت کے نشہ سے سرشار تھیں ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا. شہنشاہیت غریبوں اور بیکسوں کا خون چوس رہی تھی. حریت و مساوات کے نقوش مٹتے جا رہے تھے توحید پرستی سے طبیعتیں ہٹی جا رہی تھیں. اخلاق و روحانیت اور پاکیزگی حیات کی کمی آتی جا رہی تھی اور قال اللہ اور قال الرسول سے لوگوں کے کان نا آشنا ہوتے جا رہے تھے. آپ یہ نازک حالت دیکھ کر اٹھے اور دین اسلام کی دینی و سیاسی نظام کو قائم اور برقرار کر دیا اور گویا دین کو زندہ جلا دیا چنانچہ آپ کا لقب محی الدین ہے یعنی دین کو زندہ جلانے والا. آپ نے ایسے وقت میں جبکہ دماغوں پر سلطنتوں اور مستند حکمرانوں کا خوف چھایا ہوا تھا شریعت اسلام اور آزادی کی راہ میں جان لڑا دی اور صراط مستقیم تو اس درجہ صاف و روشن کر دیا کہ آجتک کروڑوں آدمی آپ کے بتائے ہوئے پر چل رہے ہیں آپ نے خدارسی کے لئے جو طریقے وضع فرمائے ہیں وہ قرآن و حدیث کے مطابق ایسے سہل الحصول ہیں کہ اور کوئی طریقہ ایسا نہیں.

حضرات! حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض مسدود نہیں ہو گئے بلکہ ان کا روحانی فیض اور قوت قدسی دنیا میں اب بھی اپنا کام کر رہی ہے اگر ان کے فیض و کمالات دیکھنے ہیں تو سلسلۂ قادریہ سے منسلک ہو کر دیکھ لیجئے. وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اپنے رسول کی پیروی اور اپنے اولیاء علماء و صلحاء کی محبت و عقیدت مرحمت فرما تاکہ وہ دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کریں آمین. عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ بَارَكَ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَ نَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(خطبہ ثانی اسی مہینے کے خطبہ چہارم سے پڑھئے)

خطبۂ ماہ جمادی الثانی ہفتہ سوئم

غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَرْجُوِّ بِلُطْفِهٖ وَنَوَالِهٖ۔ اَلْمَخُوْفِ بِمَكْرِهٖ وَعِقَابِهٖ اَلَّذِیْ عَمَّرَ قُلُوْبَ اَوْلِيَاۤءِهٖ بِرُوْحِ رِجَاۤئِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ اَنْبِيَاۤئِهٖ وَخَيْرِ خَلْقِهٖ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ اما بعد

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو خدائے واحد کی جس کے لطف و کرم کی امید رکھنی چاہیئے اسی سے ڈرنا چاہیئے اسی نے اپنے اولیاء کے قلوب کو اپنی امید سے تر و تازگی بخشی اسی کے فضل و کرم کا ان معصیت شعاروں گناہ گاروں اور نافرمانوں کی زندگی کا سہارا ہے اور اسی نے علماء و صلحاء اور اولیاء سے اپنے پسندیدہ دین کو زینت بخشی اور نظام شریعت کو مستحکم کیا۔

اور درود و سلام بھیجو نبی آخر الزماں خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کی جملہ آل واصحاب پر جن کے طفیل سے ہمیں صراط مستقیم ہاتھ آیا اور دین و دنیا کی کامیابی و سرخروئی حاصل ہوئی۔

معزز بزرگو! آج کے خطبہ کی زینت جس بزرگ ہستی سے دیگئی ہے آپکے نام نامی و اسم گرامی سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے حضرت غوثیت مآب کے بعد جن کی کامل کے فیوض کمالات کا شہرہ دنیا میں ہے وہ سلطان الہند **خواجہ اجمیری** ہیں جن کے وجود پر اسلام کو ناز ہے اور جن سے سلسلہ چشتیہ کا آغاز ہوا اور جن کا مزار مقدس اجمیر شریف میں زیارتگاہ خاص و عام اور مقبول انام ہے۔

حضرات! جس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور حکم سے ہندوستان میں تشریف لائے اس وقت ہندوستان میں شرک

کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور جو معدودے چند مسلمان تھے بھی تو ان پر کفار کی دہشت طاری تھی۔ ان کے مظالم کے خوف سے روح کانپتی تھی اور کسی مسلمان کی مجال نہ تھی کہ کھلم کھلا اپنے مذہبی امور کو آزادی کے ساتھ ادا کرسکے خصوصًا اُس وقت اجمیر کا راجہ پرتھی راج جس کا ظلم وستم مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کئے ہوئے تھا۔

برادرانِ ملت! اسلام نے ہندوستان میں جہاں اپنی شجاعت و بسالت و شکیت وصولت اور شمشیر زنی کے جوہر اور کمالات دکھائے وہاں صوفیائے کرام نے اپنے روحانی کمالات و کرامات سے بھی ہندوؤں کے قلوب میں گھر کیا۔ ہندوستان پر محمود غزنوی کے بارہ یا سترہ کا اسباب حملے ہوئے جن کا نتیجہ یکساں فتح و نصرت رہا۔ ہندوستان میں لاکھوں چھتری اور سورمے اپنے پیارے وطن پر جانیں فدا کرنے کو اپنا سب سے بڑا فرض سمجھتے تھے اور شمشیر ہندی کی تیز دھار کے سامنے دنیا کی تمام طاقتوں کو ہیچ سمجھتے تھے مگر تیغ محمودی کے سامنے سب کے سب دھرے رہ گئے اور تمام شمالی ہندوستان سلطان کے زیر سلطنت آگیا۔ مگر اس خوبی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ کہ ہندو بدستور اپنے گھروں میں آباد رہے اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے میں آزاد رہے اور کسی ایک ہندو کو بھی جبرًا مسلمان نہیں بنایا گیا۔ جو سلطان محمود پر سختی و جبر کا بہتان رکھتا ہے وہ جھک مارتا ہے اور گوکھاتا ہے۔ اگرچہ وہ جبر کرتا تو ہندوستان میں ایک بھی دھوتی پوش نہ نظر آتا اور متھرا و کاشی کے پتھر تک کلمہ پڑھتے نظر آتے۔

اس وقت ہندوستان میں جوگیوں اور سنیاسیوں کا رعب واقتدار چھایا ہوا تھا ہندوؤں میں حیرت افزا فلسفی اور شعبدات کا زور تھا اور وہ اوہام پرست تھے اس لئے اگرچہ سلطان محمود کے حملے اپنے ساتھ اسلام کی بے پناہ قوت شمشیر امن و دادری رحم و مروت کی غرباپروری اور احسانات کی ابرباری اور اشاعت اسلام کی بے ضرر فیض رسانی لئے ہوئے تھے۔ تاہم وہ ہندو جوگیوں کے اس قدر باکمال اور شعبدہ بازی کے مقابلہ میں اسلام کی روحانیت کو ہندوؤں کے قلوب مسخر کرنے کا موقعہ مل گیا اور حضرات صوفیا کرام جو کہ حقیقت میں اسلامی سنتری تھے بلا روک ٹوک اسلام کی اشاعت کرنے لگے اور نور توحید سے ہندوؤں کے دل و دماغ کو روشن کرنے لگے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور باصفا کیش غلاموں نے جابجا روحانی مدارس کھول دیے اور ہندوستان

کے کونہ کونہ میں علم الٰہیات کا درس ہونے لگا۔

برادران اسلام! مذکورہ بالا امور کی صداقت اور صوفیائے کرام کی اشاعت اسلام کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے کہ سلطان محمودؒ کے ساتھ ہی سلطانی فوج کے چند باکمال روحانی پیشوا بھی داخل ہوئے تھے۔ چنانچہ شیخ المشائخ سید محمد شاہ صاحب قادری فاضلی رحمۃ اللہ علیہ بٹالہ میں گمنامی کی حالت میں موجود تھے۔ سلطانی فوج کو تسخیر لاہور میں یہ دقت پیش آئی کہ ایک ہندو جوگی جو مشہور جادوگر تھا قلعہ والوں کو طرح طرح کے استدراجی کمال اور شعبدے دکھا کر قلعہ والوں کی ہمتیں بندھاتا تھا۔ اور ان میں مدافعانہ حملوں کی روح پھونکتا تھا۔ اس واقعہ کی اطلاع سلطانی فوج کے ایک افسر نے خدمت سلطان کو دی جو ہر ایک معاملہ میں خدا ہی کی طرف رجوع کرتا تھا۔ وہ خدا کے حضور میں سربسجود ہوا۔ اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرہن مبارک کو جو ممدوح الصفات کا عطیہ تھا اس کی حرمت و برکت سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں تسخیر لاہور کی دعا مانگی رات کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں فتح کی بشارت دی اور اسی رات کو حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش کو مجاہدین اسلام کی مدد کا حکم دیا گیا چنانچہ حضور صبح کو سلطانی فوج کے ساتھ ہو لئے اور اس ہندو جادوگر کو روحانی کمالات دکھا کر ایسا رام کیا کہ وہ اسلام لا کر آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ اس کے ساتھ دو ہندو اسلام لائے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

معزز بزرگو! گو عہد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے بزرگوں اور پیشواؤں اور صوفیوں کی ہندوستان میں آمد شروع ہو گئی تھی لیکن اشاعت اسلام اور روحانی فیوض کمالات کا اصلی کام اس وقت سے شروع ہوا جب کہ خواجہ خواجگان شیخ المشائخ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوؤں کے طاقتور دارالسلطنت اجمیر میں بے یار و مددگار مستوکلانہ قدم رکھا اور اسلام کی علمی تعلیم اور روحانی تدریس کا کام شروع کیا۔ گو ابتداءً ہنود نے آپ کو سخت اذیتیں اور تکلیفیں دیں اور اپنی جانب سے حد سے زیادہ زور لگایا کہ آپ کی آواز مقبول نہ ہو اور جے پال وغیرہ جوگیوں نے بڑے بڑے شعبدات دکھائے مگر آخر کار آپ کی درویشانہ استقامت اور کمالات و کرامات کے سامنے سب کو جھکنا پڑا۔ ....

....

اور ایک کمبل پوش درویش کے قدموں پر سلطنت و شوکت اور راجپوتی طاقت و قوت آپڑی جب آپ نے اجمیر میں اسلام کی روحانیت و صداقت کا سنگ بنیاد رکھدیا تو پھر آپ کے حکم سے آپ کے مریدان باصفا نے نہایت زور و شور کے ساتھ روحانی تدریس اور اسلام کی اشاعت کا کام شروع کر دیا چنانچہ آپ کے مرید صادق اور خلیفہ برحق شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے التمش کے عہد میں روحانیت کی تعلیم شروع کردی - اور پھر یہ اپنے مریدان باصفا کو ہندوستان کے مختلف اضلاع میں بھیجتے رہے - حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ پاکپٹن میں مقرر ہوئے ۔

التمش بیان کرتا ہے کہ ایک دن میرے مالک نے مجھے بازار سے انگور خریدنے کو بھیجا میں بچہ تھا نقدی کہیں گر گئی اور میں مالک کے خوف سے رونے لگا۔ اتنے میں ایک درویش آگیا اور سبب گریہ دریافت کیا میں نے جو واقعہ تھا کہدیا۔ اس درویش نے میری تسلی و تشفی کی اور حسب ضرورت انگور خرید دیئے اور التمش سے عہد لیا کہ بادشاہ ہو کر علماء اور فقراء کی مدد کرنا ان کی محبت و عقیدت کو اپنے دل میں جگہ دینا اور درویشوں کو مت بھولنا۔ التمش کہا کرتا تھا کہ مجھے جو سلطنت و بادشاہی ملی ہے وہ اسی درویش کی توجہ اور عنایت کا اثر ہے ۔

حضرات التمش کے عہد میں ہندوستان کے اندر چالیس روحانی مدارس یا خانقاہیں تھیں جنہیں خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روح تقدس کام کر رہی تھی جنکی روح رواں بابا فرید شکر گنج حضرت قطب الدین جمال ہانسویؒ حضرت مخدوم بہاؤالحقؒ ملتانیؒ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور خواجہ علاء الدین صابر کلیریؒ تھے - یہ جو آج آپ ہندوستان میں مسلمانوں کی آٹھ کروڑ تعداد اور اسلام کی نور افشانی دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ انہی باکمال درویشوں صوفیوں اور بزرگوں کا طفیل اور برکت ہے ہندوستان میں اشاعت اسلام کا یہی مرنج و مرنجاں خدا پرست فرقہ اور طریقہ تھا جو کامیاب ہوا اور کامیاب ہوتا ہے اور کامیاب ہوتا رہیگا اور جس میں جبر و اکراہ کو کوئی دخل نہیں -

چشتی حضرات بجا طور پر اس امر پر ناز کر سکتے ہیں کہ خاندان چشت اہل بہشت ہندوستان میں سب طریقوں سے زیادہ اشاعت اسلام میں زیادہ سرگرم عمل رہا مگر دیگر طریقے بھی اپنے

اس فرض منصبی کی انجام دہی سے غافل نہیں رہے۔

برادرانِ اسلام! حضرت خواجہ اجمیری کی ذات پر ہندوستانی مسلمانوں کو ناز کرنا چاہیئے انہی کی بدولت نور توحید ہندوستان میں پھیلا۔ اور یہی چیز آپ کی ذات میں سب سے زیادہ نظر آتی ہے۔ وہ اشاعت اسلام کا جذبہ اور خدمت دین کا عشق ہے جو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

جب حضرت خواجہ بزرگ اجمیر میں پہنچے تو پہلے آپ نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا اور اسلام کی اشاعت کی رفتار بتدریج بڑھنے لگی۔ مگر اس رفتار کے ساتھ نہیں کہ جس رفتار کے ساتھ آپ چلتے تھے۔ اس زمانہ میں ہندو اپنی پوجا پاٹ بڑی دھوم دھام کے ساتھ کرتے تھے۔ باجا گاجا بھی ہوتا تھا۔ سنکھ بجتے تھے اور بھجن و شلوک تال سُر کے ساتھ گائے جاتے تھے۔ جب خواجہ صاحب نے دیکھا کہ ہندوؤں کی طبیعت گانے بجانے کی طرف زیادہ راغب ہے۔ تو آپ نے مراقبہ کیا اور اپنے پیر و مرشد سے استمزاج کیا کہ عام طبائع گانے بجانے کی طرف راغب ہیں اگر اجازت ہو تو اپنے مریدوں کو اجازت دوں کہ وہ گانا گائیں۔ آپ کو اجازت مل گئی جس سے وجود شرعی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ سماع کے جواز کے قائل تھے۔ گانا ہونے لگا۔ مگر ایسا کہ اس میں ایک خاص دلکشی ہوتی تھی۔ اسلام کی خوبیاں توحید کی نور افشانیاں اور کفر و شرک کی برائیاں ہوتی تھیں۔ نہ کہ آج کل کے کفریہ و شرکیہ تک بندیاں جیسے ؎

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے ۔۔۔ جو کچھ مجھے لینا ہے لے لونگا محمد سے

غرض وہ گانا خالص تبلیغی اور ایک خالص دلکشی کے لیئے ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ طریقہ نہایت ہی کامیاب ہوا۔ اور لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہونے لگے۔

حضرات! یہ ہے چشتیہ طریقے میں سماع کے وجود کی حقیقت۔ حضرت خواجہ بزرگ سماع کو شوقیہ نہیں سنتے تھے اور نہ اس کے جواز کے قائل تھے۔ محض ضرورتاً آپ نے تبلیغ اسلام کے لیئے ایسا حکم دیا تھا۔ وہ سماع صرف اشاعت اسلام کے لیئے تھا۔ اور آج زمانہ کا گانا شوقیہ طبائف الملوکی اور شہوت پرستی کے لیئے ہی اور سلسلہ چشتیہ کا ناحق نام بدنام ہو رہا ہے۔ حضرات خواجہ صاحب پکے متبع شریعت تھے۔ جو باتیں خلاف شرع آپکی طرف منسوب ہیں یا تو سرے سے انکی کوئی اصلیت ہی نہیں اور یا وہ اشاعت اسلام کا کسی نہ کسی رنگ

ہیں ذریعہ ہونگی۔ بہر حال آپ کا دامن تقدس ہر قسم کے خلاف شرع امور سے پاک
صاف ہے۔ اگر غلبۂ حال کی وجہ سے کوئی بات خلاف شرع نظر آئے تو اس میں کلام نہیں
بزرگو! آپ نے حضرات صوفیائے عظام کے افکار سے اپنے ایمان کو تازہ کر لیا کیا
اب ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم اس وطن کی آزادی اور سود و بہبود کو اپنا فرض اولین
سمجھیں جہاں ان پاکیزہ نفوس نے انتہائی مشقتیں اور تکلیفیں اٹھا اٹھا کر توحید
کی مشعلیں روشن کیں اور اسی خاک وطن میں محو استراحت ہیں۔ اے اللہ ان پر
اور سب بزرگوں پر اپنی رحمت نازل فرما اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اولیائے عظام
کی محبت و عقیدت سے اپنے ایمان کو تازہ کر کے اشاعت اسلام پر کمربستہ ہوں اور تیرے
دین کا بول بالا کریں بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ
بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ ۔
(خطبۂ ثانیہ اسی مہینے کے ہفتہ چہارم سے پڑھیے)

خطبہ ماہ جمادی الثانی ہفتہ چہارم

مصنوعی پیشوائی کا انہدام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ تَتَحَيَّرُ دُوْنَ اِدْرَاكِهٖ جَلَالِهِ الْقُلُوْبُ وَالْخَوَاطِرُ وَتَدْهَشُ
فِيْ مَبَادِيْ اِشْرَاقِ اَنْوَارِهِ الْاَحْدَاقُ وَالنَّوَاظِرُ۔ اَلْمُطَّلِعُ عَلٰى خَفِيَّاتِ السَّرَائِرِ
الْعَالِمُ بِمَكْنُوْنَاتِ الضَّمَائِرِ الْمُسْتَغْنِيْ فِيْ تَدْبِيْرِ مَمْلَكَتِهٖ عَنِ الْمُشَاوِرِ وَالْمُوَازِرِ
مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَمُفَرِّجُ الْكُرُوْبِ وَالصَّلٰوةُ
عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَجَامِعِ شَمْلِ الدِّيْنِ وَقَاطِعِ دَابِرِ الْمُلْحِدِيْنَ وَالْمُبْتَدِعِيْنَ
وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ
لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ایہا الاخوان! حمد و ثنا بیان کر خدائے بے نیاز کی جس کے مشاہدہ جلال سے قلوب

متحیر ہیں۔ جو تمام اسرار اور دل کے چھپے ہوئے بھیدوں کا جاننے والا ہے۔ جو مخلوقات کی ضمیروں سے واقف ہے جو اپنی تدبیر و مشیت میں کسی صلاح و مشورے اور کسی نقل کے محسوس کرنے سے بے نیاز ہے۔ دلوں کا پھیرنے والا، گناہوں کا بخشنے والا عیوب کو ڈھانپنے والا اور دکھوں کو دور کرنے والا ہے۔

اور درود و سلام ہو سید المرسلین فخر الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے نظام شریعت کو ہر طرح جامع مکمل اور مستحکم کرکے خدا کی نعمت کو پورا کر دیا۔ اور ملحدین، کاذبین اور مبتدعین کے مکر و فریب، کذب، افترا اور بے راہ روی و گمراہی سے خبردار کرکے اسلام کے اندرونی و بیرونی دشمنوں اور بدخواہوں کے فتنوں کا سد باب کر دیا اور قیامت کے لئے راہ ہدایت اور صراط مستقیم کو صاف اور ہموار کر دیا۔

برادران اسلام! بزرگان اسلام، مشائخ عظام اور علمائے کرام کا وجود مسعود اسلام کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ چنانچہ وہ ہر زمانہ میں کم و بیش اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہے چراغ ہدایت کا کام دیتے رہے اور امت مسلمہ کی اصلاح و فلاح میں ہمیشہ سرگرم رہے دنیا کو ہمیشہ اولیاء کی ضرورت رہی اور قیامت تک رہے گی۔ ایسے بزرگوں اور پیشواؤں سے نہ کبھی زمانہ خالی ہوا اور نہ ہوگا۔ انکی اطاعت کیشی و ارادتمندی مسلمانوں کا مقدم و اہم فرض ہے۔ اگر وہ اپنے اس فرض سے ایک لمحہ کیلئے بھی غافل اور آزاد ہو گئے تو ان کا صراط مستقیم پر قائم رہنا اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہونا امر محال ہے پس کسی قوم کے مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کا ہونا اور انکی اطاعت و فرمانبرداری کرنا اس کا لازمہ حیات ہے۔ مگر قرآن پاک کی آیات محکمہ اور رسول پاک کے ارشاد واضحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح قوموں کے مذہبی پیشواؤں کے دو گروہ ہیں ایک اصلی اور ایک نقلی اسی طرح اسلام کے علماء اور فقراء کے بھی دو فرقے ہیں خیار العلماء اور شرار العلماء جیسے خیار العلماء اور حقیقی صلحاء صوفیاء کا وجود گرامی وقت کے لئے ابر رحمت اور چراغ ہدایت ہے اسی طرح شرار العلماء اور نقلی صوفیاء و پیران ریاکار کا منحوس وجود امت کے لئے ایک مستقل خطرہ اور اس کی گمراہی پستی کا پیش خیمہ ہے۔

جرم کی تاریخ کہتی ہے باآواز بلند
مجرموں سے بڑھ کے انسانوں میں ابلیس مختصر کا

ہوشیار اے مردِ غافل ہوشیار!

اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آج سے تیرا سو سال پہلے مقدس کتاب مبین نے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ ایمان والو! یقیناً احبار (علماء) اور رہبان (مشائخ) کی بہت بڑی تعداد لوگوں کے مال کو ناجائز طریق سے کھاتی ہے اور ان کو خدائے پاک کے راستے سے روکتی ہے (القرآن العظیم)

اگر مسلمان اس قرآنی تنبیہ پر کان دھرتے اور سمجھتے تو اسلام کو جن فتنوں اور خطروں کا سامنا ہوا اور جو پستی و ذلت کی حالت آج مسلمانوں کی ہے وہ نہ ہوتی۔ اور نہ معلوم آج کی دنیا کیا ہوتی، مگر یہ ذلت و محکومی کا سارا وبال مسلمانوں پر محض اس لئے ہے کہ انہوں نے قرآنی ہدایت پر عمل نہیں کیا۔

حضرات! جس زمانہ میں حقیقی درویشوں، سچے صوفیوں اور حق پرست اصلی مولویوں کا دور دورہ تھا تو ہر کس و ناکس تصوف اور وعظ و ارشاد کے رتبۂ جلیل کے قابل نہ تھا شیخ اپنے ہزاروں معتقدین میں سے برسوں کی زہد و ریاضت کے بعد جسے امرِ عظیم کا اہل پاتا اسی کو سجادہ نشینی ملتی اور باقی محروم رہ جاتے۔ اسی طرح جو برسوں علم دین کے حصول میں خاک چھانتا اور علماء کی جوتیاں سیدھی کرتا تب کہیں جاکر وہ مولوی بنا کرتا تھا اور منزل تقدس کے قافلہ سالار شاذ و نادر ہی نظر آتے تھے۔ لیکن جب تک اور جس زمانہ تک یہ خدا رسیدہ لوگ مسندِ رسولؐ کے جانشین سرزمین عرب کے اردگرد جلوہ افروز رہے خلوص و عمل سچی خدا طلبی اور حقیقی رہنمائی کی روح کار فرما رہی حضور رسالت پناہ صلعم کا تصرف ان کے دامنوں کو اپنی طرف کھینچتا رہا اور ان کے قلوب محبت رسالت کی کشش میں جذب ہوتے رہے یہ خدا رسیدہ اور حق پرست لوگ صحیح معنوں میں مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور اسلام کی زیب و زینت رہے۔ لیکن جس وقت اسلامی فتوحات کا سیلاب ہندوستان تیم آباد مسلمانوں نے اس کفرستان میں قدم رکھا تو مسلمان بہادروں مجاہدوں کی شمشیر بُرّاں نے راجپوتی شجاعت و بسالت کے تو پرخچے اڑا دیئے مگر ہندو ویدانت اور جوگی فلسفہ کی سدِ سکندری بت پرستوں کے راستے میں حائل رہی چنانچہ کفر کی اس آہنی دیوار کو توڑنے کے لئے خدا رسیدہ درویش بھی پہنچ گئے اور اپنی روحانی طاقت خرقِ عادات اور کرامات سے اس باطل کدہ ہند میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی بنیادیں قائم کردیں

اور بتکدے مسجد اور معبد بن گئے اور پتھروں کے پجاری خدا کے پرستار بن گئے۔

صوفیائے کرام یہاں آئے اور تبلیغ اسلام کا فرض انجام دینے لگے۔ انھوں نے کشادہ دلی سے کام لے کر بت پرستوں کو توحید پرست بنا ڈالا۔ وہ اسرارِ مخفی اور روحانی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لُٹانے لگے اور لُٹنے والے مالِ مفت سمجھ کر اپنی جیبوں اور دامنوں کو بھرنے لگے۔ چنانچہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیسیوں خلیفے اور ہزاروں مرید بنا ڈالے مغلیہ سلطنت کا دور دورہ تھا اور بادشاہ فقراء اور علماء پرور تھے۔ ان کی تعظیم زر بخشی کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ درویشوں فقیروں اور مولویوں کے جھونپڑوں پہ ہاتھی جھولا کرتے تھے۔ اکثر رئیس اہل اللہ کے ہاتھوں اوڑھوتی تھیں اور سنہری درو پہلی طباقوں اور سینوں میں بھر بھر کر اشرفیاں اہل اللہ کو دی جاتی تھیں۔ بھلا جب انکی ایسی قدر تھی تو فقیر بننے کا ارمان کس کو نہ ہوتا ہوگا۔ جو بھی تھا فقیر درویش بننے کی کوشش میں سرگرم تھا مرید ہوا اور مرشد بننے کے لئے ڈھنگ نکالے اس افراط و تفریط نے اور دنیا طلبی نے ہزاروں نام نہاد درویش اور مولوی ہندوستان میں پیدا کر دیے اور اتنی کثرت سے ہو گئے کہ حقیقی اور غیر حقیقی رہنما اور پیشوا میں فرق اور امتیاز ہی مشکل ہو گیا۔ یہ زمانہ گزرنے کے بعد تصوف پرستوں کا ایک طبقہ مستقل طور پر ہندوستان میں پیدا ہو گیا جس کا آج تک ہندوستان میں جود ہے۔ **برادرانِ اسلام!** بادشاہی زمانوں میں جس مصنوعی پیشوائی ریاکار اور بناوٹی تقدس کی بنیاد رکھی گئی تھی وہ زمانہ مابعد میں خوب پھیلی پھولی خصوصاً اس غلامی دولت اور سکنت کے زمانہ میں تو خوب ہی چاندی سونے سے گھر بھرے اور دل کھول کر دنیا کمائی اگر یہ نقلی پیشوا دنیا طلبی تک ہی بس کرتے تو غنیمت تھا۔ کہ انھوں نے قیامت یہ ڈھائی کہ اپنوں کے گلے کاٹے۔ اسلامی سلطنتوں میں بغاوتیں کرائیں اور اغیار سے ساز باز رکھی ؂

دیکھو تو تاریخ یہ دنیا میں کہ جو رکھتے رہے	اختلاف اپنوں سے اور اغیار سے خفیہ نفاق
اپنے آئے نہ یہ دشمن سے ہمیشہ ساز باز	لے سبقت لیگیا اس راہ میں ان کا سیاق

ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں اس حساب سے تمام مشائخ اور علما ایک ہی قسم کی نفیا میں نہیں آسکتے لیکن مرزا باہم، غلامی و محکومی اور ذلت و مسکنت نے علما و مشائخ کی کثرت اور حالت اس درجہ تک پہنچا دی ہے کہ آج ناقدین کو انکی حالت زار کی تصدیر پہنچے

کا مجبوراً فرض انجام دینا پڑتا ہے۔

صاحبو! اگلے زمانہ میں جس قدر محنت، مشقت اور مدت کے بعد علماء اور مشائخ بنتے تھے وہ آپ نے معلوم کر لیا ہے۔ اب اس زمانہ میں جس طرح علماء اور مشائخ بنتے ہیں وہ بھی سن لیجئے صوفی اور فقیر بننے کے لئے صرف دو پیسے کے رنگ لمبی تسبیح اور عبا و قبا کی ضرورت ہے اور زیادہ سے زیادہ اللہ ھو کے نعرے لگانے کی۔ اسی طرح مولوی بننے کے لئے دو تین اردو کی کتابیں پڑھ لینے اور اخبارات و رسائل کے مفہوم اور جملے رٹ لینے کی ضرورت ہے بس نہایت آسانی سے گھر بیٹھے بغیر کسی درد سری کے مولانا علامہ قبلۂ عالم جامع شریعت طریقت اور خدا جانے کیا کیا بن جاتے ہیں۔ غرض مولوی اور پیر بننا اتنا آسان ہو گیا ہے کہ ایک پیسہ بھی نہیں لگتا۔ جدھر دیکھو مولوی اور پیر اس طرح نظر آتے ہیں جیسے برسات کے موسم میں پتنگے اور کیڑے مکوڑے۔ علماء اور مشائخ کی کثرت تو یہ ہے کہ گھر گھر مولانا اور قبلۂ عالم ہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ مسلمان دن بدن تباہی و بربادی کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ایک خدا پرست کمبل پوش پوری قوم کو پستی سے اٹھا کر رفعت کی بلندیوں پر پہنچا دیتا تھا۔ اور زمین کو آسمان بنا کر رکھ دیتا تھا۔ اب حالت یہ ہے کہ لاکھوں علماء اور مشائخ ہیں مگر مسلمانوں کی حالت میں ایک رتی بھر اصلاح نظر نہیں آتی خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اور آپ کے خلفائے برحق نے تو کفرستان کو اسلام آباد بنا دیا تھا مگر آج لاکھوں اور بیدوں والے سجادہ نشین ہیں کہ اپنی بستی کو مسلمان نہیں بنا سکتے۔ برادرانِ ملت! آپ کو کوئی زمانہ ایسا نظر نہ آئے گا جس میں نقلی علماء و مشائخ کے فتنوں نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچایا ہو اور کسی نہ کسی طرح امت کی تباہی و بربادی کا سامان بہم نہ پہنچایا ہو۔ اسلامی سلطنتوں میں انہی بھوے پیشواؤں کی وجہ سے ہمیشہ بغاوتیں ہوتی رہیں اور یہی اپنی قوم و سلطنت کو غیروں کے ہاتھ فروخت کرتے رہے۔ دور کیوں جاتے ہو افغانستان کی طرف دیکھ لو کہ وہاں کس طرح ایک مذہبی پیشوا نے ایک بڑھتی ہوئی سلطنت کو نذرِ فنا کر دیا۔ اگر غازی امان اللہ خان کو مذہبی پیشوائی کا سانپ نہ ڈستا تو آج افغانستان جاپان نظر آتا اور ترقی یافتہ اقوامِ متمدنہ کی صفِ اول میں نظر آتا۔ مگر مذہبی دیوانوں کو ایک آنکھ نہ بھایا! انہی کی شان میں جوش ملیح آبادی نے کہا ہے

خانقاہوں سے بجا، امن تو ہاں بہر شکار　　بیٹھے ہیں دیکھے کمین گاہوں میں اہلِ تقویٰ دیندار

ہوشیار! اے مردِ عاقل ہوشیار

فسق پر ٹپکے ہوئے ہیں جانِ اربابِ صلوٰۃ　　مکر میں ڈوبے ہوئے ہیں مردمانِ روزہ دار

ہوشیار! اے مردِ عاقل ہوشیار

زر بکف ہیں سادہ لوحی سے مریدانِ سبک　　ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں صوفیانِ ذی وقار

ہوشیار! اے مردِ عاقل ہوشیار

جھوٹ بکتے ہیں جو لیکر ہاتھ میں اُمّ الکتاب　　کہہ رہے ہیں زہدِ شاہد باز کو شایانِ دار

ہوشیار اے مردِ عاقل ہوشیار

خوانِ ابنائے زمانہ کو سمجھتے ہیں حلال　　ہر نفس جاری ہے جن کے لب پہ بچو بادہ خوار

ہوشیار اے مردِ عاقل ہوشیار

دل کی آنکھیں بھی کھلی رکھتے ہیں ان آنکھوں کے ساتھ　　آہ ایسے کس قدر ہیں عابدِ شب زندہ دار

ہوشیار اے مردِ عاقل ہوشیار!

عالمانِ دیں کی دستاروں میں آتے ہیں نظر　　وہ بلا کے پیچ و خم جن سے ہوں اژدر شرمسار

ہوشیار اے مردِ عاقل ہوشیار

برادرانِ اسلام! ابنا وقتی پیر اور نام کے مولوی ہمارے ہی زمانہ کی خصوصیت نہیں بلکہ کم و بیش ہر زمانے میں رہے اور دین کے پردے میں دنیا کی حرص پیروں اور مولویوں کے ایک بہت بڑے گروہ کا بہت مدت سے شیوہ ہے چنانچہ ان نام نہاد مذہبی پیشواؤں کو مخاطب کر کے حضرت بوعلی شاہ قلندر فرماتے ہیں ؎

صوفیم گوئی نہ داری سینہ صاف　　بر کرامت ہائے خود شیخا خلاف

نفس کافر کیش داری در کمین　　بہر شہرت می نشینی اربعین

می کشائی دست از بہر دعا　　قرب خواہی از عبادات ریا

می کنی از مکر عالم را مطیع　　می دہی تسکین منم فردا شفیع

تسبیح می گوئی و تسبیحی بدست　　صد بتے داری نہاں اے بت پرست

یک دلے داری دران صد آرزو　　جا کجا دل از دوست تو صد جا رفوست

اے درخت از بغض و کبر آراستہ　　از نفاق و از حسد پیراستہ

اے بجہل آراستہ زشت و پلید — خویش را گوئی منم چوں بایزید
از تکبر می کنی ہر سو نظر — خویش را گوئی کہ ہستم باخبر
بت پرستی می کنی ہم بت گری — شد ولت رشک بتانِ آزری
بت شکن بر ہم بزن بت خانہ را — چوں خلیل اللہ بنا کن خانہ را
چند مغروری تو بر اصل و نسب — از تکبر دور باش اے بے ادب
پیر گشتی صد ہوس داری بہ دل — جاہلی چوں خر فرو مانی بہ گل
آرزو ہائے تو ہرگز کم نہ شد — قامتِ حرص و ہوایت خم نہ شد
دل چوں آلودست از حرص و ہوا — کے شود کشفِ اسرارِ خدا
حرص تو دلق قناعت پارہ کرد — نفس امارہ ترا آوارہ کرد
بہر طاعت لقمہ باید حلال — تا نیفزاید ترا رنج و ملال

حضرات! جو مقدسین اور پاکیزہ نفوس حقیقت میں مذہبی پیشوا اور واقعی علماء و مشائخ تھے اور ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حق ..... گوئی اور خدا پرستی کا اظہار کیا اور ہمیشہ ظلم اور استبداد و غلامی و محکومی اور شخصیت پرستی کے خلاف جہاد کیا اور حریت و مساوات کا بلا خوف و خطر ظالم حکمراں کے سامنے اظہار و اعلان کیا۔ مگر جو نام نہاد صوفی اور مولوی اب ہیں وہ ظلم و استبداد کے دیو کی پرستش کرتے ہیں۔ حریت و مساوات کی بیخکنی اور قومی ترقی و ترویج کی تحریکات کا استیصال اغیار کی خوشنودی کے لئے ان کا مذہبی فرض ہے۔ ان کی خانقاہیں اور مدرسے غلامی و ذلت کی درسگاہیں ہیں۔ اور پرستی و حق گوئی سے ان کی روح فنا ہوتی ہے۔ بناوٹی پیروں اور مولویوں کی گھٹی میں حکمرانوں امیروں، رئیسوں مریدوں اور معتقدوں کی خوشامد چاپلوسی بیجا رعایت و پاسداری اور کسی نہ کسی طرح زر اندوزی پڑی ہوئی ہے۔ مگر اصلی پیشوا اور سچے علماء و مشائخ امراء کی خوشامد و چاپلوسی تو ایک طرف ان کی صورت ہی سے بیزار تھے بادشاہ اور امراء ان کے غلام تھے۔ مگر آجکل کے علماء و مشائخ امراء کے غلام ہیں۔ وہ صرف اپنے خدا کے غلام تھے۔ اور اس کے سوا ساری دنیا سے نہیں ڈرتے تھے۔ مگر یہ اولاً اپنے نفس اور ثانیاً حکومت کے غلام ہیں اور ایک ادنی سپاہی سے ڈر کر چوہے کا بل تلاش کرتے ہیں اور اگلے علماء اور مشائخ مسلمانوں کی توحید توکل صبر استقامت آزادی و خود اختیاری اور بیخوفی کی تعلیم دیا کرتے تھے مگر آج کل کے پیران ریا کار اور فریبی

ملاؤں سے مسلمانوں نے جو کچھ سیکھا ہے وہ بھی سن لیجئے ؎

کب ہوا ان کو گوارا اتحاد باہمی — مختلف فرقوں میں پھیلا انکی برکت سے نفاق
ان سے ہم نے بھی حاصل کئے کیا کیا فیض — خانہ جنگی، بغض، کینہ، دشمنی، نفرت شقاق
کچھ بھی ہو ان کے تقدس میں نہ فرق آئے کبھی — قوم ڈوبے یا بچے دو ان کو حلوے کا طباق
قوم کی پستی کا سمجھے ہیں وظیفوں میں علاج — نسخہ اچھا ہو نہ ہوے مثل تریاق از عراق
ان کی خواہش رکھو جراثیم غلامی پال کر — حریت کا نام اگر لوگے نہیں گذریگا شاق
مجلس و قوال روز نغمہ بیت و نذر و نیاز — رات دن جاری رہے صیغوں کا انکے اشتقاق
یہ عجب اللہ والے ہیں جنہیں بھاتا نہیں — قوم کی اعناق کا طوق غلامی سے عتاق
قوم پر قربان ہونا ہو تو مفلس اور ضعیف — بیچنا ہو قوم کو تو اہل زر اور چست و چپاق
پھر آزادی جبھی ہونے لگا کچھ اتحاد — ان کی خلوت سے نکل آئی بلائے افتراق

معزز بزرگو! یاد رکھئے قوم اس وقت تک نہیں بگڑتی جب تک اس کے مذہبی رہنما اور رہبر نہیں بگڑتے۔ چنانچہ یہی نکتہ سمجھانے کے لئے قرآن کریم نے احبار و رہبان یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء و فقراء کی خرابیاں اور گمراہیاں نہایت تفصیل کے ساتھ کھول کر بیان کی ہیں جب حقیقی رہنما اور اصلی پیشوا اس زمانہ قیامت افزا سے نفرت کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور نام نہاد علماء و مشائخ بگڑ گئے تو لازمی طور پر قوم بگڑتی تھی، بگڑی اور ایسی بگڑی کہ کسی کے سنوارے سنورنے کی امید ہی نہیں رہی۔

آج ہر قوم ذہنی جمود و تعطل کی چادر اتار کر میدان ترقی میں برق صفت دوڑنے اور مسابقت اقوام میں بازی لیجانے کے لئے بیقرار ہے۔ اور ترقی و اصلاح کے کاموں میں متانت دار لگی ہوئی ہے۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر دو قدم پیچھے ہٹتے ہیں اور باوجود انتہائی جد و جہد چیخ پکار اور دوڑ دھوپ کے قوم جہاں تھی وہیں ہے۔ جانتے بھی ہو اس کا سبب کیا ہے؟ وہی جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور جو آیت میں نے خطبہ کے شروع میں تلاوت کی ہے۔ یعنی یہ کہ جو جھوٹے علماء اور مشائخ ان کے مالوں کو ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں اور ان کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں مسلمانوں کے پیروں میں وہ بوجھل زنجیریں ہیں جو ان کے آگے نہیں بڑھنے دیتیں اور راہ آزادی و ترقی مسدود کئے ہوئے ہیں اور یہ خطرناک جونکیں مسلمانوں کے جسم سے لگی ہوئی ہیں جو ان کا

خون جوش رہی ہے۔ پھر بھلا مسلمان آگے کیسے بڑھیں ۔

گر یہی حالت رہی تو حشر تک ممکن نہیں مسلکِ ملت اور ان کی ذہنیت میں انطباق

راہِ آزادی میں عشقِ پیر دُنیا کے طفیل پا بریدہ ہے غلام صاحب یک راں بُراق

آہ کس دن حریت اسلام کو ہوگی نصیب کب تمہ ملت کا پائے گا مقامِ افتراق

کارواں نے چھوڑ کر کعبہ کو لی راہ فرنگ سار بانو! دیکھنا جاتی ہے کس رخ کو بیلق

ہوگئی ہے شاملِ اشغالِ پیری آج کل خرمنِ آزادیٔ ملت میں مشقِ احتراق

برادرانِ اسلام! انہی علماء اور مشائخ کا رونا میں رو رہا ہوں۔ انکی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد مشکوٰۃ شریف میں سنن دارمی سے منقول ہے کہ تمہارے علماً اگر اصلاح عالم کے موجب ہوں تو بلا ریب اُن کا وجود از بس غنیمت ہے اور اگر وہ اصلاح عالم کی بجائے تخریب کے موجب ہوں تو یقیناً وہ بدترین خلق اللہ ہوں گے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ العلماء وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ کہ خبردار ہو جاؤ کہ سب فتنوں سے زیادہ خطرناک فتنہ شرار العلماء کا ہے اور تمام خیر و برکت سے زیادہ برکت الا وجود خیار العلماء کا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے :۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القران الا رسمہ مساجد ھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ شعائر اسلام کا وجود صرف الفاظ میں رہ جائیگا اور قرآن کے صرف الفاظ اور نقوش و رسم تلاوت میں رہ جائینگے۔ ان کی مسجدیں اگرچہ ظاہری شان و شوکت میں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوں گی مگر فقدان رشد و ہدایت کے باعث ویران ہوں گی۔ آسمان کے نیچے سطح زمین پر ان کے علماء بدترین مخلوقات ہوں گے اور تمام تفرقہ اندازیوں اور فتنوں کی جڑ ہوں گے۔ یعنی ہر قسم کے فتنہ و فساد کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہوگی۔

قابل رحم اور شرار علماء کے پنجہ عقیدت میں پھنسے ہوئے مسلمانوں جس بدبخت خطرناک

اور شکم پرست گروہ کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں امت کو انتباہ فرمایا کہ وہ تم کو جہنم میں لیجائینگے، ان کی اطاعت تم کو سعادت دارین سے محروم کر دیگی یہی لوگ تمہارے اندر تفرقہ اندازی کا بیج بوئینگے، تمہارے متفقہ طاقت کو برباد کر دینگے امن عامہ میں خلل انداز ہوں گے، مسلم بادشاہوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرینگے اسلامی شان و شوکت اور سیاسی قوت اقتدار کو تباہ و برباد کرنے میں دلیر اور بے باک ہوں گے، عوام کو اس تباہ کن کام کی ترغیب دینگے۔ کفار کی دانستہ یا نادانستہ حمایت اور تائید کرینگے اور کفار کی طاقت واقتدار اور آہنی گرفت کے مقابلہ میں اپنی بیہ سست دیانی اور مصلحت کے گیت گائینگے۔ اگر اس خطرناک گروہ کی فتنہ انگیزی اور شکم پرستی کے نمونے دیکھنے ہیں تو اپنے زمانہ کے شرار العلماء پر اور ان کے اعمال و افعال پر نظر ڈالو کہ وہ کس طرح ملت واحد کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ چونکہ کسی خاص شخص کا ذکر کرنا اسلامی تعلیم اور میری طبیعت اور اصول کے خلاف ہے ورنہ میں کچھ فتنہ پرداز اور ناپاک ہستیاں منظرِ عام پر لاتا۔ اور ان کے ظاہری تقدس کی عبائیں تار تار کرتا مگر یہ فحش اور عریاں حکم میرے لئے کسی طرح بھی جائز نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ التحیۃ والتسلیم سے استفسار کیا کہ کیا بہترین نظام قائم ہونے یعنی اسلامی قوانین کے نفاذ و اجراء کے بعد بھی دنیا میں فسادات اور نما ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ہوں گے۔ شریر آدمی فتنہ و فساد کی دعوت دینگے، ان کی دعوت قبول کرنے والے دوزخ میں جائینگے۔ حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا صفہم لنا قال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذالک قال فالزم جماعۃ المسلمین وامامہم یعنی ان کے کچھ اوصاف بیان فرمایئے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ بظاہر میری امت سے ہوں گے اور میرے ہی اقوال پیش کریں گے۔ میں نے عرض کیا جناب اگر میں ایسے وقت کو پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا جماعت مسلمین اور مسلمان بادشاہ کو لازم پکڑنا۔ ایسے ہی شرار العلماء کو خطاب کرتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے ؎

علم نا اہلاں حجاب اکبر است
گربہ حوض افتد سگ آلودہ تر است

سفلہ را علم است تیش زہر دار
جہل مطلق بہ کہ ملایانِ خوار

ابلہ را گمراہ گرداند کتاب | شپرک را کور سازد آفتاب
ہست گر داری دل دانا حرام | علم شرع مصطفےٰ بر نیم خام
می نہ بیند اے فقیہان زبون | در کتاب اللہ افلا تعقلون

برادران ملت! اب ریاکار پیر اور جھوٹے مشائخ کی بابت بھی زبان نبوت سے سن لیجئے یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ بدبخت مصنوعی پیشوا آلات بیضا اور اسلامی قومیت کو اس وقت تک دشمنان اسلام کے ہاتھ بیچ کر اپنی جیبیں زر و جواہر سے نہیں بھر سکتے اور اسلامی قومیت کی جڑوں پر کلہاڑا نہیں چلا سکتے جبتک عوام کو عبادات ظاہر اور نمائشی سامان و تقدس سے اپنا گرویدہ نہ بنالیں۔ سو اول وہ اپنا متبع اور عاشق رسول خیر خواہ ملت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ پھر عبادات میں اس قدر سرگرم دکھائی دیتے ہیں اور ایسے معصوم نظر آتے ہیں کہ فرشتہ ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ جب اپنی خدا پرستی اور تقدس کا سکہ عوام الناس کے دل و دماغ پر بٹھا دیتے ہیں تو پھر نہایت آسانی کے ساتھ ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور اندھے مریدوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں وہ دن بھر روزہ رکھتے ہیں چلہ کشی کرتے ہیں۔ ہر وقت خلوت اور یاد الٰہی میں نظر آتے ہیں رات رات بھر نماز میں گذار دیتے ہیں۔ اللہ ھو کے بلند نعروں سے سوتی بستی کو جگاتے ہیں قرآن پاک کی بکثرت تلاوت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قوالی کی مجلس میں ناچتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ زبان پر ہر وقت تسبیح جاری رہتی ہے اور زہد و تقوی کا غازہ مل کر شان تقدس سے اپنے معتقدین کے دلوں کو موہ لیتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ پاپڑ اس لئے بیلے جاتے ہیں کہ کسی طرح عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے پھنسیں۔ ایسے نمائشی پیروں کا نقشہ حضورؐ نے ان الفاظ میں کھینچا ہے یحقرا حدکم صلوٰتہ مع صلوٰتہ و صیامہ مع صیامہ (بخاری) تم کو صحابہ کرام کی نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں ہیچ نظر آئیں گے اور بے حقیقت معلوم ہوں گے۔ سنن ترمذی میں حضور صلعم کا ارشاد ہے یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین و یلبسون الناس جلود الضان من لین السنتہم احلی من السکر و قلوبہم قلوب الذیاب یعنی اخیر زمانہ میں ایسے غدار اور فریبی پیر پیدا ہوں گے جو عبادت کو حصول جاہ کا ذریعہ بنائینگے۔ تقدس کا لباس اوڑھے ہوئے ہوں گے۔ ان کی گفتگو جاذب قلوب ہوگی دین

کے پردہ میں دنیا کو کھائینگے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی مگر دل بھیڑیا ہونگے یعنی ان کے دل عداوت سے ایسے بھرے ہوں گے جس طرح بھیڑیوں کے دلوں میں بکریوں کی عداوت ہوتی ہے۔ صحیح مسلم میں ان بدباطنوں کے متعلق ایک روایت ہے۔

سیقوم فیہم رجال قلوبہم قلوب الشیاطین فی جسمان انس منکر

عنقریب ایسے انسان پیدا ہوں گے جو کہ جسم انسانی میں شیطان ہوں گے یعنی صداقت و حق پرستی کے ابلیس کی طرح دشمن ہوں گے۔ اور یہ لوگ ایسے فتنہ انگیز ہوں گے کہ بڑے بڑے مدبر اور مفکر حیران رہ جائینگے۔ اور بدباطن اپنے فتنوں سے عقل والوں کو حیران کر دیں گے **حضرات!** دین کے پردہ میں دنیا کمانا حصولِ دولت کا ایسا کامیاب گر ہے کہ اس میں نقصان کا اندیشہ تک نہیں جب بدباطنوں کے ظاہری تقدس کا چرچا عوام الناس میں ہوجاتا ہے عوام الناس کی بہت بڑی تعداد ان کی ظاہری عبادات اور نمائشی زہد سے متاثر ہوجاتی ہے تو جاہل خوش اعتقادوں کی ایک جماعت انکی غلام بن جاتی ہے عوام ان کی بزرگی اور پیری کا پروپیگنڈا شروع کردیتی ہے۔ ان کا مستجاب الدعوات ہونا مشہور کیا جاتا ہے۔ ان کے زہد و اتقا اور علم و عرفان کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اور انکی من گھڑت کرامات کا چرچا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی عالم و عاقل ان کا مکروہ اور ناپاک چہرہ لوگوں کو دکھلائے ان کی پیری کے ڈھول کا پول کھولے تو اس کو مطعون کیا جاتا ہے۔ صوفیوں کا دشمن بتایا جاتا ہے، اہل اللہ کا بدخواہ ثابت کیا جاتا ہے اور گستاخ، جاہل، بے ادب، بد مذاق، ظاہر پرست اور وہابی وغیرہ خدا جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔

جاہل خوش اعتقادوں کے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت کی جڑیں اتنی مضبوط اور گہری ہوتی ہیں۔ اور وہ پیروں کی محبت سے ایسے اندھے ہوتے ہیں کہ ان کو پیر کی شیطانی اور اخلاق سوز حرکت بھی عبادت ہی نظر آتی ہے۔ اور حقیقت اور طریقت کی ایک انوکھی شان۔ اگر ان کو ہزار قرآن کی آیات واحادیث سنائی جائیں اور لاکھوں روشن دلائل وبراہین دیے جائیں تو بھی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتے اس کی محبت عقیدت اور مریدی سے ہاتھ نہیں اٹھا سکتے بلکہ مصلح اور خیرخواہ ملت کے دشمن ہوجاتے ہیں۔

غرض جاہل خوش اعتقاد مریدوں کو بد باطن پیروں سے تمیز کرنا تو کجا انسان تو کجا نعوذ باللہ خود خدائے قدوس بھی بدظن نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے نزدیک بزرگی نام ہی تسبیح مصلی عبا و قبا اور کثرت مریدوں کا جو بھی عبادت کرنے والا اور مریدوں والا ہے وہ یقیناً پیر ہے گویا ان کے نزدیک ہر چیز سونا ہے۔ اگر کوئی شخص گندم نما جو فروش پیروں کو برا بتلائے تو لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں کیونکہ نعوذ باللہ وہ پیر کو بے عیب فرشتہ اور خدا تک سمجھتے ہیں۔ جاہل مریدوں کے علاوہ جو ذرا پڑھے لکھے مرید ہوتے ہیں وہ پیر کے مریدوں کی کثرت تعداد سے دوسروں کو مرعوب و مسخر کیا کرتے ہیں کہ دیکھئے ہمارے پیر صاحب کے تین لاکھ مرید ہیں اور ان میں بڑے بڑے علماء و فضلاء ہیں۔ یہ وہی سمجھی اور دلیل ہے جو مشرکین کہا کرتے ہیں اگر کسی شخص کا زیادہ مرید بنا لینا اس کے سچا پیر ہونے کی دلیل ہو تو پھر تو ایسے عقل کے اندھوں کو ماننا پڑے گا کہ شیطان سب سے بڑا پیر ہے کیونکہ دنیا میں اس کے مرید انبیاء علیہم السلام کے مریدوں سے بھی زیادہ ہیں۔

حضرات انہی بد باطن زر پرست اور ملت فروش پیر اور مولوی ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے شیطان الجیس مفسد اور دشمن اسلام بتایا تھا اور جن کے فتنے سے ڈرایا تھا۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے تعویذ دے دیکر ترکوں کے سینوں میں گولیاں اتروائیں اور مقامات مقدسہ پہ گولے پھنکوائے اجنبی اقتدار اور ابراہیم کی بنیادیں استوار کرنے کے لئے اسلامی اقتدار کا گلا گھٹوایا یہ وہی ہیں جو اپنے سفید آقاؤں کی حکومت کو خدا کی رحمت کا سایہ سمجھتے ہیں اور غلامی کا درس دینا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں یہ وہی ہیں جو مسلمانوں کی آزادی و ترقی کی راہ سے روکے ہوئے ہیں۔

ان بد باطنوں کی مقبولیت اور کثرت کا یہ عالم ہے کہ گھر گھر مولانا اور پیر روشن ضمیر ہیں اور اندر ہی اندر مسلمانوں کے دین و ایمان اور مال و زر پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں یہ حالت دیکھ کر بعض عاقل و فرزانہ ہمدرد ملت اور بصیرت رکھنے والے علماء نے فتویٰ دیدیا ہے کہ آج جبکہ فریبوں اور جھوٹوں کی کثرت سے جھوٹ سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے اندریں حالات پیری مریدی کا سلسلہ ناجائز اور قابل ترک ہو گیا ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ

اہل اللہ اس قابل ہیں کہ ان کے دست حق پرست پر بیعت کی جائے اور جو بھی ہر جگہ موجود ہیں ان کو لوگ پوچھتے بھی نہیں اور جھوٹوں کے پھندوں میں بُری طرح پھنس جاتے ہیں عوام تو عوام اوسط درجہ کے علماء بھی یہ ایمانی فراست و بصیرت نہیں رکھتے کہ اہل اللہ اور اہل ہوا تمیز کر سکیں بلکہ وہ بھی بُری طرح مکار پیروں کے دام عقیدت میں پھنسے ہوئے ہیں پس جب تک وہ شریعت کے اسرار و غوامض معلوم نہ کر لیں ان میں وہی ایمانی فراست پیدا نہ ہو جائے جس کی نسبت حضورؐ کا ارشاد ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ مومن کی فراست سے ڈرو اور جب تک ان کا دیدہ روبیں شب تارکی ظلمت کے باوجود اپنا صحیح راستہ تلاش نہ کرے اس وقت تک اس کو بیعت اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے ورنہ بہت ممکن ہے کہ وہ جس کو پیر سمجھ کر اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے رہا ہو وہی ابلیس ہو جس کی نسبت مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

برادرانِ اسلام! اللہ تعالےٰ نے اپنے مومن بندوں کو کچھ ایسی بصیرت قدرتی طور پر دی ہے جو باطل اور مکر و فریب کی تاریکی و ظلمت میں راہ صداقت معلوم کر لیتی ہے یہ ایمانی فراست مومن کو اسی لئے ہی ذہنیت سے ورثہ میں ملتی ہے مگر اس غلامی میں مسلمانوں میں وہ ایمانی فراست کہاں؟ وہ تو اجنبی اقتدار نے سلب کر لی اور رہی سہی مکار پیروں نے کھو دی اب ان کے نزدیک ہر زرد چیز سونا ہے یہ مسلمانوں کی جہالت و حماقت بے بصیرتی اور کوتاہ اندیشی کا کرشمہ ہے کہ مکار پیروں اور جھوٹے مولویوں کی دوکانیں چل رہی ہیں اگر یہ مسلمان اپنے اندر وہی بصیرت اور ایمانی فراست پیدا کر لیں تو یہ دوکانیں آج ہی بند ہو سکتی ہیں اور ان کے ناجائز اقتدار کو ایک دن میں فنا کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے مگر رونا تو یہ ہے کہ یہ بصیرت و فراست مولویوں کے بس میں نہیں۔

یاد رکھئے جو حقیقی علماء اور سچے پیر ہیں وہ کامل العقل اور تام الفہم ہوتے ہیں حضرت عمرؓ نے قیصر روم کے پاس ایک قاصد بھیجا تھا قیصر نے پوچھا کہ تمہارا خلیفہ کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارے خلیفہ کی شان یہ ہے لَا یَخْدَعُ وَلَا یُخْدَعُ یعنی نہ وہ کسی کو دھوکہ دیتا ہے اور نہ کسی کے دھوکہ میں آتا ہے۔ ہرقل یہ سنکر حیران و ششدر رہ گیا اور اپنے درباریوں سے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ تائید حق ہے کیونکہ کسی کو دھوکہ نہ دینے

سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام کمال ہے اور دھوکہ نہ کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کامل العقل ہے۔ پس جس شخص کے اندر یہ دو صفتیں ہوں ہم ان پر غالب نہیں آسکتے۔

صاحبو! کامل مومن کی علامت تو یہ ہے کہ وہ کامل العقل ہوتا ہے مگر یہاں یہ حالت ہے کہ مسلمان دھوکہ خود بھی دیتے ہیں اور دھوکہ کھاتے ہیں۔ ان میں ہر نادان جاہل غلاظت خور اور زر پرست مقبول ہو جاتا ہے اور پیر بن بیٹھتا ہے ایمانی فراست تو رہی ایک طرف وہ بصارت کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں عوام تو عوام علماء تک دھوکہ میں آجاتے ہیں اگر وہ صحیح علم و عقل کے مالک ہوتے تو ان کی بد ذوقی اور زود اعتقادی کا یہ عالم نہ ہوتا کہ ہر ایرا غیرا نتھو خیرا مذہبی پیشوا تو درکنار نبی تک بن بیٹھتا ہے اور نام نہاد عقل والے اس کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔

برادران ملت! شاید آپ اس کو نہ سمجھ سکیں کہ مکار پیر اور فریبی ملا کیسے دشمن اسلام ہیں۔ سوسن لیجئے کہ ہندو اور عیسائی تو اس لئے اسلام کے دشمن ہیں کہ ان کے اعتقاد میں نعوذ باللہ اسلام خدائی مذہب نہیں اور یہ ریاکار مسلمان اسلئے اسلام کے دشمن ہیں کہ اگر صحیح معنی میں خدا پرست اور حق گو پیشوا آجائیں تو ان کی دوکانداری بند ہو جائے فقرو تنگی ان کا ناطقہ بند کر دے قید و بند کی سختیاں ان کے گلے کا ہار ہو جائیں اور وہ امیرانہ ٹھاٹ باٹ قائم نہ رکھ سکیں۔

مجھے آپ معذور سمجھیں کہ میں نے آج آپ کا بہت وقت لیا ہے مگر کیا کروں کہ یہ عنوان ہی ایسا ہے کہ مختصر کرنے کو جی نہیں چاہتا بلکہ میرا دل تو چاہتا ہے کہ پیروں کے رونے کو قیامت روتے جاؤں اور آپ کے اکتانے کا خیال نہ کروں کیونکہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ منبر رسول کو ناپاک کر رہے ہیں اور سرزمین ہند میں اسلام ان کی وجہ سے سرنگوں ہے اور ذلیل و خوار ہو رہا ہے تو جگر کے ٹکڑے ہوتے ہیں اور سر پھوڑنے کو جی چاہتا ہے لہذا مجھے اس ترش روئی اور تلخ گوئی پر مجبور سمجھیں خوب یاد رکھئے جیسے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی اور خیر خواہی ہر مسلمان کا فرض ہے اسی طرح مصنوعی پیشواؤں کے دام تزویر سے مسلمانوں کو رہائی دلانا بھی اس وقت سب سے بڑی اسلام کی خدمت اور جہاد ہے کیونکہ یہی لوگ اسلام اور مسلمانوں کو ابھرنے نہیں دیتے کیا اپنی آزادی اور ترقی کے راستے سے ان پتھروں کا ہٹانا آپ کا فرض نہیں مگر ہے اور یقیناً ہے

تو اس خطبہ کا مفہوم ہر مسلمان کے کان تک پہنچا دیجئے اور خدا کے لئے اصلی اور حقیقی علماء ومشائخ کے دامن سے وابستہ ہو جائیے صحیح معنوں میں مسلمان بنئے۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهٖ، اَلْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهٖ، اَلْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهٖ، اَلْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطْوَتِهٖ، اَلنَّافِذِ اَمْرُهٗ فِيْ سَمَائِهٖ وَاَرْضِهٖ، اَلَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ وَاَمَرَهُمْ بِاَحْكَامِهٖ وَاَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ، وَاَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ اِسْمُهٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا، اَوْشَجَ بِهِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا۔ فَاَمْرُ اللّٰهِ يَجْرِيْ اِلٰى قَضَائِهٖ وَقَضَاؤُهٗ يَجْرِيْ اِلٰى قَدَرِهٖ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ، يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ ط

برادران اسلام! درود وسلام بھیجو نبی محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ کے جملہ آل واصحاب پر اور ازواج مطہرات پر جنھوں نے احکام الٰہی کھول کھول کر بیان کیا اور ہمیں تمام خطرات وفتن سے آگاہ کیا اور خدا کے دین کو ہر طرح استوار کیا۔ اور درود وسلام بھیجو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت کے چچاؤں حضرت امیر حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر جنھوں نے بدعتیوں اور بد باطنوں کی سرکوبی میں سرگرمی دکھائی۔

اور درود وسلام بھیجو حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ پر جملہ محدثین ومفسرین فقہاء وصوفیائے کرام ومشائخ عظام پر جن کے طفیل سے ہماری نجات ہوگی اور جن کے اعمال واقوال خود ہمارے لئے چراغ ہدایت کا کام دے رہے ہیں۔

اے اللہ رحمت بھیج ومغفرت نازل فرما حضرت غوث الاعظم محی الدین رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ اولیائے کرام پر جنھوں نے تبلیغ اسلام اور اصلاح امت کا فرض انجام دیکر دین اسلام کو تمام بدعات وخرافات سے پاک کیا۔

اے اللہ تمام موجودہ سلاطین اسلام کی تائید و نصرت فرما۔ ان کو صراط مستقیم پر قائم رکھ اور ان کو اسلام کے تمام اندرونی و بیرونی دشمنوں کی قلع قمع کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔ اے اللہ تمام مسلمانوں کو ایمانی فراست و بصیرت عطا فرما تاکہ وہ جھوٹے اور سچے پیشواؤں میں تمیز کرلیں آمین اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ہ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ہ

خطبہ ماہ رجب المرجب ہفتہ اوّل

معجزات انبیاء علیہم السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَقْدِرْ لِاِنْتِہَاءِ عِزَّتِہٖ نَحْوًا وَلَا قُطْرًا ہ وَلَمْ یَجْعَلْ لِمُوْتَیْ اَقْدَامِ الْاَوْھَامِ وَمَرْمٰی سِھَامِ الْاَفْھَامِ اِلٰی حِمٰی عَظْمَتِہٖ مَجْرًی ہ بَلْ تَرَکَ قُلُوْبَ الطَّالِبِیْنَ فِیْ بَیْدَاءِ کِبْرِیَائِہٖ وَالِھَۃً حَیْرٰی ہ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَاِنْ کَانَ لَمْ یَعُدَّ سِیَادَتَہٗ فَخْرًا ہ صَلٰوۃً تَبْقٰی لَنَا فِیْ عَرَصَاتِ الْقِیٰمَۃِ عُدَّۃً وَّذُخْرًا ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اَصْبَحَ کُلٌّ وَّاحِدٌ مِّنْھُمْ فِیْ اَعْدَاءِ الدِّیْنِ بَدْرًا ہ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ہ

ایھا الاخوان! حمد و ثنا بیان کر اس خدائے حکیم و بصیر قادر و ذوالجلال کی جس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں جس کی حکمت و مشیت عقول انسانی سے بالاتر ہے جو کہ فعال لما یرید ہے جس کی قدرت و حکمت کا کھوج لگانے میں تمام دنیا کے عقلاء اور فلاسفروں کی عقلوں کا چراغ گل ہو جاتا ہے اور میدان ضلالت میں ٹھوکریں کھاتے رہجاتے ہیں اور جس نے اپنے پیارے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معجزات باہرہ اور نشانات قاہرہ دیکر بنی نوع انسان پر ہر طرح اتمام حجت کی اور تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور بزرگی بخشی۔

اور درود و سلام بھیجو سید ولد آدم فخر بنی آدم محترم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر

جن کے درس کتاب و حکمت سے باغ عالم پر بہار آئی جن کے دار العلوم سے تمام دنیا کے علم و عمل کی روشنی پائی جن کے دار الشفا سے تمام جاں بلب اور بے قرار روحوں کو تسکین و طمانیت حاصل ہوئی اور جن کے معجزات کے سامنے عقل انسانی سرنگوں ہو کر خدا کی قدرت و حکمت پر ایمان لے آئی۔

برادران اسلام! قدرت نے انسان کو اشیائے عالم کا ادراک کرنے کے لئے تین چیزیں دی ہیں دو اندرونی اور ایک بیرونی دو اندرونی حواس خمسہ اور عقل ہے اور بیرونی نور نبوت یا یوں سمجھ لو کہ مذہب ان تینوں کی حدود اور راستے الگ الگ ہیں جو چیز عقل سے معلوم ہو سکتی ہے وہ اس سے جانی جاتی ہو اور جو حواس سے معلوم ہوتی ہو وہاں عقل کا کوئی کام نہیں کیونکہ عقل کا راستہ حواس کے راستے سے علیحدہ ہے اسی طرح نبوت کا راستہ عقل سے علیحدہ ہے یعنی جس چیز کو ہم عقل سے دریافت نہیں کر سکتے اس کو نور نبوت سے جان سکتے ہیں پس طلب حقیقت کے تین درجے ہوئے۔ حواس عقل، نور نبوت جو شخص عقل کے اوپر کوئی اور درجہ اور طریقہ تسلیم نہیں کرتا وہ درحقیقت اپنی عقل کو بھی جواب دیتا ہے اور نبوت کا منکر اور ہدایت کا مخالف ہے

حضرات! یہ ظاہر العقل ہستی اور روشنی کہا جاتا ہے۔ عقل پرستوں کا بول بالا ہو اور عقل انسانی بھی کائنات ارضی و سماوی کو اپنی دو انچی گز سے ناپ لینا چاہتی ہو مگر میں کہتا ہوں کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ کیا اندھیر ہے کہ عقل پرستوں نے اپنی تمام معلومات و تحقیقات کو عقل پر منحصر کر دیا ہے۔ اہل عقل کی بے دماغی اور انانیت کا یہ اثر ہوا ہے کہ دنیا میں نہایت قوت و شدت کے ساتھ مذہب اور سائنس کی جنگ برپا ہو گئی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں پہلے آپ کو یہ بتلا دوں کہ سائنس کسے کہتے ہیں سو معلوم کر لیجے کہ جس چیز کو تجربات و مشاہدات نے ثابت کر دیا ہے اس کو سائنس کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ خدائے حکیم و بصیر نے دنیا کی تمام چیزوں میں خواص و تاثیرات رکھے ہیں ان کی حقیقتوں کی اور خواص و تاثیرات کو معلوم کر لینا اور ان کو اپنے مصرف میں لے آنا سائنس ہے جس چیز کو تجربات اور مشاہدات نے ثابت نہیں کیا بلکہ عقل نے اپنی طرف سے کچھ قیاسی امور گھڑ لئے ہیں اور وہ نظر و استدلال کے گرداب میں پھنسی

ہوتی ہے اس کو فلسفہ کہتے ہیں جو سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا اس کو سمجھنے کے بعد معلوم کر لیجئے کہ انیسویں صدی کے آخر سے مذہب اور سائنس کی جنگ نے ایسی ہمہ گیر اور اندیشہ ناک صورت اختیار کر لی ہے کہ غیر مہذب ممالک سے قطع نظر کر کے کوئی ملک اور قوم اور کوئی طبقہ ایسا نظر نہیں آتا جس کے افراد کا سواد فکر و خیال اس بات سے خالی ہو۔ اہل سائنس کہتے ہیں سائنس کا سیل مواج مذہب کو اپنی رو میں بہا لے جائیگا۔ اور اہل مذہب یہ کہتے ہیں کہ سائنس کی ترقی اخلاق۔ تمدن اور تہذیب کی تباہی کا پیش خیمہ ہے اہل سائنس اور عقل کے پرستار بزعم خود خدائے قادر و قیوم کو تخت کائنات سے بھی اتار دینا چاہتے ہیں اور مذہب میں غلو رکھنے والے عقل کو تین طلاق دیکر اپنے نہانخانۂ دماغ سے نکال دینا چاہتے ہیں اور یہ ساری کشمکش محض اسلئے ہے کہ سائنس والے کائنات ارضی کے علاوہ کائنات سماوی تک کو مسخر و مفتوح کر لینا چاہتے ہیں اور تقلیدی مذہب والے کائنات ارضی کے علاوہ کائنات سماوی تک کو مسخر و مفتوح کر لینا چاہتے ہیں اور تقلیدی مذہب والے کائنات سماوی تو رہا ایک طرف وہ دنیا ہی کو قابل نفرت اور لائق ترک سمجھتے ہیں پھر بھلا ان میں صلح کیسے ہو؟

برادران اسلام! جنگ زرگری کا آغاز بھی مدعیان مذہب کی افسوسناک روش سے ہوئی جس کو صرف یورپ کے میدانوں تک محدود رہنا چاہیے تھا اور جس کا وجود محض فریب اور قصور فہم پر مبنی ہے مگر جہاں جہاں مغربی تمدن اپنی حضارت افزائیاں اور اخلاق و روحانیت سوزیاں لئے ہوئے پہنچا۔۔۔ وہیں وہیں یہ جنگ برپا کر دیا گیا اور وہاں کے مذہب والوں میں کھلبلی ڈال کر الحاد و زندقہ کی بنیاد میں رکھا گیا چنانچہ سرزمین ہند میں مسلمانوں کے یہاں جو شخص سب سے پہلے اس جنگ میں پھنسا وہ سرسید مرحوم تھے یہ مغربی تہذیب اور تمدن سے زیادہ متاثر ہوئے جو بات ان کو عقل سے بالاتر معلوم ہوئی اس کو ماننے میں تامل کیا یا تاویل کے گرداب میں الجھے اور معجزات کے انکار کرنے میں نہایت ہی بیباکی اور دلیری سے کام لیا۔

حضرات! عقل انسان کو محض اسلئے دی گئی ہے کہ وہ نور نبوت کو یعنی مذہب کو اپنا پیش راہ بنا کر نیکی اور بدی کا راستہ معلوم کر لے دفع مضرت اور جلب

منفعت کا فرض سرانجام دے اور کائناتِ ارضی کو اپنا مفتوح و مسخر کر کے اپنی دنیا کو بہشت بنائے عقل بیشک بقول علامہ ابن خلدون ایک میزان صحیح ہے جسکے احکام یقینی اور جھوٹ سے پاک ہیں مگر یہ میزان اتنی بڑی نہیں ہے کہ ہم اس سے حیات و آخرت کے امور و نبوت و صفات الٰہیہ وغیرہ کے حقائق کا وزن کرنے لگیں اگر کوئی شخص ایسا کرے تو اس کی مثال بالکل اس شخص کی طرح ہے جو سونے چاندی کے تولنے والے کانٹے میں پہاڑوں کو تولنے لگے تمام تر وزن تمہاری کے لحاظ سے درست ہے۔ مگر ہر میزان کے لئے ایک حد ہے جسکے آگے وہ کام نہیں دے سکتی اسی طرح میزان عقل بھی ایک حد پر ٹھہر جاتی ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس سے آگے بڑھ کر خدا کی ذات و صفات تک کا احاطہ کر لے' اگر ایک مسلمان مذہب میں اپنی عقل سے کام لیتا ہے تو ٹھیک ہے مگر جب وہ نبوت اور صفات الٰہیہ وغیرہ حقائق کو اپنی عقل سے معلوم کر لینا چاہتا ہے تو یہی سے گمراہی اور ہلاکت کی راہ نکلتی ہے جو کہ سیدھی جہنم میں پہنچا کر رہتی ہے۔

عقل کی یہ بے بسی اور بیچارگی جو میں نے بیان کی ہے وہ حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ دیکھئے عقل پرستوں کے روحانی ابا جان "روسو"، کیا کہتے ہیں قدرت الٰہی کا یہ حال ہے کہ انسان کو اپنی قوت عملی کے لئے وسائل عملی کی ضرورت ہے لیکن خدا کو کسی وسیلے کی ضرورت نہیں قدرت الٰہی خود اپنی قوت سے عمل کر رہی ہے۔ خدا قادر ہے کیونکہ وہ اپنا ارادہ رکھتا ہے اور اس کا ارادہ ہی اس کی قدرت ہے۔

یہ صفات میں نے عقل کی منطق کی راہ سے معلوم کی ہیں لیکن میرے دماغ میں ان کا مفہوم مرتب و مفصل نہیں ہے۔ میں انھیں تسلیم کرتا ہوں اور ان پر اصرار کرتا ہوں مگر ان کی پوری حقیقت کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ عقل اس کا احاطہ کر ہی نہیں سکتی۔ اس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوئے کہ میں حقیقت سے لاعلم ہوں اور اس لئے میری حقیقت یہ نہیں ہے کہ میں جانتا ہوں اور اعتماد کرتا ہوں۔

میں اس کی حقیقت جاننے کے لئے جتنی زیادہ کوشش کرتا ہوں اتنی ہی اس کی حقیقت مشتبہ ہوتی جا رہی ہے۔ میری یہ عقل کی بے بسی مجھ میں اس کا اعتقاد

دایمان اور بھی زیادہ مستحکم کر دیتی ہے۔ میں جس قدر اس کا تصور کم کر سکتا ہوں اسی قدر
اس سے زیادہ وابستہ ہوتا ہے اور اتنا ہی اس کی عبادت پر جھکتا جاتا ہوں بالآخر
اس کے روبرو گر پڑتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے خالقِ کائنات! میرا وجود تجھ سے
ہی ہے"۔ میں جس قدر زیادہ تجھ پر غور کرتا ہوں تو اتنا ہی زیادہ میرا النفس بلند کرتا جاتا ہو
مگر تیری حقیقت برابر مجھ سے مستور ہی رہی ہے۔

برادرانِ اسلام! یہ اعتراف عجز و درماندگی اس شخص کا ہے جس کے عقل و تدبر
سحر طرازی قوت گویائی بلندی فکر اور صداقت شعاری نے فرانس کے ایوان استبداد
اور سچی دنیا میں ہلچل برپا کر دیتی تھی اور جو عقل و دانش کا دیو تصور کیا جاتا ہے اور یہ
مشہور فلسفی کہتا ہے کہ باوجود اس قدر تحقیق و تدقیق کے ہمارا علم خدا کے علم کے مقابلے
میں ایسا ہے جیسے ایک عمیق سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ جب یہ لوگ خدا کی حقیقت
اور صفات کے بارے میں صاف طور پر اعتراف عجز کر رہے ہیں تو پھر ہمہ شما کا شمار تو کس
گنتی میں ہے حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان خدا کی ہستی اور اس کی صفات و حقائق نبوت
کا تو کیا خاک ادراک کرے گا اس کو تو خود اپنے وجود کی حقیقت کا ہی علم نہیں ہوا ہے
کوئی نہیں جانتا کہ یہ روح کیا چیز ہے علاوہ اس کے مادیات کے ادراک ہی سے قاصر ہے
دیکھئے یہی آب و آتش جو اس کے استعمال میں ہے اس کی نسبت وہ صرف اتنا ہی جانتا
ہے کہ پانی پیاس کو بجھاتا ہے اور جاندار کی پرورش کا ذریعہ ہے اور آگ جلاتی ہے مگر ان کی
حقیقت کو نہیں بتلا سکتا یہ تو صرف صفات ہیں نہ کہ حقیقت ایسی حالت میں انصاف
سے بتلائیے کہ کیا انسان خدا کی عجوبہ کاریوں اور اعجاز نمائیوں کے ادراک و اقرار میں قانون
قدرت کی پچر لگا سکتا ہے اور مذہب کی تمام باتوں کو اپنی عقلِ نارسا کے دائرے
میں لا سکتا ہے۔

صاحبو! جو لوگ معجزات کا انکار کرتے ہیں اور اپنی ہمہ دانی کا دعوی کرتے ہیں ان کے
پاس بجز انانیت و انکار کے اور کوئی دلیل نہیں اور انہوں نے خدا کی قدرت عادت اور خرق
عادات کی حقیقت میں فرق اور غور نہیں کیا اور نہ کرنا چاہتے ہیں سو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے
کہ خدا تعالی کی ایک قدرت ہے ایک ارادہ ہے اور ایک عادت اور یہ تینوں ایک دوسرے سے علیحدہ
علیحدہ ہیں مگر نیچری ان کو ایک ہی سمجھتے ہیں بعض اوقات خدا کی قدرت اور عادت میں التباس

ہو جاتا ہے یعنی ایسے امور جو اسباب و مسببات کے خلاف ہوں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے اہل الحاد و نیچری اسی بہانہ سے صحیح مسائل کا انکار کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ کہنا ہی غلط اور گمراہی ہے کہ یہ امر قانون قدرت کے خلاف ہے۔ خدا کی قدرت اور عادت کی مثال میں یہ فرق ہے کہ مثلاً خدا کی عادت ہے کہ بچہ رحم مادر سے نکلتا ہے اور پھر بتدریج نشو و نما پاتا ہے مگر اس عادت مستمرہ کے خلاف وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ وہ انسان کو بغیر کسی انسان کے توسط کے پیدا کر دے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو خدا کے قول اور فعل میں تناقض ہے تو میں کہوں گا کہ خدا کسی کی فہم اور عادت کا پابند نہیں ہے اور فعال لما یرید ہے جو چاہے سو کرے تم اس کو ایک عادت کا پابند بنانے والے کون ہو؟ وہ اپنے ارادے قدرت اور عادت کو خوب جانتا ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک شخص ہمیشہ روٹی کھاتا ہے اور عید کے روز چاول سیویاں بھی کھا لیتا ہے تو اب تم چاہتے ہو کہ وہ ہمیشہ روٹی ہی کھایا کرے چاول کھانا خلاف قانون قدرت ہے ع بریں عقل و دانش بباید گریست

یاد رکھو جس کو ہم معجزہ کہتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فعل ہے جو گو اس کی عام عادت کے خلاف ہو مگر خاص عادت اور قدرت کے خلاف نہیں یعنی معجزہ اس کی عادت کے خلاف ہوتا ہے مگر اس کی قدرت اور ارادے کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ عین اس کے مطابق اور موافق ہوتا ہے جس کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے ہم اگر قیامت تک بھی اس کی مصلحتوں حکمتوں کا کھوج لگاتے رہیں تو بھی ان کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

حضرات اللہ تعالیٰ کی عام عادت اور دستور ہے کہ وہ اسباب سے مسبباب کو پیدا کرتا ہے لیکن اس کی خاص عادت یہ بھی ہے کہ وہ جب اپنے انبیاء کرام اور مقربین کی ان کے منکرین سے تصدیق کرنا چاہتا ہے تو ان کے ہاتھوں وہ علامات کو ظاہر کرتا ہے جس کی مثل لانے سے ساری مخلوق عاجز ہو جاتی ہے یہی معجزہ کے معنی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادت خاصہ کے مطابق ایک مخلوق کو تھکا دینے والا اور عاجز کر دینے والا فعل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کا مرتبہ ظاہر کر دے اور یہی اس کی حکمت کا مقتضا ہے

پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصا اژدہا بن گیا آپ کا ہاتھ مانند آفتاب کے روشن ہو گیا اور اس سے چشمے جاری ہو گئے آتش نمرود گلزار ہو گئی حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے اور ہمارے سید و مولا افضل الرسل

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فراق میں ستون حنانہ رویا آپ کی انگشتان مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔ بعد غروب آفتاب لوٹ آیا چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اور آپ تھوڑی دیر میں جسم اطہر کے آسمانوں کی سیر کر آئے کہ بستر مبارک گرم رہا اور زنجیر حجرہ ہلتی رہی تو ارباب بصیرت اور صاحب ایمان کے لیئے کوئی جائے تعجب نہیں اور یہ تمام معجزات حق الیقین کا درجہ رکھتے ہیں۔

برادران ملت! عقل و بصیرت اور تدبر و تفکر لازمۂ ایمان ہو نور نبوت سے مستنیر ہونے کے لیئے نور عقل کی شرط بھی لازمی ہے حکمت و دانش خیر کثیر ہے اور مومن کو زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرنا چاہیئے۔ کائنات کی تمام چیزوں کو اپنا مفتوح و مسخر کرنا چاہیئے اور تحقیقات و ایجادات میں یورپ کی برابری کرنا چاہیئے مگر اسطرح کہ خدا کی مصنوعات سے اس کی معرفت حاصل کی جائے قدم قدم پر نور نبوت کو پیش راہ بنایا جائے اس کی بلند فکری آسمان سے باتیں کرنے لگے سر نیاز خاک پر رکھا جائے اور اس کی عقل رموز کائنات معلوم کرتی رہے مگر تاہم اسی معبود کے آگے سر جھکا رہے گویا حالت یہ ہو

ہمت کا پاؤں عرش بریں پر گڑا ہوا فرق نیاز فرش زمین پر دھرا ہوا

غرض قرآن و احادیث محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد پر معجزات پر ایمان لانا واجب ہے اس میں قانون قدرت کی سپر لگا کر انکار کرنا الحاد و دہریت ہے اور عقل کا منہ چڑانا ہے اپنی علم و عقل پر بھروسہ کر کے خدا کی قدرت کا انکار نہیں کرنا چاہیئے اس کے علم و قدرت کے سامنے سجدہ کر کے اور عاجز ہو کر اس کی عادات ذات صفات حقائق نبوت اور خرق عادات امور کے متعلق سوالات کا سلسلہ بند کرنا موحد کا اولین صادقانہ فرض ہے وہ اپنے پیمانۂ فہم کو تنگ اور قوت ادراک کو علم الٰہی کے روبرو حقیر و فنا چیز سمجھے کیونکہ اس کا علم ازلی اور محیط ہے اور ہمارا علم حادث اور محدود ہے۔

اب قرآن کریم کی وہ آیات بینات سن لیجیئے جن میں اس خطبہ کے مفہوم کو نہایت جامعیت اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَاب

اور جو مضبوط علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اس کو وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند ہیں وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى اور ہر چیز کی انتہا تیرے رب

کی طرف ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ اس کے کاموں کی نسبت سوال نہیں کیا جا سکتا وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ ان بندوں سے باز پرس ہو سکتی ہے وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اور تم کو ایک تھوڑا سا علم دیا گیا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یہی فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا خدا کے قانون پیدائش کو کوئی بدل نہیں نہیں سکتا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے تغیر و تبدل میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کہ اللہ کو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل لیٹے یاد کرتے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے یہ کارخانۂ عالم بے فائدہ نہیں بنایا۔

برادران اسلام! اپنی عقل و بصیرت سے کام لیکر اپنی مادی زندگی بناؤ اور دین کو عقل و بصیرت کی روشنی میں جانچو یعنی دین میں جہاں تک عقل کام دیتی ہے اس سے کام لو مگر جہاں عقل کا چراغ گل ہو جائے تو بذریعہ مجاہدات و ریاضات کے اپنی روح کو روشن کرو اور نور نبوت کی روشنی میں آگے بڑھو اگر صرف عقل کی روشنی میں عقائد اسلامی کو دیکھو گے اور نور نبوت کو میں راہ نہ بناؤ گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ یہ جو آج تم دیکھ رہے ہو کہ مسلمانوں نے دین واحد کے بہتر سے بھی زیادہ ٹکڑے کر دیئے اور اسلام میں فرقہ بندی اور ہنگامہ آرائی سے قیامت بپا کر دی یہ سب کچھ نتیجہ ہے عقل و نفس کی اندھی پیروی کا۔ پس تم اپنے اندر عملی تڑپ صادقانہ جذبہ جرأت ایمان اور ذوق عبادت پیدا کرو اور نظر استدلال کی کیچڑ میں دھنسے رہو۔ وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝ وَصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

خطبہ ماہ رجب المرجب ہفتہ دوم

واقعہ معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْئَلُہُ الْکُلَّ مَرَّتِیْ فِیْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ قَدْ دَنَا اَجَلِیْ وَاَجَلُکُمْ ۰ وَاَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِیْرًا لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۰ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ۰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۰

ایہا الاخوان! حمد وثنا بیان کرو خدائے وحدہ لاشریک لہ کی جس کے قبضہ قدرت کی کوئی انتہا نہیں جس کا علم ازلی کل عالم کو محیط ہے جس کی قدرت نمائیوں اور عجوبہ کاریوں کے ادراک سے انسان کا پیمانہ عقل تنگ ہے جس کی ذات وصفات کے ادراک سے عقل انسانی عاجز و درماندہ ہے اور جو کہ قادر مطلق اور فعال لما یرید ہے

اور درود وسلام بھیجو ہادی اعظم نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کی افضلیت اور خاتمیت پر تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام شاہد عدل ہیں جن کی ذات گرامی پر کائنات ارضی وسماوی کو ناز ہے اور جن کے کمالات آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔

برادران اسلام! میں نے جو خطبہ میں آیت تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ پاک ذات ہے وہ اللہ جو اپنے **محمد ﷺ** کو راتوں رات مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے مسجد اقصے یعنی بیت المقدس لے گیا وہ مسجد اقصی جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں اور کچھ شک نہیں کہ وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ واقعہ معراج کا مختصر ذکر کیا ہے مگر سورۃ والنجم میں اس سے زیادہ اس واقعہ کی وضاحت بیان کی ہے اور حدیثوں میں پوری تفصیل موجود ہے۔

حضرات! معراج کے لغوی معنی اوپر چڑھنے کا آلہ ہیں مگر اصطلاح شرع میں معراج اس عروج کا نام ہے جو اللہ جلت عظمتہ کی عنایت بے غایت سے انبیاء علیہم السلام کو دنیاوی عروج سے افضل اور برتر طریقہ پر عطا ہوا یہ عروج انبیائے کرام کیواسطے عطیہ الٰہی ہے چنانچہ اس مرتبہ عظمیٰ پر حضرت حق جل علی شانہ نے انبیاء سوابق کو بھی بقدر مراتب ممتاز کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر دیدار الٰہی ہوا جو ان کی معراج مگر چونکہ ہمارے آقا رسول اکرم نبی محترم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور مجسم باعث ایجاد عالم سید اولاد آدم خاتم النبیین اور سردار انبیاء تھے اور حبیب خدا ہونے کی حیثیت سے مرتبہ اور اعزاز انبیائے سوابق سے فائق ہونا چاہیے تھا اس لئے جہاں اور تمام کمالات و معجزات میں آپ دیگر انبیاء علیہم السلام سے برتر و اشرف تھے وہاں آپ کی معراج بھی تمام انبیائے سوابق سے بہتر بالشان اور ممتاز تر تھی اور آپ قرب و حضوری کے اس مقام تک پہنچے جہاں پر آج تک کسی پیغمبر کی رسائی نہیں ہوئی ؎

بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

اور جہاں ملائکہ مقربین اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بھی پر جلتے تھے ؎

اگر یک سر موئے برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

برادران اسلام! نبوت کا بارھواں سال اور عالم پر ضیا ریز ہے رجب کی ستائیسویں رات ہے جس کی نور افشانی تاریکی پر آفتاب و ماہتاب کی روشنی قربان ہو ہو جا رہی ہے شب کا نصف سے زیادہ حصہ گذر چکا ہے اور تاجدار دو عالم جب تہجد کی نماز پڑھ کر سوئے ہیں مگر آپ کی مشتاق دید نگاہیں تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي کی شان جمالی لئے ہوئے جلوہ گر ہیں ایسے روح پرور مسرت انگیز اور حیات بخش وقت میں بارگاہ اقدس سے روح الامین کو حکم ملا کہ ارض حرم میں جاؤ اور ہمارے حبیب کو مژدہ وصل سناؤ یہ حکم پاتے ہی حضرت جبرئیل ام ہانی کے گھر جہاں آپ استراحت فرما تھے آئے اور آتے ہی اپنی آنکھیں حضور اقدس کے تلوؤں سے

ملنے لگے حضور انور بیدار ہوئے تو دیکھا کہ حضرت جبرئیل محو عقیدت و نیاز ہیں پوچھا اخی
جبرئیل تم اس وقت کہاں؟ اور کیسے آئے اور کیا پیام لائے کہا یا رحمۃ للعلمین ان
اللہ تبارک و تعالیٰ یقرئ لک السلام و یقول لک زرنی فانی مشتاق الیک یعنی اے
رحمت عالم تبارک و تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ میں آپ کی
زیارت کا مشتاق ہوں۔ مولائے کائنات اور کملی والے آقا نے جب یہ پیغام مسرت سنا
تو آپ نہایت مسرور ہوئے عنایت بے غایت الٰہی کے مشکور ہوئے مراد دلی بر آئی اور
شان یکتائی استقبال کو آئی آپ نے خوشی خوشی وضو کیا اور شکریہ کے نفل پڑھے
جب آپ نفل پڑھ چکے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ بے کینہ کو اسفل بطن
تک چاک کیا اور آپ کے قلب مبارک کو نکال کر سونے کے طشت میں آب زمزم سے دھویا
اور ایمان و حکمت سے پر کر کے اس کی اصلی جگہ پر رکھ کر درست کر دیا جب اس طرح آپ
روحانی و جسمانی تیاری سے آراستہ ہوگئے اور جامۂ انسانی میں روح کائنات بن گئے تو
حضرت جبرئیل نے کہا حضور آج کی رات وہ مسعود رات ہے کہ خود خدائے قدوس آپ کا مشتاق
دید ہے تمام ملائکہ آپ کے خیر مقدم کی تیاری کر رہے ہیں آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے
ہیں اور ملائکہ پروانہ وار دیکھ رہے ہیں کہ کب ہدایت کا آفتاب آئے اور ہم قدموں پر آنکھیں
آسمانوں کو پوری آرائش و تزئین کے ساتھ زینت دی گئی ہے آپ کی خاطر جنت کو آراستہ
و پیراستہ کیا گیا ہے اور عالم بالا سراپا چشم انتظار بنا ہوا ہے آپ کو یہ عز و
احترام شرف باریابی اور قرب و سعادت مبارک ہو جس کی تمنا میں جلیل القدر انبیا
گذر گئے مگر کسی کو یہ شرف حضوری حاصل نہیں ہوا۔

برادران ملت! جب شہنشاہ کونین نے یہ مرتبہ اور جاہ و جلال و انعام و اکرام
ملاحظہ فرمایا تو آپ کو وہ امت عاصی یاد آگئی جو آپ کی رحمت و شفقت کو بھولجانیوالی تھی
آپ کے اسوۂ حسنہ کو فراموش کرنے والی تھی۔ آپ کی شریعت کو بالائے طاق دھر دینے
والی تھی۔ چنانچہ آپ سربسجود ہو کر یوں مناجات فرمانے لگے ؎

زار می نالید و می گفت اے الٰہ	تا نہ بخشی امتانم را گناہ
من نہ بردارم سر خود از زمیں	با دل پر درد و چشم اشکبار
بردہ آمد اے خدائے ذوالجلال	بندۂ افسردہ دل آشفتہ حال

بردر آمد اے خدا لطفے مصطفےٰ | بندۂ تو با ہزاراں التجا
بردر آمد بندۂ بے اختیار | با دل پُر درد و چشم اشکبار
بر در آمد مصطفےٰ زاری کناں
معذرت خواہ گناہ امتاں

یعنی آپ با دل پر درد بارگاہ الٰہی میں التجا کرنے لگے کہ اے اللہ العالمین! تیرے در واقع پر تیرا ایک بندہ بے اختیار افسردہ دل اور آشفتہ حال آیا ہے اور گناہ امت کے لئے معذرت خواہ ہے جب تک تو میری گناہگار امت کو نہ بخشے گا میں سجدہ سے سر نہ اٹھاؤں گا۔

امت کے حق میں یہ آہ و زاری اور بے قراری دیکھ ستار العیوب غفار الذنوب کی رحمت جوش میں آئی اور حکم آیا کہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اے محبوب تمہارا پروردگار تم کو اتنا کچھ دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۔

گر طلب کردی زمین و آسماں | جملہ می بخشیدمش در یک زماں

جب امت عاصی کے حق میں یہ مژدۂ مغفرت سن لیا تو پھر براق صبار فتار پہ سوار ہوئے حضرت جبرئیلؑ نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیل نے لگام پکڑی اور اس عزو احترام کے ساتھ روانہ ہوئے براق پر سوار ہوتے ہی آپ بیت المقدس پہنچ گئے یہاں مسجد اقصےٰ میں تمام انبیا علیہم السلام موجود تھے انھوں نے آپ کا خیر مقدم کیا اور سب نے حضورؐ کی اقتدا میں نماز پڑھی اس کے بعد عروج الی السماء شروع ہوا۔

شیخین نے مالک بن صعصعہؓ سے عروج الی السماء کی کیفیت بایں بیان کی ہے کہ جب حضرت جبرئیل سرور کونین کو لئے ہوئے پہلے آسمان پہ پہنچے تو دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا وہاں کے ساکنین نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرئیل پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہوں نے کہا کہ کیا ان کو طلب کیا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ہاں اس کے جواب میں ساکنان آسمان اول نے ان کے لئے مرحبا کہا اچھا آیا! پھر آسمان کا دروازہ کھولا گیا جب وہاں پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام کو وہاں موجود پایا جبرئیلؑ نے حضرت آدم کا تعارف کرایا اور حضورؐ ادس لیے کہا کہ یہ تمہارے باپ آدم ہیں ان کو سلام کرو آپ نے

ان کو سلام کیا، انھوں نے جواب دیکر کہا صالح ابن صالح مرحبا اسی طرح ساتویں آسمان پر یہی معاملہ پیش آیا اور دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام چوتھے پر حضرت ادریسؑ پانچویں پر حضرت ہارونؑ چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اور اسی طرح جواب و سوال ہوئے پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور وہاں چار نہریں دیکھیں، دو تو ظاہر کی اور دو باطن کی۔ پھر آپ کے سامنے بیت المعمور یعنی فرشتوں کا کعبہ لایا گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین پیالے آپ کے سامنے پیش کئے ایک دودھ کا ایک شہد کا اور ایک شراب کا، آپ نے دودھ کا پیالہ نوش کیا۔ اس پر حضرت جبرئیلؑ نے کہا آپ نے دین فطرت کو اختیار فرمایا۔

برادران اسلام! حضور اقدس فرماتے ہیں کہ میں جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو رحمت حق نے مجھے آغوش رحمت میں لے لیا اور تین چیزیں عطا فرمائیں (۱) پچاس وقت کی نماز جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر تخفیف ہوکر صرف پانچ وقت کی مگر ثواب میں پچاس وقت کی نمازوں کی برابر ہوگئیں (۲) امت کے گناہوں کی مغفرت اور دشمنان اسلام کی پائمالی اور فدایان اسلام کی خوشحالی اور فتح نصرت۔

حضرات! اس رات میں خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام دنیٰ فتدلیٰ پر نائز ہو کر اختصاص فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی اور مصدر خصوصیات مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ہو کر جو دیکھا اور سنا اس کی سوائے حضورؐ کے اور کسی کو ہوا بھی نہیں لگی جسکے ادراک سے عقل انسانی عاجز ہے اور جس کو کوئی انسان بیان نہیں کر سکتا البتہ جذبات عقیدت مجبور ہوکر یوں الفاظ کا جامہ پہنتے ہیں ؎

زسپہر کرو جہاں گذر کہ زشبشہ می گذرد نظر — نہ بپا ز رفتن رہ اثر نہ بروح غم نہ بجاں نظر

نہ بجاں سرے نہ زدل خبر نہ ملک رسیدہ و نے بشر — تو عروج پایہ او نگر کہ کجا رسیدہ بیک نظر

بلغ العلیٰ بکمالہ کشفت الدجیٰ بجمالہٖ — حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ والہٖ

چو رسید خواجہ داراں مکاں ہمہ راز گشت عیاں بر — چہ عیاں کہ گشت بر و عیاں چہ نہاں کہ بود ہمہ نہاں

پس پردہ خالق انس و جاں بسر ورجبل شہہاں — ز برائے رمز مہ بیاں بملک اشارہ کند کہ ہاں

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

ایہا الاخوان! سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس رات مجھے آسمانوں

کی سیر کرائی گئی اس کی صبح کو مکہ میں تھا مجھے اس خیال سے کہ اگر میں آسمان کی سیر کے حالات
اور عجائبات برزخ لوگوں کو سناؤں گا تو لوگ مجھے جھٹلائیں گے سخت متردد تھا کہ ایسی
عجیب و غریب اور خلاف عقل بات کو کون جانے گا اسی رنج و غم اور تردد و پریشانی میں ایک
گوشہ میں بیٹھا تھا اتفاقاً ایسی حالت میں ابوجہل آگیا اور تمسخر آمیز لہجہ میں پوچھا کہئے آج بھی
کوئی نئی اور انوکھی بات آپ نے گھڑی یا نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں آج کی رات مجھے زمین و
آسمان کی سیر کرائی گئی اور اتنی دیر میں کہ اگر بستر گرم رہا اور زنجیر حجرہ ہلتی رہی۔ ابوجہل نے یہ
سنا اور ایک تکذیب و تمسخر کا اچھا موقعہ ہاتھ آیا وہ تو آہی اس ٹوہ میں تھا چنانچہ یہ اچنبے
کی بات سن کر بھاگا بھاگا گیا اور دیگر مفسدین اور مشرکین کو بھی بلا لایا کہ آؤ تمہیں ایک تماشہ
اور اچنبے کی بات سنواؤں۔ جب ان سب کو حضور کے پاس لے آیا تو کہا جناب اب اپنی
سیر کے حالات سنائیے۔ میں نے فوراً ہی سیر کا نقشہ ان کے سامنے بھی دھرایا۔ یہ سننا تھا
کہ کچھ وہ تالیاں بجانے اور اچھلنے کودنے اور ہنسی مخول اڑانے جو بد دین اور منافق تھے وہ
تو اسلام ہی سے پھر گئے حضور فرماتے ہیں کہ قریش مجھ سے سیر معراج کے متعلق سوالات
کرنے لگے اور بیت المقدس کے علامات پوچھنے لگے مجھے تردد ہوا اللہ پاک کی قدرت کاملہ نے بیت المقدس
کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھتا جاتا تھا اور جو بات پوچھتے اس کا جواب دیتا جاتا تھا۔

حضرات! جس وقت حضور صلعم نے سیر معراج کے حالات حضرت ابوبکر صدیق
کو سنائے تو آپ نے سنتے ہی اس عظیم الشان معجزہ کی بدل تصدیق کی اور صدیق کا لقب پاکر
قیامت تک کے لئے مومنین مخلصین کے سامنے راہ تسلیم و رضا اور صداقت کھول دی
پس تم بھی معراج جسمانی پر انہی تفصیلات کے ساتھ ایمان لاؤ۔ اور چون و چرا کو بھاڑ میں
جھونک کر صدیق کے زمرہ میں ہو جاؤ

أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالِاعْتِصَامِ بِأَمْرِ اللهِ الَّذِي شَرَعَ لَكُمْ وَهَدَاكُمْ بِهِ
وَإِنَّ جَوَامِعَ هَذَا الْإِسْلَامِ بَعْدَ كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِمَنْ
وَلَّاهُ اللهُ أَمْرَكُمْ فَإِنَّهُ مَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا وَمَنْ
يَعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ وَغَوَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ٥
بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ ٥ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ٥ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ٥

خطبہ ماہ رجب المرجب ہفتہ سوم

حضور صلعم کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِیْنَ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o اما بعد

برادرانِ اسلام! حمد وثنا بیان کرو رب السمٰوات والارض کی جس نے ہماری ہدایت ورہبری کے لئے افضل الرسل وخاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ہمیں تمام امتوں کا سردار اور بہترین امت قرار دیا۔

اور درود وسلام بھیجو سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی فضیلت وبزرگی بیان کرنا بشر کی طاقت سے باہر ہے جن کے مقام قرب حضوری پر ملائکہ مقربین کے پر جلتے ہیں اور جن کے معجزات آفتاب سے زیادہ روشن اور قطعی الثبوت ہیں۔

برادرانِ ملت! معلوم نہیں وہ کونسی گھڑی منحوس تھی جس میں اسلام کے اندر انقلاف وفرقہ بندی کی بنیاد پڑی اور ملت واحدہ میں نفاق وشقاق کا طوفان بپا ہوا مسلمان جس قدر خیر القرون سے دور ہوتے گئے اسی قدر ان کے دل ودماغ میں اختلاف کے جراثیم پرورش پاتے گئے اور اسلامی مسائل وحقائق کو اپنی نفاق انگیز ذہنیت کا آماجگاہ بنائے گئے یہانتک کہ معراج جیسے صاف صریح مسئلہ کو بھی نہیں چھوڑا اور اس کے متعلق دو فریق ہوگئے ایک معراج جسمانی کا قائل ہے اور ایک روحانی کا۔ حالانکہ اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں نیک نیتی کے ساتھ دیکھا جائے اور بے لاگ قوت استدلال سے کام لیا جائے تو یہ حقیقت وصداقت سامنے آجاتی ہے کہ حضور سرور کائنات کو معراج جسمانی ہوئی یعنی آپ اسی جسم کے ساتھ آسمانوں پر گئے ذرا اس کے دلائل بغور سنئے۔

حضرات! خدائے قدوس دانا وبرمطلق نے سورۂ بنی اسرائیل میں اس واقعہ کو لفظ سبحان سے شروع کیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر قیوم ہر طرح کے نقص اور عیب اور عجز ودرماندگی سے پاک ہے۔ یعنی اس عجیب واقعہ کی نسبت جو نقص واعتراض ذہن انسانی میں پیدا ہوسکتا ہے اس سے خدا کی ذات پاک ہے۔ گویا اس واقعہ کو بیان کرنے

سے پہلے ہی خدائے قدوس نے تمام اعتراضات کی جڑ کاٹ دی اور کم از کم ایک مسلمان کے لئے تو کسی اعتراض کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

دوسرے اللہ پاک فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بندے کو لے گیا۔ اس میں لفظ عبدہٗ آیا ہے اور عبد روح اور جسم دونوں پر بولا جاتا ہے نہ کہ صرف روح پر۔ قرآن کریم میں کئی جگہ یہ لفظ آیا ہے جس کا استعمال روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر کیا گیا ہے یہ ایک ایسا قطعی ثبوت ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

تیسرے سورہ نجم میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى یعنی وہ رسول صلعم آسمان کے اونچے کنارے پر سیدھا سوار ہوا۔ پھر قریب آیا اور جھکا۔ تو صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم پھر اپنے بندے سے جو باتیں کیں وہ کیں اس نے جو دیکھا اس کو جھوٹ نہیں بیان کیا۔ لوگو! وہ جو کچھ دیکھتا ہے اس پر تم اس سے نزاع کرتے ہو۔ اس نے یقیناً دوبارہ اس کو اتر تے دیکھا انتہائے درخت کے پاس جسکے قریب بہشت ہے۔ جب بیری کے درخت پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا نظر بہکی نہ اچٹی۔ اس نے یقیناً اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔"

دیکھا اللہ پاک معراج جسمانی کو کس صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔ خصوصاً یہ الفاظ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى قابل غور ہیں کہ نہ آپ کی آنکھ بہکی نہ اچٹی اگر معراج کو روحانی قرار دیا جائے تو یہ الفاظ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے فَغَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ یعنی جلوۂ اسرار الٰہی اس پر چھا گیا اسی میں حضرت انسؓ سے شریک ابن عبد اللہ نے یوں روایت کی ہے حتی جاء سدرة المنتهى ودنا الجبار رب العزت فتدلی حتی کان منه قاب قوسین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرة المنتہیٰ تک پہنچے تو عزت والا جبار اس قدر قریب ہوا اور جھک آیا کہ اس کے اور آپ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

چوتھے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

یعنی اس مشاہدہ کو ہم نے لوگوں کی آزمائش کا معیار بنایا ہے پس یہ واقعہ لوگوں کے حق میں آزمائش اسی وقت بن سکتا ہے جبکہ واقعہ معراج کو جسمانی قرار دیا جائے ورنہ خواب کشف کی حالتمیں تو ہر انسان زمین سے آسمان پر پہنچ سکتا ہے کہ جس میں کوئی شک اور اشتباہ نہیں کہ واقعہ معراج آزمائش کا معیار ہی پانچویں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی تصریح و وضاحت کے مطابق آنحضرت کو معراج عالم بیداری میں ہوئی اور آپ جسد ظاہری کے ساتھ بنفس نفیس شرف معراج سے مشرف ہوئے اگر معراج کو روحانی مانا جائے تو معراج کی کوئی خصوصیت اور شان قائم نہیں رہتی کیونکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حضور کو انتہا درجہ کا قرب و حضوری تو پہلے ہی حاصل تھی۔ پھر روحانی معراج کے کیا معنی؟ پس قرآن کریم کا اس واقعہ کو نہایت اہتمام و خصوصیت کے ساتھ بطور معجزہ کے بیان کرنا، اس کو آزمائش کا معیار قرار دینا آپ کے سینہ کا چیرا جانا، براق پر سوار ہو جانا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا حضرت جبرائیل کو اصلی شکل میں دیکھنا۔ آسمانوں پر سوالات و جوابات کا ہونا سدرۃ المنتہیٰ میں دودھ کا پینا پچاس نمازوں میں تخفیف کی گفتگو کرنا صبح کو حضور اقدس کا اس واقعہ کے اظہار و بیان میں تامل و تردد کرنا قریش کا مسخر اڑانا اور ان کا انکار و تعجب کرنا، بعض مسلمانوں کا مرتد ہونا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس واقعہ کی تصدیق پر صدیق کا لقب پانا اور تمام صحابہ و سلف و خلف کا معراج جسمانی پر اجماع کرنا وغیرہ وغیرہ امور قطعیہ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں کہ معراج عالم بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوئی۔ سوائے بیداری کے ان امور کا وقوع ممکن نہیں، ہاں اگر قرآن و حدیث کا انکار کر دیا جائے تو وہ دوسری بات ہے۔ اگر باوجود ان دلائل و براہین کے کسی عقیدہ کو اور حقیقت اور صداقت کو تاویلات کے ہی پردوں میں چھپایا جا سکتا ہے تو پھر سرے سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے اور قرآن و حدیث سے اسلامی عقائد کا کوئی عقیدہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

تمام صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین مفسرین اور صوفیائے کرام کا یہی مذہب ہے کہ معراج جسد شریف کے ساتھ ہوئی تھی چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ آنحضرت کو معراج جسمانی ہوئی ہاگر روح کے ساتھ ہوتی یا خواب اور نیند میں تو کفار اس سے انکار نہ کرتے اور نہ جھگڑا کرتے۔ یہ جھگڑا تھا ہی اس لئے کہ حضور صلعم نے ان کو جسمی معراج کی خبر دی تھی اور ان مقامات کی خبر دی تھی جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے تھے۔

برادرانِ اسلام! اب منکرینِ معراج جسمانی کے وہ نقلی دلائل بھی سُن لیجئے جو وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں، یہ لوگ تمام صحابہ میں سے صرف تین صحابیوں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں سیدنا حضرت ابو حذیفہؓ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور امیر المومنین حضرت معاویہؓ۔ محمد بن جریر طبریؒ نے ان حضرات سے نقل کیا ہے کہ معراج کے تمام واقعات خواب تھے۔ آپ کا جسدِ مبارک اپنی جگہ سے جدا نہیں ہوا۔ مگر یہ اقوال صحیح نہیں بلکہ محض افترا معلوم ہوتے ہیں وجوہ ذیل ملاحظہ ہوں۔

اوّل محدثانہ تحقیق و تنقید اور اصولِ درایت و روایت کے معیار پر یہ اقوال پورے نہیں اُترے یہی وجہ ہے کہ سوائے طبری کے معتبر محدثین نے ان اقوال کو نقل نہیں کیا اور طبریؒ نے اپنی تفسیر میں صحت کا التزام نہیں کیا۔ بلکہ رطب و یابس سب ہی کچھ بھر دیا ہے۔

دوسرے اگر صحابہ میں دیگر مسائل کی طرح اس واقعہ میں بھی کوئی اختلاف ہوتا تو وہ صحابہ جسمی معراج کے قائل تھے وہ ضرور روحانی معراج کے ماننے والوں سے مناظرہ کرتے۔ مگر ایسا کہیں بھی مذکور نہیں، تیسرے حضرت حذیفہ وغیرہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ محض اپنے اجتہاد سے فرمایا ہے یہ کسی نے نہیں کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا سنا ہے برخلاف ان صحابہ کے جو جسمی کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے سنا اور آپ نے ہم سے فرمایا۔

چوتھے واقعہ معراج ہجرت سے پہلے کا ہے۔ اُس وقت مسلمانوں کی کثرت نہ تھی۔ امیر معاویہ حالتِ کفر میں تھے حضرت عائشہؓ کی عمر ایک یا دو سال کی تھی اور حضرت حذیفہ بھی اُس وقت تک مسلمان نہ ہوتے تھے پھر اُن کے اقوال سے حضرت ابوذرؓ جیسے سابق الاسلام جمہور صحابہ اور احادیث صحیحہ کا معارضہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ پس معراج کے متعلق حضرت امیر معاویہؓ وغیرہ اور جمہور صحابہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور کوئی صحیح قول معراج جسمانی کی نفی میں پیش نہیں کیا جاسکتا علاوہ ازیں مخالف اقوال سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خواب میں بھی آپ کو معراج ہوئی ہوگی۔ جیسا کہ واقعہ ہجرت پہلے خواب میں دکھلایا گیا اور پھر اسی طرح واقعہ ہوا اسی طرح ممکن ہے کہ ایک معراج آپ کو پہلے خواب میں ہوئی ہو اور پھر اسی کے مطابق عالم بیداری میں۔ بہر حال کسی صحابی نے معراج جسمانی کا انکار نہیں کیا۔ اور جو لوگ ایسا ثابت کرنے کی ناکام کوشش

سعی کرتے ہیں وہ مغالطہ میں مبتلا ہیں اور عوام کو مبتلائے فریب کرتے ہیں۔

حضرات! جب قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہؓ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ معراج جسمانی ہوئی تھی تو کم از کم ایک مسلمان کو تو اس سے انکار کی گنجائش نہیں اور ثبوت نقلی کے بعد عقلی ثبوت کی مطلق ضرورت نہیں۔ مگر چونکہ یہ زمانہ عقل پرستی اور فلسفہ طلبی کا ہے جس سے انگریزی تعلیم یافتہ بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے اب میں عقلی ثبوت اور اعتراضات بھی پیش کرتا ہوں۔

یاد رکھئے کہ نقل صحیح اور عقل سلیم میں کبھی تعارض ہو ہی نہیں سکتا اور کبھی ہو تو سمجھ لیجئے کہ عقل میں قصور ہے اور وہ اس امر کے پیمانہ فہم سے زیادہ ہے جو کوتاہ اندیش عقلی رنگ میں جسمانی معراج کے قائل نہیں اس کے ترکش استدلال میں یہی بڑے دو کرم خوردہ تیر ہیں جو حقائق اسلامیہ کا جگر چھیدنے میں ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ ان کی عقل یاد نہیں کرتی اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ کیوں کر ایک لمحہ میں خانہ کعبہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور جنت و دوزخ کی سیر کر آئے۔ اتنی سرعت کسی طرح سمجھ میں نہیں آتی اور پھر آپ کا خاکی جسم کیونکر اوپر گیا جبکہ زمین کی کشش ثقل کرۂ زمہریر اور کرۂ نار مانع مات حائل ہیں لے دیکر ان کے اعتراضات کی کل کائنات یہ ہے۔ بہت اچھا جناب ان کی سمجھ میں یہ بات تو نہیں آتی کہ جسم خاکی کیسے اوپر گیا مگر یہ کیسے سمجھ میں آتا ہے کہ انسان ہوائی جہاز کے ذریعہ سے چاند تک کی آبادی میں پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے اب وہ کشش ثقل کون سے فلسفی کے دماغ میں جا گھسی یہ لوہے کا منوں کا بوجھ کیسے اوپر چلا جاتا ہے حیف ہے ایسی عقل پر جو کہ انگریز بنشیں تو یہ طاقت تسلیم کرے کہ وہ ہواؤں میں پرواز کر سکے مگر نعوذ باللہ محمد رسول اللہ کے خدا کی اتنی طاقت تسلیم نہ کرے کہ وہ اپنے پیارے بندہ کو اوپر لے جائے۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

کرۂ نار اور کرۂ زمہریر سے صحیح سالم گزر جانا ہی عقل کے خلاف اور معراج جسمانی کے مانع نہیں کیونکہ وہ خدائے حکیم جس نے آگ وغیرہ میں جلانے کی خاصیت رکھی ہے وہ اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ آگ کو گلزار کر دے۔ بہت سے جانور ایسے ہیں کہ وہ آگ میں ہی پرورش پاتے ہیں کیا ان سیاہ بھیجوں کے انسانوں نے پھلجھڑیاں اور گیس ہنڈے بھی نہیں دیکھے کہ ضعیف البنیان انسان نے کیونکر اس کے جلانے کی خاصیت کو دور کر دیا ہے

اب تو سائنسدانوں نے ایسے لباس بھی ایجاد کرلئے ہیں کہ جن کو پہنکر انسان کو آگ اور برف کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی لیجئے اسی کے مطابق ایک نکتہ سنئے یہ جو احادیث میں حضورؐ کا سینہ چیر جانا اور جنت سے لباس کا آنا مذکور ہے کہ حضرت جل علا شانہ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے یہ تاثیر رکھدی ہو کہ آگ اور برف کی حرارت اور برودت نے آپ کو کوئی ضرر نہ پہنچایا ہو۔ اور سنئے دستور ہے کہ جب کوئی بادشاہ کا منظور نظر اور محبوب آتا ہے تو اس کے ترک احتشام اور استقبال خیر مقدم میں تمام ارکین سلطنت جمع ہوتے ہیں۔ تمام عملہ دفتر بند رہتا ہی کارخانے رک جاتے ہیں اور مزدور چھٹیاں مناتے ہیں۔ اسی طرح لیلۃ المعراج میں تمام ساکنین ارضی وسماوی محو استقبال تھی کل کائنات آپ کے قدموں پر جھکی ہوئی تھی۔ زمین کشش ثقل کو بھول گئی تھی زمین اپنی پوری وسعت اور فراخی کیساتھ کھل گئے تھے کرۂ زمہریر نے اپنی برودت کو چھوڑ دیا تھا اور کرۂ نار نے اپنی آتش فشانی بند کردی تھی۔ گویا سب کے سب آپ کے اور دیدار نبوی میں منہمک تھی اور کسی نے پکار کر کہدیا تھا کہ آج ہما محبوب آتا ہے لہذا سب کی چھٹی۔ بتلائیے اب کونسی چیز جسمانی معراج میں مانع ہوسکتی تھی اور کونسی ثقل آپ کے جسم اطہر کو اوپر جانے سے روک سکتی تھی۔ ہوائی جہازوں کی پرواز پر ایمان لانے والو فلسفہ یورپ کو وحی آسمانی سمجھنے والو بتلائیے۔ کیا اب بھی خدائے محمد اور جسمی معراج پر ایمان لائے گئے؟ اگر نہیں تو اپنی عقل کو بیٹھے چاٹتے رہو۔ خدا نے اپنے حبیبؐ کو جو مرتبہ اور اعزاز دیا تھا وہ دیدیا۔ اب اگر سارے جہان کے فلسفی اس مرتبۂ عظمیٰ کو جھٹلائیں تو نہیں جھٹلا سکتے۔

برادران اسلام! اب رہ گیا سرعت حرکت کا سوال۔ سو فلسفہ قدیم وجدید نے سرعت حرکت کی کوئی تحدید وتعیین نہیں کی اور نہ آئندہ کر سکیں گے۔ دیکھئے آفتابی شعاعیں اور کرنیں جو ایک قسم کا وجود رکھتی ہیں موٹے وشفاف شیشے سے دوسری طرف نکل جاتی ہیں اور اس تیزی سے نفوذ کرتی ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پس اگر ایسے ہی آنحضرت صلعم کا وہ سراپا نور مجسم جو سینہ کو چیر کر شعاع آفتابی سے ہزار گناہ زیادہ حرکت ونفوذ کرنے کے قابل ہوگیا تھا اگر صاف وشفاف آسمانوں سے گذر جائے تو کونسا استحالہ لازم آتا ہے خصوصاً جبکہ بشریت کی کثافت آپ میں نام کو بھی نہیں رہی تھی اور آپ میں عروج کا وہ اسٹیم بھر دیا گیا تھا جس کی عقل کو ہوا بھی نہیں لگی۔ اور آپ تو ظاہری اسباب اور عقلی توسط کے ذریعہ آسمانوں پر گئے تھے یعنی آپ دوش براق پر سوار ہوکر گئے تھے لہذا ہر فہموں کے لئے عقلی اسباب بھی موجود ہیں۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم علیہ

برادران اسلام! اب ایک درمیانی معاملہ آسمانوں کا رہ گیا ہے کہ ان کا وجود بھی ہے یا نہیں؟ سو یاد رکھیے جب تک کوئی شے موجود نہ ہو اس وقت تک اس کا نام نہیں ہوتا دوسرے جس چیز سے انکار کیا جاتا ہے تو یہ انکار اس کے وجود کی عین دلیل ہے مگر عقل سست اور ظاہر بین بغیر کسی قطعی دلیل اور مشاہدہ کے محض حکیم فیثاغورث کی تقلید میں آسمانوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ ورنہ آسمانوں کا وجود عاقل مومن کے لئے یقینی ہے قرآن پاک و دیگر کتب سماوی میں آسمانوں کا ذکر ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اس کا وجود تسلیم کرتے رہے بڑے بڑے علماء، عقلاء، حکماء و صلحاء دانشمندان فلاسفر آسمانوں کے وجود کے قائل رہے ہیں اور ہیں غرض بغیر کسی دلیل و مشاہدہ کے اس کا انکار ایک بے دلیل بات اور امر محال ہے بوصف نظر نہ آنا ان کے معدوم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا حکماء یونان کے نزدیک تو افلاک میں خرق والتیام بھی محال نہیں ہے اگر وہ ٹھوس اور سخت اجسام ہیں تو یہ کہاں ثابت ہوا کہ ان میں دروازے نہیں۔ پس جو لوگ جسمانی معراج کا انکار کرتے ہیں ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی اور ان کا یہ انکار دانائی و دانشمندی اور ہوشمندی کا اقتضاء نہیں بلکہ وہ موجودہ علوم وفنون سے مسحور و مرعوب ہو کر اور اپنی کوتاہ فہمی سے ایسا کہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر جسمی معراج کے مان لینے میں کونسی قیامت آ جاتی ہے کونسا دین کا ستون گر جاتا ہے اور وہ کیونکر فلاسفروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ ایسے ہی کمزور دل و دماغ کے مالک ہیں تو انھیں پہلے محمد عربی کے خدا سے ہی انکار کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ موجودہ فلسفہ اس کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اور الٰہی صفات کے رنگ میں نہیں دکھا سکتا جس میں اسلام نے دکھایا ہے۔

کیا ان کو شرم نہیں آتی کہ وہ واقعہ معراج کی عظمت و شان گھٹا کر اسلام کے پردہ میں حضور علیہ السلام کی افضلیت کو بٹہ لگا رہے ہیں۔ آپ کو ایسی بد مذاق اور نجس ہستیوں کے مکائد سے ہر طرح محفوظ رہنا چاہیئے اور ان کو عقل کی کیچڑ میں دھنسے رہنے دینا چاہیئے۔

حضرات! محقق اور صداقت شعار علماء کو جسمانی معراج پر اس لئے اس قدر اصرار ہے کہ معراج جسمانی کا ثبوت نبوت کا فرع ہے۔ اگر نبوت ثابت ہو تو ایک مومن کو جسمانی

معراج کے ثبوت میں بھی کلام نہیں ہو سکتا اور جو شخص جسمی معراج کا منکر ہے وہ نعوذ باللہ اس کی نبوت میں بھی منکر ہے۔ پس تحقیق بات قرآن و حدیث کے معیار پر جچی تلی ہوئی صداقت اور عقیدۂ حقہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی اور عالم بیداری میں ہوئی

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۞ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۞ وَمَنْ يَتَّبِعِ السُّمْعَةَ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهِ ۞ وَمَنْ يَصْبِرْ يُضَعِّفِ اللّٰهُ لَهُ ۞ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ ۞ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۞ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ ۞ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۞ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ قَدِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۞

خطبہ ماہ رجب المرجب ہفتہ چہارم

لیلۃ المعراج کا ایک انعام اور مومنوں کی معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي غَمَرَ الْعِبَادَ بِلَطَائِفِهِ ۞ وَغَمَرَ قُلُوبَهُمْ بِأَنْوَارِ الدِّينِ وَظَائِفِهِ الَّذِي يَنْزِلُ عَنْ عَرْشِ الْجَلَالِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا مِنْ دَرَجَاتِ الرَّحْمَةِ إِحْدَى مَوَاقِفِهِ ۞ فَارَقَ الْمُلُوكَ مَعَ التَّفَرُّدِ بِالْجَلَالِ وَالْكِبْرِيَاءِ بِتَرْغِيبِ الْخَلْقِ وَفِي السُّؤَالِ وَالدُّعَاءِ ۞ فَقَالَ مَنْ دَاعٍ فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَهَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ وَبَايَنَ السَّلَاطِينَ بِفَتْحِ الْبَابِ وَرَفْعِ الْحِجَابِ فَرَخَّصَ لِلْعِبَادِ فِي الْمُنَاجَاةِ بِالصَّلَوَاتِ كَيْفَ مَا تَقَلَّبَتْ بِهِمُ الْحَالَاتُ فِي الْجَمَاعَاتِ وَالْخَلَوَاتِ وَلَمْ يَقْتَصِرْ عَلَى الرُّخْصَةِ بَلْ تَلَطَّفَ بِالتَّرْغِيبِ وَالدَّعْوَةِ وَغَيْرُهُ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُلُوكِ لَا يَسْمَعُ بِالْخَلْوَةِ إِلَّا بِالْخَلْوَةِ إِلَّا بَعْدَ تَقْدِيمِ الْهَدِيَّةِ وَالرِّشْوَةِ فَسُبْحَانَهُ مَا أَعْظَمَ شَأْنَهُ وَأَقْوَى سُلْطَانَهُ وَأَتَمَّ لُطْفَهُ وَأَعَمَّ إِحْسَانَهُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ الْمُصْطَفٰى وَوَلِيِّهِ الْمُجْتَبٰى وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ

مَفَاتِيْحُ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحُ الدُّجٰى وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا اَمَّا بَعْدُ

ایہا الاخوان! حمد و ثنا بیان کرو حق جل مجدہٗ کی جس نے اپنے بندوں پر لطف و کرم کی بارش کی اپنے فضل و احسان سے ان کو ڈھانک لیا ان کے قلوب کو انوار دین اور لطائف حیات سے منور کیا جو اپنے عرش جلال سے آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے جس کے درجات رحمت میں سے ایک لطف و رحمت یہ ہے کہ اس نے دنیاوی بادشاہوں کا اپنی یکتائی اور جمال کبریائی کے ساتھ فرق کیا اپنے بندوں کو سوال و دعا کرنے کی ترغیب دی ارشاد فرمایا کہ ہے کوئی ہم سے دعا کرنے والا کہ ہم اس کی دعا قبول کریں اور ہے کوئی ہم سے مغفرت مانگنے والا کہ ہم اس کو بخشیں جس کی شان سب سے اعلیٰ ہے اور جس کی سلطنت سب سے قوی ہے جس کا لطف و احسان عام ہے اور جو ہمارا خالق و مالک رازق معبود حقیقی اور محبوب و مطلوب ہے۔

اور درود و سلام بھیجو صاحب لولاک صاحب معراج نبیوں کے سرتاج سرور دین شاہ عرب محمد مصطفےٰ صلعم اور آپ کی آل و اصحاب پر جنہوں نے ہمیں گمراہی و ضلالت سے نجات دلا کر خدا کی معرفت و محبت اور اطاعت کا صحیح راستہ بتلایا اور ہمیں روحانی عروج و کمال کے اس بلند مقام پر پہنچایا جہاں ملائکہ مقربین کا بھی گذر نہیں۔

برادران اسلام! واقعہ معراج کے تذکار سے جہاں آپ کو حضور صلعم کی رفعت و عظمت اور خدا کی قدرت کا اندازہ ہوا ہوگا اور آپ کا دین و ایمان تازہ ہوا ہوگا وہاں اب آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ واقعات معراج میں اور اس عظیم الشان معجزہ کی تہہ میں اس گوہر نایاب کو تلاش کریں جو مسلم کے ایمانی تاج کا ہیرا ہے اور جس کی روشنی بداعمالیوں اور فسق و عصیان کی تاریکیوں سے بچا کر راہ فطرت پر قائم رکھتی ہے۔ غور کیجئے وہ خدائے قدوس جس نے اپنے پیارے حبیب کو یہ کچھ شرف اور عروج و کمال بخشا اُس کی قدرت قاہرہ جلیلہ قیاس نے کیا اس عروج کمال میں آپ کی امت کا کوئی حصہ نہیں رکھا اور ہمیں فراموش کر دیا نہیں ہرگز نہیں بلکہ معراج کی رات ہمیں بھی وہ انعام ملا جس کے سامنے ہفت اقلیم کی بادشاہی کوئی چیز نہیں سچ ہے بادشاہوں کے غلام بھی دوسروں کے مقابلہ میں بادشاہ ہی ہوتے ہیں یعنی شاہ عرب کے امتی بھی تمام امتوں کے سرتاج ہیں اور صاحب معراج کے طفیل میں ہمیں بھی اس رات وہ کچھ ملا جو اور امتوں کو نصیب نہ ہوا۔

حضرات! شب معراج میں جو اعزاز و اکرام حضور صلعم کا ہوا اور جو انعامات بارگاہ

ایزدی سے ملے ان کو تو خدا اور اس کا حبیب ہی خوب جانتا ہے۔ہاں منجملہ دیگر انعامات کے ایک انعام اور تحفہ پنجوقتہ نماز ہے جس کی پابندی معراج کمال پر پہنچاتی ہے۔ اور مؤمن کو دن میں پانچ مرتبہ معراج ہوتی ہے۔ نماز دین کا ستون عصام الیقین راس القربات ام الطاعات اور اخلاق و روحانیت کا خزانہ ہے۔

اسلام نے عبادات میں سب سے زیادہ اہم نماز کو ٹھیرایا ہے جس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ نماز پڑھنے کا حکم قرآن مبین میں سات سو مرتبہ آیا ہے۔ حضور نبی کریم صلعم فرماتے ہیں خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد فمن جاء بھن ولم یضع منھن شیئاً استخفافا بحقھن کان لہ عند اللہ عھد ان ید خلہ الجنۃ ومن لم یات بھن فلیس لہ عھد ان شاء عذبہ وان شاء ادخلہ الجنۃ یعنی اللہ پاک نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کو ادا کیا اور اس کے حقوق میں سے کوئی چیز ضائع نہ کی یعنی خشوع خضوع کے ساتھ تمام حقوق و آداب کی پوری پوری نگہداشت کی اللہ کا ذمہ ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے اور جس نے فرض کو ادا نہیں کیا اس کے لئے اللہ کا کوئی ذمہ نہیں چاہے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کرے۔ دوسرا ارشاد ہے مثل الصلوۃ الخمس کمثل نھر عذب غمر بباب احدکم یقتحم فیہ کل یوم خمس مرات فما ترون ذلک یبقی من درنہ شیٔ قالوا لا یعنی پنجگانہ نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کچھ نہیں۔ یعنی جیسے دن میں پانچ مرتبہ نہانے والے کے جسم پر میل نہیں ہوتا اسی طرح نمازی کا دل و دماغ گناہوں کی غلاظت و کثافت سے پاک ہو جاتا ہے اور معصیت کی کدورت ذرا نہیں رہتی اور وہ ہر قسم کے گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد رسول ہے فان الصلوات الخمس تذھب بالذنوب کما یذھب الماء الدرن۔ یعنی پنجوقتہ نماز گناہوں سے ایسا ہی پاک کر دیتی ہے جیسے میل کو پانی۔ نیز حضورؐ فرماتے ہیں کہ ایک نماز دوسری نماز تک کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے سوائے کبیرہ گناہوں کے۔ نیز ارشاد ہے۔ بیننا و بین المنافقین شھود العتمۃ والصبح لا یستطیعونھما

یعنی ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور صبح کی نماز میں فرق ہے۔ یعنی منافقین ان دو نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ان سے جی چراتے ہیں۔ برخلاف مومنین کے کہ وہ پنجوقتہ نمازوں کو نہایت ذوق و شوق کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

برادران ملت! نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم رکھا اس نے اپنے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز ترک کر دی اس نے اپنے دین کو ڈھا دیا اور دین کا انہدام کفار کا کام ہے۔ حضورؐ سے پوچھا گیا ای الاعمال افضل فقال الصلوٰۃ لمواقیتھا کہ افضل اعمال کونسا ہے؟ فرمایا کہ پنجگانہ نمازوں کا اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا۔

حضرات! اب ذرا کان کھول کر ترک نماز کی وعیدیں سن لیجئے ایک تو یہی ہے جو میں نے بیان کی جو شخص نماز ترک کرتا ہے گویا اپنے دین کا انہدام کرتا ہے بتلایئے اس سے بڑھ کر زلزلہ انگیز اور کیا وعید ہوگی۔ اور لیجئے اس سے بھی زیادہ ہیبتناک وعید سنئے۔ ارشاد ہے من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر یعنی جس نے جان بوجھ کر بلا عذر شرعی کے نماز ترک کر دی وہ کافر ہو گیا۔ کیا اب بھی بے نمازیوں کے دل خوف الٰہی سے نہ پھٹینگے اور وہ خدا کے سامنے نہ جھکیں گے عملی حیثیت سے ایک مسلمان اور کافر میں فرق ہی کیا ہے۔ اور وہ کونسا نشان اسلامی عمل کا اپنے پاس رکھتا ہے؟ آقائے نامدار فرماتے ہیں من حافظ علی الصلوٰۃ الخمس باکمال طھورھا ومواقیتھا کانت لہ نوراً وبرھاناً یوم القیمۃ ومن ضیعھا حشر مع فرعون وھامان (ترجمہ) جو شخص نماز خمسہ کی بکمال طہارت پابندی کریگا اور اوقات کو نگاہ رکھے گا قیامت کے دن اس کے لیئے ایک نور اور رحمت ہوگی۔ اور جو شخص اس فرض کو ضایع کرے گا اور اوقات صلوٰۃ خمسہ کی پابندی سے آزاد ہو جائے گا اس کا حشر فرعون وہامان کے ساتھ ہوگا۔ وقال صلے اللہ علیہ وسلم من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد برئ من ذمۃ محمد ابن عبد اللہ یعنی محمد رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ تارک نماز میرے ذمہ سے بری ہے بے نمازی کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

برادران اسلام! حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ پاک اپنے بندوں کے اعمال میں سے پہلے نماز پر نظر ڈالیں گے یعنی پہلے نماز ہی کی

بازپرس ہوگی رسول کریم صلعم حضرت ابوہریرہ کو فرماتے ہیں مُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْکَ بِالرِّزْقِ مِنْ حَیْثُ لَا تَحْتَسِبُ اے ابوہریرہؓ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو پس اللہ پاک تم کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے گمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور نماز کا ارادہ کرے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب وہ مسجد کی طرف جاتا ہے تو ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور برائی مٹائی جاتی ہے نیز سردارِ دوجہاں کا ارشاد ہے کہ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ جنت کی کنجی نماز ہے۔ نیز فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کو بعد توحید کے فرائض میں سے کوئی عمل نماز کی برابر محبوب نہیں۔ اگر کوئی اور عمل بھی اس سے زیادہ محبوب ہوتا تو اللہ پاک اپنے ملائکہ پر فرض کرتے کرتے۔ حالانکہ تمام ملائکہ عبادات نماز میں ہی مشغول ہیں کوئی رکوع کی حالت میں۔ کوئی قیام کی حالت میں کوئی سجدہ کی حالت میں اور کوئی قعدہ کی حالت میں رہتا ہے۔ گویا جب انسان حالت نماز میں ہوتا ہے تو وہ ملائکہ سے مشابہ ہوتا ہے۔ شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا نماز میں اِدھر اُدھر التفات کرنا کیسا ہے؟ فرمایا وہ شیطان کا اچکنا ہے جو وہ بندہ کی نماز سے اُچک لیتا ہے ابوداؤد و نسائی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو جب تک وہ التفات نہیں کرتا خدا اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ پھر جب وہ التفات نہیں کرتا تو خدا اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے

برادرانِ ملت! نماز سب سے بہترین عبادت ہے۔ اور عبادت کے معنے ہیں اظہار بندگی اس لئے جب ایک شخص نے خدا کی ہستی کا اقرار کیا اور اس کو اپنا خالق و مالک سمجھا وہیں از خود عبادت فرض ہوگئی۔ اور پھر وہ کسی حال میں بھی اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتا تا وقتیکہ خدا کے خالق اور اپنے بندہ ہونے سے انکار نہ کرے پس ایک مسلمان بسترِ مرگ تلوار کی چھاؤں اور سولی کے تختہ پر بھی اس فرض کی بجا آوری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی مسلمان مسلمان ہو کر تارکِ نماز نظر آئے تو سمجھ لیجئے کہ وہ خدا کا نہیں بلکہ اپنے نفس کا بندہ ہے۔

ہم اسلام کے اور احکام پر تو کیا خاک عمل کریں گے صرف پنجگانہ نماز پڑھنی بھی گوارا نہیں

بتلایئے وہ نام کے مسلمان جو خدا کے آسمان کے نیچے اور اس کی زمین پر رہ کر اسکی دی ہوئی نعمتوں سے مستفیض ہو کر اور اس کے بندے کہلا کر نماز کے تارک ہوں۔ ان کو اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیئے کہا جائے تو کیا خاک اپنی جانوں کو قربان کرسکتے ہیں۔ ان بے نمازی مسلمانوں کو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی چوبیس گھنٹے میں سے زیادہ سے زیادہ نمازوں کے لیئے پچاس ساٹھ منٹ نہیں نکال سکتے۔

موت سے ڈرتے ہو تم دنیا میں جینے کے لیئے
اور نہیں ڈرتے نمازوں کو قضا کرتے ہوئے

جسکے کہلاتے ہو بندے جس کا کھانے ہو دیا
شرم بھی آتی ہے کچھ اس کو خفا کرتے ہوئے

حضرات! اگر مسلمان نماز کی حقیقت کو سمجھ لیں اور یہ معلوم کرلیں کہ نماز مومن کی معراج کس طرح ہے تو شاید دنیا میں ایک بھی بے نمازی مسلمان نظر نہ آئے۔ بے نمازوں کی طرف سے غفلت اور بیداری محض اس لیئے ہے کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نماز کیا چیز ہے اس بات کا تھوڑا سا اندازہ کرنے کے لیئے میں سورۂ فاتحہ کا ترجمہ آپ کو سناتا ہوں جو نماز کا رکن ہے اور جس کو مسلمان اپنی نمازوں میں پڑھتے ہوئے بھی نہیں جانتے کہ ہم نے کیا پڑھا زبان سے کیا نکلا اور دل نے کیا سمجھا۔ ہم نے کن الفاظ میں خدا کے سامنے اپنی دعا کو پیش کیا۔ کیا اقرار کیا اور اس کا قلبی اثر کیا لیا لیجئے وہ سورت یہ ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ۠ ترجمہ۔ تمام تعریفیں اس معبود ہی کے لیئے ہیں جو کہ دونوں عالموں کا پالنے والا ہے۔ جو بڑا بخشنے والا اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ تو ہمیں سیدھے راستہ پر قائم رکھ راہ راست کی ہدایت کر اور ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا اور ان یہود و نصاریٰ کا راستہ نہیں جو تیری مرضی کے خلاف چلکر گمراہ اور مغضوب ہوئے۔ آمین ایسا ہی ہو۔

برادران اسلام! اس سورت مقدسہ کے لطائف بیان کرنے کے لیئے تو ایک دفتر درکار ہے۔ مگر میں آپ کو وہ صرف چند باتیں بتلاتا ہوں جو اس میں اشارۃً اور اجمالاً بتائی گئی۔ اور جن پر ایک نمازی کا عمل پیرا ہو کر سچا نمازی ہونے کا ثبوت دینا چاہیئے

لیجیے بگوش ہوش سنئے اور اپنے دل میں جگہ دیجئے۔ اور ان صفات کو حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی چار صفتیں بیان کی گئی ہیں رحمٰن رحیم، ربّ العالمین و مالک یہ چار صفتیں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتوں کا منبع ہیں اور انہی کے ظہور کی وجہ سے یہ دنیا قائم ہے اور مومن و کافر اور فرماں بردار اور نافرمان ساری مخلوق اس کے خزانۂ ربوبیت سے فیضیاب ہو رہی ہے اور ان صفات کو کماحقہ سمجھ لینے اور ان پر ایمان رکھنے کا فائدہ اور نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ مومن تمام بنی نوع انسان سے محبت و ہمدردی کرے، مخلوق کو نفع پہنچائے اور تمام انسانوں کو ایک کنبہ سمجھے۔ اس کی ربوبیت و مہربانیوں کا شکریہ ادا کرے یعنی خدا کی محبت و اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت دے اسکی نافرمانی سے ہر وقت ڈرتا رہے اور قیامت کی ہولناکیوں اور عاقبت کے خوف سے ڈرتا رہے دوسرے اس کی عبادت کرے اس کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے اسی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔ اسی کے سامنے۔ اسی کو سجدہ کرے اور اسی کے سامنے قعدہ کی حالت میں بیٹھے یعنی اظہار عبودیت کی ان سب صورتوں کو خدا ہی کے لئے خاص کرے کسی اور کے سامنے اظہار بندگی نہ کرے اور شرک کے تمام اقسام سے بچتا رہے۔ اسی کو اپنا حاجت روا سمجھے۔ اسی سے دعا مانگے اور ہر ایک کام میں اسی سے مدد چاہے مصیبت کے وقت اسی کو پکارے اور اسی کو حاضر و ناظر سمجھے۔

تیسرے صراط مستقیم یعنی شریعت عظمیٰ پر قائم رہے پیدائش سے لیکر وفات تک اسوۂ رسول کو اپنا رہبر بنائے۔ ہر ایک شادی و غمی کے موقعہ و کاموں میں شریعت کے حکم کو مقدم رکھے اور انبیاء و شہداء و صدیقین و صالحین کی راہ اختیار کرے۔ یعنی رسول کریم صحابہ تابعین اور تبع تابعین کی روش اور طریقہ اختیار کرے۔

چوتھے جو لوگ خدا کے نافرمان، باغی، سرکش اور گمراہ ہیں خصوصاً یہود و نصاریٰ ان کی دوستی اور معاونت سے اجتناب کرے۔ دنیا کی تمام طاغوتی، استبدادی اور شیطانی قوتوں اور اسلام کے دشمن حکمرانوں کو نظر میں نہ لاکر خدا کے دوستوں نیک بندوں اور اپنی قوم سے وابستہ رہے صاحبو! یہ ہے وہ ایک نمازی کی زندگی کا لائحہ عمل اور نماز کا حقیقی فائدہ اور اثر اب خدارا انصاف سے بتلایئے کہ تم میں سے کتنے نمازی ایسے ہیں جن کے اعمال و افعال ان صفات

کی بیخکنی کرتے ہیں وہ خدا کی مخلوق کے ہمدرد تو کہاں ہونگے وہ خود اپنی قوم کے دشمن ہیں اس سے بھی زیادہ قوم کی ہمدردی جو ایک بڑی چیز ہے انکے دلوں میں اپنے قریبی رشتہ داروں کی محبت اور ہمدردی کی گنجائش نہیں ہے وہ خواہش عشرت میں تمنائے دولت میں آرزوئے عزت اور عظمت میں اور دنیا کی محبت میں اس قدر محو ہو رہے ہیں کہ عقبیٰ کا فکر اور خیال تک چھو بھی نہیں گیا عبادت صرف خدا ہی کی کرنی چاہیئے تھی لیکن اکثر نمازیوں کا یہ حال ہے کہ انہوں نے اظہار عبودیت کے بہت سے مقام بنا رکھے ہیں۔ شخصیت پرستی۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی لنفریہ پرستی حکومت پرستی سے اسلام کو بدنام و رسوا کر رکھا ہے اور خدا کو چھوڑ کر استعانت کے اور بھی بہت سے ذریعے اور وسیلے بنا رکھے ہیں۔

شریعت اسلام کی پابندی کی جگہ بہت سے نمازیوں اور اسلام کے نام پر جان دینے والوں کا یہ حال ہے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ شریعت کی پابندیوں کو نہایت سخت سے زیادہ ناگوار سمجھتے ہیں اور جاہلانہ و مسرفانہ رسوم کو ہی مقدس شریعت سمجھتے ہیں

برادران اسلام! چاہیئے تو یہ تھا کہ خدا کے نافرمانوں باغیوں اور کافروں کی دوستی اور اعانت سے باز رہتے ہیں لیکن اکثر نمازیوں کی حالت یہ ہے کہ وہ کفار و مشرکین سے اپنی قوم کے اسلام کے اور وطنی مفاد کے خلاف خلا و ملا رکھتے ہیں کمزوروں پر ظلم کرنے اور پسماندہ اقوام اور خدا کی مخلوق کو ظلم و استبداد اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے والے کفار و مشرکین کی امداد کرتے ہیں ان کی دوستی و تعاون پر ناز کرتے ہیں اور اکڑتے ہیں خدارا انصاف سے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر بتلایئے کہ ایسے لوگوں کی نمازوں نے ان کو کیا فائدہ پہنچایا اور ایسی بیجان اور بے اثر نمازوں نے ان کو کونسی بلندی پر پہنچایا۔ یاد رکھئے اگر نماز نمازی کو فکر و عمل کی بلندیوں پر نہیں پہنچاتی وہ بے جان اور بے اثر ہے۔

معزز بزرگو! اگر آپ نماز کے ذریعہ اپنے خدا سے حقیقی تعلق قائم کرنا چاہتے ہیں اور پستی سے اٹھکر بلندی پر پہنچنا چاہیں تو نماز کی حقیقت کو معلوم کیجئے۔ نماز با ترجمہ یاد کیجئے خشوع و خضوع پیدا کیجئے۔ اور اپنے گھر والوں کو نمازی بنا دینے کا تہیہ کر لیجئے پھر اس کے بعد دیکھئے آپ کی پست و ذلیل حالت میں کیا عظیم الشان تغیر و انقلاب رونما ہوتا ہے اور نماز کیا کیا جلوے دکھاتی ہے۔

جس طرح آپ خود نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے گھر والوں رشتہ داروں

دوستوں اور ملنے والوں کو بھی نماز کی پابندی کی تاکید کریں سمجھائیں اور سختی برتیں اگر اسکے
بعد بھی آپ کی نصیحت کارگر نہ ہو تو ان سے بے تعلق ہو جائیے کبھی آپ نے اس امر پر بھی
غور کیا کہ آپ دعائے قنوت میں ہر رات اپنے خدا سے کیا وعدہ کر کے سجدوں سے جاتے
ہیں۔ سنئے وہ وعدہ یہ ہے وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ. یعنی اے اللہ ہم ان لوگوں
کا بائیکاٹ کرتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتے ہیں۔ پس اگر آپ واقعی نمازی ہیں اور یہ وعدہ
سچا ہے تو اس کا ثبوت دیجئے تاکہ قول و فعل بھی مطابق ہو جائے اِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا
خَمْسَكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا اَقُوْلُ هٰذَا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
لِیْ وَلَكُمْ وَصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ
الْهُدٰی. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیَاتِ
وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ
بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّ
اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِیْمًا ۝

برادرانِ اسلام! درود و سلام بھیجو برحق فخر آدم سرور انبیاء محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی جملہ آل و اصحاب خصوصاً حضرت
ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمانؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور
اصحاب عشرہ مبشرہ۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت
حفصہؓ حضرت بی بی فاطمہؓ حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسین رضی اللہ
عنہما حضرت امام عباس اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہما پر جن کی برکت
اور طفیل سے ہم نے راہ ہدایت پائی۔ اور جو دین اسلام کی زیب و زینت
ہیں اور باعث تقویت۔

اور درود و سلام بھیج تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ تمام ائمہ دین خصوصاً حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رح حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور جملہ محدثین و مفسرین اور فقہا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر جن کی تحقیق و تدقیق ہمارے لئے مشعلِ ہدایت ہے اور جن کی وجہ سے ہمنے فقہ اسلامی کا ذخیرہ پایا اور درود و سلام بھیج تمام بزرگانِ دین اولیائے عظام خصوصاً غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رح حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح حضرت بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر جنھوں نے ہندوستان میں اور دیگر بلاد میں روحانیت کی شمعیں روشن کیں اے اللہ! فرمان روایان اسلام اور شاہان اسلام پر اپنی رحمت و مغفرت فرما اور موجودہ شاہانِ اسلام کو توفیق دے کہ وہ کتاب اور سنت کی صراط مستقیم پر قائم رہتے ہوئے تیرے دین کا بول بالا کریں اسلامی اقتدار کی عظمت و شوکت کا چار دانگ عالم میں ڈنکہ بجائیں اور مسلمانوں کو راہ ہدایت پر قائم رکھیں اے اللہ شاہان اسلام اور اسلامی اقتدار کے دشمنوں کو خائب و خاسر کر ان کی شوکت و عظمت کو جو تیرے دین کو مٹانا چاہتے ہیں تو ان کی جمعیت کو پریشان کر دے۔ اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے احکام اور تیرے رسول کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور نمازوں کو قائم کرکے اخلاق و روحانیت کی بلندیوں پر پہنچیں اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ ہ

خطبہ ماہ شعبان المعظم ہفتہ اوّل

حقیقت صلوٰۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالسَّلَامُ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ بِالْحَقِّ

بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ وَجَعَلَهٗ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۝ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ اَمَّا بَعْدُ

معشر المسلمین! حمد وثنا بیان کرو باری تعالیٰ جل مجدہ کی جس نے اپنی حکمت بالغہ اور ربوبیت کاملہ سے کائنات عالم کو خلق کیا کائنات کے ذرے ذرے کی ایک فطرت ٹھیرائی اور سامان بنا دیا دنیا کی تمام چیزیں اسی کے قانون کے مطابق چل رہی ہیں زمین وآسمان کی تمام چیزیں اسی کی تسبیح اور پاکی بیان کرتی ہیں اور انسان وحیوان شجر وحجر چاند وسورج اور ستارے اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

اور درود وسلام بھیجو افضل البشر سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے ہمیں خدا کی محبت واطاعت کی حقیقت اور سیدھی راہ بتائی اور روحانی وجسمانی پاکیزگی وطہارت کے وہ احکام دیے جن پر عمل کر کے ہم جامۂ انسانی میں فرشتے بن سکتے ہیں۔

برادران اسلام! بعض لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نماز چند معین کلموں کو دہرانے مقررہ حرکتیں کرنے اٹھک بیٹھک کا نام ہے یا یہ ایک ایسا فرض ہے جس کا ادا کر لینا ہی مطلوب ہے اور اس کی حقیقت یہی ہے یہ سخت غلط فہمی اور قابل شرم نادانی ہے جس کی وجہ سے نماز کا کوئی اثر ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی پر مترتب نہیں ہوتا سو جان لیجئے اور یہ یاد رکھئے کہ نماز اللہ جل جلالہ کی عظمت وبزرگی وتقدس وکبریائی کا اظہار وبیان ہے اور اپنی بندگی بیچارگی اور بے مائگی کا اقرار ہے خدائے بہتر وبرتر کے لطف وکرم فضل وبخشش اور رحم وعطا کی عاجزانہ التجا ہے اور اپنے عجز وقصور اور جرم وخطا کا استغفار ہے نماز کے الفاظ میں تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتقدیس ہے اور اس کی حرکات ہیں بندے کی عبدیت اور اس کی خالقیت کا عاجزانہ اظہار واعتراف ہے پس ہم مختصر طور پر کہہ سکتے ہیں کہ نماز بندے کی عبودیت اور خدا کی خالقیت کا اعتقاداً علماً اور عملاً اعتراف واظہار ہے

حضرات! عبادت کی فرضیت تمام مذاہب میں ہے مگر ان کی نوعیت اور طرز وضع میں اختلاف ہے۔ ہر مذہب نے اس معاملہ میں جداگانہ روش اختیار کی ہے کسی مذہب میں

سورج کی طرف منہ کر کے صبح و شام بیٹھ جانا دیوتاؤں کی تعریف و توصیف میں کچھ شلوک پڑھ لینا دھونی رما کر اور بھبوت مل کر بیٹھ جانا یا تصور الٰہی میں برسوں ایک آسن نہ بدلنا اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء کو بھی حرکت کرنا عبادت قرار دیا گیا ہے اور کہیں تارک الدنیا ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جانا عبادت سمجھا گیا ہے مگر اسلام نے جو طریقہ عبادت بتلایا ہے اس کی شان و نوعیت ہی جدا گانہ ہے۔ اسلام بتلاتا ہے کہ عبادت وہی ہے جس میں ہمارا دل زبان آنکھ کان وغیرہ ہر ایک عضو اعتدال و میانہ روی کے ساتھ خدا کے سامنے جھکے اور اپنے طبعی فرائض بجا لائے اور ہمارا اپنا تمام جسم عبادت کے وقت خدا کے سپرد کر دے گویا ایک مسلمان حالت عبادت میں اس دنیا میں نہیں رہتا بلکہ عالم قدس میں جا پہنچتا ہے

برادران ملت! جب ہم تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ تو سب سے بڑا ہے اور میں دنیا سے ہاتھ اٹھا کر تیری بارگاہ کبریائی پر جھکتا ہوں اور اللہ اکبر کی چھری سے اپنے نفس سرکش کو ہلاک کرتا ہوں۔ گویا تکبیر تحریمہ دربار الٰہی میں تحیت و سلام اور حاضری کی اجازت مانگتی ہے اس موقعہ پر بندہ کو یہ مضمون پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ آقا و مولا جس کے سامنے وہ اظہار عبودیت کرنے لگا ہے سب سے بڑا ہے کوئی انسان اور فرشتہ اس کی عظمت و کبریائی کو نہیں پہنچ سکتا اور وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے پس نماز کے لئے خشوع و خضوع یہ ہوا کہ تمام دنیوی تعلقات حتی کہ اخروی مرغوبات تک سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کے حضور میں حاضر ہو

اس کے بعد نمازی نماز شروع کرنے کی دعا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتا ہے جس میں اپنے رب کی پاکی تمام عیوب سے برأت اس کی تعریف و توصیف انتہائی تعظیم و تکریم اور اس کی عظمت و جبروت کو ظاہر اور بیان کرتا ہے اور اس کی وحدانیت کا مقر ہوتا ہے گویا یہ آئندہ درخواست کے القاب ہیں اور حاضر ہونے کے آداب پھر چونکہ انسان بطور آزمائش شیطان کو مسلط کر دیا گیا ہے جو ہر وقت اس کو گمراہی کی طرف لیجانے کی کوشش کرتا ہے نماز کی حالت میں بندہ کو اپنے خدا سے انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے اور بندہ براہ راست اپنے معبود سے ہمکلام ہوتا ہے۔ مگر شیطان کو یہ اعزاز اور قرب و حضوری ایک آنکھ نہیں بھاتی اور وہ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح وہ بندہ کو اس عبادت سے باز رکھے اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالدے خدا سے عرض و معروض نہ کرنے دے اور

اس کو پریشان کردے یہ انسان کا ایسا زبردست اور خطرناک دشمن ہے کہ اسکے مقابلہ و بس کا نہیں اس لئے وہ شیطان کی عداوت اور وسوسہ اندازی سے بچنے کیلئے خدا کی پناہ میں آنے کی التجا کرتا ہے یعنی اعوذ باللہ پڑھتا ہے اور جب وہ خدا کی پناہ مانگ کر مطمئن ہو جاتا ہے تو اب عرض و معروض کرنے کا وقت آ پہنچتا ہے اور وہ بسم اللہ پڑھ کر اصل درخواست یعنی سورہ فاتحہ بارگاہ ایزدی میں گزران دیتا ہے جس کا ترجمہ اور مطلب آپ پہلے خطبہ میں سن چکے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں بندہ مولیٰ سے راہ راست اور نیکی و ہدایت طلب کرتا ہے برے اعمال گندے عقائد اور فسق و فجور کے امراض کیلئے دوائے شافی مانگتا ہے۔

برادران اسلام! جب نمازی حضور خداوندی میں یہ درخواست پیش کر چکتا ہے تو گویا اس کے جواب میں ارشاد باری ہوتا ہے کہ تمہاری روحانی و جسمانی صحت اور بقا اور نجات و رستگاری کا علاج یہ ہے کہ میرے کلام کی تلاوت کرو اس کو پڑھو سمجھو اور عمل کرو کیونکہ وہ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ اسی سے تمہارے امراض زائل ہوں گے صحت و بقا حاصل ہوگی راہ ہدایت کھلے گی اور کفر و شرک فسق و عصیان، ریا و تکبر حسد و کینہ اور تمام روحانی امراض سے کلی شفا ہوگی اس غرض سے وہ قرآن میں سے تھوڑا بہت پڑھتا ہے اور اب وہ یہ دیکھتا ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے مولیٰ کا محتاج ہے نیکی و ہدایت گمراہی و ضلالت اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اپنے آپ کو ہر طرح عاجز درماندہ اور کمزور پاتا ہے سو یہ عجز اپنی ہیئت سے ظاہر کرنے کے لئے اپنے مولیٰ کی بڑائی بیان کرتا ہوا اس کے سامنے جھکتا ہوا جس کو رکوع کہتے ہیں اس حالت میں بھی اپنے معبود کی پاکی بیان کرتا ہے جب وہ اپنے عجز کا اظہار اور اس کی عظمت و جلال کی تعظیم کو بیان کر چکتا ہے تو اپنے مالک کا شکریہ ادا کرنے کے لئے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اگرچہ وہ اپنے مولیٰ کے سامنے نہایت ہی ذلیل و خوار ہے اور اس کا معبود نہایت ہی عظمت والا ہے تاہم وہ اپنے گنہگار بندوں کی سنتا ہے ان کی دعائیں قبول کرتا ہے بس وہ کہتا ہے کہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ یعنی اس کی تعریف کرتا ہے وہ اسے بھی سن لیتا ہے پھر وہ اپنی تعریف یوں پیش کرتا ہے۔

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اے ہمارے پروردگار تجھی کو ہماری تمام تعریفیں سزاوار ہیں اس کے بعد وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کی نعمتیں اور احسان بے پایاں ہیں جن کے شکریہ سے وہ قیامتک

بھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اور سوال حقیقۃً بھی اطاعت کا ادا نہیں ہو سکتا اس موقعہ پر گویا وہ زبان حال سے کہتا ہے کہ جب میں اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے سے سراسر قاصر ہوں تو اب کیا کروں ہاں یہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے اعضا میں جو سب سے زیادہ شریف باعزت اور مانند بادشاہ کے ہے لاؤ اسی کو اس کے سامنے خاک مذلت پر رکھدوں اسلئے وہ سجدہ میں سر رکھ کر کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی میرا رب جملہ چیزوں سے خالی اور تمام عیبوں سے پاک ہے پھر وہ خیال کرتا ہو کہ اب بھی اسکی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں ہوا بلکہ اگر میں قیامت تک بھی اسی طرح سجدہ میں پڑا رہوں تو حق اطاعت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا یہ سمجھ کر وہ سر کو اٹھا لیتا ہے اب وہ یہ دیکھتا ہے کہ تاہم میرا شمار فرماں اطاعت شعاروں میں ہوگا شیطان تو اپنی بدبختی اور ازلی شقاوت کی وجہ سے ایک ہی سجدہ نہ کر سکا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہو مجھے سجدہ کرنا نصیب ہوا چنانچہ وہ پھر دوبارہ سجدہ میں سر رکھدیتا ہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر نماز کے بقیہ اعمال و افعال پورا کرنے میں بطور سابق مشغول ہو جاتا ہے برادران ملت! جب ایک نمازی اس طرح اپنے مالک کے سامنے اظہار تذلل کر چکتا ہے اور اس عبادت کی بجا آوری سے فارغ ہو کر بارگاہ الٰہی سے باہر آنیکا ارادہ کرتا ہو تو با ادب دو زانو بیٹھ کر یوں واپسی کے آداب بجا لاتا ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ تمام تحیات و صلوات اور پاکیزگیاں اللہ ہی کے لئے ہیں پھر اس کو اس ہادی برحق محمد رسول اللہ صلعم کی ہدایت نمائی یاد آتی ہے جن کے طفیل سے وہ بارگاہ کبریائی میں باریاب ہوا اور یہ مرتبہ عبودیت ہاتھ آیا تو وہ آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

یعنی آپکے لئے رحمت و برکت کی دعا کرتا ہے پھر وہ اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس سلامتی کی دعا میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی شامل کرتا ہے اور کہتا ہو کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور عبدیت کی شہادت دیتا ہے اور انگلی اٹھا کر اعتقاد قول اور فعل اور جملہ اعتبار سے موحد بن جاتا ہے اور بقیہ دعاؤں کو پورا کرکے نماز سے باہر آتا ہے۔

حضرات یہ ہے نماز کی حقیقت اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ اسلام نے اپنی اس

عبادت میں کیا شان پیدا کی ہے اور اسلامی عبادتیں کہاں تک اصول فطرت کے مطابق
اور جسمانی و روحانی ترقی میں ممد و معاون ہیں دیکھئے اسلام نے کس خوبصورتی کے ساتھ
دل و دماغ حواس ظاہری اور حرکات جسمانی کو اپنی طرف لگایا ہے اور نمازی کو نماز کی حالت
میں دنیا کی پستیوں سے اٹھا کر روحانی بلندیوں پر پہنچایا ہے۔ آپ ان جذبات و
تاثیرات کے کر نماز پڑھیں اور دیکھیں نماز کیا جلوہ دکھاتی ہے اگر اس طرح ایک وقت
کی نماز پڑھ لو گے تو کچھ سے کچھ ہو جاؤ گے اور پھر رفتہ رفتہ اپنی حالت میں ایک عظیم الشان
تغیر و انقلاب پاؤ گے۔ اگر تم اپنے جملہ اعضاء کے ساتھ سجدہ میں گر پڑو گے تو
کیا ہوگا؟ ؎

گرے سر کے بل تم جو درِ خدا میں تو قدم چوم لے گی ہمالہ کی چوٹی

ورنہ اگر زبان سے رٹے رٹائے الفاظ دہراتے رہے سمجھے خاک نہیں، سر سجدہ میں رہا
مگر دل کہیں اور، اور نماز کے تمام ظاہری و باطنی آداب پورے نہ کئے تو ایسی نماز کسی کام
کی نہیں ایسے ہی نمازیوں کے حق میں علامہ اقبال نے کہا ہے ؎

من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا
مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے

برادران اسلام! اسلام نے جو طریقہ نماز بتلایا ہے وہ جامع جمیع کمالات صوری و
معنوی اور عقل و فطرت انسانی کے مطابق ہے اس سے انحراف کرنا اپنے آپ کو ہلاکت
میں اور تباہی میں ڈالنا ہے نماز کی یہ عظمت و اہمیت اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ وہ
حقائق ثلاثہ کا مجموعہ ہے حقیقت قرآنی حقیقت کعبہ اور حقیقت صلوٰۃ یعنی تلاوت قرآن
جہت کعبہ اور نماز کے ظاہری و باطنی اعمال تلاوت قرآن کی نسبت آنحضرت سرور
کائنات کا ارشاد ہے کہ من اراد ان یحدث ربہ فلیقرء القرآن یعنی جو اپنے رب سے
بات کرنا چاہے وہ قرآن پڑھے۔ گویا کہ تلاوت قرآن خدا سے ہمکلام ہونا ہے اور تلاوت
قرآن بجائے خود اعلیٰ اور افضل عبادت ہے مگر جو تلاوت نماز میں ہو تو سبحان اللہ وہ
نور علیٰ نور ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ تلاوت قرآن نماز کی حالت میں خارج
نماز کی تلاوت سے بہتر و افضل ہے یہ تو تلاوت قرآن کا درجہ ہے اب حقیقت کعبہ بھی ملاحظہ
ہو کعبۃ اللہ یعنی خدا کا گھر خانہ محبوب حقیقی جو عاشقان الٰہی کا مرکز عشق ہے اور نور السموات والارض

تجلی گاہ ہے نماز کی نسبت آپ معلوم ہی کر چکے ہیں جبھی تو حضور صلعم کا ارشاد ہوا اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ یعنی پروردگار سے بندے کو سب سے زیادہ قرب وحضوری نماز کی حالت میں ہوتی ہے نیز حدیث میں آیا ہے کہ نماز کی حالت میں بندہ اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا یعنی مصلی کی چشم بصیرت محبوب حقیقی کے جمال جہاں آرا کا بے حجاب مشاہدہ کرتی ہے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ نماز ایک معشوقہ دلربا ہے جب مصلی کے باطن میں اس کے جمال باکمال کا پرتو پڑتا ہے اور وہ اپنے حسن وخوبی کے ساتھ ظہور کرتی ہے تو نمازی مست وبیخود ہو جاتا ہے اپنے آپ سے جاتا رہتا ہے اور جب نمازی نماز کے انوار وتجلیات سے مستنیر اور اسکے اوصاف و خصائص سے متصف ہو جاتا ہے تو خود کو سراپا نور پاتا ہے۔

حضرات! جبھی تو آقائے دو جہان صلعم نے فرمایا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین نماز مؤمن کی معراج ہے یہ اسلئے کہ مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ نمازی دنیا سے عروج کر کے نشأت اُخروی میں پہنچ جاتا ہے اور نمازی کو مراتب قرب وشہود بذریعہ اتم واکمل حاصل ہوتے ہیں مگر یاد رہے نماز کے یہ انوار وتجلیات وکمالات اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب کہ نماز حقیقت میں ایسی ہی نماز ہو جس کا ایک خاکہ میں بیان کر چکا ہوں خوب غور سے سن لو کہ ؎

نماز عشق دکھائیگی جلوۂ محبوب جو اپنے درد جگر کو امام کرینگے

بدقسمت ہے وہ مسلمان جو مسلمان ہو کر محاسن وبرکات اور انوار وتجلیات سے محروم رہتا ہے بصارت وبصیرت سے بے بہرہ ہے وہ اندھا مسلمان جو امت محمدی میں کہلاتے ہوئے اس فرض کو نہیں بجالاتا اور بندۂ نفس کندۂ ناتراش اور جہنم کا ایندھن ہے وہ مسلمان جو ایسی نماز کی ادائیگی سے غافل ہے۔ جو مسلمان مسلمان ہو کر پنجوقتہ نماز نہیں پڑھ سکتا اس کو کیا حق ہے کہ وہ زبردستی مسلمان بنا رہے اور اپنے اسلام کو بدنام ورسوا کرتا رہے۔

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے نماز کا منشا اس کا اثر اور فائدہ یہ بیان کیا ہے کہ نماز بیحیائی اور نافرمانی کے کاموں سے روکتی ہے یعنی نماز فسق وفجور اور خدا کی نافرمانی کی راہ میں ایک زبردست روک ہے اور پاکیزگی حیات کا نور ہے۔ خدارا بتلائیے کہ کتنے

نمازی ہیں جن کو نماز نے گناہوں سے پاک و صاف کر کے پاکیزگی حیات کا نور بخشا ہے برخلاف اس کے مشاہدہ میں تو یہ بات آرہی ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے عمریں گذر گئیں اور ماتھے گھس ڈالے مگر معصیت شعاری میں کوئی فرق نہیں پڑا وہی پستی اور سیاہ کاری رہی۔ جو نماز انسان کو پاکیزگی حیات کا نور نہ بخشے اور بے نمازیوں سے اخلاقی اور روحانی زندگی میں ممتاز نہ کرے اور گناہوں کی پستی و ذلت سے اٹھا کر اخلاق و روحانیت کی بلندی نہ بخشے، وہ نماز محض دل بہلاوا اور پتھر پر ٹے مارنے کے لائق ہے۔ ایسی ہی نمازوں کے متعلق ہے ؎

بہ زمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد ؛ کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

یعنی جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی کہ کمبخت تو نے تو مجھے خراب ہی کر دیا کیونکہ تیرا سجدہ سجدہ ریائی ہے۔ ریا کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے ؎

بوریا را کفنش کردہ بآتش بفگن ؛ زاہدے را کہ ازو بوئے ریا می آید

یعنی ریاکار عابد کو مصلے میں لپیٹ کر آگ میں پھونک دو جس سے ریا کی بو آتی ہے غرض سجدہ میں اگر صرف سر جھکا تو کیا ہے۔ مزا تو جب ہے کہ دل بھی جھکے جسم کے ساتھ روح میں بھی تذلل و انکسار پیدا ہو اور تمام اعضاء اپنے اپنے فرائض بجا لائیں۔

حضرات! آج ہر طرف مسلمانوں کی دینی کمزوری۔ احکام اسلامی سے روگردانی اور اقتصادی بدحالی کا ماتم کیا جا رہا ہے۔ اور مسلم قومیت بدنام و رسوا ہو رہی ہے اسی سلسلہ میں مسلمانوں کو جو جامع و مانع نصیحت کی جا سکتی ہے تو صرف یہ ہے کہ مسلمان صرف دو چیزیں اختیار کر لیں۔ پنجوقتہ نماز با جماعت خشوع و خضوع کے ساتھ اور تجارت۔ اور اگر وہ ان دونوں چیزوں کو اپنا لیں اور عمل کرنا شروع کر دیں تو دیکھتے دیکھتے ان کی قسمت بدل جائے گی جہاں نجات اخروی اور فلاح و رستگاری کا راز نماز میں مضمر ہے وہاں دنیوی کامیابی اور تفوق و برتری کا بھید تجارت میں چھپا ہوا ہے جبھی تو خدائے قدوس نے اپنے کلام پاک میں ان دونوں چیزوں کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے اگر ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں نے اکل حلال اور صدق مقال کی کفیل نماز اور تجارت ہو جائے تو ان کی دین و دنیا دونوں سدھر جائیں اور دنیا ان کے قدموں پر جھکے عِبَادَ اللّٰهِ لَتُنْزِعُوْا يَسْلُفِكُمْ ثُمَّ تَفَرَّقُوْا وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّهٗ لَاخَيْرَ فِيْ خَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ

اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَ الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ قَدِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَبٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ۝

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اس رسول برحق خواجہ کونین علیہ الف الف تحیاۃ پر جن کا مجسمۂ انسانی اپنے سارے لوازم انسانیت کے خود بجسم عمل بنکر ہمارے سامنے آیا اور ساری عمر جہاد فی سبیل اللہ کی مشقتیں برداشت کرکے اور تبلیغ و تلقین کرکے ہمارے سامنے ایثار و جاں سپاری کا وہ اسوۂ حسنہ چھوڑا جس پر چل کر ہم عقبیٰ میں فوز عظیم اور اس دنیا میں حکومت و آزادی کا انعام پاسکتے ہیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کے آل و اصحاب خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کیا اور خدا کی راہ میں مرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھا۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنت پر جن کے گھرانے میں امتحان و آزمائش الٰہی نے جنم لیا اور جنہوں نے خندہ پیشانی کے ساتھ خدا کی راہ میں مصائب و آلام سہے کیا اور شہادت عظمیٰ پاکر اقوام عالم میں ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کردیا۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ پر جنہوں نے عالم نسوانیت کے لئے ایثار و فداکاری اور فنا فی اللّٰہی کے جذبہ کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا اور درود و سلام بھیجو حضرتؐ کے چچاؤں حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر جنہوں نے خدا کے نام پر اپنا جان و مال سب کچھ فروخت کردیا تھا اور درود و سلام بھیجو حضرات عشرہ مبشرہ اور ائمہ اہلبیت پر جو جہاد فی سبیل اللہ سے کمربستہ تھے۔

اور درود و سلام بھیج ائمہ اربعہ خصوصًا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اور تمام اولیائے عظام و صوفیائے کرام پر۔ خصوصًا حضرت غوث الاعظم محی الدین سیدنا عبد القادر جیلانی رح اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری پر جنھوں نے امرِ حق کے اظہار اور حصولِ تقویٰ میں اپنے نفس کے خلاف جہاد کئے اور جملہ علماء و صلحاء اور اولیاء اللہ پر جو مجاہد سبیل اللہ تھے۔

اے اللہ! رحمت و مغفرت نازل فرما۔ ان عادل صالح سلاطین و غازیانِ اسلام پر جن کی شمشیر خارا شگاف نے کفر و شرک کے پرخچے اڑائے اور دنیا میں تیرے دین کا بول بالا کیا۔ اے اللہ! موجودہ شاہانِ و امرائے اسلام کو صحابہ کرام و سلف صالحین کے نقش قدم پر چلا ان کو ہمت و شجاعت اور نعرۂ ذوالفقار کے وہ جوہر عطا فرما جو کہ صحابہ کرام میں تھے۔

اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو فہم و عمل کی توفیق دے کہ وہ احکام قرآنی کی پیروی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں اسلام کی حفاظت و صیانت میں ہر شئی اپنا جان و مال سب کچھ تیری راہ میں نثار کر دیں جب تیرا اور تیرے حبیب کا حکم پائیں تو پہاڑوں سے ٹکرا جائیں شیروں اور دیووں کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو جائیں جلتی ہوئی آگ میں کود پڑیں اور سولی کے تختوں پر ہنسی خوشی لٹک جائیں۔ اے اللہ وہ غلام و محکوم ہیں ان کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ دینے کی قوت عطا فرما اور حریت و آزادی سے سرفراز فرما۔ وہ بزدل اور منافق ہیں۔ ان کو شیر دل اور مؤمن کامل بنا دے۔

اے اللہ! ہمیں گمراہوں اور فتنہ پردازوں کے فتنوں سے مامون اور محفوظ رکھ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ ط يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ○

خطبہ ماہ شعبان المعظم ہفتہ دوم

شعبان المعظم کی فضیلت بزرگی اور مسلمانوں کا فرض

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا. فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْعَرْشِ وَرَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الَّذِیْ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ شَاهِدًا عَلَی الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ وَنَذِیْرًا مُّبِیْنًا وَّرَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَمُبَشِّرًا لِّلْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا کَبِیْرًا. فَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا. اَمَّا بَعْدُ

اخوان الکرام! حمد و ثنائش تعریف و توصیف اور تعظیم و تکریم کی سزاوار وہی ذات پاک محسن کائنات اور نور السموات والارض جس نے ایک لفظ کن سے اس دنیا کو پیدا کیا اور طرح طرح کی بوالعجبیوں اور رعنائیوں سے مزین کیا، پھر انسان کو اپنی زمین کا وارث بنایا اس کی ہدایت کے لئے انبیاء کو مبعوث کیا اور ان پر اپنا کلام نازل کیا تاکہ اس کے ذریعہ وہ خدا کی مخلوق کو سیدھے راستہ اور زمین کی وراثت کی طرف بلائیں اور انسان کو عقل و بصیرت اور قوت و استعداد عطا فرمائی کہ اس سے کام لے کر وہ کائنات ارضی و سماوی کو اپنا مفتوح و مسخر کرے اور دنیا کی تمام چیزوں کو پا کر خود خدا کا ہو جائے اور خدا کے لامحدود انعام و افضال کے خزانوں میں سے فیوض و برکات کے موتی حاصل کرے اور اعمال صالحہ کے زر و جواہر سے اپنے دامن کو بھر لے۔

اور درود و سلام بھیجو رسول عربی آقائے دو جہاں قافلہ سالار انبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں

جو ساری عمر اُمت کا غم کھاتے رہے اور قیامت کے روز ہم گنہگاروں کے شفیع ہوں گے جنھوں نے ہمیں شعبان المعظم کی فضیلتوں اور برکتوں سے آگاہ فرمایا اس ماہِ مقدس کی خیر و برکت سے مستفیض ہونے اور اس کے فیوض و برکات سے اپنے دامن مراد کو بھرنے اور اس کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہونے کی ترغیب اور تحریص دلائی۔

برادران اسلام! یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے جو اپنے برکات وحسنات اور سعادت اندوزی کے لحاظ سے بعد رمضان المبارک کے تمام مہینوں سے زیادہ بہتر اور افضل اور خیر و برکت والا ہے۔ یہ رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے استفادہ کرنے اور تزکیہ نفس کرنے کا الارم ہے۔ یہ خدا کی رحمت و بخشش اور حیات دینی کے پیغام کا نقیب ہے یہ معصیت شعاری اور خواب غفلت سے بیداری کا روح پرور جھونکا ہے اور یہ خدا کے برگزیدہ عبادت گذار بندوں کے لئے شب بیداری اور عبادت گذاری کا پیغام ہے۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں گنہگاروں پر خدا کی رحمت و مغفرت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے قلوب کی مردہ زمین زندہ ہوتی ہے اور اس میں اعمالِ صالحہ کے زندہ ثمر لگتے ہیں اور دل و دماغ کو نیکی و سعادت کی روشنی ملتی ہے۔ کتب احادیث میں اس ماہ مبارک کے بیشمار فضائل وحسنات مرقوم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے انتہا فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس کا مجد و شرف بیان کرنے کیلئے میری ساری عمر بھی ناکافی ہو مختصر طور پر سمجھ لو کہ یہ مہینہ اکتسابِ سعادت، اور عبادت و بندگی کا ہے۔ اس کے سارے فضائل وحسنات کا محور و مرکز یہی ہے کہ ہم اس ماہ میں اور دنوں سے زیادہ نیکی اور پرہیزگاری اختیار کریں اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں جس کے دل میں حصول سعادت اور نیکی کی تڑپ نہیں اس کے نزدیک تو اس مہینہ میں کچھ بھی نہیں ہے اگر ہے تو حلوا خوری اور لہو و لعب اور بدمستی و معصیت شعاری جو کنکر پتھر کو لعل و جواہر سمجھ بیٹھے اور بصارت و بصیرت کو جواب دیدے اس کے سامنے تو شعبان المعظم کی فضیلت و بندگی بیان کرنا فضول ہوا اور یہی مثال صادق آئیگی کہ بھینس کے آگے بین بجائے اور وہ کھڑی پگرائے ۔ خبر نہیں ان کی زندگی میں کتنی مرتبہ یہ مہینہ

آیا ہوگا مگر وہ بدقسمت یونہی گناہوں کی دلدل میں پھنسے رہے اور آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا کہ سر پہ ایک ہادی ورہبر کھڑا ہوا پیام بیداری دے رہا ہے اور پاکیزگی، حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو سرکار دوعالم فرماتے اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان (اے اللہ! رجب اور شعبان میں ہمارے لئے خیر وبرکت عطا فرما اور ہم کو عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالی کا یعنی رمضان کی عبادت تو اللہ تعالے کی طرف سے فرض ہے اور شعبان کی عبادت میری طرف سے مقرر ہے۔

آقائے دوجہاں کا فرمان ہے کہ شعبان رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ہے جس کی عظمت وفضیلت اور مرتبہ سے لوگ غافل ہیں اور اسی مہینہ میں خاص طور سے بندوں کے اعمال حضرت حق جل علی کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں، اس فرمان کے ساتھ اب آپ کا فعل بھی ملاحظہ ہو حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں بکثرت روزے رکھتے نہیں دیکھا جب آپ روزے رکھنے شروع کر دیتے تھے تو گمان ہوتا تھا کہ شاید اب آپ تمام عمر ہی روزے رکھے جائینگے اور جب آپ ترک کر دیتے تھے تو خیال یہ ہوتا تھا کہ شاید اب بالکل ہی ترک کر دیں گے شعبان میں زیادہ روزے تو آپ اسلئے رکھا کرتے تھے کہ اپنی امت کو اس مہینے میں روزے رکھنے کی ترغیب وتحریص دلائیں اور ترک اس وجہ سے کر دیا کرتے تھے کہ کہیں ایک ان کو فرض نہ سمجھنے لگ جائیں اور مشقت میں پڑ جائیں۔

اس مہینے میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ خود حضور یوں فرماتے ہیں کہ "چونکہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اسلئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال خدا کے سامنے ایسی حالت میں پیش کئے جائیں کہ میں روزہ دار ہوں۔

ابو داؤد کی روایت ہے کہ تمام سال کے صرف دو مہینے شعبان رمضان ہی ایسے مہینے تھے جس میں حضور پورے مہینے کے روزے رکھا کرتے تھے حضرت عائشہ رضہ سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ اے ام المومنین میرا دل روزہ رکھنے کو چاہتا ہی کیا

میں روزے رجب میں رکھا کروں آپ نے فرمایا اگر تو روزے رکھنے کا خواہشمند ہے تو شعبان میں رکھا کر اس مہینے کو خاص بزرگی واہمیت حاصل ہے۔

برادرانِ ملت! اسی قسم کی بکثرت حدیثیں ہیں، ان تمام روایات کے تفحص اور حضور کے اسوۂ حسنہ سے حسبِ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں کہ (۱) اس ماہ میں بندوں کے اعمال درگاہ رب العزت میں پیش ہوتے ہیں اور مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ سو اس مہینے میں اگر کوئی عبادت کرے تو خاتمہ بالخیر ہونے کی توقع ہے (۲) رمضان کے بعد اس مہینے کو خاص بزرگی اور عظمت حاصل ہے (۳) عبادت میں بہترین عبادت روزہ ہے اسوۂ رسول کے مطابق اس ماہ میں بکثرت روزے رکھنے چاہئیں۔

اب تک میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ تمام مہینہ کی فضیلت وبزرگی کی نسبت ہے اب اس بزرگ برتر رات کے متعلق بھی کچھ سن لیجئے جس کے انوار و تجلیات قلوب و ارواح کو منور کرتے ہیں یعنی شعبان کی پندرھویں شب شب برات اسکے متعلق حضرت ابوموسیٰ فرماتے ہیں کہ شب قدر کے بعد اس رات کا مرتبہ تمام راتوں سے افضل ہے۔ اس رات میں اللہ تعالےٰ آسمان دنیا پر متوجہ ہوتے ہیں اور سوائے مشرک اور کینہ ور کے تمام گناہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب صرف امتِ محمدیہ کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام امتوں میں بھی خاص اہمیت وعظمت رکھتی تھی سورۂ دخان کی ابتدائی آیتوں کے متعلق بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ ان میں لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد شعبان کی پندرھویں شب ہے فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ اس رات میں حکمت ومصلحت کی باتیں تصفیہ پاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سال بھر کے خیر و شر کی بابت اللہ تعالےٰ کو جو فیصلہ کرنا منظور ہوتا ہے اس رات میں کر دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق سے مرفوعاً مروی ہے کہ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِکُلِّ مُسِیْءٍ اِلَّا لِرَجُلٍ مُشْرِکٍ اَوْ فِیْ قَلْبِہٖ شَحْنَاءُ یعنی شعبان کی پندرھویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ اپنی

توجہ خاص مبذول فرماتے ہیں اور مشرک و کینہ ور کے سوا تمام گنہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور اپنے بندوں کو یوں خطاب کرتے رہتے ہیں اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مِنْ مُبْتَلٰی فَاُعَافِیَہٗ ہے کوئی گنہگار بندہ استغفار مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ بخش دوں؟ ہے کوئی بندہ رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دوں؟ اور ہے کوئی مصیبت زدہ بندہ مجھ سے عافیت اور صحت طلب کرنے والا کہ میں اس کو صحت و عافیت عطا کردوں۔

برادران اسلام! اب اس شب کے متعلق حضور سرور کائنات کا اسوۂ حسنہ بھی معلوم کرلیجئے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ شعبان کی پندرھویں شب کو حضور میرے پاس تھے نصف شب کے قریب مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے ہیں چنانچہ آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی۔ جب سب جگہ تلاش کرتی ہوئی جنت البقیع میں پہنچی، تو دیکھا کہ حضور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے ہیں۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تجھے یہ خطرہ ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے حق میں خیانت کریگا عرض کیا حضور! مجھے اس کا خوف اور خیال نہ تھا مگر میں سمجھی کہ آپ کسی بیوی کے گھر تشریف لے گئے ہوں گے اس پر حضور نے فرمایا کہ اے عائشہ آج کی رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور قبیلۂ کلب کی بکریوں سے بھی زیادہ تعداد میں گناہگاروں کو بخش دیتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں آپ فرماتی ہیں کہ جب میں سب جگہ پھر پھرا کر گھر میں آئی تو دیکھا کہ حضور میرے حجرہ میں سجدہ کی حالت میں یہ کلمات عرض کر رہے ہیں سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ فَھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ اس کے بعد سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کیا اور یہ کلمات عرض کئے

بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ دَاوٗدُ فَاَعْفِرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقٌّ لَهٗ اَنْ يَّسْجُدَ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر یہ دعا مانگی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ نَقِيًّا لَا فَاجِرًا وَلَا شَقِيًّا ان دعاؤں سے فارغ ہو کر حضور میرے گھٹنے دبانے لگے میرا سانس چڑھا ہوا تھا۔ فرمایا عائشہ کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ سنایا اور عرض کیا۔ حضور! آپ خدا کے کام میں مشغول تھے اور میں اپنے تمام نفس کے قصہ میں مبتلا تھی۔ آپ نے فرمایا ہائے یہ گھٹنے آج کی رات میں تھک گئے۔ اے عائشہ! یہ شعبان کی پندرھویں شب ہے اللہ تعالٰے آسمان دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ اور شرک کینہ ورکے سوا سب گناہگاروں کو بخش دیتے ہیں۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں خدا کی رحمت و مغفرت سے جو لوگ محروم رہتے ہیں وہ یہ ہیں۔ مشرک کسی مسلمان کے خلاف اپنے دل میں کینہ رکھنے والا شراب پینے والا۔ ماں باپ کو ستانے والا۔ اور حسد و غیبت کرنے والا ان میں سے مشرک اور کینہ ور خدا کے نزدیک سخت مبغوض اور مطرود ہیں۔

برادرانِ اسلام! اس ماہ مبارک میں جو امور مسنون اور مشروع ہیں اور جو باتیں کرنے کی ہیں وہ یہ ہیں کہ اس مہینے میں کثرت کے ساتھ روزے رکھے۔ کثرت کے ساتھ توبہ و استغفار کرے۔ پندرھویں رات عبادت گذاری میں صرف کرے۔ صبح کو روزے رکھے اور ان عیبوں سے خصوصاً شرک اور کینہ توزی سے اپنے آپ کو پاک اور صاف کرکے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ کے لئے مجتنب رہے۔ بس اس مہینہ کی ساری فضیلت و بزرگی انہی امور میں مضمر ہے۔ ان کے علاوہ جتنی باتیں شب رات میں مسلمان کرتے ہیں وہ سب ایجاد بندہ بدعات و خرافات اور منافی اسلام ہیں خصوصاً آتشبازی تو ہر لحاظ سے ایک مبغوض بدعت شیطانی حرکت اور جہنمی فعل ہے جس کا اسلام میں کہیں نام و نشان تک نہیں۔ خدا معلوم ان بدبخت مسلمانوں نے یہ گھر پھونک تماشہ کی منحوس بدعت کہاں سے نکال ماری۔

برادرانِ اسلام! اس سے زیادہ مسلمانوں کی بدبختی ناعاقبت اندیشی بدعت نوازی خرافات پسندی اور کوتاہ فہمی اور کیا ہوگی کہ وہ اپنی مذہبی روایات کے محاسن و خصائل

اور اعمال حسنہ کو ترک کر کے فواحشات و منہیات میں پھنس گئے جو باتیں کرنے کی تھیں اُن کو چھوڑ دیا جو باتیں نہ کرنے کی تھیں ان کو سرمایۂ سعادت سمجھ لیا مزید براں جمعراتی ملاؤں کی حقائق اسلامی سے ناواقفیت اور گروہ کن تاویلات و تحریفات نے عوام الناس کو اس قدر بیباک اور جری کر دیا ہے کہ وہ کسی نامشروع اور ناجائز فعال کے ارتکاب پر بجائے شرمندہ ہونے کے اور اصرار و ہٹ کرتے ہیں ہزار قرآن واحادیث سنائیے مگر ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کیونکہ عوام الناس آور ہے ایک طرف ان کے اشرار العلماء اور مصنوعی مذہبی رہبروں تک سے حقیقت بینی اور خالص خدا پرستی کا مادہ جاتا رہا ہے وہ صدر اول کا دل و دماغ دونوں کھو چکے انھوں نے اپنے پاکیزہ اور فطری مذہب کو مجموعۂ خرافات اور ذریعۂ مخترعات بنا لیا حسنات کو نظر انداز کر کے بدعات کو شعار دین بنا لیا۔ اور ان کے اعتقادات میں ایمان کم اور اوہام زیادہ ہو گئے۔ یہی بدعت پسندی اوہام نوازی اور عمل صالح کا فقدان ان کی پستی و ذلت اور محکومی و غلامی کا باعث ہے کاش ہم ماہ شعبان کے امور مشروع و مسنون حقیقی سعادت اندوزیوں عبرت خیزیوں بصیرت نوازیوں اور معرفت خیز تجلیوں کو دیکھ لیں ہمارے اندر پاکیزگی اور عمل صالح کی سچی طلب پیدا ہو۔ خود ساختہ فضولیات لغویات پر لعنت بھیجیں فضول مراسم مخترع امور کو بھاڑ میں جھونکدیں اور ہمارا اعلیٰ تعلق بجائے بدعت واوہام کے دین وعقل سے ہو جائے۔

حضرات! اگر آپ نے اس ماہ مبارک کی فضیلت وبزرگی اور مسنون ومشروع امور کو سمجھ لیا ہے اور آپ کسی بدعت میں شرک وکینہ توزی میں خدانخواستہ مبتلا ہیں تو آج بصدق دل توبہ کر لو۔ خدا ورسولؐ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلو اور دوسرے مسلمانوں تک بھی اس مفہوم کو پہنچا دو تاکہ وہ بھی توبہ کریں عِبَادَ اللّٰهِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَوْثَقَ الْعُرٰى كَلِمَةُ التَّقْوٰى وَخَيْرَ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ فَاِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

خطبہ ماہ شعبان المعظم ہفتہ سوم

طہارت و پاکیزگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ تَلَطَّفَ بِعِبَادِهٖ تَعَبَّدَهُمْ بِالنَّظَافَةِ وَاَفَاضَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ تَزْکِیَةً لِسَرَائِرِهِمْ اَنْوَارَهٗ وَاَلْطَافَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَةِ وَالْحِکْمَةِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُسْتَغْرِقِ بِنُوْرِ الْهُدٰی اَطْرَافَهُ الْعَالِیَةَ وَاَکْنَافَهٗ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ صَلٰوةً تُخْجِیْنَا بَرَکَاتُهَا یَوْمَ الْمَخَافَةِ وَتَنْصِبُ جُنَّةً بَیْنَنَا وَبَیْنَ کُلِّ اٰفَةٍ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَکُمْ

معشر المسلمین! حمد و ثنا بیان کرو باری عز اسمہ کی جو تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے، تمام برائیوں سے منزہ ہے اور تمام کمزوریوں سے بلند و بالا ہے اور جو پاک ہے اور پاکوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور درود و سلام بھیجو رسول الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین مزکّی و مطہر نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے ہمیں تمام گندگیوں، غلاظتوں کثافتوں اور نجاستوں سے پاک وصاف ہونے کی تعلیم دی اور روحانی جسمانی طہارت و پاکیزگی کی ترغیب و تحریص دلائی۔

معزز بزرگو! جیسا ہمیں اپنا مذہب اسلام پیارا ہے اور اس کا ہر حکم جان سے زیادہ عزیز ہے اسی طرح ہر شخص کو اپنا مذہب عزیز ہے اور جیسا کہ ہم اہل حق ہونے کے مدعی ہیں ایسا ہی تمام ارباب مذاہب اپنے اپنے مذہب کے حق ہونے کے مدعی ہیں لیکن جب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ وہ کونسا مذہب ہے جس نے عقائد و اعمال کی پستیوں اور نجاستوں سے جسمانی و روحانی طہارت و پاکیزگی عطا کر کے خدا تک پہنچنے کے لئے راستہ کو صاف کر دیا ہو؟ تو اس سوال کے جواب میں صرف ایک صدا بلند ہو سکتی ہے کہ۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

رات محفل میں ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا — صبح کو خورشید جو نکلا تو مطلع صاف تھا

ایسے پاکیزہ اور پسندیدہ فطری دین کے مقابلہ میں بھلا کوئی مذہب کیا آئے جس کے روئے تاباں کے سامنے تمام مذاہب شرمندہ اور خجل ہیں۔ کیا آفتاب کے مقابلہ میں چراغ کو آنے کا حوصلہ ہے؟ اگر آئیگا تو منہ کی کھائیگا اور ساری دنیا ہنسے گی۔

حضرات! مسلمانوں کا یہ دعوی زبانی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جسکے ثبوت میں حسب دلائل بغور سنئے اسلامی عقائد میں جو اہمیت و وقعت توحید کو ہے وہی وقعت و اہمیت اعمال طہارت کو ہے جیسے توحید و حق پرستی کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ویسے ہی طہارت کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ عبادت کی قبولیت کا تمام دار و مدار صرف طہارت پر ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ "اللہ پاک تم کو کسی مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے" اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ان تکون المراد منہ طھارۃ القلب عن طاعۃ اللہ تعالی وذلک لان الکفر والمعاصی نجاسۃ للارواح۔ یعنی اس سے مراد طہارت قلب ہے اللہ تعالی کی طاعت سے بغاوت و سرکشی سے اور یہ اس واسطے کہ کفر و معاصی نجاسات روحانی ہیں۔ نیز اس سے مراد نجاسات جسمانیہ سے بھی طہارت و پاکیزگی ہے گویا اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم دین اسلام کے لوگوں کو مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کو نجاسات باطنی و ظاہری سے پاک و صاف کریں۔ یعنی عقائد باطلہ و عقائد مذمومہ ہر قسم کی گندگی سے پاک کریں۔ پس اسلام کا سب سے پہلا سبق نجاسات باطنی و ظاہری سے طہارت اور پاکیزگی ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

سورہ احزاب میں ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا اے پیغمبر کے گھر والو! خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک و صاف بنا دے۔ یعنی اے اہل بیت ہم نے تمہیں یہ احکام اس لئے دیئے ہیں کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم میں سے کوئی ادنی سی بات رجس و آلودگی کی نہ رہے کیونکہ تم مثال و نمونہ ہو۔ سورہ مدثر میں ہے وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک کر۔ نیز اللہ پاک فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ ہ

بیشک اللہ پاکوں کو دوست رکھتا ہے۔

برادران اسلام! پاکوں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ دین کی بنیاد پاکی و نفاست پر ہے نیز ارشاد ہے اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ یعنی پاکیزگی آدھا ایمان ہے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں کہ طہارت کے چار مراتب ہیں۔ اوّل اپنے جسم اور کپڑوں کو تمام گندگیوں نجاستوں اور ناپاکیوں سے پاک کرنا دوسرا مرتبہ اعضاء و جوارح کو گناہوں اور نافرمانیوں سے پاک کرنا تیسرا مرتبہ قلب کو اخلاقِ ذمیمہ سے پاک کر لینا اور چوتھا مرتبہ اپنے دل کو سوائے خدا کے ماسوٰی سے خالی کر لینا یہ ہے اسلام کی کامل طہارت و پاکیزگی۔

طہارت کے معنے ہیں پاکیزگی، پاکی، صفائی، اس کے مفہوم میں ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی پاکی و صفائی شامل ہے۔ مگر اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب نے کسی حد تک صرف دل کی صفائی پر تو زور دیا ہے مگر جسم کی صفائی کو نظرانداز کر دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک اخلاق و مذہب کا تعلق صرف دل سے سمجھا جاتا ہے حالانکہ دل و دماغ اور جسم کا ایک دوسرے سے ایسا گہرا اور مضبوط تعلق ہے کہ لازمی طور پر ایک دوسرے کا اثر قبول کرتا ہے جس طرح بادشاہ رفتہ رفتہ نامعلوم طریقہ سے اپنے مصاحبوں اور درباریوں کی خو بو اختیار کر لیتا ہے ویسے ہی دل و دماغ بھی آہستہ آہستہ حواس ظاہری اور حرکاتِ جسمانی سے متاثر ہو کر انہی کے ہمرنگ ہو جاتے ہیں اور طہارت جسمانی سے متاثر ہو کر انہی کے ہمرنگ ہو جاتے ہیں اور طہارت جسمانی کا اثر تصفیہ باطن پر پڑتا ہے بغیر دل کی صفائی کے دل کی پاکیزگی ناممکن ہے اس لئے اسلام نے ابتداءً جسم کی صفائی پر حد سے زیادہ زور دیا ہے۔ اس کا اصل منشا تو تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن ہے۔ مگر حصول مدعا کے لئے جسمانی طہارت کے طریقے اختیار کئے ہیں۔ یعنی دل کی طہارت کے لئے جو جو باتیں ضروری تھیں ان کو تو اس نے اپنے اخلاق اور عباوتوں میں ملحوظ رکھا ہے اور عبادت کے ساتھ طہارت کو اس لئے لازم کیا ہے کہ تصفیۂ باطن کے لئے اس کا اثر مرتب ہو

برادران ملت! فطرت انسانی کا یہ راز صرف اسلام نے سمجھا ہے باقی کسی مذہب نے اس کو نہیں سمجھا۔ اگر نہیں تو بتلائیے کہ عبادت کے ساتھ ظاہری شست و شو کا اہتمام اسلام کی طرح اور کس مذہب نے کیا ہے اور استنجا و طہارت کے وہ احکام جو اسلام میں ہیں وہ کہاں

ہیں! یاد رکھئے وضو اسلام ہی کے ساتھ خاص ہے اور یہ طہارت کی پاکیزہ اور دلپسند صورت ہے جو ہمیں اسلام کے سوا کہیں اور نظر نہیں آتی اس میں وہ ساری باتیں بااحسن وجوہ آجاتی ہیں جن کی آجکل طبی اصول شدت کے ساتھ تاکید کرتی ہیں اور جن کی رعایت صحت جسمانی کے لئے لازمی ہے۔

اب دیکھئے اسلام نے وضو کے ساتھ توبہ و استغفار کو رکھ کر کس طرح طہارت جسمانی و روحانی کو پہلو بہ پہلو رکھا ہے۔ بانی اسلام رسول خدا صلعم نے ہمیں وضو کرتے وقت جو دعائیں مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے ان سب کو معہ ترجمہ بیان کرنا تو موجب طوالت ہو صرف ایک دعا سن لیجئے جو یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکی چاہنے والوں میں شامل کردے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰہُ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے توبہ و استغفار باطنی طہارت ہے اور غسل و وضو ظاہری طہارت ہے اسلام نے ان دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔

حضرات! اگر میں طب کی حکمتوں اور فلسفیانہ مصلحتوں کے مطابق غسل اور وضو کی حکمتیں بیان کروں تو یہ خطبہ نہایت طویل ہو جائے۔ مختصر طور پر سمجھ لیجئے اسلام نے وضو اور غسل کے ذریعہ اصول حفظان صحت کو بوجوہ احسن ملحوظ رکھا ہے۔ استنجا وضو اور غسل کے ذریعہ دن میں پانچ وقت ایک نمازی کو کامل طہارت جسمانی حاصل ہوتی ہے اور طہارت و پاکیزگی چونکہ اسلام ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ ان تفصیلات سے اندازہ لگا لیجئے کہ خطبہ کے شروع میں میں نے جو دعوی کیا تھا اور اسلام کی طہارت و پاکیزگی کے متعلق جن شاندار الفاظ کو بیان کیا تھا ان میں کہانتک صداقت ہے۔

سائنس کی تحقیقات کا ایک فیصلہ یہ ہے کہ تمام امراض ایسے جراثیم سے پیدا ہوتے ہیں جو میلی کچیلی جگہ پیدا ہوتے ہیں اور غلاظت و کثافت میں نشو و نما پاکر وبائی امراض کا باعث بنتے ہیں۔ دوسرا فیصلہ یہ ہے کہ جسم کے مسامات ہمیشہ صاف رہنے چاہئیں تاکہ اندرونی فضلات باہر نکلتے رہیں اور بدن میں طرح طرح کی شکایات نہ پیدا ہوں اور تیسرا فیصلہ یہ ہے کہ دل و دماغ کی روشنی کی حالت صحت جسمانی کی کیفیت پر موقوف ہے۔ تندرستی کی حالت میں دماغ کے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں اور دل نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے اب تینوں فیصلوں کی روشنی

میں وضو اور غسل کی حکمتوں پر غور کریں کہ آج سائنس جتنی تگ و دو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے اس کو آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام نے کس طرح بتلادیا تھا۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا ہمارے ظاہری حالات اور پاکیزگیوں کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے اسی طرح بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اسلام نے طہارت جسمانی پر بہت زور دیا ہے اور یہی کافی ہے۔ سو یہ دونوں خیال غلط ہیں۔ بیشک اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ ینظر الیٰ قلوبکم و نیاتکم ولا ینظر الیٰ صورکم کہ اللہ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے صورتوں کو نہیں دیکھتا" ایک نہایت ہی گورا چٹا صاف اور پاکیزہ لباس والا مکار منافق اور بد اخلاق ایک میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے والے مومن راستباز اور نیکو کار آدمی کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت و رفعت نہیں رکھتا مگر یہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن ہی تو طہارت جسمانی پر موقوف ہے جیسے کہ میں پہلے ثابت کرچکا ہوں۔ اسلام نے جو ظاہری پاکیزگی کو ترجیح دی ہے اور نیز بڑی تاکید کی ہے اس سے مقصود باطنی طہارت ہی ہے فی نفسہ مطلوب نہیں اس لئے اس گمان فاسد میں نہیں رہنا چاہیے کہ یہ ظاہری شست و شو کافی ہے اس غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ حقیقت اسلام سے نابلد مسلمانوں نے اسلام میں علماء ظاہر و اہل باطن اور شریعت و طریقت کی تفریق کر کے ایک عظیم گمراہی کی بنیاد رکھدی۔ ورنہ حقیقت میں علماء ظاہر ہی اہل باطن ہوسکتے ہیں۔ اسی تفریق کا نتیجہ ہے کہ ایک مکار پیروں کا وجود پیدا ہو گیا ہے جو شریعت کی پابندی سے اپنے آپ کو بالاتر رکھ کر ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں اور تصوف و طریقت کا نام لے کر ہر طرح کی گرفت سے آزاد ہیں۔

برادران اسلام! جس برگزیدہ قوم کی ایسی شاندار اور تاکیدی تعلیم ہو اس کے افراد اگر میلے دانت اور گندہ لباس رکھیں تو اس قوم کے لئے یہ بات قابل شرم ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک تو غلاظت و گندگی کو پھٹکنے بھی نہیں دینا چاہیئے اور اس طرح صاف و ستھرا رہنا چاہیئے۔ یاد رکھئے ہمارے ہادی نے صفائی پر از حد زور دیا ہے صحابہ کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے کانوں میں مسواکیں اس طرح دکھائی دیتی تھیں جیسے کاتبوں کے کانوں میں قلم۔ آج ڈاکٹری نے ثابت کیا ہے کہ تمام بیماریاں دانتوں کے میل سے پیدا ہوتی ہیں خصوصاً بینائی کو ضعف پہنچتا ہے۔ مگر ہمارے ہادی نے آج سے بہت عرصہ پہلے مسواک کی تاکید کر کے یہ بات اپنی امت کے ذہن نشین کردی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جو نماز مسواک کر کے

بعد پڑھی جائے وہ بغیر مسواک کی نماز سے ثواب میں بدرجہا بہتر ہے۔

حضرات! سرورِ دو جہاں اپنے جمالِ ظاہری کے لحاظ سے چودھویں کے چاند سے بھی بڑھ کر تھے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

جادۂ پرتوِ حبیب ہوتا نہ ان کو گر نصیب — پاتے نہ یہ چمک دمک شمس و قمر کسی طرح

مگر آپ میں جمال پسندی کا جذبہ بھی حد سے زیادہ تھا آپ حد درجہ پاک و صاف رہتے تھے۔ آپ کو یہ بات ناپسند تھی کہ آپ کسی سے بدبو محسوس کریں۔ آپ سفر و حضر میں لازمی طور پر مسواک کیا کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب آپ اپنا ہاتھ اٹھاتے تو بغل کے نیچے سفیدی نمایا ہوتی۔ آپ کی پاکیزہ خو اور جمال پسندی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ ہماری مسجد میں لہسن اور پیاز کھا کر کوئی نہ آئے۔

آج مسلمان یورپ کی ظاہری صفائی اور تہذیب رنگ پر لٹو ہو رہے ہیں مگر یہ خود فراموش یہ نہیں جانتے کہ یورپ نے جو کچھ سیکھا ہے وہ مسلمانوں ہی سے سیکھا ہے ورنہ عیسائی کیا جانیں طہارت و پاکیزگی کس جانور کا نام ہے۔ اب بھی اگر ان میں صفائی ہے تو صرف نہانے دھونے کی۔ ورنہ میانیاں ان کی سڑی رہتی ہیں۔ بس ان ہدایات کی روشنی میں پاکیزہ خصلت اختیار کیجیے، ہر وضو کے ساتھ مسواک کی عادت ڈالیے اور جسم و لباس کو صاف ستھرا رکھیے خدا خود بھی حسین و جمیل ہے اور پاکیزہ لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ ثُمَّ اعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّ الْقُرْاٰنَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْكُمْ لَا يَطْفَؤُ نُوْرُهٗ وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ فَاسْتَضِيْئُوْا بِنُوْرِهٖ وَانْتَصِحُوْا كِتَابَهٗ وَاسْتَضِيْئُوْا مِنْهُ لِيَوْمِ الظُّلْمَةِ فَاِنَّهٗ اِنَّمَا خَلَقَكُمْ وَلِعِبَادَتِهٖ فَسَابِقُوْا اِلٰى عِبَادَتِهٖ بِحُسْنِ طَهَارَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَحِيْمٌ ۝

خطبہ ماہ شعبان المعظم ہفتہ چہارم

اسلام اور اخلاقی زندگی

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه واؤمن به ولا اكفره واعادي من يكفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق والنور والموعظة والحكمة على فترة من الرسل وقلة من العلم وضلالة من الناس من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعص الله ورسوله فقد غوى والصلوٰة والسلام على رسوله النبي الكريم ۰ امابعد

اخوانِ الکرام! حمد و ستائش کا سزاوار وہی محبوب حقیقی اور معبود مطلق ہے جس نے کامل گمراہی و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ مطلع عالم پر کفر و شرک کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا کہ وہ لوگوں کو عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ کی کیچڑ سے نکال کر دریائے نور میں غوطہ دیں ان کو اعمال فاضلہ اور اخلاق حمیدہ کا لباس فاخرہ پہنا کر اور ان کے سروں پر احسن تقویم کا تاج رکھ کر جنت میں پہنچا دیں۔ پس اُس ذات اقدس کی حمد و ستائش کے گیت گاؤ اور اسی کی محبت و اطاعت میں مرمٹو کہ دین و دنیا کی حقیقی کامیابی اور سرخ روئی یہی ہے۔

اور درود و سلام بھیجو نبی آخر الزماں فخر مرسلاں آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے ہمیں قرآن مبین کی آیتیں پڑھ پڑھ کر کفر و معاصی سے پاک و صاف کیا۔ کتاب و حکمت کی تعلیم دی۔ کامل طہارت جسمانی و روحانی کی تلقین فرمائی اور اوصاف حمیدہ و اخلاق فاضلہ کے زیور سے آراستہ و پیراستہ کیا اور ہم خیر الامم اور بہترین امت بن گئے۔

برادرانِ اسلام! ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ مذہبی زندگی کا مفہوم محض یہ ہے کہ الٹی سیدھی وقت بے وقت اور غلط سلط نماز پڑھ لی جائے سال میں ایک مہینے کے روزے رکھ کر بھوکا مر لیا جائے اور چند عقائد کو مان لیا جائے بس سارا اسلام انہی دو تین باتوں میں ختم ہے۔ یعنی ہمارا مذہب عقائد اور عبادات تک تو ساتھ دیتا ہے اس کے بعد مذہب سے بکلی آزاد ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ ہماری سخت غلط فہمی ہے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جب تک ہم اسلام کے سایہ میں پاکیزگی حیات اور بلندی اخلاق کا وہ نور حاصل کر لیں جو ہمارے اسلاف کی زندگیوں میں جلوہ گر تھا۔ اور جب تک ہم اپنے

تمام عقائد، عبادات، معاملات اور اعمال ظاہری و باطنی کو اسلام کے ماتحت اور شریعت عظمیٰ کی روشنی میں نہ لے آئیں اس وقت تک ہم صحیح معنوں میں کامل اور حقیقی مسلمان نہیں بن سکتے۔ یوں کلمہ پڑھنے کو تو ہر کوئی پڑھ لیتا ہے اور آسانی کے ساتھ مسلمان بنجاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ جب تک ہم اپنے حیوانی اور شہوانی جذبات کو اعتدال پر نہ لے آئیں اور ہمارا ظاہر و باطن حسن عمل کا ایک شاندار اور ممتاز نمونہ نہ بنجائے اس وقت تک ہم کامل مسلمان نہیں بن سکتے پس مسلمان کے لیئے نیک اخلاق ہونا لازم و ملزوم ہے سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

یعنی میں بھیجا ہی اس لیئے گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو مکمل کر دوں۔ یعنی حضورؐ کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ آپ انسانوں کو اوصاف حمیدہ اور مکارم اخلاق کے حسن خوبی اور زیور سے آراستہ و پیراستہ کر دیں۔

چونکہ حضورؐ نے مکارمِ اخلاق کے زیور سے بنی نوعِ انسان کو آراستہ و پیراستہ کرنا تھا اس لیے آپ خود ہی اخلاق کے اعلےٰ مدارج پر فائز تھے۔ جامۂ انسانی میں اخلاق کے جو بھی مدارج اور مقامات ہو سکتے ہیں وہ ذات اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے تھے۔ اخلاق کا کوئی درجہ ایسا نہ تھا جس کو آپ نے طے نہ کیا ہو جبھی تو خود اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضورؐ کے اخلاق کی تعریف میں فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ یعنی اے رسول بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ مقام پر ہیں"

برادران اسلام! آپ کو معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن حکیم نے کامل ایمان اور حقیقی عظمت و بزرگی کی بنیاد علمی اور اخلاقی زندگی پر رکھی ہے عمل اور بداخلاق بھی اگرچہ مسلمان ہے مگر ایسا جیسے ایک بے برگ و بار درخت۔ اسلام چاہتا ہے کہ ہر مسلمان اخلاق کا پیکر اور حسن عمل کا پتلا بنے۔ اسلام ایک ایسا تریاق ہے جو برائی کے کھوٹ گناہوں کی کثافت اور بے علمی و گمراہی کے زہر کو دور کر کے مسلمانوں کو ہر طرح مصفا و مجلی کر دیتا ہے انسان گناہوں اور غلطیوں کا پتلا ہے اور خطا و نسیان کا پیکر ہے مگر ساتھ ہی اسلام نے توبہ و استغفار کا ایک گر بھی بتلایا ہے جس کی موجودگی میں ایک مسلمان کبھی بھی برائی اور بداخلاقی میں گرفتار نہیں رہ سکتا اگر کوئی مسلمان مسلمان ہونے کے بعد بھی بدستور گناہوں اور بداخلاقیوں کی کیچڑ میں دھنسا رہتا ہی اور اس کا اسلام اس کو پاکیزگی حیات کا نور نہیں بخشتا تو سمجھ لیجئے کہ

اس نے اسلام کو محض زبانی اور رسمی طور پر اختیار کیا ہوا ہے
یاد رکھئے ایمان اور عمل صالح آپس میں لازم و ملزوم ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں جہاں مسلمانوں سے اٰمنوا کا خطاب اور مطالبہ ہے وہاں ساتھ ہی بلا فصل عملِ الصّٰلحٰت کا خطاب اور مطالبہ بھی ہے۔ یعنی قرآن کریم صرف یہی نہیں کہتا کہ ایمان لاؤ بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ نیک عمل کرو اور اپنی زندگی کو پاکیزہ بناؤ۔ حدیث میں ہے اَثقَلُ مَا یُوضَعُ فِی المِیزَانِ یَومَ تَقوَی اللّٰہِ وَحُسنُ الخُلُقِ یعنی قیامت کے روز میزان عمل میں جو چیز سب سے زیادہ بھاری ہو گی وہ تقویٰ اور اچھا اخلاق ہے۔

ایک شخص رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف سے آیا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ مَا الدِّین دین کیا ہے؟ فرمایا کہ حُسنِ خُلق۔ اچھا اخلاق۔ اسی طرح وہ بائیں، پیچھے، اور آگے سے آکر یہی سوال کرتا رہا۔ اور آپ یہی جواب دیتے رہے۔ ایک مرتبہ حضور سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! مَا الشُّوم نحوست کیا ہے؟ فرمایا کہ سُوءُ الخُلُقِ یعنی بُرا اخلاق اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ مومنوں میں افضل و اکرم مومن کون ہے؟ فرمایا جس کا خلق اچھا ہو۔ نیز فرمایا بُرا خلق اچھے عمل کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے سرکہ شہد کو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حُسن خلق معاصی و ذنوب کو ایسے زائل کرتا ہے کہ جیسے آفتاب گندگی کو۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تجھ سے صحت و عافیت اور حُسنِ خلق مانگتا ہوں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کے کسی نیک عمل کو قابل التفات نہ سمجھو۔ ایک تو تقویٰ جو اس کو معاصی سے بچائے دوسرے حلم و بردباری جس سے بے عقلوں کو باز رکھے تیسرے حُسن خلق کے ساتھ لوگوں سے پیش آئے اور فرمایا تم میں سے محبوب تر اور قریب تر وہ ہے جس کا خُلق اچھا ہو۔
حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر عبادت الٰہی میں کھڑا رہتا ہے مگر وہ کج خلق

ہے، وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتا ہے یعنی بدزبان ہے فرمایا

وہ جہنمی ہے مت لنا اس کے نیک اعمال میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ یہ نشانی دوزخ والوں

کی ہے۔ نیز ارشاد رسول ہے کہ اللہ پاک نے دین اسلام کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے

اور تمہارے دین کی اصلاح نہیں ہوتی مگر سخاوت اور حسنِ خلق سے۔ پس ان

دونوں سے اپنے دین کو زینت دو۔

برادرانِ اسلام! آپ نے حسنِ خلق کے فضائل و محاسن اور کج خلقی کے رذائل

و عیوب سن لئے اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ اخلاق کسے کہتے ہیں؟ سو معلوم کر لیجئے کہ اخلاق

نام ہے طبعی حالات اور شہوانی جذبات کی تعدیل و اصلاح کا یعنی با اخلاق شخص وہ

ہے جس کے طبعی جذبات و حالات عادات و اطوار اور گفتار و کردار تمام حرکات و سکنات

عقل اور معرفت کی تجویز و مشورہ سے سرزد ہوں وہ شخص با اخلاق نہیں جو کہ طبعی

جذبات و خواہشات کا بندہ ہو اس کی زبان اور اُس کے اعضاء و جوارح اس کے

قابو میں نہ ہوں حیوانوں کی طرح جو جی چاہے کر گذرے موقعہ اور بے موقعہ سخاوت

کر کے اپنی دولت کو لٹانے لگے۔ غصہ کے وقت بھیڑیا بن جائے۔ شہوت کے وقت جائز

اور ناجائز کی تمیز نہ کرے اور بھوک میں حرام اور حلال کی تمیز کو اٹھا دے پس خلیق

انسان وہ ہے جس کے افعال و اقوال، تمیز، موقعہ بینی اور وقت شناسی کے

ماتحت سرزد ہوں۔

معزز بندو! اخلاق میں بہت سی باتیں داخل ہیں مگر میں مختصر طور پر کچھ موٹی موٹی

باتیں بیان کئے دیتا ہوں حق اللہ اور حق العباد کی پوری طرح نگہداشت کرے خدا

کی یاد اور اس کی محبت و اطاعت سے کسی حالت میں بھی غافل نہ رہے امانت و دیانتداری

اور تقویٰ و طہارت حاصل کرے ہر ایک چھوٹے بڑے اور اپنے پرائے کے ساتھ نرمی

سے پیش آئے۔ ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھے خاکساری و عاجزی اختیار کرے کسی کے

ساتھ سختی ترشروئی اور کج اتفاقی کا برتاؤ نہ کرے . . . . نہ اپنے کو بڑا ثابت کرے

نہ اپنی تعظیم و تکریم کا خواہاں ہو نہ جاہ و عزت کی طلب میں مدہوش ہو جائے اپنے

پڑوسیوں ملکیوں اور ہموطنوں کے ساتھ نرمی اور اخلاق کے ساتھ پیش آئے حسن

معاملات صدق مقال اکل حلال اور مکارم اخلاق سے ہرگز ہرگز غفلت نہ

کرے۔ بغض، حسد، غیبت، خصومت، تعصب، ضد ہٹ دھرمی اور زود رنج وغیرہ تمام عیوب سے بچے حتی الامکان یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، غریبوں، اپنوں وبیگانوں اور غیر مذاہب والوں کی مدد کرے۔ ان کی مصیبت میں کام آئے۔ خدمت خلق کو اپنا شعار بنائے۔ قصور کو اگر موقعہ ہو تو معاف کر دے۔ ہر کس وناکس سے سلام علیک میں ابتدا کرے۔ خندہ پیشانی کے ساتھ مزاج پرسی کرے بیماروں کی عیادت کرے کسی کو بے وقوف نہ بنائے کسی کو ایذا نہ دے۔ کسی کا مذاق نہ اڑائے۔ نیز بدلہ لینے کے درپے نہ ہو۔ گفتگو کرتے وقت حُسن کلام سے کام لے اور جب کوئی بات کرے تو متوجہ ہو کر سُنے۔ مجلس میں بیٹھے تو آنے والے کے لئے جگہ خالی کر دے اور راستہ چلتے وقت غرور تمکنت اور عجز وانکسار کے ساتھ چلے۔ مجلس میں جمائی اور انگڑائی نہ لے۔ انگلیاں نہ چٹخائے قہقہہ لگا کر نہ ہنسے۔ فضول بک بک نہ کرے۔ پاؤں پر پاؤں رکھ کر نہ بیٹھے اور تمام عبادات ومعاملات میں احکامِ شریعت کی پابندی کو لازم سمجھے۔

برادرانِ اسلام! اب یہ بھی سُن لیجئے کہ اخلاق وآداب اسلامی کا منبع ومرکز کہاں ہے؟ اور کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ یہ بھی تو سُن چکے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات خلق عظیم کے درجہ پر فائز تھے۔ اب آپ کو یہ "خلقِ عظیم" کہاں سے حاصل ہوا تھا؟ سنئے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى آپکو ہم نے بے خبر پایا تو سیدھا راستہ بتادیا۔ پھر فرمایا کہ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ آپ وحی سے پہلے کتاب اور ایمان کو کیا جانتے تھے۔ یعنی وحی الٰہی نے صاحب شریعت اور صاحبِ خلقِ عظیم بنایا ہے آپ فطرۃً پہلے ہی حُسنِ خلق رکھتے تھے۔ اس پر وحی الٰہی نے اور بھی چار چاند لگا دیئے جس کے معنی یہ ہوئے کہ جب آپ کا ہر قول وفعل رضاء الٰہی کے ماتحت آگیا آپ سراپا اللہ والے بن گئے اور آپ مجسّم قرآن کریم کی تفسیر اور نمونہ بن گئے تو ہم نے بنی نوع انسان کے لئے عام اعلان کر دیا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی اے انسانو! تمہارے لئے رسول اللہ صلعم کی زندگی میں ایک اچھا نمونہ ہے۔ زندگی کا یہی دستور العمل فطرت انسانی کے مطابق ہے اور نجات ومرضیات الٰہی حاصل کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے آپ کے علم وعمل کے بغیر کوئی علم وعمل مقبول نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آنحضرت صلعم کے خلق کے بارہ میں دریافت کیا گیا

تو آپ نے فرمایا کان خلقہ القرآن آپ کا خلق قرآن تھا حقیقت بھی یہی ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن کی سیرت ایک ہی چیز ہے۔

پس حاصل تقریر یہ ہے کہ جو شخص قرآن اور اسوۂ حسنہ رسول کے مطابق اپنی زندگی بسر کریگا وہی با اخلاق بن سکتا ہے۔ گویا اخلاق حاصل کرنے کے منبع قرآن کریم اور حضور صلعم ہیں۔ حضرات! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ بزرگ و برتر کے نزدیک اخلاق حسنہ ایک پسندیدہ چیز ہے اسلامی زندگی کا جوہر ہے، انسانیت کا زیور ہے اس کو حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ جو مسلم پاکیزہ زندگی اور اخلاق حسنہ کا مالک نہیں وہ اگرچہ کتنا ہی عابد و زاہد ہو مگر حسن عمل کے حقیقی نور سے بے بہرہ ہے۔ پس ایک مسلمان کو اخلاقی زندگی کے لحاظ سے دیگر اقوام میں ممتاز ہونا چاہیئے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم ۝ انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

معشر المسلمین! آقائے نامدار سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو جنھوں نے ہمیں پاکیزگی حیات کا نور بخشا اور اخلاقی زندگی بسر کرنے کا وہ دستور العمل دیا جس پر چل کر ہمارا ظاہر و باطن حسن و جمال سے آراستہ و پیراستہ

ہو سکتا ہے۔ اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جن کے اخلاق حسنہ کی بلندی روحانی اور اخلاقی زندگی کی زینت ہے اور درود وسلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ وغیرہ پر۔ اور آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ خاتونِ جنتؓ پر جنہوں نے عالمِ نسواں کے لئے ایک اعلیٰ اور عمدہ اخلاقی نمونہ چھوڑا اور درود وسلام بھیجو حضرت کے چچاؤں حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر اور عشرہ مبشرہؓ پر جن کی اخلاقی اور روحانی زندگی سے ہم بہت مدد پاتے ہیں۔ اور درود وسلام بھیجو حضرت کے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور دیگر اہل بیت پر جنہوں نے اپنے جانی دشمنوں کے مقابلہ میں وہ اخلاقی جلوے دکھائے کہ عقل انسانی دنگ ہے۔ اور درود وسلام بھیجو ائمہ اربعہ اور تمام صوفیائے عظام و اولیائے کرام پر جو اخلاقِ حسنہ کی دولت سے مالا مال تھے اور بدارج علیا پر فائز تھے۔

اے اللہ! گذشتہ شاہانِ اسلام اور مجاہدین اسلام پر رحمت و مغفرت نازل فرما اور موجودہ شاہان اسلام اور مجاہدین اسلام کی تائید و نصرت فرما۔ اور اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں پاکیزہ حیات اور اخلاقی زندگی کے حصول کی سچی تڑپ پیدا کر اور انھیں نیو زندگی عطا فرما۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ۝

خطبۂ ماہ رمضان المبارک ہفتہ اول

(۱) رمضان المبارک کی فضیلت و بزرگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ طوق

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی نَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَائِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ۔ اما بعد۔ یا معشر المسلمین

حضرت حق جل علی شانہ کی ذات تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ ہے اس کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمتوں اور بخششوں کا کوئی ٹھکانا نہیں وہ گناہوں کا بخشنے والا۔ توبہ قبول کرنے والا، نافرمانوں اور سرکشوں کو عذاب دینے والا ہے اور وہ تمام جہانوں کا رب بن مانگے دینے والا اور سچی محنت و عبادت کو ضائع نہ کرنے والا ہے اور وہ سزا و جزا کے دن کا مالک ہے۔

درود و سلام بھیجو باعث ایجاد عالم جمیل الشیم، صاحب معراج نبیوں کے سرتاج رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل اور تصدق سے خدائے رحمٰن نے ہمیں بڑی بڑی نعمتوں اور بخششوں سے سرفراز کیا اور تزکیۂ نفس و تصفیہ باطن کے ایسے سہل الحصول اور شاندار احکام دیئے کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم انسانیت کے جامے میں فرشتے بن سکتے ہیں۔

برادران اسلام! رمضان المبارک کا وہ مبارک اور مقدس مہینہ آگیا جس کا سعید الفطرت روحیں بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہی تھیں جس کے لئے آج کے ایام و لیالی کس طرح بدل رہے تھے اور انسانی فطرت منتظر تھی۔

خدا کے فرمانبردار اور نیک بندو! تمہیں مبارک ہو کہ رمضان المبارک کا مہینہ آگیا جس میں ربانی رحمتوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ نیکی کے فرشتے روز ملک اور رضائے الٰہی اور جنت کا مژدہ سناتے ہیں قلوب و ارواح پر رحمت باری کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور ایسے ایسے شخصی و اجتماعی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے ساری عمر بھی کافی نہیں مگر بہت کم لوگ واقف ہیں کہ خالق فطرت نے اس ماہ

ہوسکتا ہے۔ اور درود وسلام بھیجو آنحضرتؐ کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جن کے اخلاق حسنہ کی بلندی روحانی اور اخلاقی زندگی کی زینت ہے اور درود وسلام بھیجو آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ وغیرہ پر۔ اور آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ خاتونِ جنتؓ پر جنہوں نے عالمِ نسواں کے لئے ایک اعلیٰ اور عمدہ اخلاقی نمونہ چھوڑا اور درود وسلام بھیجو حضرتؐ کے چچاؤں حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر اور عشرہ مبشرہؓ پر جن کی اخلاقی اور روحانی زندگی سے ہم بہت مدد پاتے ہیں۔ اور درود وسلام بھیجو حضرتؐ کے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور دیگر اہل بیت پر جنہوں نے اپنے جانی دشمنوں کے مقابلہ میں وہ اخلاقی جلوے دکھائے کہ عقل انسانی دنگ ہے۔ اور درود وسلام بھیجو ائمہ اربعہ اور تمام صوفیائے عظام واولیائے کرام پر جو اخلاقِ حسنہ کی دولت سے مالا مال تھے اور مدارج علیا پر فائز تھے۔

اے اللہ! گذشتہ شاہانِ اسلام اور مجاہدین اسلام پر رحمت ومغفرت نازل فرما اور موجودہ شاہان اسلام اور مجاہدین اسلام کی تائید ونصرت فرما۔ اور اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں پاکیزہ حیات اور اخلاقی زندگی کے حصول کی سچی تڑپ پیدا کر اور انہیں نیک زندگی عطا فرما۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ۝

خطبہ ماہ رمضان المبارک ہفتہ اول

(۱) رمضان المبارک کی فضیلت وبزرگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ۔ اللھم صل وسلم وبارک علی نبیک ورسولک محمد وعلی آلہ واصحابہ وخلفائہ اجمعین ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینات من الھدی والفرقان۔ اما بعد۔ یا معشر المسلمین

حضرت حق جل علی شانہ کی ذات تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام نقائص سے منزہ ہے اس کی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمتوں اور بخششوں کا کوئی ٹھکانا نہیں وہ گناہوں کا بخشنے والا۔ توبہ قبول کرنے والا، نافرمانوں اور سرکشوں کو عذاب دینے والا ہے اور وہ تمام جہانوں کا رب بن مانگے دینے والا اور سچی محنت و عبادت کو ضائع نہ کرنے والا ہے اور وہ سزا و جزا کے دن کا مالک ہے۔

درود و سلام ہو باعث ایجاد عالم جمیل الشیم، صاحب معراج نبیوں کے سرتاج رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل اور تصدق سے خدائے رحمٰن نے ہمیں بڑی بڑی نعمتوں اور بخششوں سے سرفراز کیا اور تزکیۂ نفس، تصفیہ باطن کے ایسے سہل الحصول اور شاندار احکام دیئے کہ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم انسانیت کے جامے میں فرشتے بن سکتے ہیں۔

برادران اسلام! رمضان المبارک کا وہ مبارک اور مقدس مہینہ آگیا جس کا سعید الفطرت روحیں بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہی تھیں جس کے لئے آج کے ایام و لیالی کروٹیں بدل رہے تھے اور انسانی فطرت منتظر تھی۔

خدا کے فرمانبردار اور نیک بندو! تمہیں مبارک ہو کہ رمضان المبارک کا مہینہ آگیا جس میں ربانی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ نیکی کے فرشتے روز کی اور رضائے الٰہی اور جنت کا مژدہ سناتے ہیں قلوب و ارواح پر رحمت باری کی موسلادھار بارش ہوتی ہے اور ایسے ایسے شخصی و اجتماعی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کے بیان کرنے کے لئے ساری عمر بھی کافی نہیں مگر بہت کم لوگ واقف ہیں کہ خالق فطرت نے اس ماہ

مبارک کے روزوں کو مسلمانوں پر کیوں فرض کیا؟ اور انکے ذریعہ کونسے شخصی اجتماعی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ روزہ کے جسمانی اور روحانی فوائد پر بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق بہت کچھ لکھا ہے اور رمضان المبارک کی تقریب میں روزہ حکم و اسرار پر مختلف عنوانوں کے ماتحت ہر سال بہت کچھ لکھا جاتا ہے مگر وہی چیز پیدا نہیں ہوتی جس کا پیدا کرنا اس قسم کی تمام تحاریر و تقاریر کا منشا ہے یعنی روزہ کا روحانی فائدہ اور غرض جس کے ماتحت روزہ دل کو فرض کیا گیا ہے۔ اس قسم کی تحاریر و تقاریر کا منشا محض یہ ہے کہ آپ روزہ کا نصب العین سامنے رکھ کر متقی اور پرہیزگار بنیں اور اپنے آپ کو گناہوں سے پاک و صاف کرلیں۔

برادران ملت! عبادت صوم کی اہمیت و عظمت معلوم کرنے سے پہلے داعی اسلام صلعم کی زبان وحی ترجمان سے رمضان المبارک اور روزہ کے فضائل سن لیجئے اور ان کو اپنے دل میں جگہ دیجئے تاکہ آپ کو یہ معلوم ہوجائے کہ رمضان المبارک میں نزول رحمت باری کی کیسی کیسی ساعتیں ہوتی ہیں اور مسلمانوں کے لئے کیا کیا پیغام عمل میں لاتی ہیں۔

سرکار دوعالم نے انیسویں شعبان کو خطبہ پڑھا اور اس میں ایمانداروں کے لئے حسب ذیل اعلان فرمایا ذرا ہوش بگوش سنئے اور لوح دل پر نقش کرلیجئے۔ ارشاد فرمایا لوگو! تم پر ایک بہت ہی بابرکت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے وہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر اور افضل ہے خدا نے اس ماہ میں روزے رکھنے فرض کئے ہیں اور رات کو قیام کرنا نفل قرار دیا ہے جو شخص اس ماہ میں نفلی نیکی کا کام کریگا وہ ایسا ہوگا کہ گویا اس نے اور دنوں میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں فریضہ ادا کرے وہ ایسا ہوگا کہ گویا اس نے اور دنوں میں ستر فریضے ادا کئے۔

ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے وہ باہمی سلوک و مروت کا مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے کہ مومن کا رزق اس میں بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی اس ماہ مبارک میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور آگ سے نجات ملیگی اور اس کو مثل روزہ دار کے ثواب ملیگا صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور ہم میں ہر ایک اتنی مقدرت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کا روزہ افطار کرائے حضور نے فرمایا کہ اگر

کوئی شخص پانی کے ایک گھونٹ سے بھی کسی کا روزہ افطار کرائیگا تو خدا تعالیٰ یہی ثواب مرحمت فرمائیں گے۔ اور اگر کوئی پیٹ بھر کر روزہ دار کو شربت یا دودھ پلادے تو خدا اس کو میرے حوض کوثر سے شربت پلائے گا جس کی وجہ سے وہ سارے محشر میں جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

اس ماہ مبارک کا شروع حصہ رحمت ہے درمیانی حصہ بخشش ہے اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے جو کوئی اس ماہ میں اپنے ملازم کے کام میں تخفیف کریگا تو خدا اس کو بخشدیگا اور جہنم کے عذاب سے نجات دیگا۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو مقید کر دیا جاتا ہے۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر رمضان کی رات میں چھ لاکھ آدمی دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں اور رمضان شریف کی آخری شب میں تمام گذشتہ تعداد کی مثل دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔

برادران اسلام! حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مہینہ میں چار کام بہت ضروری ہیں۔ سرکار دو عالم فرماتے ہیں کہ دو تو ایسے ہیں کہ جن سے تمہارا پروردگار راضی ہو جاتا ہے۔ اور دو ایسے ہیں کہ جن کے بدون تم کو چارا نہیں۔ ان چار میں سے ایک تو کلمۂ شہادت ہے اور دوسرے استغفار کی کثرت یہ دونوں باتیں خدا کو بہت پسند ہیں۔ تیسرے جنت کا طلب کرنا اور چوتھے دوزخ سے پناہ مانگنا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو تمہارے لئے سخت ضروری ہیں۔ بخاری کی ایک حدیث شریف میں ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ یعنی جس شخص نے رمضان کے روزے اس کی سچائی اور فرضیت مانکر اللہ کی خوشنودی کیلئے اور محض طبعی جوش و شوق کے ساتھ رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جائینگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب رمضان کی پہلی شب آتی ہے تو شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور بہشت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر منادی پکارتا ہے کہ اے طالب خیر آگے بڑھ اور اے طالب شر اپنی معصیت شعاری اور سرکشی سے باز آجا۔ مطلب یہ کہ عبادت

صوم اتنی بڑی خیر و برکت والی عبادت ہے کہ گویا روزہ دار کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے اور دوزخ کے بند ہو گئے اور بدی کی راہیں بند ہو گئیں۔ یعنی روزہ دار گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے لئے جنت کے دروازے کھل گئے اور دوزخ کے بند ہو گئے۔

برادران اسلام! ایماندار اور نیکی پر حریص کے لئے صرف یہ حدیث روزہ کی رغبت اور شوق دلانے کے لئے اور فوائے عملیہ کو برانگیختہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اللہ اللہ رمضان کی کیا شان ہے کہ اس کی ہر رات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اے نیکی اور بھلائی کے خواستگار اگر تجھے حقیقی مسرت اور رضائے خداوندی کے حصول کی تلاش و جستجو ہے تو اپنے پروردگار کی طرف آ۔ ثواب کی درخواست کر کہ اس مہینے میں تھوڑے عمل کا بھی زیادہ ثواب ملیگا۔ اور اے گنہگار اب بھی اپنی سرکشی سے باز آ جا کیونکہ رمضان میں ہر گناہ کا دوگنا عذاب ملتا ہے اگر اب بھی کوئی خدا کا بندہ سچے دل کے ساتھ خدا کی طرف رجوع نہ کرے اور ماہ رمضان میں معاصی سے کنارہ کش ہو کر اپنے دامنِ عمل میں رحمت خداوندی کے پھول اور ثواب کے جواہر ریزے نہ بھرے اس سے بڑھکر بدبخت، ظالم، شقی، بندہ نفس، ناعاقبت اندیش اور بدکار کوئی نہیں کہ وہ آواز الٰہی کو سنکر بھی اپنی سرکشی سے باز نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام بلاغت نظام میں فرماتے ہیں شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ط یعنی رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قران کریم نازل ہوا۔ جو انسانوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں اور وہ حق و باطل میں تمیز اور فرق کرنیوالا ہے۔

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ اس ماہِ مبارک کی رحمت و بزرگی تقدس و احترام کی انتہائی بلندیوں پر ہے۔ کیونکہ خدائے قدوس نے فضیلت رمضان میں نزولِ قرآن کا تذکرہ فرمایا۔ اور پھر اس تذکرہ کرنیکی علت خود ہی بیان فرمادی کہ قرآن سے لوگوں کو ہدایت ہوتی ہے اور حق و باطل میں تفریق کرنے والا ہے اس سے زیادہ اس ماہ کی فضیلت اور بزرگی اور کیا ہوگی کہ اہل اسلام کے لئے خصوصاً اور اہل عالم کے لئے عموماً خیر و برکت کا ظہور ہوا۔ ہدایت اور فلاح انسانی کی بنیاد رکھی گئی ہے

ہوا شعبان کل ختم اور اب ماہِ صیام آیا | ازل کی صبح کا نور آنکھ میں ہو کر تمام آیا
سعادت کے جلو میں رحمت پروردگار آئی | مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا
فرشتوں نے جگایا فطرتِ آدم کو نغمے سے | حیاتِ جاوداں کا ابن آدم کو پیام آیا
درِ میخانہ وحدت کے پٹ جبریلؑ نے کھولے | ترستے تھے جسے میخوار گردش میں وہ جام آیا
وہ حکمت عرش سماں جن کی نوبال پر چھپکے صدیوں | اخوت اور مساوات اور آزادی کا نام آیا
مبارک ہیں وہ انسان جن کی خاطر آئیں مہینے پر | کلام اللہ لیکر دولتِ صلح و پیام آیا
مسلمانو! یہ موتی رول لو جن کے ٹاٹ کو | عرب کا اور عجم کا خسروِ عالی مقام آیا

مسلمانو! یہ مہینہ رمضان المبارک کا ہے جس میں ہر مخلص روزہ دار کے لئے روحانی وجسمانی ترقی اور برکات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اس مبارک مہینہ میں خدا کو راضی کر لو اور اپنے گناہوں کو بخشوا لو کہ یہ رحمت و مغفرت حصول رضائے الٰہی اور خیر و برکت کے دن ہیں میخانۂ وحدت کے در کھلے ہوئے ہیں بادۂ وحدت کے متوالو آؤ اور جام پر جام نوش کرو۔ اور خدا کے لطف عام سے جنت میں اپنا گھر بنالو۔ معلوم نہیں آیندہ یہ ماہ مبارک نصیب ہو یا نہیں۔ يُعْطِيهِ بِهِ خَيْرًا وَلَا يَصْرِفُ عَنْهُ سُوْءًا إِلَّا بِطَاعَتِهِ وَاتِّبَاعِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ لَا خَيْرَ فِي خَيْرٍ بَعْدَهُ النَّارُ وَلَا شَرَّ فِي شَرٍّ بَعْدَهُ الْجَنَّةُ أَقُولُ قَوْلِي هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ وَصَلُّوا عَلَى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّهُ تَعَالَىٰ جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۔

خطبہ ماہ رمضان المبارک ہفتہ دوم

روزہ کا نصب العین

روزے کس طرح ایک مومن کو معراج سعادت پر پہنچا سکتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْئَلُهُ الْكَرَامَةَ فِي مَا بَعْدَ الْمَوْتِ فَإِنَّهُ قَدْ دَنَا اَجَلِيْ وَاَجَلُكُمْ۔ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

مَنْ تَعْصِهَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ه وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ لا اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

یا معشر المسلمین

اخوان الصالحین! حمد وثنا بیان کرو اس خدائے قدوس خداوند علیم وحکیم کی جس نے انسان کو اپنی تمام مخلوق پر شرف وبزرگی دی وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ کے لقب سے ممتاز فرماکر اپنی عبودیت اور بندگی کے لئے خاص فرمایا تمام کائنات کو انسان کا مسخر بنایا اور بتلایا کہ ساری مخلوق تمہاری ہے اور تم میرے لئے ہو کائنات کے ذرے ذرے کو مطیع ومنقاد کرکے میری معرفت حاصل کرو اور میری فرمان برداری کرو اور جس نے سوائے اپنی بندگی اور عبادت کے اور کسی کی غلامی ومحکومی سے سرکشی وتجرد کا حکم دیا اور صاف طور پر بتلادیا کہ انسان تو میرا ہے اور میرا ہی ہوکر رہیگا کسی اور قوت کا غلام ومحکوم نہیں ہوسکتا۔ ورنہ تیرا سب عزوشرف خاک میں مل جائیگا۔

اور درود وسلام بھیجو نبی مکرم اور رسول محترم صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کو خدائے قدوس نے حق کی منادی اور ہماری ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ جنھوں نے عبودیت اور بندگی کے فرائض سے انسان کو آگاہ کیا اور انسان اور خدا کے درمیان عبد ومعبودیت کے رشتہ کو واضح کیا۔

برادران اسلام! حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک کوئی آسمانی یا غیر آسمانی مذہب اور ملت ایسی نہیں گذری جس میں عبادت صوم نہ پائی جاتی ہو۔ البتہ طریقے اور مفہوم جدا جدا ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ فاقہ کشی، تزکیہ نفس اور روشنی روح کی طلب اور اس کا ذریعہ قریب قریب تمام اقوام وملل میں پایا جاتا ہے چنانچہ حضرت آدم تک کے زمانہ میں ہر مہینہ کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے فرض تھے یہودیوں کے ہاں محرم کی دس تاریخ اور رجب کے کچھ روزے فرض تھے۔ نصاریٰ کے ہاں ہماری طرح رمضان کے روزے فرض تھے۔ مگر

انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق ان میں تغیر و تبدل کر لیا۔ ہندو دھرم اور بدھ مت میں بھی برت کا رواج عام ہے پارسیوں میں بھی روزہ کو بہترین عبادت سمجھا گیا ہے مگر اسلام نے روزہ کا جو نصب العین ٹھہرایا ہے اس عبادت کو جو فضیلت اور اہمیت دی ہے اور اس میں جو خیر و برکت رکھی ہے اس کے لحاظ سے کسی مذہب اور قوم کا روزہ اسلامی روزہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اسلام نے جس چیز کا نام روزہ رکھا ہے اس کا نصب العین اتنا بلند ہے کہ جب تک کوئی مذہب اپنے اندر توحید کی کامل تعلیم نہ رکھتا ہو اس کی ہر عبادت اور قول و فعل میں توحید کا جذبہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہو اس وقت تک وہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا کہ جس پر اسلامی روزہ کی اساس و بنیاد ہے۔

برادران ملت! ہر کام کی وقعت و عظمت اس کے نصب العین اور مطمح نظر کی وقعت اور عظمت سے ظاہر ہوا کرتی ہے اگر اس کا مقصد ہر اعتبار اور پہلو سے بلند فطرت الٰہیہ سے وابستہ اور اعلیٰ و ارفع ہو تو وہ کام بھی بلا شبہ عظیم و جلیل ہو گا لیکن اگر اس کی غرض محمود نہیں اس کا نصب العین بلند نہیں اور اس کی اساس و بنیاد گہری نہیں تو وہ بظاہر خواہ کتنا ہی دلکش اور دلفریب ہو کوئی اہمیت و وقعت نہیں رکھتا بلکہ ایک بیجان اور فضول چیز ہے سو اسلام نے جو روزہ کا بلند پایہ مقصد ٹھہرایا ہے اسکی روشنی میں ہم بلا شبہ اور بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ روزہ امت مسلمہ کیلئے روحانی عروج اور ذہنی ارتقا کی ایک سبیل ہے اعلیٰ عبادت ہے اور تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ اور خدا شناسی کا ایک سہل الحصول نسخہ ہے یاد رہے کہ اسلام کا روزہ کوئی رسمی اور بے اثر چیز نہیں اور نہ کسی دیوتا کو خوش کرنے کے لئے بلکہ وہ رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ اطاعت و انقیاد کا اظہار اور مادی و روحانی کمالات کا مظہر اتم ہے چنانچہ قرآن عزیز نے امت مسلمہ کو روزہ کا حکم دیتے ہوئے اس مقصد عظمیٰ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے جن کو میں نے خطبہ میں تلاوت کیا ہے اور جس کا مطلب اور ترجمہ یہ ہے۔

اے ایمان والو تم پر روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح گذشتہ اقوام پر فرض کئے گئے تھے۔ تم کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ باری تعالےٰ نے صرف ہم کو ہی اس مشقت میں ڈالا ہے اور نفسانی خواہشوں کی بندش کا انوکھا حکم ہمیں دیا ہی یاد رکھو ایسا نہیں ہے

بلکہ تم سے پہلے جتنی قومیں گذری ہیں وہ بھی اس عبادت سے آزاد نہ تھیں یہ تو ایک نعمت عظمیٰ ہے اور روحانی و مادی کمالات کے حصول کا اعلیٰ ذریعہ ہے جب تمام دنیا کی قومیں اور سارے نبیوں کی امتیں اس نعمت سے محروم نہ رہیں تو تم بہترین امت ہو کس طرح محروم رہ سکتے تھے اس کے آگے مزید تشفی و اطمینان اور رغبت و شوق دلانے کے لئے فرمایا کہ روزہ رکھنے کا حکم کسی ذاتی غرض سے نہیں دیا اور یا تمہیں یونہی ناحق مشقت میں نہیں ڈالا بلکہ اس میں تمہارا ہی بھلا ہے اس سے اصلی غرض یہ ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔ تم اتقا اور روحانی کمال حاصل کرو تمہاری فطری قوتیں صاف اور روشن ہو جائیں۔ تمہارے قلوب وارواح سے مادی کثافتیں اور تاریکیاں دور ہو جائیں اور تم قرب خداوندی حاصل کر سکو اور جنت میں داخل ہو سکو۔ تو کیا تم مومن اور بہترین امت ہو کر یہ بات گوارا کرو گے کہ روحانی و مادی کمالات کا مظہراتم نہ بنو اور معراج سعادت پر نہ پہنچو۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا لہذا تم کو انتہائی کوشش اور بیش از بیش سعی کرنی چاہیے کہ اس عبادت عظمیٰ کا مقصد حاصل کرو قرب خداوندی حاصل کرو اور جنت میں داخل ہو۔ دیکھو ہم تم کو جبریہ اور طاقت سے زائد برداشت کرنے کا حکم نہیں دیتے بلکہ یہ تو صرف گنتی کے چند دن ہیں ایک سال تک تنور شکم بھرتے رہنا اور سال میں صرف ایک ماہ نفسانی خواہشات سے رک جانا کونسی بڑی عبادت ہے۔ اس پر بھی اگر تم معذور ہو اور مجبور ہو۔ بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہو تو روزہ کو چھوڑ دو۔ پھر جب چاہو قضا کر لو۔ کچھ ہماری طرف سے جبر اور سختی نہیں کہ خواہ مخواہ ہر حالت میں چار و ناچار روزہ ہی رکھو اتنی آسانیوں کے ہوتے ہوئے اگر ایسے مفید حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو نافرمان بنو گے جس سے تمہارے ایمان کی خامی ظاہر ہوگی۔ پس اگر تم عقل رکھتے ہو اور روزے کے فوائد و منافع کا تمہیں علم ہے تو سوچو غور کرو اور اس کی تعمیل کرو۔

برادران اسلام! ان آیات میں جو روزہ کا مقصد اور نصب العین بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ روزہ دار صفت اتقاء اور روحانی کمال حاصل کرے اور عربی زبان میں اس قوت راسخہ اور روحانی جسمانی اطاعت وانقیاد کا نام ہے جس کے پیدا ہونے کے بعد

انسان تمام گناہوں کمزوریوں اور لغزشوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ روحانی اور اخلاقی
قوتیں چمک اٹھتی ہیں اور انسان کلی طور پر خدا کا ہو جاتا ہے پس روزہ کوئی رسمی اور بے
مقصد چیز نہیں بلکہ وہ اخلاقی اور روحانی کمالات کا سرچشمہ ہے اور نیکیوں و
پرہیزگاریوں کا خزانہ ہے۔ چونکہ روزہ کا مقصد صفت اتقاء کا حاصل کرنا ہے اس
لئے روزہ دار کو حکم ہے کہ وہ صرف کھانے پینے اور جماع کرنے ہی سے نہ رکا رہے۔
بلکہ اپنے اخلاق کو معتدل بنائے۔ روحانی کمال حاصل کرے اور نفس و شیطان کی اتنی
نگرانی کرے کہ نیکی اور خدا پرستی اس کی طبیعت میں ایسی راسخ ہو جائے کہ پھر فواحش
وجرائم کا صدور ہی نہ ہو۔ دیکھا آپ نے یہ ہے روزہ کا مطلب اور مقصد۔ کتنے مسلمان
ہیں جو کہ روزے کے اس نصب العین کو سامنے رکھ کر روزہ رکھتے ہیں بلکہ انہوں
نے اپنی کوتاہ فہمی پست ذوقی اور بے عملی سے دیگر اقوام کی طرح ایک رسمی چیز سمجھ لیا
ہے اور روزہ کا مفہوم محض یہ سمجھا گیا ہے کہ روزہ دار صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب
تک کھانے پینے سے رکا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اخلاقی اور روحانی حالت پر روزہ
کا کوئی نتیجہ اور اثر مترتب نہیں ہوتا۔

دیکھئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزہ کی حالت میں
ریاکاری، بغض، کینہ، چغلی، غیبت اور دیگر برائیاں نہیں چھوڑتا اور گناہوں کو
ترک نہیں کرتا تو اللہ کے نزدیک اس کے روزہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ روزہ
سے محض بھوک پیاس کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کرتا۔

حضرات! روزہ کا مقصد صرف یہی نہیں کہ وہ روزہ دار خود ہر قسم کی اخلاقی
پستی اور روحانی گندگی سے بچے۔ بلکہ اس کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ خود نیکی پر قائم رہ کر
حکمت و موعظت کے ساتھ گنہگاروں، شریروں اور مفسدوں کی اصلاح کرے
چنانچہ روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم کا ارشاد گرامی ہے اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُکُمْ صَائِمًا
فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْهَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهٗ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ
اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں صبح کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ بیہودہ نہ بکے اور
اور جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے جھگڑنے کی کوشش
کرے تو اس کو صرف یہ کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزہ دار ہوں۔

برادران اسلام! انسان کا سب سے بڑا کمال اور خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے جذبات پر قابو رکھے۔ نفس سرکش کے منہ میں تقوی کا لگام دیدے کلی طور پر خدا کا ہو جائے اور اعلی درجہ کی پرہیزگاری حاصل کرے اور یہی روزہ کا مقصد ہے۔ روزہ جہاں کہ قوتِ روحانیہ کو ابھارتا ہے وہاں بھوکے پیاسے کی بھوک پیاس کی تکلیف سے روشناس کرا کر غریب انسانوں اور فاقہ کش بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کرنا سکھاتا ہے اور قوم کا ہمدرد بناتا ہے ؎

ہوئے ہیں فرض روزے اسلئے تم پر کہ شرماؤ ادائے صوم ہی سے قوم کے ہمدرد بنجاؤ
کھلاؤ بھائیوں کو اپنے فاقوں کا غم کھاؤ ریاضت کا لگاؤ باغ تو جنت کا پھل کھاؤ

روزہ کے روحانی و مادی فوائد تو حد شمار سے باہر ہیں مگر میں مختصراً کچھ بتلائے دیتا ہوں خوب غور سے سنئیے اور دل میں جگہ دیجئے۔ روزہ دل میں صفائی روح میں روشنی عقل میں قوت اور لطائف ستہ میں چمک پیدا ہوتی ہے۔ دل میں نور الٰہی پر تو افگن ہوتا ہے عشق الٰہی کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ عبادت میں لطف آتا ہے نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے بدی سے نفرت تعمیل حکم الٰہی کی حرص اور اس کی نافرمانی سے بغض پیدا ہوتا ہے مادی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں تجرد اور روحانیت بڑھ جاتی ہے روزہ دار میں فرشتوں کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ قوت روحانیہ خواہشات نفسانی پر غالب آجاتی ہے جس کی وجہ سے انسان واقعی انسان اور کامل انسان بنجاتا ہے۔

گناہوں کا کفارہ، بدیوں کا ازالہ اور معاصی و نافرمانیوں کا دفعیہ ہو جاتا ہے۔

اللہ پاک نے جنت کا ملنا دو چیزوں پر موقوف رکھا ہے ایک تو خوف خدا دوسرے خواہشات سے اپنے آپ کو باز رکھنا جیسا کہ ارشادِ باری ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص خوف خدا کرتا ہوا اور نفسانی خواہشات سے اپنے آپ کو باز رکھے اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ شروع آیت میں فرضیت صوم کی علت غائی اتقاء اور پرہیزگاری کو قرار دیا گیا ہے جس کے مفہوم میں یہی دو باتیں داخل ہیں۔ تقوی کے شریعت میں تین معنی آئے ہیں۔ خدا کا خوف اور ہیبت دوسرے طاعت و عبادت۔ اور تیسرے دل کا تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے پاک کرنا۔ اور اس کے تین مراتب ہیں۔ خدا کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ دوسرے

رسول کریم صلعم کے اور صحابہ کے زمانہ میں جو چیز دین سے خارج تھی اس کو خارج سمجھنا اور جو چیز دین میں داخل تھی اس کو داخل سمجھنا اپنی طرف سے دین میں کسی بات کی کمی بیشی نہ کرنا۔ تیسرے ہر طرح کے گناہوں سے بچتے رہنا۔ یہ تمام باتیں روزے کے ذریعہ حاصل ہو جاتی ہیں، یہ تو روزے کے روحانی فوائد تھے۔ اخلاقی فوائد بھی سن لیجئے۔

روزہ سے صبر و استقلال اور قوتِ برداشت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ نوع انسانی کی سچی اور عملی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ فقرا اور مساکین کی امداد و دستگیری کا خیال تربیت پاتا ہے اور مساوات انسانی کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ صبر و استقلال مصائب و شدائد میں قوتِ برداشت ایسی چیزیں ہیں جو قوموں کو مسابقت اقوام میں بازی لیجانے اور قوت و اقتدار حاصل کرانے میں ممد و معاون ہوتی ہیں اور روزہ دار میں صبر اور ضبط کے گراں بہا جواہر پیدا ہوتے ہیں جس سے نزول حوادث کے وقت پورے عزم و ثبات کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ آج مسلمان اپنی ترقی و کامیابی کے لئے چاروں طرف بھٹک رہے ہیں اور خداوندی پروگرام کو چھوڑ کر انسانوں کے بنائے ہوئے پروگرام پر چلنے کی کوشش میں ہیں مگر ان کمبخت اندھوں کو کون سمجھائے کہ جس روز تم مسلمان بن گئے اسی روز خاک سے اٹھ افلاک پر پہنچو گے۔ یعنی مسلمان ہو کر روزے رکھنے پڑیں گے اور روزہ کے اندر وہ تمام چیزیں بدرجۂ اتم موجود ہیں جو مسابقت اقوام میں بازی لیجانے اور قوت اقتدار حاصل کرانے کے لئے ضروری ہیں۔

برادران اسلام! روزہ کے روحانی و اخلاقی فوائد بیان کرنے کے بعد جی تو نہیں چاہتا کہ مادی فوائد بیان کروں مگر چونکہ آجکل ہر طرف مادی ترقی کی چیخ پکار ہے اور مادی فوائد کی تلاش ہے اسلئے ان کو بھی بیان کیا جاتا ہے سنئے:۔

انسان کی صحت اس بات پر موقوف ہے کہ معدہ سے فاسد مواد خارج ہوتا رہے اور جوہر غذائی اچھی طرح جزوِ بدن بنے یہ بات روزہ سے قدرتی طور پر حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے معدہ میں قوت جگر میں طاقت اخلاط میں صفائی بدن کا تنقیہ دماغ میں پاکیزگی آنکھوں میں نور دل میں سرور قوائے حیوانیہ وطبعیہ میں طہارت اور قوت نفسانیہ میں نزاکت پیدا ہوتی ہے غذا کو ہضم کرنے اور جزو بدن بنانے کی معدہ و جگر میں کافی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ان کا دماغ کثیف۔ قویٰ میں انحطاط اعضا

میں ڈھیلا پن معدہ خراب دل کمزور اور صحت تباہ ہو جاتی ہے۔ الغرض روزے سے دماغ روشن ہو جاتا ہے اور انسان کی تندرستی قابل رشک بن جاتی ہے۔

حضرات! اسلام نے جہاں ہر نیک عمل اور عبادت کا مقصد متعین کر دیا ہے وہاں اس کا اجر و ثواب بھی بیان کر دیا ہے چنانچہ ترجمان وحی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم کے نیک عملوں کا بدلہ دس سے ستر گنا زیادہ تک ملتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مگر روزہ کا اجر بے حساب ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہیں اور میں ہی اس کا اجر دوں گا کیونکہ روزہ دار نے محض میری رضا کے لئے اپنی تمام خواہشات کو چھوڑا اور کھانا پینا ترک کیا روزہ دار کی دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری لقاء الٰہی کے وقت روزہ دار کے منہ سے جو خوشبو نکلتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک و عنبر کی خوشبو سے زیادہ قابل قدر ہے (صحیح مسلم)

نیز فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں اس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے اور کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا۔ دروازہ پر آواز دی جائے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ اس کو سن کر تمام روزہ دار اس میں داخل ہو جائیں گے اور پھر دروازہ بند کر دیا جائیگا جس کے بعد اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم)

پھر حضور فرماتے ہیں کہ الصیام والقرآن یشفعان للعبد یعنی روزے اور قرآن قیامت کے دن بندوں کی شفاعت کرینگے یہی وجہ ہے کہ روزے اور تلاوت قرآن جمع کر دیئے گئے ہیں یعنی روزہ دار کے لئے بیس رکعت پڑھنا بھی سنت مؤکدہ ہے اگر دل میں عشق محمدی کا جذبہ ہو تو روزہ دار اپنے نبی کی سنت کی پیروی میں سو رکعت تراویح کی پڑھ کر بھی بس نہیں کر سکتے۔ مگر مسلمانوں کی بے حسی آرام طلبی اور کور ذوقی دیکھئے کہ ان میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو بدعت و سنت کی لاطائل بحث چھیڑ کر مسلمانوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ بجائے بیس کے آٹھ ہی پڑھیں، مگر آپ کو ہرگز اس نفاق انگیزی کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیئے اور بیس رکعت ہی ادا کرنی چاہیئے۔

برادران اسلام! آپ کے سامنے روزہ کا نصب العین روزے کے روحانی و مادی فوائد اور اس کا اجر و ثواب ہے اپنے روزوں کو اس کے مطابق بنائیے اور اپنے روزوں میں حقیقی روح پیدا کیجئے اس ماہ مبارک میں خدا کو راضی کر لیجئے اور اپنے گناہوں

کو بخشو اپنے صبر و استقامت کی عادت ڈالیے استغفار و انابت الی اللہ کے مظاہرے کیجئے باہمی سلوک و رواداری اور غمخواری و قومی ہمدردی کے جذبات پیدا کیجئے اور غربا و مساکین کی خبر گیری کیجئے کہ یہی روزے کے مقاصد ہیں اور انہی پر نجات کا دارومدار ہے
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاذْكُرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرُ ذِكْرِكُمْ قُلْ لِيَوْمِ مَلِكٌ بَرٌّ رَبٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

خطبہ ماہ رمضان المبارک ہفتہ سوم

زکوٰۃ اور خیرات و صدقات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَسْعَدَ وَاَشْقٰى ۝ وَاَمَاتَ وَاَحْيٰى وَاَضْحَكَ وَاَبْكٰى وَاَوْجَدَ وَاَفْنٰى ۝ وَاَفْقَرَ وَاَغْنٰى وَالصَّلٰوةُ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالْمُصْطَفٰى سَيِّدِ الْوَرٰى وَشَمْسِ الْهُدٰى وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْمَخْصُوْصِ بِالْعِلْمِ وَالتَّقْوٰى وَسَلَّمَ كَثِيْرًا ۝ اَمَّا بَعْدُ

اَيُّهَا الْاِخْوَان! حمد و ثنا بیان کرو خدائے قدوس حضرت حق جل علی شانہ کی جس کے قبضہ قدرت میں بندوں کی ہدایت و شقاوت ہے جو مارتا ہے اور جلاتا ہے کسی کو رلاتا ہے اور کسی کو ہنساتا ہے اور کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرتا ہے۔

اور درود و سلام بھیجو محمد مصطفٰے سید الوریٰ شمس الہدیٰ پر جن کی لائی ہوئی شریعت دنیا کی ہر ترقی اور نوع انسانی کے تمام حقوق کی ضامن ہے جن کے پیش کئے ہوئے دستور کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی دستور ایسا نہیں ہے جو راعی اور رعیت اور تمام انسانوں کے حقوق کا محافظ ہو۔ جو صغیر و کبیر اور مالک و مملوک میں حقیقی مساوات قائم کرے جو کہ اخوت انسانی کو قائم کرے جو انسانوں کو انسان کا ہمدرد بنائے اور جو بشری سعادت اور آسائش کا ضامن ہو اگر مسلمان اس منہاج پر اپنی زندگی بسر کریں تو وہ سوسائٹی کے تمام زہر دے مصفا ہو جائینگے کامیابی ان کے ہمرکاب ہوگی اور ان کا ہر عمل مثمر ہوگا۔ یاد رکھو حضور صلعم کا پیش کیا ہوا دستور قانون اور نظام ہی ہے جو دین منظر ہے اور جس میں دین و دنیا کی تمام سعادتیں موجود ہیں اور مسلمان کی زندگی و موت اسی پر ہونی چاہیئے۔

برادرانِ اسلام! یہ رمضان کا مبارک و مسعود مہینہ ہے جو نیکی اور عملِ خیر کرنے کا سنہری موقع ہے اور جنت میں گھر بنانے کا مہینہ ہے۔ احادیث میں زکوٰۃ اور صدقات کے لئے اس ماہ میں بڑی تاکید ہے اور خود حضور پرنورؐ اس ماہ مبارک میں بہت کثرت سے خیرات و صدقات کرتے تھے۔

حضرات! آج دنیا میں یورپ کے تمدن کی دھوم دھام ہے اور روس کے عدل و مساوات کو سراہا جا رہا ہے اور ہوش وخرد باختہ مسلمان بھی یورپ اور روس کے در پر گداگرانہ حیثیت سے کھڑے ہوئے ہیں۔ مگر دنیا کی نظر تہذیب و تمدن کے اصلی سرچشمہ پر نہیں جہاں سے یورپ اور روس نے تہذیب و تمدن کی روشنی حاصل کی وہ تہذیب انسانی کا سرچشمہ اسلام ہے۔ مگر اس حقیقت باہرہ اور صداقتِ عظمیٰ کا علم تھوڑے سے ہی انسانوں کو ہو یہ جو میں کہہ رہا ہوں کہ اسلام تہذیب و تمدن کا سرچشمہ ہے اور دنیا نے جو کچھ سیکھا ہے اسی سے سیکھا ہے تو یہ کوئی محض دل بہلاوا نہیں بلکہ حقیقت ثابتہ ہے دیکھئے سچی مدنیت پاکیزہ تمدن اور مسرت افزا حضارت کا محور و مرکز اور منبع یہ ہے کہ حقوق انسانی کو عقل و فطرت کی روشنی میں کھول کھول کر بیان کر دیا جائے اور اس کو حد سے زیادہ فضیلت واہمیت دی جائے تاکہ انسان حقوق العباد کے متعلق کسی قسم کی غفلت و کوتاہی نہ کریں اور پورے طبعی جوش کے ساتھ ان کی حفاظت اور نگہداشت کریں۔ یہ چیز صرف اسلام ہی کے ساتھ خاص ہے اور دنیا کے کسی مذہب میں حقوق العباد کو اتنی فضیلت و اہمیت نہیں دی گئی جتنی اسلام میں دی گئی ہے۔ حد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کر دینگے مگر بندوں کے حقوق معاف نہ کرینگے اب تو آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ واقعی اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو سچی مدنیت، پاکیزہ تمدن اور مسرت افزا حضارت پیدا کرتا ہے۔

برادرانِ اسلام! اسلام کے احکام دو حصوں پر منقسم ہیں ایک حصہ حقوق اللہ اور دوسرا حصہ حقوق العباد کے متعلق ہے اور دونوں حصوں کے احکام اپنی اپنی جگہ انسانی فطرت کے مطابق ہیں جو نہایت سہل الحصول وسیع اور عالمگیر ہیں تمام زمانوں اور قوموں کے لئے کافی اور موزوں ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد گو بادی النظر میں علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتے ہیں مگر ان کا ایک دوسرے سے نہایت ہی گہرا تعلق ہے اور ان دونوں کا مقصد انسان کی اخلاقی ترقی ہے سو اسلام کے عملی ارکان میں سے جن کا تعلق

حقوق العباد ہی کا ایک رکن اعظم زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ حقیقت میں ایک مقررہ ٹیکس ہے جو مال کی ایک معین مقدار پر ہر سال ادا کرنا چاہیئے یہ اخوت اسلامی کا ایک عملی اظہار ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ متمول اصحاب اپنے نادار بھائیوں کی امداد کرکے پوری قوم کو مضبوط کریں اور غریبوں امیروں میں کسی قسم کی کشمکش اور تحاسد و تباغض نہ پیدا ہو جس سے تہذیب و تمدن کو نقصان پہنچتا ہے اور دنیا کا امن و امان خاک میں ملتا ہے۔

برادران اسلام! دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں امیر و غریب۔ غربا ہمیشہ امراء کے مبغوض رہتے ہیں اور ان کی امارت و سیادت کے لئے ایک خطرہ بنے رہتے ہیں کیونکہ امراء اپنی دولت کے نشہ میں مدہوش ہو کر غریبوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں اور ان کا خون چوس کر اپنے خزانوں کو دولت سے بھرتے ہیں اور یہ بات طبعی طور پر غریبوں مظلوموں کو ناگوار گذرتی ہے اسلئے وہ امراء کے دشمن بنجاتے ہیں اور اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے دنیا کی موجودہ حالت پر غور کر آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں مزدور اور سرمایہ دار کی جنگ برپا ہے دنیا کا کوئی فرقہ اور قوم ایسی نہیں جو کہ کشمکش اور اضطراب و بے چینی میں مبتلا نہ ہو گویا دنیا ایک جہنم کدہ بنی ہوئی ہے اب دیکھیئے اسلام نے کس طرح انسانی سوسائٹی کو ان مفاسد اور فتن سے بچا کر اجتماع افراد کی حفاظت کی ہے اور امن عالم کی تکمیل کی ہے وہ یہ کہ امراء اپنے اندوختہ میں سے ایک حصہ معین رقم یعنی کل مال میں سے چالیسواں حصہ غرباء کو دیں اس طرح اسلام نے امیر و غریب میں توازن قائم کرکے امراء کو غرباء کی عداوت و بغاوت سے محفوظ کر دیا ہے اور پھر خیرات و صداقت کی ترغیب و تحریص دلا کر ہر طرح حکمت اجماع کی تکمیل کر دی ہے اگر آج دنیا اسلام کے سایہ میں آجائے تو دنیا کی موجودہ کشمکش اور جنگ ختم ہو کر دنیا رہنے کے قابل ہو سکتی ہے۔

حضرات! ارکانِ اسلام میں سے چوتھا رکن زکوٰۃ ہے زکوٰۃ کے لغوی معنی افزونی یا زیادہ ہونے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں مال کے چالیسویں حصے کو کہتے ہیں جو صاحب نصاب اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں فقراء و مساکین کو دے۔ زکوٰۃ زکار سے ماخوذ ہے اور زکار کے معنی پاکی اور طہارت کے ہیں کیونکہ زکوٰۃ دینے سے دل بھی پاک ہوتا ہے اور مال بھی اسلئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ایک مصلحت تہذیب نفس ہے وہ اس طرح کہ زکوٰۃ ما

کی محبت کو توڑتی ہے اور اقبح الاخلاق بخل و خسّت کا قلع قمع کرتی ہے جو تمام بد اخلاقیوں اور
رذائل کا منبع ہے جس نے اپنے نفس کو بخل کی خصلت سے پاک کر لیا اس کی بہیمیت پر ملکیت غالب
آگئی حقیقت یہ ہے کہ زکوٰۃ سے اندرونی پاکیزگی اور طہارت حاصل ہوتی ہے۔ مال کی محبت کم
ہوتی ہے جو انسان کے حق میں سب سے بڑا فتنہ ہے اس سے لوگوں کے ساتھ محبت و شفقت اور
ہمدردی پیدا ہوتی ہے قومی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ قومیت کی بنیادیں استوار
ہوتی ہیں بخل کے عیب سے نفوس پاک ہوتے ہیں حاجتمندوں کی اور قوم کی کار برآری ہوتی ہے
اور داد و دہش کی عادت پڑتی ہے جو اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے اس بات کا امتحان اور
اندازہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والوں کو کہاں تک خدا کی اور غریبوں کی محبت ہے کیونکہ مال
جیسی محبوب چیز کے ذریعہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنا دشوار امر ہے یہیں پر مذہبیت اور
خدا پرستی کے جوہر کھلتے ہیں ورنہ یوں زبانی محبت کا دعویٰ سب کو ہے اور زکوٰۃ صدق دعوے
ایمان پر دلیل ہے اور صحت ایمان پر گواہی دیتی ہے کیونکہ روپیہ بے محبت اور انقیاد
قلبی کے صرف نہیں کیا جاتا جبھی تو مسلمان پر نماز و روزہ کی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اللہ تبارک
و تعالےٰ نے نماز کے ساتھ نہایت شدت و اہتمام کے ساتھ قرآن مجید میں زکوٰۃ کی فرضیت
اور فضیلت کو بیان فرمایا ہے چنانچہ زکوٰۃ کا دینا ہر مسلمان آزاد اور بالغ پر جو صاحب
نصاب ہو فرض ہے اور جو کوئی اس کو فرض نہ جانے وہ کافر ہے۔

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے
یعنی جس کے پاس اتنی چاندی یا سونا ہو وہ صاحب نصاب ہے جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہے
یہ چاندی سونا خواہ اپنی اصلی حالت میں ہوں یا اس کے زیور ہوں اور یا اس کے سکے ہوں
تینوں صورتوں میں ان کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے مال تجارت کی قیمت اگر چاندی
سونے کے نصاب کو پہنچے تو اس کی زکوٰۃ دینا بھی فرض ہے۔ یاد رہے چاندی سونے کی زکوٰۃ
وزن کا اعتبار ہے نہ کہ قیمت کا مثلاً سات تولے سونے کا کوئی برتن یا زیورات کاریگری
کی وجہ سے نصاب کی قیمت سے زیادہ بڑھ جائے یا سونے کی قیمت اتنی گراں ہو جائے
کہ سات تولے سے کم کی قیمت نصاب سے بڑھ جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ زکوٰۃ واجب
ہونے کی شرطیں آٹھ ہیں۔ اوّل مسلمان ہونا پس کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر کافر
مسلمان ہوا تو اس پر زمانہ کفر کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ دوسرے بالغ ہونا تیسرے عاقل ہونا

کوئی پورے سال مجنون رہا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں اگر سال کے اول و آخر میں افاقہ ہو جائے تو واجب ہے چوتھے آزاد ہونا غلام پر واجب نہیں پانچویں مال بقدر نصاب ملک میں ہونا اگر نصاب سے کم ہے تو واجب نہیں چھٹے مال کا پورے طور پر مالک ہونا جو مال گم ہو گیا یا برباد ہو گیا یا کسی نے غصب کر لیا یا کہیں دفن کر کے بھول گیا اور یا مدیون نے قرض سے انکار کر دیا اور اس کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں تو ان سب صورتوں میں مال جب تک نہ ملا تھا زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ ساتویں نصاب کا دین سے فارغ ہونا۔ اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہے اور اس پر اتنا قرض ہو کہ اس کے ادا کرنے کے بعد صاحب نصاب نہیں رہتا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ اب یہ قرض خواہ بندہ کا ہو یا اللہ تعالیٰ کا۔ مثلاً ایک شخص مالک نصاب ہے مگر اس پر دو سال گذر گئے اور اس نے زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ فرض ہو گی۔ کیونکہ پہلے سال اس پر قرض ہو اور قرض مانع زکوٰۃ وہی ہے جو زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو جس کے پاس ہزار روپئے ہوں اور ہزار ہی کا قرض ہو اور اس کے علاوہ ایک مکان اور ایک خدمتگار بھی ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ کیونکہ مکان اور غلام حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ اور حاجت اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن پر انسانی زندگی کا مدار ہو۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں مثلاً رہنے کا مکان، سردی گرمی کے کپڑے خانہ داری کا سامان، سواری کے جانور لونڈی غلام، آلات حرب، پیشہ وری کے اوزار، اور اہل علم کو علم کی کتابیں یہ سب چیزیں حاجات اصلیہ میں داخل ہیں جن پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور آٹھویں مال بڑھنے والا ہو۔ اسکی دو صورتیں ہیں حقیقۃً یا حکماً۔ پھر ان کی بھی دو صورتیں ہیں اول صفی ہو یعنی وہ چیز اس لئے پیدا کی گئی ہو کہ بڑھے جیسے سونا چاندی کہ ان سے دوسری چیزیں خریدی جاتی ہیں۔ دوسرے فعلی۔ یعنی جو اس لئے پیدا نہ کی گئی ہو۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں۔ نویں مال پر پورا سال گذر جائے۔

نیز زکوٰۃ دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت بھی شرط ہے۔ اگر کوئی شخص سال بھر تک خدمت کرتا رہا اور پھر زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ زکوٰۃ لینے والے سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے۔ بلکہ صرف دینے والے کی نیت کافی۔

برادران ملت! اول تو مسلمان مالدار زکوٰۃ دیتے ہی نہیں کیونکہ اللہ کی راہ میں

نکالنا بہت دشوار ہو ویسے ہی فضول کاموں میں روپیہ صرف کرنے کے لئے وہ حاتم ہیں فیشن پرستی، حکومت کی خوشنودی اور اپنے عیش و آرام کے لیے وہ ہزاروں روپے صرف کر کے دولت کا خون کرتے ہیں اور ڈنر پارٹیوں اور کلبوں میں دل کھول کر روپیہ خرچ کر کے گھر پھونک تماشا دیکھتے ہیں مگر زکوٰۃ دیتے ہوئے موت آتی ہے اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے وقت اندھے بہرے گونگے اور بے وقوف بنجاتے ہیں۔ گویا یہ چلتے پھرتے پتھر ہیں۔ ایسے لوگوں کے اسلام پر ہی آج کفر ہنس رہا ہے اور شیطان قہقہے لگا رہا ہے۔ اگر کچھ تھوڑے بہت مالدار مسلمان دیتے بھی ہیں تو وہ زکوٰۃ کے مستحقین کا خیال نہیں کرتے جو سامنے آجاتا ہے اور جس کو دل چاہتا ہے دیدیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے جہاں مالداروں پر زکوٰۃ فرض کی ہے وہاں ساتھ ہی زکوٰۃ کے مستحقین کی تعیین کر دی اور بتلا دیا ہے۔ کن کن کو زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ مگر افسوس کہ اس کی بالکل احتیاط نہیں کی جاتی۔ اصلی مستحق محروم ہو جاتے ہیں اور غیر مستحق لیجاتے ہیں۔ اس غیر محتاج داد و دہش کا اثر اور نتیجہ یہ ہوا کہ قوم میں لاکھوں فقراء اور مانگنے والے پیدا ہو گئے جنھوں نے حصول زکوٰۃ و خیرات کو اپنا ذریعہ معاش ہی بنا لیا ہے۔ لاکھوں سائل در بدر بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں اور قوم کے بیشتر افراد پر گداگرانہ ذہنیت مسلّط ہے۔

زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ یعنی زکوٰۃ و خیرات کے مذکورہ ذیل مصارف خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہیں (۱) فقیروں اور ناداروں کو دی جائے۔ دوسرے (۲) مسکینوں محتاجوں اور اُن لوگوں کو دی جائے جو نانِ شبینہ تک کو محتاج ہوں۔ تیسرے (۳) اُن لوگوں کو جو زکوٰۃ و خیرات کے مال کو وصول کرنے پر متعین ہوں۔ انکی تنخواہیں بھی زکوٰۃ کے مال میں سے دی جا سکتی ہیں۔ چوتھے (۴) اُن لوگوں کو جن کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہو۔ پانچویں (۵) غلاموں کی گردنوں کو قید غلامی سے آزاد کرانے کے لئے بھی زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے چھٹے (۶) قرضداروں کا قرض ادا کرنے میں بھی زکوٰۃ کے مال سے مدد دی جائے ساتویں (۷) راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کو ہتھیار اور ضروری مصارف فراہم کئے جائیں آٹھویں (۸) مسافروں کو زادِ راہ اور ضروری سامان خورد و نوش وغیرہ بھی اسی مال سے مہیا کیا

جائیے۔

حضرات! مصارفِ زکوٰۃ پر غور کیجئے اور فلسفہ زکوٰۃ کی جامعیت پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اسلام نے کس خوبی و جامعیت کے ساتھ نظام تمدن کو مضبوط کیا ہے۔ اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد بنایا ہے۔ اب بتلاؤ کیا اس نیلے آسمان کے نیچے اسلام کے سوا کوئی اور مذہب، کوئی دستور، کوئی نظام اور کوئی قانون دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے تمدن و معاشرت کو اس طرح مستحکم بنیادوں پر قائم کر سکتا ہے اور امیروں و غریبوں میں توازن قائم کر سکتا ہے؟ آج مسلمانوں کے لیڈر اور ان کی انجمنیں دن رات رونا روتی ہیں کہ مسلمان اپنا پیسہ قومی ضروریات میں نہیں خرچ کرتے اور کاسۂ گدائی لئے دربدر پھرتے ہیں۔ اگر یہ بھلے مانس زکوٰۃ کی فراہمی کا باقاعدہ نظام بنالیں اور اُمراء زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ چندہ بازی اور گداگری سے بے نیاز ہو جائیں اور قوم سرسبز شاداب ہو جائے۔ مگر ہماری بدبختی کا بھی کچھ ٹھکانا ہے کہ ایک بہترین خداوندی دستور العمل رکھتے ہوئے بھی برباد ہو رہے ہیں اور قومی ضروریات کے لئے گداگری کر رہے ہیں۔

مسلمانو! یاد رکھو کہ زکوٰۃ و خیرات کے اول حقدار رشتہ دار ہیں۔ انہی سے صدقات و خیرات کی ابتداء کرنی چاہئے تاکہ صدقہ اور صلۂ رحم دونوں کا ثواب ملے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تصدق اپنے عیال سے شروع کرو۔ فقیر و مسکین کے دینے میں ایک ثواب ہے اور قرابتداروں کو دینے میں دوہرا ثواب ہے۔ قرابتداروں کو مقدم رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ زکوٰۃ کا مقصد غریبوں اور مفلسوں کی حاجت روائی ہے۔ سو فقراء اور مساکین کی طرف تو سب کو توجہ ہوتی ہے، کوئی نہ کوئی ان کی امداد اور حاجت روائی کر ہی دیتا ہے۔ مگر وہ گھر والے اور نزدیکی رشتہ دار جو فقر و مسکنت کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور کانوں کان کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ فلاں گھر والے آج فاقہ میں پڑے ہیں اس کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔ انکی دردناک اور قابل رحم حالت کا پتہ سوائے رشتہ دار کے اور کسی کو نہیں ہوتا۔ اس لئے مالداروں کا فرض قرار دیا کہ وہ خلق کی حاجت روائی اور امداد و دستگیری کرتے ہیں اپنے قرابتداروں کو مقدم کریں اور پہلے اپنے گھر میں دیکھ لیں کہ کون فقر و فاقہ میں ہے۔ بس مالداروں کو زکوٰۃ و خیرات سے قرابت داری کا حق ادا کرنا چاہئے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ قرابتدار ہی محروم رہتے ہیں غیر مستحق اور لیے

غیرے بچاتے ہیں، اور چراغ کے نیچے اندھیرا ہی رہتا ہے۔ اندازہ لگائیے کہ اگر مالدار مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں تو قوم کی حالت کہاں سے کہاں تک پہنچ سکتی ہے اور ہماری معاشرت کتنی اعلیٰ کتنی ارفع کیسی شاندار اور کیسی مسحور کُن، کیسی حسین اور مضبوط واستوار ہو جائے۔

برادرانِ اسلام! اب زکوٰۃ کی فضیلت و اہمیت بھی سن لیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی خدا نے اس کے شر کو دور کر دیا اس ارشاد کی حکمت پر غور کرو اور اسلام کی فطرت شناسی کی داد دو نیز فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے۔ (طبرانی) فرمایا جو میرے لئے چند چیزوں کی کفالت کرے میں اُس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا نماز، زکوٰۃ، امانت شرمگاہ شکم اور زبان۔ (طبرانی) فرمایا کہ جو شخص اپنی حلال کمائی سے صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دستِ راست سے قبول فرماتا ہے۔ کیونکہ اللہ حلال ہی کو قبول فرماتا ہے پھر اس کے مالک کے لئے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھڑے کو پالتا ہے یہانتک کہ وہ صدقہ پہاڑ کی برابر ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ "افضل صدقہ وہ صدقہ ہے کہ جو ذی رحم دشمن کو دیا جائے" فرمایا کہ "ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اتر کر یہ دعا کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ بخیل کے مال کو تلف کر دے۔ حدیث قدسی میں ہے: اے میرے بندے خرچ کر تجھ کو دیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ بہتر اسلام کونسا ہے؟ فرمایا کہ مساکین کو کھانا کھلانا مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ یعنی تم ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک کہ اپنے محبوب مال میں سے کچھ خرچ نہ کرو گے۔ اس سے بڑھ کر زکوٰۃ و خیرات کی فضیلت و اہمیت اور کیا ہوگی کہ زکوٰۃ صدق دعوائے ایمان پر دلیل اور محبت و انقیادِ قلبی پر دلیل ہے۔

حضرات! اب ذرا زکوٰۃ نہ دینے کی مذمت اور عذاب بھی سن لیجئے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی جو لوگ اس مال کے ساتھ بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ نہ سمجھیں

کہ یہ بخل ان کے لیے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لیے بہت برا ہے۔ جس چیز کے ساتھ وہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کے گلے میں اس کا طوق ڈالا جائیگا۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ٥
جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے اللہ کی راہ میں صرف نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجیے۔ قیامت کے دن وہ آتش دوزخ میں تپائے جائینگے۔ اور اس سے ان کی پیشانی اور انکی کروٹیں اور انکی پیٹھیں داغی جائینگی اور ان سے کہا جائیگا کہ جو تم نے اپنے نفس کیلئے جمع کیا تھا اس کا مزہ چکھو۔ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو وہ قیامت کے دن گنجا سانپ بنجائیگا، اپنے مالک کو ڈرائیگا۔ وہ بھاگیگا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ فرمایا جو قوم زکوٰۃ نہ دیگی اللہ تعالیٰ اس کو قحط میں مبتلا کرے گا۔

نیز فرمایا: جو شخص سونے اور چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اُس کے لئے آگ کے پتر بنائے جائینگے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائیگی اور ان سے انکی پیشانی کروٹ اور پیٹھ داغی جائیگی جب ٹھنڈے ہونے پر آئینگے تو پھر ویسے ہی گرم کردیے جائینگے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ اب وہ اپنی راہ دیکھیگا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف جائے۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والا جب قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوگا تو ناگاہ اُس کی نظر غمخوار بیکسان شافع روز جزا صلی اللہ پر پڑیگی، وہ پکاریگا کہ یا رسول اللہ مجھے بچائیے۔ حضور فرمائینگے میں نے تجھے خدا کا حکم سنا دیا تھا اب اپنے کئے کی سزا بھگت۔

اس سے زیادہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا کیا حشر ہوگا کہ حضور صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے تابعین زکوٰۃ سے جہاد کیا۔ اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ اسلام میں زکوٰۃ کی کیا حیثیت ہے اور زکوٰۃ نہ دینے کا کیا سخت مواخذہ ہوگا۔

برادران اسلام! زکوٰۃ و خیرات کے متعلق آپ قرآن و احادیث کے حکیمانہ احکام

ملاحظہ فرمائیے۔ ان میں سے ایک ایک حکم اور مسئلہ پر غور کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا کہ کس طرح اسلام نے انسانی سوسائٹی کو مفاسد و شرات سے پاک کرکے تمدن و معاشرت کو کتنی مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ کاش مسلمان ایسے خدائی دستور پر عمل پیرا ہو کر دین اور دنیا کی ترقی و کامیابی حاصل کریں۔

مسلمان مالداروں کو زکوٰۃ کی تفاصیل سے عبرت و استفادہ حاصل کرنا چاہئے جو فیشن پرستی، حکومت کی خوشنودی اور اپنے عیش آرام کے لئے ہزاروں روپئے خرچ کرکے اپنی دولت کا خون کرتے ہیں اور گھر پھونک تماشا دیکھتے ہیں مگر زکوٰۃ دینے کے نام موت آتی ہے۔ ایسے نمک حراموں اور شریعت اسلامیہ کے غداروں کو شرم نہیں آتی کہ وہ خدا کے دیئے ہوئے مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، اسکی خوشنودی کو حاصل نہیں کرتے۔ مگر برے کاموں میں روپئے خرچ کرکے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں جہنم میں اپنا ٹھکانا بناتے ہیں اور شیطان کے بھائی بنتے ہیں۔ اللہ پاک انکو عقل سمجھ دیں کہ وہ خدا کی دی ہوئی دولت میں سے ایک حقیر سی رقم اللہ کی راہ میں خرچ کرکے خدا کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کریں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

اللّٰھم احفظنا بالاسلام قائما واحفظنا بالاسلام قاعدا واحفظنا بالاسلام راقدا ولا تشمت بی عدوا ولا حاسدا اللّٰھم اکفنا بحلالک عن حرامک و اغننا بفضلک عمن سواک اللّٰھم اجعلنا نعظم شکرک ونکثر ذکرک ونتبع نصیحتک ونحفظ وصیتک اللّٰھم اجعلنا نعظم شکرک ونکثر ذکرک ونتبع نصیحتک ونحفظ وصیتک اللّٰھم لک الحمد کالذی نقول وخیرا مما نقول واستغفر اللّٰہ لی ولکم وصلوا علی نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم بارک اللّٰہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم ۝ انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ماہ رمضان المبارک ہفتہ چہارم

لیلۃ القدر تراویح اور اعتکاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَهَّلَ لِعِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی مَرْضَاتِهٖ سَبِیْلًا ۝ وَوَضَّحَ لَهُمْ طُرُقَ الْهِدَایَةِ وَجَعَلَ اِتِّبَاعَ الرَّسُوْلِ عَلَیْهَا دَلِیْلًا ۝ وَاَنْزَلَ کِتَابًا یَّهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۝ وَکَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ لِمَا رَضُوْا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا فَصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُهْتَدِیْنَ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ مُقِیْمَةً عَلَیْهِمْ اَبَدًا ۝ اَمَّا بَعْدُ۔

برادرانِ اسلام! تمام حمد و ستائش اسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کو زیبا ہے جس نے اپنے بندوں پر عبادت کو سہل کیا۔ اپنی عبادت و طاعت اور خوشنودی و رضامندی کی راہیں بتلادیں، ہدایت و سعادت کے طریقے واضح کر دیے اور اپنے عاجز و درماندہ بندوں کی ٹوٹی پھوٹی عبادت اور کھوٹی پونجی کی قبولیت کا وعدہ فرمایا۔ انکی تھوڑی اور ناکارہ عبادتوں اور اعمال صالحہ پر رحمت اور مغفرت اور بڑے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا اور ان تمام باتوں کو اتباع رسولؐ پر منحصر ٹھہرایا۔

اور درود و سلام بھیجو آقائے نامدار، فخر آدم، رحمت عالم، سرور کائنات، خلاصۂ موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل و تصدق میں ہم خیر الامم کہلائے اور یہ اعزاز و اکرام پایا کہ اقوام عالم کی ہدایت و رہبری ہمارے سپرد کی گئی اور ایک ایسا بخشش و مغفرت والا مقدس مہینہ ہاتھ آیا جسمیں ہر نیکی کا اجر و ثواب بے حساب ملتا ہے یہاں تک کہ اس مبارک مہینہ میں روزہ دار کا چلنا پھرنا سونا جاگنا اور اٹھنا بیٹھنا بھی داخل تسبیح و عبادت ہے۔

برادرانِ اسلام! رمضان المبارک کا مہینہ ایسا مجموعۂ حسنات و برکات ہے جس کا ایک ایک لمحہ سعادت اندوزی اور آخرت کی بھلائی کے لئے بیش قیمت اور قابل قدر ہے اس کا اول و آخر اور اوسط سب مبارک و مقدس اور انوار و تجلیات سے معمور ہے۔ اس کے دن رات، برکتوں اور سعادتوں سے مالا مال ہیں اور بیشمار فوائد رکھتے ہیں یہی مہینہ ہے جسمیں روحانی بارش ہوتی ہے اور ایمان و اتفاق کی کھیتی ہری ہوتی

ہے۔ فردوس کی روح پرور ہوائیں چلتی ہیں اور قلوب دارِ راح کو گدگدا گدگدا کر بیدار کرتی ہیں۔ اور یہی مہینہ ہے جسمیں شیطانی نفسانی جذبات و تخیلات پر موت طاری ہوتی ہے اور رحمت و مغفرت کے دروازے کھل جاتے ہیں مگر ہم کیسے بدقسمت کیسے بُرے اور کیسے اندھے مسلمان ہیں کہ اس مہینہ کو بھی غفلت و معصیت میں کھودیتے ہیں ہماری علی قوت بیدار نہیں ہوتی۔ ہم عبادت وریاضت پر کمربستہ نہیں ہوتے ہم خدا کی خوشنودی اور رضامندی حاصل نہیں کرتے۔ سال بسال رمضان المبارک کی سعادتیں اور برکتیں مختلف عنوان کے ماتحت بیان کی جاتی ہیں اور بذریعہ تحریر تقریر ہمارے قلوب کو گرمایا جاتا ہے۔ مگر ہم ایسے منجمد اور مُردہ ہیں کہ ذرا ٹس سے مس نہیں ہوتے جبھی تو ہماری اخلاقی اور روحانی حالت میں کوئی فرق نہیں آتا ایک روزہ دار حقیقی معنوں میں رمضان کے صیام و قیام سے استفادہ کرے تو حقیقت میں وہ انسانی صورت میں فرشتہ بن سکتا ہے۔

محبوبِ حقیقی کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے والو! جنت کے طلب گارو! اور بادۂ عرفان کے متوالو! تیار ہو جاؤ کہ لیلۃ القدر اپنے انوار و تجلیات کے ساتھ آنے والی ہے جسمیں خصوصیت کے ساتھ رحمت و مغفرت کی بارش ہوگی۔ اگر تم روحانی پاکیزگی چاہتے ہو تو مسجدوں کی طرف دوڑو۔ اور لیلۃ القدر کی رات میں عبادت کر کے جنت میں گھر بنالو۔ اگر تم نے پیشانی عرق آلود اور دل درد آگین حسرت کے ساتھ ایک سجدہ بھی کرلیا تو بس بیڑا پار ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ ربّ العزت تو عجز و نیاز اور تذلل و انکسار کو پسند کرتا ہے۔ اس کی سرکار میں دردمندی و درماندگی کی قدر ہے۔ اگر تمہیں معصیت شعاری کا احساس ہے اور اپنی سرکشی و نافرمانی پر نادم و پشیمان ہو تو عبادت وریاضت کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حضرات! اس مہینہ کی سب سے بڑی فضیلت و بزرگی یہی ہے کہ اس کی جملہ مقدس راتوں میں سے ایک ایسی بابرکت رات ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ہے اور شب قدر اور لیلۃ القدر کے نام سے موسوم ہے۔ اور جو غالباً ستائیسویں شب ہے اس رات کو شام سے لیکر صبح تک تجلیاتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس رات میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ کی عبادت وریاضت سے بہتر ہے اس رات کی عبادت سے

جو حلاوت اور کیفیت حاصل ہوتی ہے۔ وہ دوسری راتوں میں حاصل نہیں ہوتی اس بابرکت رات میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی۔ اور حضرت آدمؑ کی پیدائش کا مادہ جمع کیا گیا۔ اس رات میں شب بیداری کا بڑا ثواب ہے، اس رات میں جو جاگتا ہے اور عبادت میں مصروف رہتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں اور اس کے لئے دعا مانگتے ہیں۔ بتلایئے کہ اس سے بڑھ کر لیلۃ القدر کی فضیلت و بزرگی اور کیا ہوگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

یعنی ہم نے اس (قرآن) کو قدر والی رات میں نازل کیا ہے۔ آپ کیا جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے۔ ہر کام کے واسطے امن و سلامتی ہے طلوع فجر تک۔

برادرانِ ملت! اسی رات میں بندوں کی ہدایت و سعادت کی بنیاد رکھی گئی یعنی اس رات میں قرآن کریم کو لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک ہی بار نازل کر دیا گیا قدر کی معنی تقدیر کے ہیں اور تقدیر کہتے ہیں کسی چیز کو بغیر زیادت و نقصان کے کسی دوسری چیز کے ساتھ برابر کرنا چونکہ اس رات کی عبادت کو ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے مساوی کیا ہے اس لئے اس کو قدر کہتے ہیں۔ پس یہ عزت و عظمت اور شرف و منزلت کی رات ہے اور اس کو خدائے حکیم و بصیر نے اس لئے مخفی رکھا ہے کہ طاعات کی رغبت پیدا ہو بظاہر یہ بات عقل کے خلاف معلوم ہوتی ہے اور اسمیں مبالغہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینہ کی عبادت کے مساوی ہو۔ مگر حقیقتاً یہ کوئی خلاف عقل بات نہیں کیا اللہ رب العزت کے ہاں اجر و ثواب کی کچھ کمی ہے۔ ہرگز نہیں۔ وہ اگر چاہے تو ایک لمحہ کی عبادت کو لاکھوں برس کی عبادت کے برابر کر دے۔ دیکھئے نوٹ بھی ایک کاغذ کا پرزہ ہوتا ہے مگر جب اس پر بادشاہ کی تصویر اور علامات مخصوصہ کے نشانات ہو جاتے ہیں تو وہی پانچ روپے تو کیا ہزاروں اور لاکھوں کا ہو سکتا ہے۔ پس محترم بھائیو اس رات کے متعلق ہمارا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ ہم اس رات کو شب بیداری عبادت گذاری دعا و استغفار تسبیح و تہلیل اور آہ و زاری میں بسر کریں۔ مگر افسوس کہ ہوتا یہ ہے

کہ عوام الناس کا سارا زورِ عمل صرف مسجدوں کی زیبائش و آرائش اور مٹھائی کی لذت اندوزیوں پر صرف ہوتا ہے۔ کاش ہم مسجدوں کی روشنی و آراستگی کے ساتھ تصفیۂ قلب اور تنویرِ قلب کا بھی سامان کریں۔

برادرانِ اسلام! قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا۔ خدائے قدوس نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبودی، نجات و پرستگاری و دینی و دنیوی ترقی و کامرانی کے لئے مسلمانوں کے ہاتھوں میں سب سے پہلی کتاب جو دی وہ قرآن مجید ہے۔ مسلمانوں کی دینی زندگی کا منبع یہی کتاب مقدس ہے۔ قرآن پر چلنے والے دنیا کے مالک بھی بنتے ہیں اور دین کے بھی۔ قرآن اپنے متبعین کو خزائن السمٰوات و الارض کی کنجیاں دیتا ہے اس سے روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ پاکیزگیٔ حیات کا نور چمک اٹھتا ہے۔ دلوں کی بیماریاں دور ہوتی ہیں، جذباتِ عالیہ پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کے ذریعہ روئے زمین پر خدا کی حکومت قائم ہوتی ہے۔ دنیا میں محبت اور عبدیتِ الٰہی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اور سیکھنا سکھانا کائنات کی سب سے اہم اور مبارک چیز ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کی تعلیم حاصل کرے اور دوسروں کو تعلیم دے" چونکہ کائناتِ انسانی کی ترقی و کامرانی کا انحصار اسی بابرکت کتاب سے وابستہ ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں میں ایک حفاظ کا گروہ موجود رہنا لازمی ہے تاکہ یہ پوری کتاب انسانی سینوں میں اعجازی طور پر محفوظ رہے اور ساتھ ہی ایک ایسا وقت بھی ہونا ضروری ہے کہ کل عالم اسلام استماعِ کلامِ الٰہی کے لئے ایک ہی وقت میں وقف ہو جائے۔ ایک خیال ایک جذبہ اور ایک نظام مسلمانانِ عالم کی ہر طرف سے توجہ ہٹا کر ادھر ہر سمت سے ان کی قوت سمیٹ کر اسی کام میں لگا دے تاکہ قرآنِ مقدس کا علم و عمل ہو۔ قرآن مجید کے پڑھنے پڑھانے اور سننے سنانے کا طریقہ عادۃً بھی رائج ہو جائے۔ ان کے ایمان و عقیدہ کو تقویت اور راسخ کام حاصل ہوتا رہے اور پوری قوم میں ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جو اس حیاتِ دینی کے مظاہرے سے الگ رہے ظاہر ہے کہ ایسا وقت ماہ رمضان المبارک ہی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس متبرک ماہ میں پہلے پہل قرآن نازل ہوا۔ گویا مذہب اسلام کی ابتداء اور بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ و التسلیم کی بعثت کا آغاز اسی مقدس مہینہ میں ہوا۔ ہدایتِ انسانی کا عظیم الشان

کام سر انجام پایا۔ اہل اسلام کے لئے خصوصًا اور عالم کے لئے عمومًا خیر و برکت کا ظہور ہوا۔ اور دنیا کو نجات اور رستگاری کا راستہ ملا۔ چنانچہ اسی ضرورت حقہ کے ماتحت رمضان کی راتوں میں تراویح کا انتظام و اہتمام ہوا اور روزہ داروں کے لئے ضروری ہوا کہ وہ دن کو روزہ رکھیں اور رات کو کلام الٰہی سنیں۔ بس یوں تراویح کا پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہوا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس نکتہ کو سمجھ کر قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور تراویح کا پڑھنا اپنے اوپر لازم گردان لیں۔

برادران ملت! رمضان المبارک کے عشرۂ آخر میں اعتکاف کرنا بھی سنت ہے اس کی تفصیلات بھی سن لیجئے۔ اعتکاف کے معنے گوشہ نشینی کے ہیں جو سنت علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر کسی بستی میں ایک مسلمان نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جائیگی۔ اگر کسی نے بھی نہ کیا تو سب مسلمان تارک سنت سمجھے جائیں گے اعتکاف مسنون طریقہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو مغرب سے ذرا پہلے اس مسجد جہاں نماز باجماعت پنج وقتہ ہوتی ہو روزہ کی حالت میں عبادت کی نیت سے بیٹھ جائے اور سوائے طبعی حاجات کے وہاں سے نہ اٹھے، اکثر وقت عبادت و ریاضت یعنی قرآن خوانی، تکبیر و تہلیل دعا و استغفار اور الحاح و زاری میں گذارے اسی طرح رمضان کے آخری روزہ کی مغرب تک بیٹھا رہے۔ مسجد میں اعتکاف کی نیت کرنا یہ دو شرطیں ہیں یعنی اگر مسجد میں عبادت کی نیت سے قیام کیا جائے تو اعتکاف صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ اعتکاف کی مدت کم از کم ایک دن ہے اگر اس سے قبل اعتکاف کو چھوڑیگا تو اعتکاف فاسد ہوگا۔ اعتکاف کی حالت میں بغیر ضروری حوائج کے یعنی پیشاب، پاخانہ وغیرہ کے مسجد سے تھوڑی دیر کے لئے نکلنا بھی اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے معتکف کیلئے مسجد کے اندر کھانا پینا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ مگر سامان تجارت مسجد میں نہیں لانا چاہیئے صرف زبانی خرید و فروخت جائز ہے معتکف کو خاموش رہنا مگر وہ ہر وقت ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، نوافل اور دینی مسائل کی درس و تدریس میں مشغول رہے

حضرات! اعتکاف سے مقصود یہ ہے کہ روزہ داروں کے سامنے مجاہدہ نفس اور کسر شہوت اور روزہ کا عملی نمونہ رکھا جائے کہ دیکھو روزہ کا عملی اثر اور نتیجہ یہ ہونا چاہیے

اسلام کی فطرت شناسی دیکھئے کہ چونکہ ایسا مجاہدۂ نفس تمام عالم کے مسلمانوں سے ایک ہی وقت میں ناممکن کیا بلکہ محال تھا اس لئے اس کو فرض اور واجب نہیں بلکہ سنت قرار دیا اور وہ بھی کفایہ۔ اللہ اللہ کیسی سہولت اور بندہ نوازی ہے۔ اگر اس کے بعد بھی مسلمان اس کا اہتمام نہ کریں تو اپنی دینی بےحسی کا ماتم کریں۔ رسول کریم ہمیشہ آخر عشرۂ رمضان شریف میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اگر آپ کے دل میں محبت و اطاعت رسول صلعم کا معمولی جذبہ بھی موجود ہے تو اس سنت مؤکدہ کی تعمیل میں ہرگز ہرگز غفلت و کوتاہی نہ کریں۔ اپنے محلوں مسجدوں اور بستیوں کا خیال رکھنا چاہئے اور تمام مسلمانوں میں دینی حیات کی لہر دوڑے۔ اتباعِ رسولؐ کی شان ظاہر ہو اور دل و دماغ روشن ہو جائیں۔

برادران ذوالاحترام! تم نے شب قدر کی برکات اور فضیلتیں سن لیں اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ رمضان کے عشرۂ آخر میں اعتکاف کرنا بھی سنت ہے۔ اب غور کیجئے جناب باری تعالیٰ عزاسمہٗ نے کس کس طریقہ سے تم کو عبادت گذاری پر ابھارا ہے کس رحمت اور شفقت سے شب بیداری اور ذکر الٰہی کی رغبت و حرص دلائی ہے تمہیں گناہوں سے پاک و صاف کرنے کا کیسا کیسا اہتمام کیا ہے اور مجاہدۂ نفس اور کسر شہوت کی کیسی کیسی آسان اور عظیم المرتبت صورتیں بتلائی ہیں۔ خدارا انصاف سے بتلاؤ کیا دنیا کے کسی اور مذہب کی عبادت میں بھی یہ شان پائی جاتی ہے اور کسی اور مذہب نے بھی نفس کشی اور شانِ اطاعت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر تمہیں کیا ہو گیا کہ ایسی عبادتوں سے جی چراتے ہو۔ اور ایسے مذہب کے رکھتے ہوئے بداخلاقی اور معصیت کے کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہو۔ ایسا پاک اور فطری مذہب رکھنے والوں کو تو فرشتہ خصلت ہونا چاہئے۔ ایسے مذہب والوں کو تو دنیا کی قوموں میں ایسا نظر آنا چاہئے جیسے کنکروں اور پتھروں میں لعل و جواہر مگر یہ کیا تماشا ہے کہ تمہیں دنیا کی قوموں میں سب سے زیادہ بدافعال، کج خلق اور پست و ذلیل ہو کیوں اسلام کو ذلیل کر رہے ہو۔ اور کیوں ایسے مذہب کو پس پشت ڈال کر ذلیل و پست زندگی بسر کر رہے ہو؟ کیا تمہارے دل میں نجات کی طلب نہیں؟ کیا تم جنت کو چھوڑ کر دوزخ خریدنا چاہتے ہو؟ کیا تم ذلیل و رسوا ہی رہنا چاہتے ہو اور کیا تم دین الٰہی کی طرف سے

مرگئے۔ پس جو گوش شنوا عقل رسا اور قلب سلیم رکھتا ہے وہ سن لے جو اپنے دل میں نیک عمل کی خواہش اور سچی تڑپ رکھتا ہو وہ جان لے کہ رمضان المبارک کے ایام ربانی جنت میں گھر بنانے کے دن ہیں۔ رمضان کا ہر لمحہ مسلمانوں کو پیام عمل دیتا اور مژدہ جنت سناتا ہے۔ اگر تمہیں ثواب حاصل کرنا ہے اور کوئی نیکی کمانی ہو تو اٹھو کمربستہ ہو جاؤ اور خدا کی رضامندی و خوشنودی حاصل کرلو۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَتُوبُ إِلَيْكَ تَوْبَةً نَصُوحًا وَنَسْئَلُكَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَعِلْمًا نَجِيحًا وَسَعْيًا مَشْكُورًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُورَ وَاجْعَلْ لَنَا عِنْدَكَ زُلْفٰى وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَخَافُ مَقَامَكَ وَوَعِيدَكَ وَيَرْجُو لِقَاءَكَ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّهُ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيمٌ بِالصِّلَاتِ بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

خطبہ الوداع برائے رمضان المبارک

صدقہ فطر اور خوشی و مسرت کا مبارک دن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِهِ الْمُصْطَفٰى وَرَسُوْلِهِ الْمُجْتَبٰى وَصَفِيِّهِ الْمُرْتَضٰى وَعَلٰى اٰلِهِ مَصَابِيْحِ الدُّجٰى وَصَحْبِهِ نُجُوْمِ الْهُدٰى وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۔ اَمَّا بَعْدُ

اس خدائے قدوس رحمٰن و رحیم کی حمد و ثنا بیان کرو کہ جس نے ہم گنہگاروں کی بخشش و مغفرت اور فلاح و بہبود کے وسائل و ذرائع مقرر کئے، ہماری روحانی و اخلاقی زندگی کو بنایا، ضیائے قلب و تنویر کا سامان کیا، روح کی تروتازگی اور شگفتگی کا انتظام فرمایا اور ہمیں رمضان شریف میں صیام و قیام کی توفیق مرحمت فرمائی۔

درود و سلام بھیجو اس نبی برحق ہادی اعظم پر جو تمام عالم کے لئے مجسمہ رحمت و رافت

بناکر ہماری ہدایت کے لئے بھیجا گیا جس پر اسی ماہ رمضان المبارک میں قرآن کریم نازل ہوا جس نے انسان پر دینی و دنیوی ترقیات کے دروازے کھول دئیے برکتوں اور سعادتوں کی بارش کر دی اور لطائف و فضائل کے دریا بہا دیئے۔

برادران ملت! اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے جس نے ہمیں رمضان کے روزے رکھنے اور تراویح پڑھنے کی توفیق دی اور ہم نے رمضان شریف کو اطاعت شعاری کے ساتھ گذارا اب سنئے کہ رمضان المبارک کا اختتام کس طرح ہوتا ہے یعنی رمضان کا صیام و قیام کس چیز پر ختم ہوتا ہے۔

دنیوی بادشاہوں کے دربار میں باریابی حاصل کرنے کا دستور ہے کہ جب کوئی شخص بادشاہ کے دربار میں شرف باریابی حاصل کرنے جاتا ہے تو کچھ نہ کچھ تحفہ اور نذر ضرور لیجاتا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ بادشاہ پر اپنا خلوص و عقیدت ظاہر کرے اور اس کی اطاعت شعاری کا ثبوت دے۔ ظاہر ہے کہ رعیت میں کسی فرد کا بادشاہ کی حیثیت کے موافق تحفہ دینا ناممکن ہے۔ مگر جو کچھ اسے میسر آتا ہے۔ وہی پیش کر دیتا ہے خواہ وہ اس کی حیثیت کے موافق ہو یا نہ ہو۔ بادشاہ بھی اس کے خلوص عقیدت پر نظر کر کے حقیر و ناچیز نذرانہ قبول کر لیتا ہے۔ اسی طرح صدقہ فطر بارگاہ الٰہی میں گویا ایک نذرانہ ہے۔ روزہ دار مسلمان رمضان شریف کا پورا رمضان کے روزوں میں گذار کر عید کے دن بارگاہ خداوندی میں شرف حضوری حاصل کرتا ہے۔ مگر عید کی نماز شرف حضوری سے پہلے خدا کے غریب بندوں کو بھی اپنی کمائی میں سے کچھ دیتا ہے تاکہ خدا خوش ہو۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق پیاری ہے جو اس کی مفلوک الحال مخلوق سے ہمدردی کرے وہ اس کو عزیز رکھتا ہے۔

صاحبو! اگر انصاف سے پوچھو تو ہماری اطاعت و ریاضت خدا کی نظر میں کچھ وقعت نہیں رکھتی حقیقت میں ہم خدا کی محبت و عبادت کا کما حقہ ادا کر ہی نہیں سکتے۔ اور نہ وہ ہماری عبادتوں کا بھوکا ہے۔ پس اس کی خوشنودی اگر حاصل ہو سکتی ہے تو اس طرح کہ ہم اس کی مخلوق سے ہمدردی کریں اسی واسطے حضور سرور کائنات کا ارشاد گرامی ہے خَیْرُ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ یعنی تم میں بہتر آدمی وہ ہے کہ جو لوگوں کو نفع پہنچائے پس اس وجہ سے ضروری ہوا کہ ہم عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر دیں تاکہ غریبوں کی بھی عید ہو جائے

دوسرے اسلام غریبوں اور امیروں میں مساوات قائم کرنا چاہتا ہے۔ امیروں غریبوں کو دوش بدوش کھڑا کرتا ہے۔ امیروں کی خوشی میں غریبوں کی خوشی بھی شامل کرتا ہے اور امیروں کو غریبوں کا ہمدرد معاون بناتا ہے اس لیئے صدقہ فطر کا حکم دیا۔ لہٰذا عید کا حقیقی احترام اور اصل خوشی اسی میں ہے کہ عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کردیا جائے۔

صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان مالک نصاب پر واجب ہے۔ عید کے دن صبح کے طلوع ہوتے ہی واجب ہوجاتا ہے۔ بہتر اور افضل یہی کہ صدقہ فطر قبل نماز ادا کرے۔ بلاکسی مجبوری کے تاخیر نہ کرے۔ صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع یعنی تقریباً دو سیر گیہوں ہے اس کے سوا اگر جَو یا چنے وغیرہ دے تو ایک صاع یعنی چار سیر ۶ چھٹانک۔ جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اسپر زکوٰۃ واجب ہو یا مالِ زکوٰۃ تو نہ ہو مگر ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال اس کے پاس موجود ہو جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اسپر صدقہ فطر دینا واجب ہے صدقہ فطر اپنی طرف سے اور بیوی پر شوہر کی طرف سے دینا واجب نہیں۔ دیدیں تو استحباباً جائز ہے۔ صدقہ فطر کے مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے خویش و اقربا پر نظر ڈالے ان میں اگر کوئی غریب اور مستحق نظر آئے تو پہلے انھی کو دے غرض صدقہ فطر دینا ضروری ہے۔ ہرگز بخل نہ کرے تاکہ پورے رمضان کی محنت اکارت نہ جائے۔ محترم بزرگو! اب ذرا توجہ سے عید کے متعلق بھی سنیئے۔ اسلام نے مسلمانوں کو اجتماعی مسرت کے لئے سال میں دو دفعہ تہوار منانے کا حکم دیا ہے۔ یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ مسلمانوں کے یہی دو زبردست تہوار اور خوشی کے دن ہیں جنہیں اکناف عالم کے مسلمان بھی جماعتی حیثیت سے اپنی مسرتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھئے کہ اسلامی تہوار دیگر اقوام کے تہواروں کی طرح کھیل کود اور لہو ولعب کے لئے نہیں دوسری قوموں کے عقائد و روایات چونکہ بت اور گمراہی پر مبنی ہیں اس لئے ان کے تہواروں میں بھی مظاہرہ پرستی، شخصیت پرستی اور بت پرستی کا پورا پورا مظاہرہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان کے تہوار موسموں کے تغیر و تبدل، شخصیتوں کے عروج و فتح اور خیالی تمہیدوں پر مبنی ہیں مگر اسلامی عید تمام مبہم ابتداؤں، خیالی تمہیدوں اور فضول و لغو حرکتوں سے پاک اور اخلاقی و روحانی پاکیزگی اور عظمت و بزرگی کا ایک بہتر نمونہ اور دلکش منظر ہے مسلمانوں کی عید شکرانہ کی عید ہے، تکبیر و تہلیل کی عید ہے، سجدہ عبودیت کی عید ہے

اظہار تذلل وانکساری کی عبادت ہے۔ اسلامی عید کیا ہے؟ مسلمانوں کی اجتماعی خوشی اور مسرت کا مبارک دن۔ اور اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کس طرح ہوتا ہے؟ سجدہ عبودیت سے اور اللہ کی توحید کے اعلان سے جبھی تو عید کے دن ہر مسلمان کی زبان پر یہ کلمہ توحید جاری ہوتا ہے۔

یعنی اللہ ہی تمام بزرگیوں کا مالک ہے وہی سب سے بڑا اور بزرگ و برتر ہے۔ وہی اکیلا معبود ہے جس کے سوا کوئی حاجت روا نہیں، وہی اللہ بڑا اور بزرگ ہے۔ وہی اللہ بڑا اور بزرگ ہے، اور اسی کے لئے ہر قسم کی حمد و ستائش ہے۔ اللہ اللہ! اسلام کا تخیل کس قدر بلند اور کتنا پاکیزہ ہے اور اسلامی تہوار میں کیسی روحانیت جلوہ گر ہے جس سے عقل و ادراک کی آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی ہیں۔ گویا عید عالمگیر تبلیغ و اشاعت کا ذریعہ ہے اور اللہ کی عظمت و کبریائی کا عالمگیر اسلامی مظاہرہ ہے۔

برادران اسلام! عید کے دن کس بات کی خوشی ہے؟ غور سے سنئے۔

اس بات کی کہ خدائے واحد نے اپنے مسلمان مؤحد بندوں کو اپنے احکام و اوامر پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دی اور اپنے اکرام و انعام سے انہیں سرفراز کیا۔ مگر کتنے مسلمان ہیں جو اپنے تہواروں کی غرض و غایت سمجھتے ہیں اور ان کو اسلام کے احکام کے مطابق مناتے ہیں۔ نہایت افسوس اور شرم و ندامت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے تہواروں کی غرض و غایت کو نہیں سمجھا اور نہ ان کے ملّاؤں نے سمجھایا۔ رونا تو یہ ہے کہ خود ان کے ائمہ مساجد اور لیڈر نہیں جانتے۔ پھر بھلا وہ دوسروں کو کیا بتلاتے۔

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

آج کل کے مسلمان عید کو محض رسمی طور پر مناتے ہیں، شکرات کا ارتکاب کرنے میں اسراف و تبذیر کے تباہ کن مظاہرے کرتے ہیں۔ آرائش و زیبائش، کھانے پینے اور عیش و عشرت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور تھیٹر بازی، کھیل نوازی سے اپنی دولت کو کھلیان کرتے ہیں۔ بتلائیے یہ کونسے اسلام نے بتلایا ہے۔ ان بدبخت مسلمانوں کو کون سمجھائے کہ دیوانو! اپنے فہم و تدبر کا کیوں دیوالہ نکالتے ہو اور کیوں اپنے عقلی اور فطری دین کو بدنام کرتے ہو۔ بھلے مانسو کسی موقعہ پر تو مسلمان نظر آؤ یہ کیا بیدینی اور کج روی ہے کہ تم نے اپنے تہواروں کو لہو و لعب کا ذریعہ بنا لیا۔

بھائیو! حقیقی خوشی اور مسرت تو انہی کو ہونی چاہیئے جنہوں نے پورے رمضان کے روزے رکھے۔ تراویح میں قرآن سنا۔ زکوٰۃ و خیرات دی اور ہر طرح اپنے نفسوں کو پاک اور صاف کیا مگر مسلمانوں کی بے غیرتی ملاحظہ ہو کہ جو لوگ سارے رمضان ایک روزہ نہیں رکھتے اور بیمار بنجاتے ہیں، یہی عید کی نماز میں فوق البھڑک کپڑے پہنے ہوئے اول صف میں نظر آتے ہیں کوئی ان نفس پرستوں اور بے غیرتوں سے پوچھے کہ تم عیدگاہ میں کس چیز کی خوشی کرنے آئے ہو؟ کیا اس بات کی کہ تم نے خوب دل کھول کر احکام و اوامر الٰہیہ کو پامال کیا اپنے شکم میں دوزخ کی آگ کو بھرا اس مقدس مہینہ میں منکرات کا ارتکاب کیا، خوب کھا کھا کر اسلام کا منہ چڑایا اور اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ خدا کے غدارو! اگر تم عیدگاہ میں اسی بات کی خوشی کرنے جاتے ہو تو بہتر ہے کہ تمہیں راستہ ہی میں شرم و ندامت کا اژدہا ڈس لے اور تم عیدگاہ پہنچنے سے پہلے نگل کر فنا ہو جاؤ۔

برادران ملت! ہماری عید کیا؟ ظاہری اسباب تو یہ ہیں کہ علم و دولت حکومت و عزت و حشمت اور فارغ البالی نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے ان کی جگہ جہالت، افلاس غلامی ذلت اور تنگدستی و پریشانی نے لیلی ہے قومی و اجتماعی زندگی کے مفاد کا احساس جاتا رہا خود غرضی نے ہر دل پر قبضہ کر لیا۔ دوسروں کے دکھ درد مصیبت اور غم کے ساتھ ہمیں کوئی ہمدردی نہیں رہی اتفاق و اتحاد کی برکتوں سے یکسر نا آشنا ہو گئے باہمی عداوت و تفریق اور انتشار و اختلاف نے شیرازۂ ملت کو منتشر کر دیا اور ساری قومیت کی جڑیں کھوکھلی کر دیں۔ باطنی اسباب مسرت کا یہ حال ہے کہ ایمان باللہ کی بیحد کمی ہے تقویٰ و طہارت نام کو نہیں، زہد و عبادت سے کوئی لگاؤ نہیں اللہ کا خوف قیامت کا ڈر موت کا کھٹکا اور عذاب قبر کا ذرا ملال نہیں قوانین شریعت کو توڑنے اور خدا اور اس کے رسول کو ناراض کرنے میں ہم بیباک اور جری ہیں اسوۂ رسول کی پیروی سے نفرت ہے اور ہم دن رات منکرات کا ارتکاب کرتے ہیں پھر ایسی حالت میں مبتلا ہو کر ہم عید کی خوشی اور مسرت کیسے حاصل کر سکتے ہیں بلکہ وہ ہلال عید" ہماری ہنسی اڑاتا ہے اگر واقعی عید منانی ہے اور حقیقی خوشی و مسرت حاصل کرنی ہو تو پہلے حقیقی مسلمان بنو اور اسوۂ رسول پر چلنے کا عہد کرو حسن عمل کی تڑپ اور آمادگی اپنے اندر پیدا کرو۔ خدا کی رضامندی اور خوشنودی میں اپنے آپ کو فنا کر دو اور قدم قدم

پرمسلمان نظر آؤ جبھی تم عید منانے لیے لگو گے۔

حضرات! میں اپنے جلسوں میں نہ معلوم کیا کیا بک گیا اور کیا کیا کہہ گیا۔ اب کام کی ضروری باتیں بھی سن لیجئے یہ رونا تو ہمیشہ رویا جاتا ہے اور جب تک ہم تم حقیقی مسلمان نہیں بنیں گے یہی رونا رویا جاتا رہے گا۔ عیدین کی نماز حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے اور اعلاء کلمۃ الحق کے لیئے جمعہ کے خطبہ کی طرح عیدین کا خطبہ بھی لازمی ہے اور بعد نماز کے اس کا سننا ضروری ہے عید منانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے صدقہ فطر غربار اور مساکین کو دیدیں تاکہ غربار کی عید بھی ہو جائے پھر نہا دھو کر حسب استطاعت پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنیں اور خوشبو لگائیں اور کوئی میٹھی چیز کھا کر عید کو جائیں راستہ میں آہستہ آہستہ اللہ اکبر پڑھتے جائیں بیہودہ مذاق اور لہو و لعب کے مرتکب نہ ہوں۔ وہاں پہنچ کر بھی اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں پھر جب نماز جماعت کھڑی ہو تو دیگر نمازوں کی دو رکعت نماز عید الفطر کی پڑھیں فرق صرف اتنا ہے کہ عیدین کی نماز میں چھ تکبیریں زائد ہوتی ہیں پہلی رکعت میں قبل از فاتحہ تین تکبیریں اور دوسری میں بعد از قرأت اور قبل از رکوع تین زائد تکبیریں کہیں ان تکبیروں میں ہاتھ چھوڑے رکھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر خطبہ سنیں اور دوسرے راستہ سے گھر کو واپس ہوں۔

عید کی نماز کے وجوب اور ادا کی شرطیں وہی ہیں جو جمعہ کی ہیں۔ صرف دو باتوں کا فرق ہے (۱) جمعہ میں خطبہ کا ہونا ضروری ہے بغیر خطبہ کے جمعہ صحیح نہیں اور عید میں خطبہ سنت ہے مگر خطبہ کا ترک بری بات ہے (۲) جمعہ میں خطبہ نماز سے پہلے ہوتا ہے اور عید میں نماز کے بعد۔ (۱) صبح کی نماز اپنے محلہ کی مسجد میں پڑھنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو کا لگانا (۵) نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (۶) خاص عیدگاہ کو جانا (۷) واپسی میں راستہ کو بدلنا (۸) راستہ میں تکبیر پڑھنا (۹) عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقہ دینا (۱۰) عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا۔

نیت یوں کرے:۔ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز عید الفطر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے متوجہ ہو کر کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔ پہلی رکعت میں سب نمازی بعد تکبیر تحریمہ کے ہاتھ باندھ کر سبحانک اللھم آہستہ پڑھیں۔ پھر

تین بار کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھائیں اور ہر بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو کھلا رکھیں
باندھیں نہیں۔ تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ
آہستہ پڑھ کر قرأت بلند آواز سے شروع کرے اور مقتدی سنیں اور حسب معمول رکوع
و سجدے کرے۔ دوسری رکعت میں جب امام قرأت سے فارغ ہو تو تین تکبیریں کہہ کر
ہاتھ چھوڑ دیں یعنی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ
لیں پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائیں اور دوسری رکعت پوری کریں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ
اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَخَيْرَ مَا وَقَرَ فِي الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ وَالْاِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ
الْجَاهِلِيَّةِ وَالْغُلُوْلُ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ وَالْكَنْزُ كَيٌّ مِّنَ النَّارِ وَالشِّعْرُ مِنْ مَّزَامِيْرِ اِبْلِيْسَ
وَالْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَشَرُّ الْمَآكِلِ مَالُ الْيَتِيْمِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ وَالشَّقِيُّ
مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَاِنَّمَا يَصِيْرُ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَوْضِعِ اَرْبَعَةِ اَذْرُعٍ وَالْاَمْرُ اِلَى
الْاٰخِرَةِ وَمِلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِمُهٗ وَشَرُّ الرَّوَايَا الْكَذِبُ وَكُلُّ مَا هُوَ اٰتٍ قَرِيْبٌ
وَسِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ وَاَكْلُ لَحْمِهٖ مِنْ مَّعْصِيَةِ اللهِ وَ
حُرْمَةُ مَالِهٖ كَحُرْمَةِ دَمِهٖ ط بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ
وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ
بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّى
وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ. اما بعد
ایہا المسلمون! درود و سلام بھیجو اس شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ للعالمین
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی معرفت اللہ کا پیغام اس کی رحمتیں برکتیں
اور مغفرتیں ہم تک پہنچیں اور آپ کے تمام آل و اصحاب پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق

حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو رمضان المبارک کا خیر مقدم عمل کی آمادگی اور طبعی جوش کیساتھ کرتے تھے جو کہ دلوں کی پاکیزگی اور قلوب کی طہارت میں آئینہ حق نما تھے اور جن کی اتقاء و پرہیزگاری سے دنیا کے پاکباز انسانوں نے استفادہ کیا۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسینؓ حضرت بی بی فاطمہ زہراؓ پر جو رمضان میں حد سے زیادہ سخی و فیاض ہوتے تھے۔ زکوٰۃ و خیرات کثرت سے نکالتے تھے اور اللہ کے نام پر بکے ہوئے تھے اور جو تمام اعضا و جوارح کے ساتھ روزہ رکھتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہؓ حضرت زینبؓ اور حضرت حفصہؓ پر جو خدا اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل میں روحانی پاکیزگی و طہارت میں سرگرم عمل رہتی تھیں اور رمضان میں حتی الامکان قرابتداروں کی مدد کرتی تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ و جملہ آل و اصحاب و عشرہ بشرہ اور اصحاب صفہ پر جو رمضان میں ثواب حاصل کرنے پر حریص ہوتے تھے پورا رمضان احتساب کے ساتھ گذارتے تھے اور صیام و قیام میں تمام ارکان و آداب کا لحاظ رکھتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہل بیت پر جو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر رمضانی برکات سے اپنے دامنوں کو بھرتے تھے۔ قرابتداروں اور رشتہ داروں کا حق زکوٰۃ اور خیرات میں مرجح رکھتے تھے اور رمضان کے صیام و قیام کا پورا پورا حق ادا کرتے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ پر جن کی کوششوں اور تحقیق و تدقیق سے صیام رمضان اور زکوٰۃ و خیرات کے مسائل کی پوری تفصیلات اور آسانیاں ہم تک پہنچیں اور درود و سلام بھیجو اولیائے کرام و صوفیائے عظام پر خصوصاً حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی خواجہ خواجگان غریب نواز ہندالولی خواجہ معین الدین اجمیری اور جملہ اولیاء اللہ غوث قطب ابدال پر جو اس بلند و بالا منصب پر اس لئے پہنچے کہ انہوں نے اسوہ رسول اللہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے نفوس و ارواح کو پاک و صاف کر لیا تھا جو صحیح روزوں اور پورے اخلاص کے ساتھ رمضان کے روزوں کے علاوہ ہمیشہ

روزے رکھتے تھے اور جنھوں نے عبادت صوم کے ذریعہ یہ درجہ پایا کہ کل عالم اسلام
ان کا حلقۂ عقیدت اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہے۔

اے اللہ! رحمت ومغفرت نازل فرما سلاطین وفاتحین اسلام پر جنھوں نے تیرے
اور تیرے حبیب کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے اپنے نفوس کو پاک کیا اور تیرے دین
کی اشاعت وحفاظت کا حق ادا کیا۔

اے اللہ! موجودہ شاہان اسلام وامرائے ملت خصوصاً سلطان ابن سعود
غازی مصطفیٰ کمال شاہ ایران وشاہ افغانستان اور میر عثمان علی خاں والی دکن
پر اپنی تائید ونصرت نازل فرما ان کو توفیق دے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کیلئے
شب وروز شریعت اسلامیہ کے مطابق جدوجہد کرتے رہیں رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ
أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ
الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
أَنْتَ وَلِيِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۔ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا
وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
عِبَادَ اللهِ اتَّقُوا اللهَ فَإِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ
الْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ
اُذْكُرُوا اللهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى أَوْلٰى وَأَجَلُّ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ

خطبہ عید الفطر عربی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ
اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ
السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ
وَلَا يَضُرُّ اللهَ شَيْئًا اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ
الْحَمْدُ ۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی یوم الفطر رکعتین[1]

[1] حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے روز دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی ۱۲

لم يصل قبلهما ولا بعدهما الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله
اكبر ولله الحمد۔ عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يغدو
يوم الفطر حتى ياكل تمرات وياكلهن وترا۔ الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله
والله اكبر ولله الحمد۔ وعن ابي سعيد الخدري قال كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يخرج يوم الفطر والاضحى الى المصلى فاول شيء يبدأ به الصلوة
ثم ينصرف فيقوم مقابل الناس والناس جلوس على صفوفهم فيعظهم ويوصيهم
ويامرهم وان كان يريد ان يقطع بعثا قطعه او يامر بشيء امر به ثم ينصرف
الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد۔ عن ابن عمر
قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر يصلون العيدين
قبل الخطبة الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد
وعن جابر قال شهدت الصلوة مع النبي صلى الله عليه وسلم في يوم عيد
فبدأ بالصلوة قبل الخطبة بغير اذان ولا اقامة فلما قضى الصلوة قام متكئا
على بلال فحمد الله واثنى عليه ووعظ الناس وذكرهم وحثهم على طاعته
ومضى الى النساء ومعه بلال فامرهن بتقوى الله ووعظهن وذكرهن الله اكبر
الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد۔ عن ابي سعيد الخدري
قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في اضحى او فطر الى المصلى فمر
على النساء فقال يا معشر النساء تصدقن فاني اريتكن اكثر اهل النار
فقلن وبم يا رسول الله قال تكثرن اللعن وتكفرن العشير ما رايت من
ناقصات عقل ودين اذهب للب الرجل الحازم شهادة المرأة نصف
شهادة الرجل قلن بلى قال فذلك من نقصان عقلها۔ قال اليس

---

[1] اللہ ہی تمام بندگیوں کا مالک ہے وہی سب سے بڑا اور برتر ہے وہی اکیلا معبود ہے جس کے سوا کوئی حاجت روا نہیں وہی اللہ بڑا اور بزرگ ہے۔

[2] حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے روز کھجوریں کھایا کرتے تھے

[3] حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم عید الفطر اور عید الاضحی کے روز (بقیہ)

اذا حاضت لم تصل و لم تصم. قلن بلیٰ قال فذلک من نقصان دینہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد و
عن انس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ و لہم یومان یلعبون فیہما فقال ما ھذان الیومان قالوا کنا نلعب فیہما

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۲) عیدگاہ جاتے اور پہلے نماز پڑھتے پھر لوگوں کی طرف جو صف میں بیٹھے ہوتے متوجہ ہو کر وعظ و نصیحت فرماتے حکم احکام دیتے اگر کسی جیش کو بھیجنا ہوتا تو اس کو نامزد کر کے اور جس چیز کا حکم دینا ہوتا اسی روز حکم دیتے (یعنی عید الفطر و عید الضحیٰ کے دن تعمیر ملت کے متعلق امور مہم سرانجام دیتے تھے خصوصاً سیاسی امور کے احکام عیدین کے روز ہی صادر فرماتے تھے کاش کہ مسلمان بھی حضور کے اسوہ حسنہ سے یہی سبق لیں اور عیدگاہ کو اپنی پارلیمنٹ بنا لیں۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق عیدین کی نماز قبل خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عید کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے بلا اذان و اقامت نماز قبل خطبہ پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو بلال سے ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی لوگوں کو وعظ و نصیحت کی ان کو اللہ کا عہد یاد دلایا اور اس اللہ کی اطاعت کی ترغیب دلائی پھر آپ نے بلال کی معیت میں عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ عید الفطر و عید الضحیٰ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو گئے تو عورتوں پر گذرے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا اے عورتوں کے گروہ! میں نے شب معراج میں دوزخ کے اندر اکثر عورتوں کو دیکھا (یعنی بہ نسبت مردوں کے عورتوں کی کثرت تھی) عورتوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! دوزخ میں عورتوں کی کس وجہ سے کثرت تھی؟ فرمایا اس وجہ سے کہ وہ کثرت سے لعنت کرتی تھیں کفران نعمت کرتی تھیں میں نے عورتوں سے زیادہ ناقص دین و عقل میں کسی کو نہیں دیکھا۔ پوچھا کہ حضور ہمارے دین و عقل میں کیا نقصان ہے فرمایا تمہاری شہادت مرد کی نصف شہادت نہیں؟ کہا بیشک ایسا ہی ہے۔ فرمایا یہ تمہاری عقل کا نقصان ہے یعنی اسلام نے دو عورتوں کی شہادت کو ایک مرد کی شہادت کی برابر اسلئے ٹھیرایا ہے کہ عورتیں مرد کی نسبت ناقص العقل ہوتی ہیں) پھر فرمایا کیا تم حیض آنے کی حالت میں نماز نہیں پڑھتیں اور روزہ نہیں رکھتیں؟ کہا بیشک ایسا ہی ہے فرمایا یہ تمہارے دین کا نقص ہے (یعنی شریعت کا حیض کی حالت میں عورتوں کو نماز روزہ سے باز رکھنا ان کے دینی نقصان کی وجہ سے

(بقیہ حاشیہ [illegible])

فی الجاھلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ابدلکم اللہ بھما خیرا
منھما یوم الاضحیٰ ویوم الفطر۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ
الحمد۔ عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الی
العید ماشیا ویرجع ماشیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و
للہ الحمد۔ عن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج
الی العید رجع فی غیرہ۔ وعنہ انہ اصابھم مطر فصلی بھم النبی صلی
اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العید فی المسجد۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ عن عطاء مرسلا ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم کان اذا خطب یعتمد علی عنزتہ اعتمادا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا
اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ عن البراء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نُوِّل یوم العید قوسا فخطب علیہ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
وللہ الحمد۔ عن الحویرث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی عمرو
بن حزم وھو بنجران عجل الاضحیٰ واخر الفطر۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ سُئل ابن عباس اشھدت مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فصلی ثم خطب ولم یذکر اذانا ولا اقامۃ ثم
اتی النساء فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ فرأیتھن یھوین الی
اذانھن وحلوقھن یدفعن الی بلال ثم ارتفع ھو وبلال الی بیتہ۔ اللہ
اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ قال اخبرنی جابر
ان لا اذان للصلوٰۃ یوم الفطر حین یخرج الامام ولا بعد ما یخرج ولا اقامۃ ولا نداء
ولا شیٔ ولا نداء یومئذ ولا اقامۃ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و
اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم زکوٰۃ الفطر صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۶) ہے انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں نے دو دن ایسے مقرر کر رکھے تھے کہ اس میں وہ کھیلتے تھے رسول اللہ صلعم نے پوچھا یہ دن کیسے ہیں؟ کہا ہم جاہلیت میں ان دنوں میں لہو لعب کا مظاہرہ کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالے نے ان دو کو تم کو بہتر دنوں عید الفطر و عید الضحی سے بدل دیا ہے

وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ[1] قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ وَعَنْ عَمْرِو[2] بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ أَوْ سِوَاهُ أَوْ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

خطبہ ثانیہ عربی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قَيِّمًا لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِنْ لَدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا مَاكِثِينَ فِيهِ أَبَدًا وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا، وَالسّٰبِقُونَ الْأَوَّلُونَ

---

[1] ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر کو واجب کیا جو روزوں کے لئے فحش اور بیہودہ باتوں سے پاکی ہے اور مساکین کی روزی ہے۔

[2] عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو مکہ کے راستوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے روانہ کیا کہ جان لو کہ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد عورت غلام و آزاد اور چھوٹے بڑے کی طرف سے دو مد گیہوں یا اس کے سوا، یا ایک صاع طعام واجب ہے۔

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا اِنَّمَا
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ
لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ
اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ
لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعْظَمُ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ ؕ

ترجمہ:۔ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی اور اس
میں کچھ کجی نہ رکھی سیدھی راہ اور ٹھیک بات ہے تاکہ کافروں کو اس کے عذاب سخت
سے ڈرائے اور مومنوں کو جنھوں نے اچھے کام کئے ان کو بشارت دے کہ ان کے لئے
اچھا اجر ہے وہ ہمیشہ اسمیں رہیں گے اور ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد
اختیار کی ہے ان کو اس کا کچھ علم نہیں اور نہ ان کے بڑوں ہی کو تھا یہ بڑی دگراہی
کی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے وہ سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں کہتے اللہ اور
اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی نبی پر درود وسلام بھیجتے رہو۔
محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر نہایت سخت ہیں۔
آپس میں رحمدل تو انھیں دیکھیگا کہ رکوع کر رہے ہیں سجدہ میں پڑے ہیں اور اللہ کا فضل
اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدوں
کے نشان ہیں ان کی صفت توریت میں ہے اور انجیل میں بھی وہ اس کھیتی کے مانند
ہیں جس نے اپنی پہلی سوئی نکالی پھر اس کو قوت دی پھر وہ اپنی نالی پر کھڑی ہوگئی اور
بونے والوں کو خوش کرنے لگی تاکہ کافروں کو ان کی شان سے جلائے (یعنی اگرچہ صحابہ
بظاہر کمزور ہونگے مگر بتدریج قوت پکڑتے جائینگے اور پھر اتنے زبردست ہو جائیں
گے کہ کفار ان کو نہ دیکھ سکیں گے اور اندر ہی اندر جل بھن کر رہجائینگے۔ جو ایمان لائے
اور نیک کام کئے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

جن مہاجرین و انصار نے اسلام میں سبقت کی اور اپنے وجود کی علمی و عملی طاقتوں
کے ساتھ تابعداری کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے اور ہم نے ان کیلئے
جنت تیار کی ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اے پیغمبر کے گھر والو خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کرے اور تم کو پاک و
صاف بنادے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں
کو جو ایمان میں ہم سے آگے پہنچے اور ایمان والوں کے ساتھ ہمارے دلوں میں کدورت
نہ کرلے ہمارے رب تو بہت مہربان اور رحم والا ہے۔

اے ایمان والو! تابعداری اور فرمانبرداری کرو خدا کی اس کے رسول کی اور
جو تم میں سے صاحب امر یعنی خلیفہ ہیں ان کی پھر اگر کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو اگر
تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہو تو خدا اور اس کے رسول کی طرف
رجوع کرو تمہارے لئے اسی میں خیر و برکت ہے اور یہی اچھا طریقہ ہے۔

اللہ تعالے عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم
دیتا ہے اور امر قبیح امر ناجائز اور ظلم سے منع کرتا ہے وہ تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم نصیحت
پکڑو۔ اللہ کو یاد کرو وہ تمہیں یاد کریگا۔ اس کو پکارو وہ تم کو جواب دیگا اور اللہ تعالے
کا ذکر ہی بلند بہتر بزرگ و برتر کامل اہم اور بڑا ہے۔

خطبہ ماہ شوال ہفتہ اول

جنت کا ملنا جہاد اور صبر پر موقوف ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَقَدْ اَتٰی عَلَیْهِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا
مَّذْکُوْرًا ۝ فَسَوّٰهُ وَعَدَّلَهٗ وَعَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ فَضَّلَهٗ وَجَعَلَهٗ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ ثُمَّ
هَدٰهُ السَّبِیْلَ وَنَصَبَ لَهُ الدَّلَائِلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوْرًا ۝ اَمَّا الْکَفَرَةُ فَاَعْتَدَ
لَهُمْ سَلٰسِلَ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا ۝ یُعَذَّبُوْنَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ وَیُنَادُوْنَ
وَیْلًا وَّیَدْعُوْنَ ثُبُوْرًا ۝ وَاَمَّا الشَّاکِرُوْنَ فَنَعَّمَهُمْ وَکَسٰهُمْ نَضْرَةً وَّ
سُرُوْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ۝ سُبْحَانَ مَنْ

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ لَمْ يَزَلْ وَلَا يَزَالُ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۰ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
بَعَثَهٗ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۰ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۰ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! اللہ تبارک وتعالےٰ اپنے کلام بلاغت نظام میں فرماتے ہیں کہ کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ رب العزت نے وہ لوگ معلوم نہیں کئے جو کہ تم میں مجاہد ہیں اور نہ صابروں کو معلوم کیا۔ اس آیت سے پہلی آیتوں میں خدا تعالےٰ نے ان مسلمانوں کو جو جنگ احد میں شریک تھے ضعف اور بزدلی کی ممانعت فرما کر اس تکلیف کی حکمت سمجھائی ہے جو انہیں سنت اللہ کے مطابق جنگ احد میں پہنچی تھی اس آیت میں ایمانداروں کو یہ سمجھایا ہے کہ جس طرح دنیا میں بغیر جنگ وجہاد کئے تکلیف اٹھانے اور ثابت قدم رہنے کے دنیوی سیادت اور فتح وکامرانی حاصل نہیں ہو سکتی اسی طرح بغیر جہاد اور صبر کے سعادت اخروی حاصل نہیں ہو سکتی جو جہاد سے جی چرائے گا اور بزدلی دکھائیگا وہ جنت سے محروم رہے گا۔

حضرات! اس آیت میں باری تعالےٰ نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ اگر تم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ تم محض مسلمان ہونے کی بنا پر بغیر جہاد کئے اور تکلیف اٹھائے جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور خدا یہ معلوم نہ کریگا کہ تم میں کون مجاہد ہے اور کون نہیں اس میں حرف «ام» حرف استفہام ہے جو اس جگہ انکار کے لئے آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے جنت کا ملنا جہاد اور صبر پر موقوف ہے چنانچہ اسی آیت مقدسہ کی تائید میں حضور صلعم کا ارشاد گرامی ہے الجنۃ تحت ظلال السیوف (یعنی جنت تلواروں کے سایہ میں ہے) مگر مسلمانوں کی کور ذوقی اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی کج روی ملاحظہ ہو ؎

کہتے ہیں یہ صوفی کہ ہے فردوس حق اس کا ÷ جس پر ہو شکر گنج کی دیوار کا سایا
لیکن ہے پیغمبر کا یہ ارشاد کہ جنت ÷ ملتی ہے اُسے جس پہ ہو تلوار کا سایا

سورہ توبہ میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا

فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے اور وہی لوگ کامیاب ہونیوالے ہیں یعنی جو شخص کہ ان صفات اربعہ سے متصف ہو گا وہی اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ والا اور دین و دنیا میں فائز المرام و شاد کام ہے ان صفات کا موصوف انسان غایت جلال و رفعت کا مالک ہے۔ مختصر یہ کہا ہوا انسان تین چیزوں کا مجموعہ ہے روح بدن اور مال جب روح سے کفر و شرک زائل ہو جاتا ہے تو اس میں ایمان حاصل ہو جاتا ہے اور جس کو مرتبہ ایمان حاصل ہو گیا وہ جملہ مراتب سعادت پر فائز ہو گیا۔ ایمان ہی ایک ایسا نور ہے جس سے پاکیزگی حیات کا نور چمکتا ہے ظلمت جہل و حمق سے نجات ملتی ہے اور کفر و شرک کی تاریکی دور ہوتی ہے۔ اگر کسی شخص میں حقیقت ایمان متحقق ہو جائے تو پھر وہ شخص کلی طور پر خدا کا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ آسانی کے ساتھ اپنا جان و مال خدا کی راہ میں خرچ کر سکتا ہے اللہ کی راہ میں ایک جان نہیں بلکہ کروڑوں جانیں ہنسی ہنسی قربان کر سکتا ہے اور پھر بھی یہی کہتا ہے ؎

جان دی دی ہوئی خدا کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سچا ایمان دار ہر وقت جان سپاری کے لئے تیار رہتا ہے، سر کو وبال دوش سمجھتا ہے موت کو محبوب حقیقی سے ملانے کا پل سمجھتا ہے اور وہ بصد حسرت و یاس کہتا ہے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

صحابہ کرام کی نسبت اپنے اور بیگانے حیران ہیں کہ وہ کیونکر ایک خاک سے اٹھ کر افلاک پر جا پہنچے تھے۔ سو یہ حیرانگی کا کوئی موقعہ نہیں یہ تو ان کے حقیقی ایمان کا ایک قدرتی کرشمہ اور لازمی اثر تھا، حقیقت میں وہ مومن بن گئے تھے جس کی وجہ سے وہ دین و دنیا کے مالک بن گئے ایثار و قربانی کی تمام منزلیں آسان ہو گئیں اور وہ کلی طور پر خدا کے ہو گئے اور خدا ان کا ہو گیا ؎

یثرب سے آج بھی یہ صدا گونجتی سنو وہ جو خدا کے ہو گئے ان کا خدا ہوا

ہم آج کیوں پست و ذلیل ہیں؟ اور کیوں زندہ اقوام کی ٹھوکروں سے پامال ہیں؟ محض اسلئے کہ ہمارے اندر حقیقت ایمان متحقق نہیں ایمان کیا صرف زبانی اقرار ہے مگر دل و دماغ ایمان سے قطعاً ناآشنا ہیں۔ اسلام آج بھی مسلمانوں سے پکار پکار کر کہہ

رہا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ تم ایماندار بن گئے تو تم ہی سر بلند و سر فراز ہو گئے اسلام علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ مٹے ہوئے اور اجڑے ہوئے مسلمانو میرے سایہ میں آؤ۔ میں تمہیں دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کر دوں گا۔

اب رہ گئے بدن اور مال سو ان دونوں کی پاکیزگی زکوٰۃ اور جہاد کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ انسان کی محبوب ترین اشیا بھی دو چیزیں ہیں جب تک ایک ایماندار ان دونوں چیزوں کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالے اس وقت تک ان کا ایمان متحقق نہیں ہو سکتا پس یہ صفات اربعہ جو اس آیت مقدسہ میں بیان کی گئی ہیں جب کسی ایماندار میں متحقق ہو جائیں تو درجات عالیہ پر فائز ہو جاتا ہے اور انہیں چاروں کے فقدان سے اس کا اسلام رسمی اسلام رہ جاتا ہے۔ آج مسلمانوں میں انہی صفات کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ ذلیل و خوار ہیں اور اپنی موت کے دن پورے کر رہے ہیں۔

برادران اسلام! آپ نے معلوم کر لیا کہ جہاد ایک بڑی عبادت اور اتقیاء خدا دوری کا ایک بلند و بالا مرتبہ ہے اور جنت کا ملنا جہاد و صبر پر موقوف ہے نہ کہ صرف الٹی سیدھی رسمی عبادتوں پر یاد رکھئے کہ سچا اور کامل مسلمان وہی ہے جو وقت آنے پر اپنا جان و مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے اور سر سے کفن باندھ کر میدان جہاد میں اتر آئے۔ اب جہاد کا مفہوم سمجھ لیجئے۔ ذرا غور سے سنئے۔ اسلام جو پیغام بنی نوع انسان کے لئے خدا کی طرف سے لایا وہ یہ تھا کہ ابن آدم کو ماسوی کی محبت اور خوف سے تعلق توڑ کر اپنا رشتہ الفت و خشیت صرف اپنے پروردگار سے جوڑنا چاہیئے اور یہ تعلق اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے جب انسان خدا کی راہ میں اپنا مال اور دولت لٹا دینے اور جان پر کھیل جانے کے لئے ہر وقت تیار رہے اسی کا نام جہاد ہے یا مختصر طور پر یہ سمجھئے کہ اسلامی زندگی کی حرکت اور جد و جہد کا نام ہے اسی سے اسلامی زندگی اور حیات قومی کا پتہ چلتا ہے اور اسلام میں جہاد ہی روح اسلام اور جان آزادی ہے۔

حضرات! اس مادی دنیا میں حالات طبعی پر قابو پانے اور سامان حیات پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش ہر طرف جاری ہے آج اگر کوئی فرد اس دنیا میں تاہم زندہ رہ سکتا ہے اگر کوئی جماعت عزت کے ساتھ اپنی ہستی کو برقرار رکھ سکتی ہے اگر کوئی قوم زندہ رہنے

اور ترقی کرنے کی آرزومند ہے تو اس کی ایک اور صرف ایک ہی صورت ہے کہ ایسی جماعت اور قوم کشمکش حیات یا جہاد کو ایک حقیقت تسلیم کرے اس کے افراد اس امر واقعہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ دنیا میں وہی زندہ رہ سکتا ہے جو زندہ رہنے کی کوشش کرے اور خطرات و مصائب کے سمندر میں بخوف و خطر کود پڑے یہی جہاد کا مفہوم ہے جو لوگ کشمکش حیات میں حصہ لینا نہیں چاہتے جو جد و جہد سے جی چراتے ہیں جو خطرات و مصائب سے گھبرا کر گوشہ عافیت کو ڈھونڈھتے ہیں اور قدرت کے پیدا کئے ہوئے اسباب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھانا چاہتے وہ دنیا میں عزت و کامرانی کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے ایسے لوگ یا تو عنقریب صفحہ ہستی سے مٹ جائینگے یا اگر زندہ رہیں گے تو زندہ قوموں کی ٹھوکروں سے پامال رہینگے جیسے ہر بڑی مچھلی چھوٹی کو نگل جانے پر آمادہ ہے اور ہر طاقتور قوم کمزور قوم کو تباہ کردینا یا محکوم بنا لینا چاہتی ہے اسی طرح کشمکش حیات سے جی چرانے والوں کو بڑی اور طاقتور قومیں نگل جاتی ہیں بس یاد رکھو اور ہر مسلمان کے کانوں تک پہنچا دو کہ کشمکش حیات میں وہی کامیاب ہوا کرتے ہیں جن کے بازوؤں میں قوت طبائع میں استقلال و استقامت اور ذہنوں میں جودت ہو۔ قرآن حکیم نے اس قانون قدرت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ یعنی ہمنے زبور میں نصیحت کے بعد لکھدیا تھا کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہونگے۔ اس آیت میں صلاحیت سے مراد وہی تفصیلات ہیں جو میں نے جہاد کے مفہوم میں بیان کی ہیں۔

برادران ملت! جب زندگی کا راز کشمکش حیات میں مضمر ہے تو کیا مسلمانوں کو اپنے اندر زندگی کی صلاحیت پیدا کرنے کی ضرورت نہیں؟ اگر ضرورت ہے اور یقیناً ہے تو کیا وجہ کہ وہ زندگی کی جد و جہد سے جی چراتے اہیں مصائب و آلام سے گھبراتے ہیں اور اپنے جان و مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے قوانین فطرت بدل جائینگے اور کیا وہ محض دعاؤں کے ذریعہ ہی سے بام ترقی پر چڑھنا چاہتے اور جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو یقیناً وہ گرد روزگار میں بکھر فنا ہو جائینگے کاش مسلمان جہاد کی حقیقت سمجھیں اور وہ خدا کی راہ میں مال و دولت کو لٹانے اور جان و مال پر کھیل جانے کے لئے تیار رہیں تاکہ اللہ پاک ان پر اپنی رحمت و تائید اور نصرت

کے دروازے کھول دیں۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا
إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ
أَنْتَ الْوَهَّابُ۔ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ
بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ۔ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ قَدِيمٌ
مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوفٌ رَحِيمٌ۔

(خطبہ ثانیہ کسی پچھلے خطبہ سے پڑھیں)

خطبہ ماہ شوال المکرم ہفتہ دویم

اسلامی جہاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ وَنَسْئَلُهُ الْكَرَامَةَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ
فَإِنَّهُ قَدْ دَنَا أَجَلِي وَأَجَلُكُمْ۔ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَسِرَاجًا
مُنِيرًا لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِينَ۔ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔ قَالَ اللّٰهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ أَمَّا بَعْدُ

برادرانِ اسلام! حمد وثنا بیان کرو اللہ رب العزت کی جس نے ہمیں وہ
رازِ حیات بتلایا جس پر عمل کر کے ہم زمین کے وارث بن سکتے ہیں۔
اور درود وسلام بھیجو نبی برحق رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے

انتساب سے ہم بہترین اُمت کہلائے اور دین و دنیا کی سرداری ہمارے ہاتھ آئی۔

حضرات! پچھلے جمعہ میں میں نے آپ کو جہاد کے فضائل اور اس کا مفہوم بتلایا تھا۔ آج اس کا فلسفہ اور اس کی فضیلت و تاکید بیان کی جاتی ہے ذرا غور سے سنئے اور اپنے ایمان کا احتساب کیجئے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

یعنی خدائے قدوس کا تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو صاحب ایمان ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کو دنیا میں اسی طرح صاحب تاج و نگین بنائیگا جس طرح وہ پہلی قوموں کو یہ انعام دے چکا ہے۔ اسی کے ساتھ وہ اس مسلک قدیم کی بنیادوں کی جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے استوار کریگا اور ان کے دلوں کے خوف کو تسکین و امن سے بدل دیگا۔ حکومت و سلطنت کا یہ آسمانی وعدہ محض ایک دل بہلاوا نہیں بلکہ وہ حقیقت کبریٰ ہے جس کی گواہی کائنات کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے۔ مگر اس کو صرف شرط ایمان اور عمل صالح سے مقید کیا ہے۔ اگر مسلمانوں میں یہ دونوں چیزیں متحقق ہوجائیں تو اس کے بعد ہر شخص میثاق ایزدی کی رو سے کاملاً آزاد اور علی قدر مراتب حکومت کا حصہ دار ہے اور صاحب تاج و نگین ہونا یقینی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب آزادی و سلطنت جیسی بیش بہا نعمتوں کا میسر آنا ایمان اور عمل صالح پر موقوف ہے تو ایمان اور عمل صالح سے مراد کیا ہے؟ سو جان لیجئے کہ ایمان نفس کی اُس انفعالی کیفیت کا نام ہے جس کے پیدا ہونے کے بعد انسان کلی طور پر خدا کا ہو جاتا ہے۔ ماسوا سے کٹ کر معبود حقیقی سے جڑ جاتا ہے۔ اور انسان خدائی ارادوں کی پیروی کے لئے اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔ جب تک نفس میں یہ انفعالی کیفیت پیدا نہ ہو عمل صالح کا صدور نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو گا تو رسمی طور پر اور بیجان۔ اور عمل صالح کا اصدار و جوارح سے اس فاعلی ملکہ پر انحصار ہے کہ ایک مومن خدا کی راہ میں مرنے کو زندہ ہونا سمجھ لے۔ یعنی عمل صالح خدا کی راہ میں کٹ مرنے کی استعداد کو کہتے ہیں جس کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔ گویا آزادی و سلطنت کا ملنا ایمان و جہاد پر موقوف ہے۔ جو شخص خدا کی راہ میں مرنے سے جی چراتا ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر خاک و خون

میں تڑپنے کے لئے تیار نہ ہو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ آزادی کا نام بھی زبان پر لاسکے
اور سلطنت کی تمنا کو اپنے دل میں جگہ دے۔ تو چونکہ جنت کا ملنا ہی جہاد و صبر پر موقوف
ہے اور آزادی و سلطنت کا میسر آنا بھی ایمان اور جہاد پر موقوف ہے اسی لئے سارا قرآن
تحریض جہاد اور ترغیب جہاد سے بھرا پڑا ہے۔ مگر افسوس کہ قرآن کے اس حصہ پر
مسلمانوں کی نظر نہیں۔ کیونکہ اس پر استبداد کا اپنی قہرمانی قوتوں کے ساتھ قبضہ کئے
ہوئے ہے اس پر طاغوتیت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ایک نفس و شیطان کے بندہ نے
قوت مسلطہ سے مرعوب ہو کر جہاد کو منسوخ ہی کر دیا اور بندۂ شکم نے حقیقت جہاد
کو بالکل سمجھا ہی نہیں۔ قیامت آجانے کو ہے اور زمین و آسمان تہ و بالا ہو جانے کو ہیں
کہ ایسا شخص جس نے اسلام کی روح کو کفر کے دراقبال پر کند چھری سے ذبح کیا وہ کہتا
ہے کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہ لاسکے وہ کافر ہے، شقی ہے، ملعون ہے اور مردود ہے خدا کی
شان اور قیامت آنے کی نشانی ہے کہ آج دو پیسے کا منشی نہایت دلیری اور بے باکی سے
کہتا ہے کہ میں دنیا میں آیا ہی اس لئے ہوں کہ جہاد جیسے خونی اور جاہلانہ عقیدہ کو مٹادوں
مسلمانو! اس سے بڑھ کر قہر و غضب اور کیا ہوگا کہ ایک شخص مدعی اسلام و ایمان
ہو کر اسلام کی جڑ پر کلہاڑا چلائے اور پھر اس کی مجددیت و نبوت میں کوئی فرق نہ آئے
برادران اسلام! خالق القوی و القدر نے نفوس انسانیہ میں دو مادے اور
جذبے رکھے ہیں۔ ایک تو محبت اور رقت کا مادہ۔ اگر یہ مادہ نہ ہو تو غذا اور صنف لطیف
کی طرف میلان و جستجو نہ ہو اور بقاء شخصی و نسل نہ ہو۔ دوسرا مادہ قوت غضبی ہے تاکہ اس کے
ذریعہ دشمنوں کو دفع کیا جا سکے اور انسانی ہستی فنا ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ معلوم ہوا کہ
جس طرح تمام اجسام میں رطوبت کی وجہ سے مختلف شکلیں پیدا ہونے کی قابلیت ہوتی
ہے اسی طرح حیوان و انسان میں قوت شہوانی کی وجہ سے بقاء شخصی و نوعی کا سرمایہ
بہم پہنچتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان کھانا پینا اور بدن کی تحلیل شدہ اجزاء کا بدل پیدا
کرتا ہے اسی کی وجہ سے نسل بڑھتی ہے اور دنیا میں نوع انسانی قائم ہے غرض انسان
کو خالق فطرت کی طرف سے فطرتاً ایک مادہ شجاعت اور قوت دماغ کا ایک ضروری حصہ ملا ہے
تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے بچے اور اپنی ہستی کو قائم رکھ سکے۔ اب اس قوت غضبیہ کو ہر شخص
موقعہ بموقعہ اور جائز ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے اور نیز دنیا میں اپنی ہستی برقرار رکھنا

چاہتا ہے، اس قوت کو دنیا کے اقوام و افراد نے جس حیوانی پن سے استعمال کیا اس کا پتہ تاریخی اوراق سے لو۔ جہاں تمہیں انسانی بھیڑیے نظر آئینگے۔ دور کیوں جاتے ہو۔ پہلا زمانہ تو وحشت اور جہالت و بربریت کا کہلاتا ہے۔ آج کی متمدن دنیا میں دیکھ لیجئے کہ انسان نے اپنے دشمنوں کو فنا کرنے کے لئے کیسے کیسے ہوائی جہاز، اسٹیمر، بم کے گولے توپ بندوقیں اور بری اور خشکی کی مسلح فوجیں وغیرہ اسباب فراہم کئے ہیں۔ یہ سب کے سب قوت غضبی کی ہلاکت آفرینیاں ہیں اور یہ سب تباہ کاریاں صرف اس لئے ہیں کہ انسان اپنی ہستی کو باقی رکھے اور اپنے دشمنوں کو فنا کرے۔

حضرات! فارابی کہتا ہے کہ بقاء تمدن کے لئے بہترین تمدن پسند انسانوں کی چھ رائیں ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ ہم اپنی شہوانی اور بہیمی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے جبراً دنیا پر غلبہ حاصل کرینگے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ ہم عزت نفس کی بقاء اور شہوانی خواہشات کا حصول چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم دونوں اغراض کے لئے دنیا کو زبردستی مغلوب و مسخر کرینگے۔ چوتھی رائے یہ ہے کہ ہم کسی پر جبر اور غلبہ کرنا نہیں چاہتے البتہ جو کوئی ہم سے لڑیگا ہم بھی اس سے لڑینگے۔ اپنا بچاؤ کرنے کے لئے مختلف ذرائع اختیار کریں گے پانچویں رائے یہ ہے کہ ہم لوگوں کو غلام بنائیں گے۔ تاکہ دوسری آئندہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اور زندہ رہ سکیں۔ اور چھٹی رائے یہ ہے کہ ہم دنیا سے معاہدے کریں گے اور معاہدے کر کے ایک قوم کو دوسری قوم سے لڑائیں گے۔ اس طرح ان کی طاقت صرف کرا کے خود محفوظ رہینگے۔

برادران اسلام! اب یہ بھی سن لیجئے کہ اسلام نے حفاظت شخصی، حفاظت وطنی حفاظت مذہب اور عزت نفس کی بقاء کے لئے کیا طریقہ اور پیرایہ اختیار کیا۔ دیکھئے اول تو اسلام کہتا ہے کہ کمزوری اور بے سروسامانی کی حالت میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں جس طرح ہجرت سے پہلے قیام مکہ کے زمانہ میں حضور صلعم کو اجازت نہ تھی پھر حفاظت خود اختیاری کے متعلق ایک ایسا اعلیٰ اصول بتایا جو خصوصیات اسلام میں سے ہے۔ ارشاد باری ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی کی دشمنی کی وجہ سے عدل انصاف کو چھوڑ دو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ انصاف ہی تقویٰ و پرہیزگاری کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد

جنگ و جہاد کے یہ احکام دیے ہیں۔

(۱) وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنی صرف اُن لوگوں سے لڑنے کی اجازت ہے جنھوں نے تم سے لڑنے میں پہل کی ہے، پھر اس حالت میں بھی تمہاری طرف سے ہرگز کوئی ظلم و زیادتی نہ ہو اور یہ لڑائی جنگ جبر و استیلاء، حرص و طمع اور نفسی اغراض کے لیئے نہ ہو۔ بلکہ صرف خدا کی رضا کے لیے ہو (۲) وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ یعنی اگر تم اپنے دشمنوں سے بدلہ لینا چاہو تم ان کی بدی کو اتنا بدلہ ہے لیکن اگر تم کو معاف کر دینے سے اصلاح کی امید ہے تو کوئی ضرور نہیں کہ انتقام ہی لو بلکہ ایسی حالت میں اگر معاف کر دو گے تو اللہ تعالیٰ سے اجر پاؤ گے۔

(۳) وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ تمہاری جنگ صرف اس وقت تک رہے جب تک کہ ملک سے فتنہ فساد نہ مٹ جائے۔ انتقامی یا کسی قوم کے برباد کرنے کے لیئے نہ ہو۔ امن کی حالت پیدا ہوتے ہی ہتھیار رکھدو۔ یعنی تمہاری جنگ کا مقصد محض یہ ہو کہ خدا کے دین کے لیئے لوگوں کو آزادیٔ ضمیر حاصل ہو جائے فتنہ و فساد کی اسلام ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ اللہ تعالیٰ مفسدین کو دوست نہیں رکھتا۔

(۴) أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ... وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ یعنی جنگ کی صرف اسی وقت تک اجازت دی جاتی ہے جب دشمن مذہب کی خاطر تم پر ظلم توڑنے شروع کر دیں۔ کیونکہ اگر ایسی حالت میں اجازت نہ ملے تو معبد اور گرجے مسمار ہو جائیں پس تمہاری جنگ کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ غیر مذہب کے عبادت خانوں کی حفاظت کے لیئے بھی تلوار اٹھائی جائے۔

(۵) جنگ کی ابتدا مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ کفار کی طرف سے ہونی چاہئے پھر بھی یہی حکم دیا کہ اِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی اگر دشمن اگر اپنی کمزوری کو محسوس کر کے صلح کرنا چاہیں تو بھی صلح کر لو اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو۔ گویا ہر حال میں مسلم کو صلح مدنظر رکھنی چاہئے

علاوہ ازیں دشمنوں کی دشمنی کے مقابلہ میں کیا ہی پر حکمت حکم دیا ہے جس پر فطرت انسانی قربان ہو ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے۔ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَ بَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ یعنی دشمن کی بدی کا ازالہ احسان کے ذریعہ کرو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن گہرا دوست بن جائیگا

برادران اسلام! یہ ہے وہ جہاد جو غیروں کو ہر وقت لرزہ براندام رکھتا ہے اور جس کے اظہار حقیقت سے اپنے جی چرتے ہیں اور منسوخی کا اعلان کرکے اپنے آقاؤں کو خوش کرتے ہیں۔ حالانکہ جہاد فی سبیل اللہ ایک ایسا اہم فریضہ ہے جس کی ادائیگی سے ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے کبھی غافل نہیں ہو سکتا اور اگر کبھی اس کے برخلاف نظر آئے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ جو مسلمان جہاد فی سبیل اللہ سے جی چراتا ہے وہ حقیقت میں کامل اور سچا مسلمان نہیں۔ اب یہ اور ذہن نشین کر لیجیئے کہ اللہ پاک نے جہاد کے ساتھ فی سبیل اللہ کی قید کیوں لگائی ہے سو سنیئے کہ مسلمان دنیا کے امن کا محافظ بنا کر بھیجا گیا ہے اور اس کا امتیازی وصف یہ ہے کہ وہ صرف خدا کا ہو کر زندگی بسر کرے اس کی موت اور زندگی سب خدا کے قبضہ و اختیار میں ہو جائے۔ وہ نماز روزہ اور حج زکوٰۃ کے ساتھ اپنا مال و دولت حتیٰ کہ اپنی جان عزیز تک خدا کی راہ میں اسی کے حکم کے مطابق قربان کر دینے کو تیار رہے۔ وہ اپنے معبود کے ہر حکم کے لئے گوش برآواز رہے اور یہی عبودیت تام اور بندگی کامل ہے۔ نیز اسلام اللہ تعالیٰ کا ایک محبوب دین ہے جو دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ وہ دنیا پر مادی و روحانی برکات و ترقیات کے دروازے کھول دے۔ اقوام عالم میں امن و رواداری کی فضا پیدا کر دے۔ اور تمام انسانوں کو ایک کنبہ بنا دے ظاہر ہے کہ ایسے دین کی حفاظت و صیانت اور اس خدائی مشن میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی سرکوبی لازمی ہوئی تاکہ خدا کی بادشاہت میں اختلال اور بدنظمی نہ پیدا ہوا اور خدا کی مخلوق خدا کی حکومت کے سایہ میں امن چین کی زندگی بسر کرے یہی وہ راز سربستہ اور مفہوم ہے۔ جو فی سبیل اللہ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے میں پوشیدہ ہے پس اللہ کے محبوب دین اسلام کی تبلیغ اور اس کی حفاظت و صیانت بھی اللہ کی راہ ہے اور جہاد فی سبیل اللہ پر عمل پیرا ہونے والا اللہ تعالےٰ کا محبوب ترین بندہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فلسفہ جہاد کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ مکمل شریعت وہی ہے جس میں جہاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ کا اپنے بندوں کو امر و نہی کا مکلف بنانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کا کوئی غلام بیمار ہو اور اس نے اپنے مخصوص آدمی کو حکم دیا کہ غلام کو دوا پلائے اب اگر وہ آدمی بجبر بھی دوا پلائے اور اس کا منہ کھول کر زبردستی اس میں دوا ڈال دے تو یہی عین انصاف ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاد ظلم و تعدی کے مرض کو دفع کرنے کے لئے تریاق ہے اور دوسری جانب فنا فی اللہ کی آخری منزل۔ لہذا مسلمانوں اور دنیا والوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے کہ مسلمانوں کا تلوار اٹھانا اسلام کی تعلیم ہے۔ لیکن اس وقت جبکہ انپر اقدام کریں اور خدا کے محبوب دین کے نظام کو درہم برہم کر دینا چاہیں اور جب مسلمان اپنے نفس سے جہاد کر کے خالص طور پر خدا کے ہو جائیں۔ مسلمانوں کی تلوار صرف اسلام کی حفاظت کے لئے بلند ہونی چاہیئے۔ مسلمانوں کی تلوار اس لئے نہیں کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا جائے بلکہ اس لئے ہے کہ تمام مذاہب کو اپنی اپنی تبلیغ کی آزادی مل جائے۔ مسلمانوں کی تلوار نہ صرف اسلام کی حفاظت کے لئے ہے بلکہ تمام مذاہب تمام معابد اور تمام اقوام کی حفاظت کے لئے ہے کیونکہ مسلمان تمام اقوام و مذاہب کا محافظ اور پاسبان ہے مسلمان کی تلوار مظلوموں کو بچانے غلاموں کو آزاد کرانے اور عورتوں بچوں پر ڈھال بنجانے کے لئے ہے اور تمام دنیا پر ابر رحمت دامن بنکر پھیلنے کے لئے ہے۔

برادران ملت! اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی اسلام سے ناواقفی، جہالت، بیعقلی اور کور ذوقی کیا ہوگی کہ عام طور پر مسلمان یہ سمجھتے ہیں اور بعض اسلام کے نادان دوستوں کی طرف سے سمجھایا جاتا ہے کہ جہاد صرف اس بات کا نام ہے کہ مسلمان تلوار لیکر کسی کافر پر جا پڑے اور اس کو جبراً مسلمان بنائے اور یا کسی حکومت کے خلاف بغاوت کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے جبھی تو اسلام کے ایک مسلم نادشمن نے قوت مسلطہ سے مرعوب ہو کر جہاد کی منسوخی کا اعلان کر کے اپنی لاعلمی اور بے دینی کا بھانڈا خود اپنے ہاتھوں پھوڑ دیا۔ صاحبو! جہاد صرف تلوار اٹھانے کو ہی نہیں کہتے بلکہ یہ کئی طرح پر ہے۔ چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۹۹ پر فرماتے ہیں کہ جہاد تین ہیں۔ ایک ہو فیما بینہ و بین نفسہ یعنی مسلمان اور اس کے نفس کے درمیان عبادات و طاعات سے اور

نفس کو لذات و شہوات سے روک لینا۔ دوسرے ذِنَا بَیْنَہ وَبَیْنَ الْخَلْق اور وہ یہ ہے کہ مسلمان حرص و طمع کو چھوڑ دے۔ خدا کی مخلوق پر شفقت و مہربانی کرے اور خدمت خلق و ہمدردی نوع انسانی کے لیے ہر وقت کمربستہ رہے۔ تیسرے ذِنَا بَیْنَہ وَبَیْنَ الدُّنْیَا۔ اور وہ یہ ہو کہ مسلمان اس دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھ کر زادِ آخرت فراہم کرے۔"

امام صاحب کے قول سے معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص اپنے نفس پر عبادات و طاعات کا بوجھ لادتا ہے اور اس کو ممنوعات شرعیہ سے باز رکھتا ہے تو یہ بھی مجاہدہ ہے۔ نیز جو شخص خدا کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں، فقیروں اور غریبوں کی امداد و دستگیری کرتا ہے اور سارے جہان کا درد اس کے سینہ میں ہے وہ مجاہد ہے اور اسی طرح جو شخص دنیوی تعلقات کو اس لیے قائم رکھتا ہے اور دنیوی تفکرات میں گھرا رہتا ہے، کہ وہ اپنی آخرت کو بنا لے تو یہ شخص بھی مجاہد ہے۔

حضرات! بخاری کی مشہور حدیث کی رو سے دین الٰہی کی تبلیغ و اشاعت اور حفاظت و صیانت کے تین درجے ہیں۔ اول یہ کہ تلوار کے ذریعہ اس مقدس فرض کو سرانجام دے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر تلوار کی طاقت کوئی چھین لے اور مسلمان بے دست و پا ہو جائے تو پھر زبان سے امر معروف و نہی عن المنکر کے فرض کو ادا کرے اور اظہار حق میں مسلمان بے خوف نڈر اور بے باک رہے۔ حق کے اظہار کے جرم میں اگر سولی کے تختہ پر لٹکنا پڑے، قید و بند کی سختیوں کو جھیلنا پڑے، جلتی ہوئی آگ میں کودنا پڑے اور اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے ذبح ہوتے دیکھنا پڑے تو کسی بات کی پروا نہ کرے اور تمام مصائب و آلام خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان پر بھی قانونی تالے پڑ جائیں تو پھر دل سے ہی ظالموں، گنہگاروں اور بدکاروں کو برا سمجھے اور ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے۔ یہ تینوں باتیں جہاد میں داخل ہیں۔ غرض جہاد چونکہ تبلیغ و تحصیل اسلام کا لفظ مقصود ہے اس کے مفہوم میں ایمان، امتحان، دارو گیر، آزمائش اور عبادت و طاعت کی تمام صورتیں داخل ہیں۔

برادران اسلام! ظاہر ہے بلا سوچے سمجھے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیاں کرنا اور مسئلہ جہاد کو ظلم ٹھہرا دینا بہت بڑی نادانی اور آبلہ فریبی ہے۔ ایسی نادانی اور آبلہ فریبی اگر غیر مسلم کرتے ہیں تو کرنے دو کیونکہ ان کا تو کام ہی یہ ہے کہ حق کو باطل

عدل اور انصاف کو ظلم و ستم اور نور کو تاریکی ثابت کیا جائے اور اپنے غلط جاہلانہ استدلال کے تبروں سے حقائق اسلامیہ کو سمجھ سکیں۔ مگر غضب اور قہر تو یہ ہے کہ بعض بزدل منافق و نامرد مسلمان مقاتلہ فی سبیل اللہ کو ظلم عظیم سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ جہاد کے حقیقی مفہوم پر اپنی بزدلی کے پردے ڈال کر مسلمانوں کی رگوں میں نامردی اور چاپلوسی کا زہر گھسیڑ دیا جائے۔ ان لوگوں کو خود اپنی کوتاہ بینی اور بزدلی کا ماتم کرنا چاہئے اور معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ظلم نہیں بلکہ مفتاح باب رحمت ہے جس کے باعث لاتعداد رحمتوں کا دروازہ کھل جاتا ہے اور یہ فتنہ عظیم نہیں بلکہ انسانی سوسائٹی کو تمام مفاسد و خبائث کے زہروں سے مصفا کرنے کا تریاق ہے اور تدبیر منزل، سیاست مدن اور امن عالم وغیرہ چیزیں اس کے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتیں۔

کیا اس تشریح و تفصیل کے بعد بھی دنیا کا کوئی معترض اس کی جرأت کر سکیگا کہ جہاد اسلامی کو ظلم و ستم سے تعبیر کرے، شیطانی طاقتوں اور استبدادی قوتوں سے مرعوب ہو کر اس کے منسوخ ہونے کا اسلام سوز دعویٰ کرے۔ اور اس غرض کی اہمیت و عظمت میں کسی قسم کا شبہ کرے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ الْاَعْمَیَیْنِ لِسَیْلٍ وَّالْبَعِیْرِ الصَّئُوْلِ وَالْمُنَافِقِیْنَ الْمَجْھُوْلِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ خَلِیْلٍ مَاکِرٍ عَیْنَاہُ تَرْیَانِیْ وَقَلْبُہٗ یَرْعَانِیْ اِنْ رَاٰی حَسَنَۃً دَفَنَھَا وَاِنْ رَاٰی سَیِّئَۃً اَذَاعَھَا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا مُّسْتَقِیْمًا وَّقَلْبًا مُّنَوَّرًا وَّعَقْلًا کَامِلًا وَّجَسَدًا مُّطِیْعًا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۔ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

خطبہ ماہ شوال المکرم ہفتہ سوئم

جہاد کے فضائل اور اس سے باز رہنے کی تہدید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

صلی رسولہ الذی انزل علیہ الفرقان و علی اٰلہ و اصحابہ الذین جاھدوا فی سبیلہ اما بعد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القراٰن الحکیم واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ و عدوکم و اٰخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم۔

فرزندان اسلام! قرآن حکیم میں خدائے حکیم و بصیر نے کشمکش حیات میں حصہ لینے کے لئے مختلف پیرایوں میں ترغیب و تحریص دلائی ہے۔ رازِ حیات کو متعدد عنوانوں کے ساتھ ذہن نشین کرایا ہے اور حیات دینی و دنیوی کو قائم و برقرار رکھنے کے لئے اپنے کلام بلاغت نظام میں بہت سے اہم حقائق کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ باری تعالےٰ نے دنیا میں زندہ و کامیاب رہنے جد و جہد کی ضرورت جتلانے اور اسباب ظاہری تمسک کرنے کو ناگزیر بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اے مسلمانوں اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے جو کچھ طاقت اور گھوڑوں کے سرحدوں پر باندھے رکھنے وغیرہ سے جو کچھ بھی ہو سکے تیار کیا کرو تاکہ تم اس قوت اور اسباب کی فراہمی کے ساتھ اللہ کے اور اپنے دشمن کو ڈراسکو اور ان دشمنوں کے علاوہ اوروں کو بھی جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔

بزرگو! یہ اس آیت مبارکہ کا مفہوم ہے جس کو میں نے ابھی تلاوت کیا ہے۔ اس آیت مقدسہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قوم دنیا میں دشمنوں کی دستبرد سے محفوظ رہنا چاہتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مادی طاقت پیشتر سے مہیا رکھے وہ طاقت محض روحانی طاقت نہیں جیسا کہ بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ دشمنوں کا مقابلہ محض دعاؤں سے کرنا چاہئے۔ اللہ پاک نے اس آیت میں گھوڑوں کا ذکر کرکے اس بے بنیاد اور گمراہ کن خیال کی جڑ کاٹ دی اور صاف طور پر بتلادیا کہ طاقت سے مراد مادی طاقت ہے۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ اتنی طاقت پیدا کرنی چاہئے کہ دشمن مقابلہ یا حملہ کی جرأت بھی نہ کر سکے۔ تیسری یہ کہ اگرچہ بظاہر کوئی دشمن بھی نظر نہ آرہا ہو تو بھی طاقت کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ گو آج کوئی دشمن موجود نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ کل پیدا بھی ہو جائے۔

حضرات! اس آیت مبارکہ سے صرف یہ بات ثابت ہوتی کہ حیات دینی و دنیوی

کے لئے جد وجہد کرنا کشمکش حیات میں حصہ لینا، قدرت کے پیدا کردہ اسباب پر تصرف
حاصل کرنا اور اسباب ظاہری سے تمسک کرنا مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے مگر اس
کے ساتھ جذبہ عمل کی بھی ضرورت ہے محض اسباب کافی نہیں۔ ان اسباب سے کام لینا
بھی چاہئے۔ چنانچہ اس حقیقت کے ذہن نشین کرانے کے لئے ارشاد باری ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ یعنی اے مسلمانو! اگر دنیا میں عزت
وکامرانی کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہو تو اللہ اور اللہ رسول کی پکار پر دشمنوں کے مقابلہ
میں نکل آنے کے لئے لبیک کہو۔ مسلمان اور ان کے رہنما غل مچاتے ہیں کہ اب مسلمان
مسلمان نہیں رہے۔ وہ تباہ ہو گئے برباد ہو گئے وہ صاحب تخت وتاج تھے مگر آج وہ
دو کوڑی کو محتاج ہیں اور وہ غلام ومحکوم ہو گئے۔ مسلمان انصاف سے کلیجہ پر ہاتھ رکھ
کر بتائیں کہ کیا انھوں نے ان دونوں آیتوں کو حقیقی مفہوم کو سمجھ کر عمل کیا اور قرآن کریم
سے اپنے راز حیات اور وعدۂ استخلاف کی شرط کو پورا کیا؟ اگر نہیں تو رونا کس بات کا ہو
اپنی تقدیروں کو پتھروں سے پھوڑو اپنے فہم وعمل کا ماتم کرو۔ اگر آج کے مسلمان
فرضیت جہاد کے قائل ہوتے اور اس فریضۂ مقدس پر عمل پیرا ہوتے تو یہ دن دیکھنا نصیب
نہ ہوتا مگر انہیں اور ان کے دنیادار علماء سو کو تو قرآن میں صرف نماز روزہ حج زکوٰۃ کے
مسائل نظر آئے باقی زندہ رہنے اور ترقی کرنے کی باتوں اور ایثار وقربانی کے احکامات سے آنکھیں
بند کر لیں آج میں تمہیں قرآن سے وہی آیتیں نکال کر دکھاتا ہوں جنکو تم اور تمہارے ملاں
روز مرہ نمازوں میں تلاوت کرتے ہیں مگر سمجھتے خاک نہیں۔ اور اگر سمجھتے ہیں تو اس پر عمل نہیں کرتے
تو سنو اور غور سے سنو سورۂ توبہ میں رب العزت فرماتے ہیں۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ
وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی حق کے منکروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کر اور ان پر اس قدر
سختی کر کہ ان کا قافیہ تنگ ہو جائے۔ اسی سلسلہ میں ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے
فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ فَلْیَضْحَكُوْا
قَلِیْلًا وَّلْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ یعنی جو لوگ جہاد
کے لئے رسول اللہ صلعم کے ہمراہ نہیں گئے بلکہ عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھے رہے ہیں
اور اپنا جان ومال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے جی چراتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا

کے لئے کہتے ہیں کہ بھلا اس بلا کی گرمی میں کون میدان جنگ یا جہاد کا رخ کرے۔ اے پیغمبر! ایسے بزدل لوگوں سے کہہ دے کہ تم دھوپ کی تیزی سے گھبراتے ہو، کاش تمہیں یہ معلوم ہوتا کہ فریضہ جہاد سے پہلو تہی کرنے کا نتیجہ جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ ہے اگر تم کو آتش دوزخ کی حرارت کی حقیقت معلوم ہو تو یوں کھلکھلا کر نہ ہنسو بلکہ دھاڑیں مار مار کر اپنے نصیبوں کو رو دو۔

سورۂ انفال میں ارشاد ہے یاایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین اے پیغمبر آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیں۔ اگر تم میں سے بیس آدمی مجاہد ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے گویا اس آیت شریف کے مطابق اگر دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے صرف ایک کروڑ .... مسلمان مجاہد میدان جہاد میں نکل آئیں تو دنیا پر غالب آسکتے ہیں جہاد کی ترغیب میں ارشاد ہے والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولٰئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ جو لوگ بدل و جان ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے مہاجرین کو اپنے ہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہی لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں اور ان کے لئے بڑی مغفرت اور معزز روزی ہے۔

سورۂ توبہ میں ایک دوسری جگہ پر ہے لا یستاذنک الذین یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین۔ انما یستاذنک الذین لا یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر وارتابت قلوبھم فھم فی ریبھم یترددون۔ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے جان و مال سے جہاد کرنے کے بارہ میں بزدلوں کی طرح گھروں میں بیٹھ رہنے کی رخصت نہیں مانگتے بلکہ جہاد کرنے نہ جانے کی رخصت ایسے لوگ مانگتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دلوں میں شک پڑے ہوئے ہیں سو ایسے لوگ اپنے شک میں حیران پڑے رہیں گے"۔ اس رکوع میں ارشاد ہے یاایھا الذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا فما متاع الحیوۃ الدنیا

فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ
وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اے ایمان والو! تم کو کیا ہوا کہ جب
تم کو کہا جاتا ہے کہ میدان جہاد میں نکلو تو تم خوف و وحشت کے مارے زمین کو لگ جاتے ہو کیا
تم نے جہاد سے جی چرا کر آخرت کے عوض دنیا کی چند روزہ زندگی پر قناعت کر لی سو
دنیا کی زندگی کا نفع تو کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے یاد رکھو اگر جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو
اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دیگا اور تمہارے بدلہ دوسری قوم پیدا کر دیگا اور تم اللہ کے دین
کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اگر کچھ نقصان ہوگا تو تمہارا ہوگا اور اللہ کو ہر چیز پر پوری
قدرت ہے اس سے آگے والی آیت میں انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ
وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝
میدان جہاد میں نکل پڑو خواہ سامان جنگ تھوڑا ہو یا زیادہ اور اللہ کی راہ میں
اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر
یقین رکھتے ہو۔

برادران ملت! ایک اور مقام پر نہایت جامعیت کے ساتھ اس حقیقت کی طرف
توجہ دلائی گئی ہے کہ عقبیٰ میں فوز عظیم اور دنیا میں حکومت و جہانداری کا انعام اس
سرفروش جماعت کو ملتا ہے جو اپنا جان و مال خدا کی راہ میں قربان کرنے کی توفیق رکھتی
ہو سنئے ارشاد ہوتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم
مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝
وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اے ایمان والو!
کیا تم کو اس بازار دنیا میں اس گراں مایہ جنس کی خرید و فروخت کا راز بتایا جائے جو
تمہارے سر سے عذاب الیم کو ٹال سکتا ہے۔ وہ راز یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر
ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو۔ اگر تم کو فہم و فراست
سے کچھ بھی حصہ ملا ہے تو یہی شیوہ ایثار تمہارے حق میں موجب فلاح ہے۔ اس مجاہدانہ
عزیمت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا جائیگا اور تم کو جنت الفردوس میں

میں جگہ ملیگی جسمیں نہریں جاری ہونگی اور تمہارے رہنے کو دلکشا قصر و ایوان ہوں گے یہی فوزِ عظیم ہے۔ یہ تو دوسری دنیا کی باتیں ہیں مگر تمہاری ایثار و قربانی اور مجاہدانہ سرگرمی کا صلہ تم کو اسی دنیا میں ہی ایسی شکل میں ملجائیگا جو تمہیں نہایت ہی پیاری ہے۔ تم ایک دفعہ ہماری راہ میں سر بکف اور شمشیر بکف ہو کر نکلو تو سہی پھر تم خود دیکھ لوگے کہ خدا کی نصرت تمہارے سروں پر سایہ فگن ہے اور فتح و کامرانی تمہارے قدم لینے کے لئے بڑھ رہی ہے اس سے زیادہ خوش خبری تمہارے لئے اور کیا ہو سکتی ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں جہاد کی فرضیت کو صاف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

مسلمانو! تم پر دین کی حمایت میں دشمنوں سے لڑنا فرض کیا گیا۔ جو لوگ ان احکامات کی پابندی میں خدا کی راہ میں اپنی جان عزیز تک قربان کر دیتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھیں شرع اسلامی شہید کا لقب دیتی ہے اور رب بے نیاز ان کی منقبت ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں شہید کئے جاتے ہیں ان کو مرا ہوا نہ کہو کیونکہ در اصل وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم اُن کی پاکیزہ زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔

برادرانِ اسلام! جس مقدس فریضہ کے احکام اس شرح و بسط، اس تشویق و تخویف اور اس ترغیب و ترہیب کے ساتھ کتاب خداوندی میں موجود ہیں اس کے لئے روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کچھ اہتمام و انتظام نہ کیا ہوگا رسولِ مقبول صلعم کی حیات پاک کا مطالعہ اور آپ کے مشاغل کی جستجو کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات طیبہ کا ایک معتدبہ حصہ مخض جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی تبلیغ و تلقین میں گذرا۔ خواجہ کونین علیہ الف الف تحیات کی ساری زندگی اس حقیقت کبریٰ کی جیتی جاگتی شرح ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری دلی آرزو ہے کہ میرا سر میدانِ جہاد میں تن سے جدا ہو جائے اور پھر جڑ جائے پھر جدا ہو جائے پھر جڑ جائے اور پھر جدا ہو جائے اور پھر جڑ جائے۔ غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ مقصود بعثت نبویؐ یہ تھا کہ مجسمۂ انسانی سارے لوازمِ انسانیت کے ساتھ خود پیکر عمل بن کر عالم انسانیت کے سامنے آجائے اور کھلے خزانہ اس کا عملی ثبوت دیدے کہ انسان دنیا کی تمام جائز لذتوں کے حصول کے ساتھ ہی ساتھ اللہ کا محبوب ترین بندہ بھی ہو سکتا ہے چنانچہ حضورؐ نے تشریف

بلکہ اس جامعیت کو اپنی ذات قدسی صفات میں مجتمع کرکے دکھا دیا۔ ایک طرف اعزاز اقربا کے حقوق کی تکمیل ازواج و اولاد کی خدمتیں تھیں، دوسری طرف شب و روز کی عبادت و ریاضت، تسبیح و تہلیل، ذکر و شغل اور پند و نصیحت کے مبارک مشاغل تھے پھر اس کے ساتھ ہی فنائی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی مشقتیں اور اذیتیں تھیں جو نہایت خندہ پیشانی سے قبول فرمائی جاتی تھیں اور پھر لطف یہ کہ کیا مجال جو حقوق العباد اور حقوق اللہ میں ذرہ برابر بھی فرق آجائے۔

حضرات! آپ حیران ہوں گے کہ آخر جہاد فی سبیل اللہ میں کونسی خوبی ہے جس کے لئے نہ صرف سید الکونین بلکہ آپ کے سارے صحابی خوشی خوشی مرنے کے لئے کمربستہ ہوجاتے اور میدان کارزار میں اتر آتے تھے مگر یہ حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہماری آنکھیں بند ہیں ہم جہاد کی حقیقت اور اس کے فضائل سے ناآشنا ہیں اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آخر اس میں کونسی کشش ہے جو رسول کریم اور آپ کے صحابہؓ کو اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کردینے پر آمادہ کردیتی تھی؟ سنئے جہاد بتقاضائے مصلحت قانون وہ صلاحیت ہے جس پر فوز عظیم موقوف ہے۔ روح اسلام اور جانِ آزادی ہے۔ یہ وہ عمل صالح ہے جو انسان کو انسانیت کی سطح سے اچھال کر ملکیت کے مقام تک پہنچا دیتا ہے اور انسان کے اندر بہترین صفات پیدا کردیتا ہے۔

معزز بزرگو! آپ نے جہاد کی حقیقت، اس کے مفاد، اس کے فضائل اور اس سے باز رہنے کی تہدید سن لی اور نیز اس کی تفصیلات دیکھ لی۔ اگر آپ کے مردہ دلوں میں عمل کی کچھ تڑپ اور ایثار و قربانی کا ولولہ پیدا ہوا ہے تو خدارا اٹھئے، احکام اسلام کے مطابق اپنی قوتوں کو منظم کیجئے، ایثار و قربانی کا وقت آگیا اپنے پروردگار کی بارگاہ میں جان و مال کی بھینٹ چڑھانے کا زمانہ آپہنچا اور اس شجر مبارک کو سیراب کرنے کا وقت آگیا ہے جسے خود ہمارے مقدس نبی کریم صلعم اور ان کے اصحاب نے اپنے مبارک خونوں سے سینچا تھا اور حضرت مولانا ظفر علی خاں مدظلہ العالی کی یہ نظم ہر فرزند توحید کو سنا دیجئے۔

بحکم اَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ بڑھے جس قدر اپنی طاقت بڑھاؤ
بتائید حق اپنی ملت کے بل پر حریفوں کی کثرت کے چھکے چھڑاؤ

کہانت کی بنیا جس نے ہلا دی — اُسی اللہ اکبر کے نعرے لگاؤ
اُٹھاؤ یہ دریا کی لہروں سے اعلاں — جہازوں کو پھر خشکیوں پر چلاؤ
مٹا دو یہ عربی عجمی کی رقابت — جہاں میں بساطِ اخوت بچھاؤ
کرو ہوشیاری کو مستی پہ قرباں — خمستانِ یثرب کے ساغر لنڈھاؤ
حریفوں سے کہہ دو کہ ہم ہیں مسلماں — نہ باطل کی قوت سے ہم کو ڈراؤ
ہمیں آزمایا ہے سو بار تم نے — کسی اور کو جا کے اب آزماؤ
تُم ہاتھ میں لے کے دین ہدیٰ کا — سپر اسپین کا پھر اندلس سے ملاؤ
بجھاؤ خرافات کی مشعلوں کو — حرم کا چراغ از سرِ نو جلاؤ
محمدؐ کے جھنڈے کے سایہ کے نیچے — فلک کے ستارے پہ سر چھپاؤ

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنَا اِيْمَانًا لَا يَرْتَدُّ وَيَقِيْنًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ نَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قُلُوْبِنَا وَنُوْرَ بَصَرِنَا وَجَلَاءَ حُزْنِنَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ وَمُرَافَقَةَ الْاَنْبِيَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَاءِ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

خطبہ ماہ شوال المکرم ہفتہ چہارم

حقوق والدین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ وَمَا فِيْهِمَا وَرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مُحَمَّدِ نِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ بَعَثَهٗ لِلْعٰلَمِيْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ۝ اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! ہر مسلمان پر دو طرح کے حقوق شرعاً ثابت ہیں۔ ان دونوں طرح کے حقوق کی نگہداشت کرنے والا، ان کو کما حقہٗ بجا لانے والا اور ان کو ادا کرنے والا

اللہ اور اللہ کے رسول کے نزدیک سچا مسلمان اور دیندار ہے۔ ان حقوق کی بجا آوری سے ایک مسلمان دین و دنیا کا مالک بنتا ہے اور قرآن و حدیث کی تمام تعلیم انہی حقوق کی نگہداشت اور بجا آوری کی تاکید و توثیق پر مبنی ہے۔

اب سنئے یہ دو طرح کے حقوق ایک تو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اور دوسرے بندوں کے حقوق۔ ان حقوق کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق وہی ہیں جو شریعت اسلامیہ میں عبادات و طاعات کی صورت میں فرض و واجب ہیں اور اللہ پاک نے ان کے ترک پر عقاب و عذاب کی وعید فرمائی ہے ان میں پانچ بناء اسلام وغیرہ بھی داخل ہیں۔ اور حقوق عباد یہ ہیں جیسے حق نبی، حق اہل بیت، حق صحابہ، حق ائمہ، حق علماء و اصفیاء، حق والدین اور حق پڑوسی وغیرہ مگر مجھے آج کے خطبہ میں تمام حقوق العباد کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے، کیونکہ ان کی فہرست بہت طویل ہے حقوق والدین کا بیان کرنا مقصود ہے۔

برادران ملت! اللہ پاک اپنے کلام مقدس میں فرماتا ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ یعنی جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ سوا اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرنا ماں باپ سے نیک سلوک کرو قرابتمداروں سے یتیموں سے اور محتاجوں سے اور لوگوں سے نیک بات کہو نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔" یہ آیت مبارکہ اس بات پر دلیل ہے کہ یہ احکام انبیاء سابق و امت گزشتہ پر فرض تھے۔ لہٰذا ہم پر بدرجۂ اولیٰ فرض ہوئے کیونکہ ہم بہترین امت ہیں اور ہم تمام مذہبی صداقتوں اور خوبیوں کے حامل بنائے گئے ہیں۔ اس آیت میں ایک توجہ طلب امر یہ ہے کہ اللہ پاک نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ بیان کیا ہے پہلے توحید کو بیان کیا اور اس کے بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے کو جس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام میں بعد توحید کے والدین کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنا ہے معلوم ہوا کہ اولاد پر والدین کے حقوق اسی طرح واجب ہیں کہ جیسے نماز روزہ وغیرہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور والدین کے

ساتھ احسان کرو، اس آیت مبرکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کے حق کے بعد بندوں کے حقوق میں مقدم ماں باپ کا حق ہے۔

تیسری جگہ ارشاد ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یعنی آؤ میں تم کو وہ باتیں سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو ماں باپ سے نیکی و احسان کرو" اس آیت میں اللہ پاک نے والدین کے ساتھ احسان کرنے کو ہمراہ عدم شرک کے بیان کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح شرک فی العبادت کرنا حرام ہے اسی طرح والدین کے ساتھ احسان کرنا فرض ہے۔

چوتھی جگہ ارشاد ہے وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا اور تیرے پروردگار نے ٹھہرا دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہو نہ سختی سے جواب دو اور ان سے شریفانہ کلام کرو۔ ان کے لئے شفقت سے ذلت کا بازو جھکا دو اور دعا کرو کہ اے میرے پروردگار انپر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ خدا کے بعد دوم نمبر ماں باپ کی اطاعت ہو اور جو ماں باپ کا نافرمان ہو وہ خدا کا نافرمان ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے ماں باپ کی اطاعت کو اپنی عبادت اور توحید کے ساتھ ملایا ہے۔

برادران اسلام! میں صرف انہی چار آیتوں پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ قرآن حکیم میں اسی قسم کی بہت سی آیتیں ہیں مگر مومن کے لئے تو صرف ایک ہی آیت کافی ہے۔

اب ذرا غور سے دو ایک حدیثیں رسول کی بھی سن لیجئے حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا کہ ماں باپ کی اطاعت کرنا میں نے پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا راہ خدا میں جہاد کرنا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے بیان کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لَا يَجْزِيْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ رواہ مسلم و ابوداؤد و ترمذی وغیرہ

یعنی بیٹا باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ باپ کو کسی شخص کا غلام پائے تو اس کو مول لے کر آزاد کر دے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ التحیۃ و التسلیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے جہاد کا حکم دیجئے۔ اس پر حضورؐ نے پوچھا کہ تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ کہا ہاں۔ فرمایا فَفِیْہِمَا فَجَاھِدْ یعنی تو انہی دونوں کی خدمت میں کوشش و مشقت کر یہی تیرا جہاد ہے۔

حضرات! ذرا غور کیجئے جہاد وہ عمل ہے کہ جو روح اسلام ہے جنت کے حصول کا یہی ایک ذریعہ ہے جس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ غازی مغفور ہوتا ہے اور شہید ماجور باوجود اس کے کتاب فضیلت جہاد پر خدمت والدین کو مقدم کیا ہے۔ اس سے قطعی والدین اور خدمت والدین کا اندازہ لگا لیجئے کہ اسلام میں والدین کی کس قدر تاکید ہے اسی قسم کی دوسری حدیثیں ہیں مگر میں صرف انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اب ان قرآنی آیات و احادیث کو سامنے رکھئے اور انصاف سے کلیجہ پر ہاتھ دھر کر بتلایئے کہ کیا آپ نے اپنے والدین کی خدمت کا کما حقہ حق ادا کیا۔ اگر آپ نے ان کی رضامندی اور خوشنودی کا پروانہ حاصل کر لیا تو انشاء اللہ خدا اور رسولؐ بھی تم سے راضی ہوں گے اور جنت کے حقدار ہو جاؤ گے۔ اور اگر خدانخواستہ اپنے والدین کا حق ادا نہیں کیا اور ان کو ناراض کیا ہے تو آپ خدا کے سب سے بڑے نافرمان ہیں اور دین و دنیا میں کبھی فائز المرام و شادکام نہیں ہو سکتے۔

آہ! جب میں یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ اس زمانہ میں اولاد والدین کی نافرمان ہو گئی ہے بیٹے والدین کے دشمن ہیں ان کو طرح طرح کی تکلیفیں اور دکھ پہنچاتے ہیں اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے ان کی ناراضگی خریدتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ یہ بڈھے بڑھیا مرتے بھی نہیں تو کلیجہ شق ہوتا ہے، نافرمان اولاد پر رونا آتا ہے کہ ان کمبختوں نے کیونکر اسلامی احکام و ہدایات کو پامال کر کے خدا کو ناراض کیا ہے۔ ایسی نافرمان اولاد کو زمین نگلجانے کو ہے اور ان پر آسمان ٹوٹ پڑنے کو ہے۔

خدا کے بندو! یاد رکھو ماں باپ کی اطاعت تمہارا ایسا ہی فرض ہے جیسا خدا کی عبادت کرنا۔ ماں باپ کو ناراض کر کے آپ خدا کو کسی طرح راضی نہیں کر سکتے پس آپ لوگوں کا فرض ہونا چاہیے کہ والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کریں دوسرے مسلمانوں کو بھی والدین کی خدمت و اطاعت کی تاکید کریں۔

برادران ملت! مذکورہ بالا آیات واحادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ ماں باپ کی اطاعت وخدمت کرو۔ اگر وہ خرچ کے محتاج ہوں تو ان کو خرچ دو۔ اگر وہ بڑھاپے کو بھی پہنچیں تو ان کی ہر بات جو تمہاری مرضی کے خلاف ہو خندہ پیشانی سے سہو، کوئی قول وفعل ایسا نہ کرو جو ان کی مرضی کے خلاف ہو اور ان کو ناگوار گزرے۔ ان کی کسی بات سے رنجور وملول نہ ہو۔ ان سے شریفانہ طریق پر عاجزی سے بات کرو۔ ہر حالت میں ان کا ادب ملحوظ رکھو غلاموں کی طرح ان سے بات نہ کرو۔ ان کی بات نہ جھٹلاؤ اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ ان پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا یہی ماں باپ کے حقوق ہیں کہ جن کا ادا کرنا آپ کا فرض اولین ہے۔ ہاں اگر والدین کسی امر معصیت پر مجبور کریں احسا دلاو پر ظلم وستم کریں تو پھر ان کی اطاعت وخدمت فرض نہیں مگر اس حال میں بھی کم از کم ان کے مرتبہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے اے اللہ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے ان احکام پر عمل پیرا ہوں۔ والدین کو ناراض کر کے اپنی دنیا وعاقبت برباد نہ کرے آمین یا رب العالمین ۞ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۞ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

× × × × × × × × × × × × × × × × × × × ×

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۞ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى (الی آخرہ)

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

برادران اسلام! درود وسلام بھیجو اس نبی محترم رسول معظم سرکار دو عالم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے ہم پہ والدین کی اطاعت فرض کر کے ہماری معاشرت

میں چار چاند لگائے اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی کہ جنت والدین کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور درود وسلام بھیجو آنحضرتؐ کے آل واصحاب ازواج، خلفاء اور تمام مہاجرین وانصار پر خصوصاً ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور مولا علی کرم اللہ وجہہ پر جنہوں نے حضورؐ کے ارشادات عالیہ کی حرف بحرف پیروی کی اور ہمارے لئے ایک اچھا نمونہ چھوڑا۔ اور درود وسلام بھیجو حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور آپ کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر جنہوں نے اسلام کے علم وعمل میں چار چاند لگائے اور جن کے قلوب صافی تجلی گاہ حق تھے اور درود سلام بھیجو حضرات ازواج مطہرات خصوصاً ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہن پر جو اسلام کا ایک مکمل نمونہ تھیں اور اور مسلمان عورتوں کے لئے اصلاح کا ذریعہ تھیں۔

اور درود وسلام بھیجو حضرتؐ کے چچاؤں حضرت امیر حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما پر بقیہ عشرہ مبشرہ اور تمام اصحاب صفہ پر جو اسلامی تعلیمات کے مطابق والدین کی خدمت واطاعت میں ساعی تھے۔

اور درود وسلام بھیجو اہل بیتؓ، ائمہ اربعہؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالکؒ۔ حضرت امام احمدؒ مشائخ اسلام حضرت غوث پاک۔ حضرت امام مالکؒ حضرت امام احمدؒ مشائخ اسلام حضرت غوث پاکؒ حضرت خواجہ معین الدینؒ وغیرہ علمائے کرام وشاہان اسلام وغازیان اسلام اور تمام مسلمین ومسلمات پر جو والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں کمربستہ رہتے تھے اور ان کی رضامندی کے حصول میں کوشاں رہتے تھے۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو والدین کی خدمت واطاعت کی توفیق عطا فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ۔

خطبہ ماہ ذیقعدہ ہفتہ اول
حقوق العباد کی نگہداشت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا کَمَا اَمَرَ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِہٖ وَکَفَرَ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ وَاَفْضَلُ الْاَشْغَالِ خِدْمَۃُ النَّاسِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۔

اَیُّھَا النَّاسُ حمد وثنا بیان کرو خدائے حی وقیوم کی جس نے ہمیں بنی نوع انسان کا ہمدرد وخیر خواہ بنایا اور درود وسلام بھیجو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہمیں نیکی وجنت کا سیدھا راستہ بتایا۔

برادرانِ اسلام! پچھلے جمعہ کو میں نے بیان کیا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر دو قسم کے حقوق فرض کئے ہیں۔ ایک تو خود اپنے اور دوسرے بندوں کے ان حقوق کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور ان کے ترک پر قیامت کے دن سخت مواخذہ ہوگا سچے دیندار کا فرض کہ وہ اللہ کے حقوق ادا کرے اور بندوں کے بھی۔

جان لیجئے کہ حقوق العباد کا معاملہ نہایت ٹیڑھا ہے اور نازک ہے۔ کسی نہ کسی حد تک عبادات وطاعاتِ الٰہیہ تو سب ہی مسلمان بجا لاتے ہیں مگر حقوق العباد کے بارہ میں ایک عام غفلت وکوتاہی ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہی مقام ہے کہ جہاں ایک مسلمان کی دینداری اور پیروی شریعت ظاہر ہوتی ہے اور خدا پرستی کے جوہر کھلتے ہیں۔

اب معلوم کیجئے کہ حقوق العباد کیا کیا ہیں؟ اللہ پاک کا ارشاد ہے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۔

یعنی اللہ کی بندگی کرو۔ اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک مت کرو اور ماں باپ سے، قرابت والوں سے، یتیموں سے، فقیروں سے، ہمسایہ قریب سے، ہمسایہ اجنبی سے، ابرار کے رفیق سے اور مسافر سے نیکی اور احسان کا سلوک کرو۔"

اس آیت مقدسہ سے معلوم ہوا کہ انسان پر بعد خدا کی اطاعت وعبادت کے مذکورہ بالا لوگوں کا حق ہے۔ حقوق العباد میں پہلا حق ماں باپ کا ہے۔ دوسرا قرابتداروں یعنی رشتہ داروں کا، تیسرا یتیموں کا، چوتھے فقیروں کا، پانچویں ہمسایہ قریب کا۔ چھٹے ہمسایہ اجنبی کا، ساتویں رفیق کا اور آٹھویں مسافر کا یعنی ایک مسلمان کی کمائی میں ان لوگوں کا حق ہے۔

حضرات! ذرا اس نظام معاشرت پر غور کیجیے کہ اسلام نے منزلی ومعاشرتی زندگی میں کیا چار چاند لگائے ہیں اور کیسا شاندار تمدن پیدا کیا ہے جس کی نظیر آج اس مہذب اور متمدن دنیا میں ملنی ہی محال ہے۔ آج مغربی تمدن ومعاشرت کو ہر طرف سراہا جا رہا ہے اور انگریزی داں مسلمان مغربی تمدن پر لٹو ہو رہے ہیں، مگر آج ان خود فراموشوں کو کون بتلائے کہ دیوانو! ذرا اپنے اسلام کی طرف تو دیکھو یہاں کیسے شاندار آئین واصول مقرر کیے ہیں جن کی دنیا کو ہوا تک نہیں لگی۔ جب ہم دنیا کی قوموں کے تمدن ومعاشرت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہوتے ہیں کہ دنیا کے کسی مذہب میں بھی ایسی تعلیم اور ہدایت نہیں ملتی جس کی رو سے انہوں نے اپنے متبعین کو ان حقوق کی ادائیگی پر مجبور کیا ہو اور اسلام کی طرح اعزہ واقارب اور دیگر بنی نوع انسان کے حقوق رکھے ہوں۔ سنئے ارشاد باری ہے۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ

نیکی یہ نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ پر آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اپنا مال خدا کی محبت میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دو۔ اور لوگوں کی گردنیں غلامی کے عذاب سے چھڑاؤ۔ غور کیجیے اور ان آیات کے فلسفہ کو سمجھیے۔ کس شدت اور

اور کس تواتر سے بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کرنے، ان کی مصیبتوں میں کام آنے اور ان کی مدد کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے یعنی نیکی اور دینداری یہی نہیں ہے کہ تم الٹی سیدھی خدا کی عبادت کر لو اور اپنے تئیں سمجھ لو کہ بس اب ہم جنت کے ٹھیکیدار بن گئے بلکہ نیکی اور دینداری تو یہ ہے کہ تم حقوق العباد کی نگہداشت کرو اور بنی نوع انسان کے کام آؤ۔ قربان جائیے اسلام کی فطرت شناسی کے کہ ساتھ ہی نہایت خوبی اور بڑی حکمت کے ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ خیرات کے طور پر روپیہ کس کس کے کام آنا چاہیئے۔

برادرانِ اسلام! اگر میں آیت مبارک کی ترتیب کی حکمت بیان کروں تو شاید ایک دن میں بھی نہ بیان کر سکوں۔ مختصر طور پر اتنا جان لیجئے کہ اسلام نے مستحقین میں جو ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔ وہ فطری ہے اور سوسائٹی کے نظام کو مضبوط بنیاد پر قائم رکھنے والی ہے۔ اسلام نے غیروں کی امداد اور ہمدردی نوع انسانی کو مسلم کی توجہ کا مرکز بنا دیا ہے۔ حد ہے کہ حضورؐ نے یہاں تک فرما دیا کہ تم میں بہتر انسان وہ ہے جو بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے اسلام نے محض یہی نہیں کیا کہ وہ سرسری طور پر مستحقین کے حقوق اور درجے بتا کر خاموش ہو گیا بلکہ اس نے صاف الفاظ میں تصریح کر دی ہے کہ نیکی یہی نہیں کہ تم مغرب یا مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ یعنی نماز پڑھ لو اور سمجھ لو کہ ہم اپنے فریضۂ عمل سے فارغ ہو گئے۔ بلکہ حقیقی نیکی اور مذہبی زندگی یہ ہے کہ تم مستحقین کی امداد کرو اور مصیبتوں میں ان کے کام آؤ اگر تمہارے ماں باپ تم سے ناراض ہیں۔ پڑوسی تنگ ہیں، رشتہ دار مصیبت زدہ ہیں اور تمہارے گھر کے پاس کوئی مسلمان بھوک سے تڑپ رہا ہے تو تمہاری نماز کس کام کی یہ تو نہایت بیرحمی اور سنگدلی ہے۔

آہ! آج ہماری یہ کیسی بدبختی اور فریضۂ عمل سے دوری ہے کہ ہم عزیزوں، رشتہ داروں اور غریبوں سے ملنے جلنے ان کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان کی مصیبت میں کام آنے کو ہم اپنے لئے عار سمجھتے ہیں، فقیروں اور سائلوں کو دیکھ کر ناک بھوں چڑھاتے ہیں مگر ذاتی عیش اور اسراف و تبذیر کے لئے اور احکام کی خوشنودی کے واسطے ہزاروں روپئے اڑا دیتے ہیں اور ذرا نہیں سمجھتے کہ خدا کے بندوں کے کچھ حقوق بھی ہم

پر فرض کئے ہیں جن کی کوتاہی پر قیامت کے روز سخت باز پرس ہوگی۔ جبھی تو ہماری قومیت کی جڑیں کھوکھلی ہوگئیں اور ہماری ذہنی زندگی فنا ہوگئی۔

حضرات! اب مختصر طور پر حقوق العباد کی تفصیل بھی سن لیجیے ماں باپ کا حق آپ معلوم ہی کر چکے ہیں۔ رشتہ داروں کا حق یہ ہے کہ دکھ درد میں ان کے کام آؤ حتی الامکان ان کی امداد و دستگیری کرو۔ یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کا حق یہ ہے کہ اگر مقدور ہو تو ان کی امداد و دستگیری کرو، اپنے پڑوسیوں کو خوش رکھو، خواہ وہ کسی قوم و مذہب سے ہوں۔ اگر کوئی مسافر بے خرچ دیکھو تو اس کو کرایہ دیکر اس کے گھر تک پہنچادو۔ غرض یہ کہ ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے بعد جس کسی سے جو سلوک بھی ہو سکتا ہے کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ خدائے قدوس نے ہمیں بہترین امت بنایا ہے اس لئے ہے کہ ہمدردی نوع انسان ہیں اور سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے مسلمانوں کی زندگی خود اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

حضورؐ کا ارشاد ہے اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ یعنی دین خیر خواہی ہے۔ یعنی مکمل دین یہ ہو کہ ایک انسان دوسرے انسان کی خیر خواہی چاہے اور دوسروں کی فلاح و بہبودی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔ مسلمانوں کی زندگی کا مقصد یہی ہے۔

اور یہی وہ شغل ہے جسکی نسبت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اَفْضَلُ الْاَشْغَالِ خِدْمَۃُ النَّاسِ یعنی تمام مشاغل سے افضل و بہتر شغل انسانی خدمت ہے۔ حضورؐ کی مقدس و مطہر زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ امت کی سود و بہبود کی فکر اور خدمت خلق میں گذرا۔ اگر ہم حضورؐ کے امتی کہلاکر حضورؐ کی سیرت طیبہ سے یہ سبق نہیں لیتے تو ہمیں امت محمدی کہلانے پر شرم آنی چاہیے۔

برادران ملت! اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں اور بے نیاز ہیں ان کو ہماری عبادتوں اور نیکیوں کی مطلق ضرورت نہیں۔ اگر ہم نیکی اور عبادت کرتے ہیں تو اپنے لئے۔ ہاں اللہ پاک ان سے ضرور خوش ہوتے ہیں جو اس کے بندوں کی خیر خواہی اور امداد کرے

ہم اس کی اطاعت و محبت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اگر کچھ کر سکتے ہیں تو یہ کہ اس کو جو اپنے بندے محبوب ہیں ہم بھی ان کو محبوب رکھیں۔ اللہ پاک اپنے حقوق کی کوتاہی پر مسامحت بھی فرمائیں گے کیونکہ ان کی رحمت غضب پر سابق ہے اور وہ اپنے بندوں کی فطری کمزوریوں کو جانتے ہیں۔ مگر حقوق عباد کی معافی جب ہی ہوگی جب کہ صاحب حق معاف کرے۔ لہذا بڑا خوف حقوق عباد کے ترک کرنے ہی سے کرنا چاہیے۔ کامل مومن وہی ہے جو ہر حقدار کا حق پورا پورا ادا کرے۔ جس پر کسی حقدار کا حق رہ گیا وہ ہلاکت میں پڑ گیا۔ چنانچہ حدیث ابو ہریرہؓ میں ہے۔

مَنْ کانت لہ مظلمۃ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ او شیءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ الْیَوْمَ قبل ان لا یکون دینار ولا درھم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم یکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فَحُمِلَ عَلَیْہِ یعنی جس کسی کا مظلمہ اس کے بھائی کے پاس ہو (یعنی اپنے مسلمان بھائی کا حق غصب کیا ہو) وہ آج اس سے معاف کرائے قبل اس کے کہ نہ دینار رہو نہ درہم۔ قیامت کے روز جس شخص نے کسی کا حق ضائع کیا ہوگا تو اگر اس کے پاس عمل صالح ہوں گے تو بقدر مظلمہ کے لئے جائیں گے، اور اگر حسنات نہ ہوں گے تو اس کے بھائی کے سیئات اس پر لاد دیئے جائیں گے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دن حضورؐ نے اپنے صحابہؓ سے پوچھا اتدرون ما المفلس قالوا المفلس من لا درھم ولا متاع یعنی تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ کچھ روپیہ ہے اور نہ سامان حیات، حضورؐ نے فرمایا نہیں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن ایسے حال میں آئیگا کہ اس کے پاس نماز روزہ وغیرہ عبادت تو ہوگی۔ لیکن ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہوگی کسی کو زنا کی تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال خورد برد کیا ہوگا کسی کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ اس شخص کے حسنات اس شخص کو دیئے جائیں گے جس کے حقوق تلف کئے ہیں اور اس کے سیئات ظالم کو دیئے جائیں گے۔

اس حدیث کو سن کر ہر مسلمان کو لرزنا چاہیے۔ اور کان کھول کر سن لینا چاہیے کہ حقوق عباد کا مواخذہ نہایت ہی سخت ہوگا کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ

بجالانے سے وہ کاش مومن ہوگیا۔ اور پھر اس سے حقوق عباد کا مطالبہ نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان یہ سمجھتا ہے تو وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہے اور یہ مرحلہ دنیداری کا نہایت سخت ہے حقوق عباد میں نہ عفو ہوگا اور نہ شفاعت اور اضاعت حقوق میں غیر کی دنیا کے لئے اپنی آخرت ضائع کرنا ہے حقوق اللہ تو معاف ہو سکتے ہیں مگر حقوق عباد معاف نہ ہوں گے ان کا بدلہ ظالم کو ضرور ملیگا اور حقوق العباد کے ضائع ہونے سے حقوق خدا بھی کچھ نفع نہیں دیسکتے صاحبو! قیامت کے روز ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے بس ساری دنیداری نماز و روزہ ہی میں سمجھ لی گئی ہے۔ ہم نماز و روزہ تو کرہی لیتے ہیں۔ مگر حقوق عباد کا خیال کم رکھتے ہیں حالانکہ وہ بڑے خوف کا مقام ہے حق العبد ہے پھر دوبارہ سن لیجئے اور ذہن نشین کر لیجئے کہ بندوں کے حقوق تین چیزوں سے متعلق ہیں۔ جان مال آبرو۔ ان تینوں چیزوں کو ضائع نہ کرے اپنی جان و مال اور آبرو سے زیادہ دوسرے انسان کی جان و مال اور آبرو کو سمجھے آہ کمبخت مسلمانوں! تمہارا کیا حال ہوگا تم نے حقوق عباد کو بری طرح ضائع کیا ہے۔ اور غیر تو غیر تم سے اپنے ہی نالاں ہیں۔ تم دوسروں کی جان و مال اور عزت و آبرو برباد کرنے پر ہر وقت آمادہ رہتے۔ اپنے بھلے کے لئے دوسروں کا نقصان چاہتے ہو۔ اور تمہارے اندر انسانی ہمدردی کیا ہوگی قومی ہمدردی بھی نہیں رہی جو لازمہ حیات تھی تم خونخوار بھیڑیئے ہو گئے ہو اور بڑی بے فکری سے حقوق عباد کو تلف کر رہے ہو۔ خدارا ہوش میں آؤ حقوق عباد کی نگہداشت کرو۔ قومی ہمدردی اور خدمت خلق کو اپنا سب سے بڑا فرض سمجھو۔ ورنہ قیامت کے روز جہنم میں جھونک دیئے جاؤگے

تقریباً نصف صدی سے عالم اسلام میں رونا رویا جا رہا ہے۔ کہ مسلمان منتشر ہو متفرق ہوگئے۔ ان کی شیرازہ بندی بکھر گئی۔ ان کی ہوا خیزی ہو گئی۔ وہ ایک دوسرے کے پیاسے ہوگئے۔ اور ان سے قومی ہمدردی کا مادہ جاتا رہا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ہمنے حقوق عباد کا خیال نہیں رکھا، ہمارے علماء نے نماز و روزہ کے وعظ تو بہت سنائے

اگر آج ہم عہد کرلیں کہ اسلام کی ان تعلیمات پر چلیں گے تو بگڑی بن جائے۔ ہماری معاشرت کے حسن و خوبی پر دنیا کی قومیں لٹو ہو جائیں۔

برادران اسلام مجھے اپنے ان مسلمان بھائیوں پر رونا آتا ہے جو اپنے ایسے تمدن و معاشرت کو چھوڑ کر انگریزی تمدن و معاشرت پر مٹ رہے ہیں ان سے کوئی پوچھے

کہ تم جو مغربی تمدن پر مرے جا رہے ہو، کیا تمہیں اسلام کی ان تعلیمات سے بڑھ کر اصول و قوانین نظر آتے ہیں۔ ہر گز نہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب ان خوبیوں سے خالی ہیں یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے منزلی اور معاشرتی زندگی کو اعلیٰ اصولوں پر استوار کیا ہے اب ہمیں اپنے اعمال کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے۔ کہ ہم مذکورہ بالا تعلیمات پر کہاں تک عمل پیرا ہیں۔ اور ہماری زندگی کا کتنا حصہ حقوق عباد میں گذرتا ہے۔ مجھے یہ بیان کرتے ہوئے انتہائی شرم و ندامت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہم میں فیصدی بجائے ۹۵ مسلمان ایسے ہیں جو حقوق عباد کی ادائیگی سے غافل و لاپرواہ ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ ان تعلیمات کو سامنے رکھ کر حقوق عباد کو کماحقہٗ ادا کریں۔ اور اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائیں۔ ہماری خانگی زندگی میں اضطراب بےچینی اور فتنہ و فساد کے المناک واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ان کا اکثر سبب یہ ہے کہ ہماری منزلی و معاشرتی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں۔ حقوق عباد کی نگہداشت کے فقدان نے ہمارے گھروں کو جہنم کا نمونہ بنا دیا۔

اے اللہ! تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق مرحمت فرما کہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور جہاں تیرے حقوق ادا کریں وہاں تیرے بندوں کے بھی حقوق کا خیال رکھیں

اَیُّھَا النَّاسُ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَتْرُکُ ظُلْمَ الْعِبَادِ فِیْمَا بَیْنَھُمْ حَتّٰی یَقْتَصَّ بَعْضُھُمْ مِنْ بَعْضٍ۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَبٌّ رَءُوْفٌ رَحِیْمٌ۔

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو اس ہادی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام عمر بنی نوع انسان کی ہمدردی اور اپنی امت کی فلاح و بہبود میں سرگرم رہے اور جنھوں نے ہمیں تاکید و ہدایت فرمائی۔ کہ ہم حقوق عباد کی نگہداشت کریں۔

اور درود و سلام بھیجو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات

پرحضورؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جو حقوق عباد کی حد سے زیادہ نگہداشت کرتے اور خدمت خلق میں ہر وقت کمربستہ رہتے تھے۔ اور درود وسلام بھیجو حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت حفصہؓ حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ پر جو سب کے سب حضور کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ اور جنھوں نے حقوق عباد کے کسی حق کو ضائع نہیں کیا اور درود وسلام بھیجو عشرہ مبشرہ حضرت سعدؓ حضرت سعیدؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت ابو عبیدہؓ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ تمام ائمہ اہل بیت عظام مشائخ طریقت اور علمائے شریعت پر جن کا مسلک ومشرب مسلمانوں کی خیر خواہی تھا۔ اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ دوسروں کی خیر خواہی کو اپنا شعار بنالیں، خدمت خلق کی اہمیت کا احساس کرلیں۔ خداوندا مسلمانوں کے اندر وہ جذبہ اور وہ کیفیت پیدا کر کہ وہ تیرے احکام کے سامنے گردنیں جھکا دیں اور اپنی زندگیاں بحکم کتاب وسنت کے مطابق بنالیں عِبَادَ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ یُوْصِیْکُمْ بِاَهْلِکُمْ وَعَشِیْرَتِکُمُ الْاَقْرَبِیْنَ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰهَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْهُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ

خطبہ ماہِ ذیقعدہ ہفتہ دوم

اولاد کے حقوق

قوموں کے مستقبل کا انحصار بچوں کی تربیت پر ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَ وَالْجَانَّ وَجَعَلَ لَهُمُ الدِّیْنَ الْاِسْلَامَ خَیْرَ الْاَدْیَانِ فَمَنْ یَّسْلُکُ فِیْهِ یُدْخِلُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی الْجَنَّةَ بِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْمَبْعُوْثُ لِخَلْقِہِ الْکَوْنَیْنِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْفَائِزِیْنَ بِالْاِیْمَانِ ط اَمَّا بَعْدُ

برادران ذوی الاحترام! اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا بیان کرو جس نے جن و انس کو پیدا کیا۔ اور ان کا دین اسلام بنایا جو خیر الادیان ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرے گا اللہ پاک اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور درود و سلام بھیجو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کی پیروی و اطاعت ہم پر فرض ہے۔

حضرات! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ قوموں کی تعمیر ان کے بچوں کی تربیت اور غور پرداخت پر منحصر ہے۔ جو بچے اپنے والدین سے صحیح مذہبی اور قومی روح وراثتاً حاصل کرتے ہیں۔ اور اچھے والدین کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ وہی بچے آئندہ چل کر مذہب و ملت کے امین و محافظ بنتے ہیں۔ دماغی بلوغ کو پہونچتے ہی اپنی قسمتوں کے آپ مالک بنتے ہیں۔ اپنی تقدیروں کو آپ بنا لیتے ہیں۔ انکا وجود قوم کے لیے کایا پلٹ ثابت ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے جن بچوں کی تربیت جاہل اور مذہبی و قومی روح سے ناآشنا والدین کی گود میں ہوتی ہے وہ قوم کے لئے باعث ننگ و عار اور ملک کے لئے وبال جان ثابت ہوتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ اسلاف کے ذہنی و مادی اندوختہ کو کھو دیتے ہیں۔ الغرض قوموں کے شاندار و تاریک مستقبل کا کلی انحصار بچوں کی تربیت پر ہے جب ہی تو ایک انگریزی فاضل دسبھر کا قول ہے۔ "اگر دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو اچھی مائیں پیدا کرو۔"

کیا تمہیں معلوم نہیں؟ کہ وہ اچھی مائیں ہی تو تھیں جن کی گودوں میں پرورش پاکر کوئی صلاح الدین ایوبی بنا۔ کوئی امام اعظمؒ کوئی غوث الاعظمؒ کوئی فخر الدین رازی کوئی غزالیؒ اور کوئی سعدیؒ ہمارے اسلاف کرام نے جو کچھ پایا تھا والدین کی آغوش تربیت میں اور ہمارے وہ بزرگ جن کے نام آفتاب و ماہتاب کی طرح آسمان اسلام پر درخشاں و تاباں ہیں۔ انہوں نے اچھی ماؤں ہی کی گود میں پرورش پائی تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ بچوں کی تربیت و پرورش کتنی اہم چیز ہے۔

برادران اسلام! اسلام جو دینی اور دنیوی زندگی کا مکمل، شاندار اور فطری مذہب ہے۔ اور جس نے قدم قدم کے لئے اصول و قوانین دیئے ہیں اس نے اس بارے میں بھی بہت

زور دیا ہے۔ اور مسلمانوں کی توجہ کو اس امر پر مرکوز کر دیا ہے۔ اسلام نے جو بچوں کی تربیت اور نگہداشت کا طریقہ بتایا ہے وہ نہایت ہی نتیجہ خیز اور فطری ہے۔ آج کے خطبہ میں یہی چیز بیان کرنا چاہتا ہوں، ذرا غور اور توجہ کے ساتھ سنئے روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ

مسلمانوں جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو تم انکو نماز کی تاکید کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انکو نماز پڑھاؤ اور انکو اپنے بستر دلانے علیحدہ سلاؤ

حضور کا یہ ارشاد اس لئے ہے کہ بچوں پہ عہد طفلی سے مذہبی رنگ چڑھا دیا جائے اور وہ بڑے ہو کر پختگی کے ساتھ اوامر الٰہیہ پر قائم رہیں۔ اگر مسلمان اس تعلیم نبوی پر عمل پیرا ہونے پر ٹھان لیں تو جس مذہبی روح کے فقدان کا ماتم کیا جا رہا ہے۔ وہ مسلمان بچوں میں یکدم چمک اٹھے اور ہماری پسماندہ قوم کچھ سے کچھ بن جائے۔

آج کتنے مسلمان ہیں جنھوں نے اسلام و تعلیم نبوی پر عمل کیا ہے۔ اور کتنے مسلمان ہیں جو خود بھی نماز پڑھتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کو بھی اسی تاکید سے پڑھاتے ہیں ہماری قوم کی تباہی کا یہی تو سبب ہے کہ ہم نے اس تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ پھر سچے اور کامل مسلمان پیدا ہوں تو کیسے جب تخم ہی شیریں نہیں تو پھل شیریں کہاں سے آئیگا۔

برادرانِ ملت! مسلمان امرا کی حالت تو یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم دینا اور مسجد کی بوریوں پر دلانا ہی سب سے بڑی توہین سمجھتے ہیں۔ توبہ توبہ امیروں کے بچے اور ان کو تعلیم لے نماز و روزہ کی۔ یہ ملایانہ نصیحت کیسی؟ وہ تو پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ "نیلم پری" بنے ہوئے تفریح گاہوں کی رونق بنیں تھیٹروں، سینماؤں اور سرکسوں میں جائیں اور بی۔ اے اور ایم۔ اے ہو کر وکیل بیرسٹر، پروفیسر اور جج بنیں یہی تو ان کی معراج ہے اور مقصد حیات، بیچارہ مذہب ان کے گھروں میں قدم دھرے تو کیونکر اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ بچے ہی بڑے ہو کر مسلمانوں کی مذہبی و سیاسی رہبری و رہنمائی کا دعا کرتے کرتے نہیں تھکتے۔ کسی عالم کی کیا مجال جو ان کی اعانت و قیادت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے، اب ذرا غربا کا حال بھی سن لیجئے۔ یہاں بچوں کو بی۔ اے اور ایم۔ اے بنانے کا سامان کہاں؟ جہاں جہالت و افلاس کے ڈیرے ہیں۔ مگر جناب یہاں پہ بچوں کی تباہی کا ہی سامان

اور طرح پر ہے۔ والدین کی تربیت و پرورش کا سارا زور اس امر پر ہوتا ہے کہ ان کی ہر طرح ناز برداری کی جائے۔ خوب کھلایا پلایا جائے پہننے کے لئے اچھے کپڑے ہوں۔ تہوار منانے کے لئے جیب میں پیسے ہوں۔ اور کسی طرح ان کا دل نہ دکھے ان پر کسی قسم کا بار نہ ڈالا جائے۔ اور ہر طرح آزاد چھوڑ دیا جائے۔ یہاں پر مذہب کی پابندی اور نماز کی تاکید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بچے آوارہ گلیوں میں کھیلتے ہو پھرتے ہیں۔ گالیاں بکتے ہیں۔ اور حیوانوں جیسی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر والدین اپنے ہونہار بچوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں جس آبادی میں تم کو بچے کھیلتے ہوئے آوارہ پھرتے ہوئے گالم گلوچ کرتے ہوئے ملیں تو سمجھ لیجئے کہ یہ محلہ مسلمانوں کا ہے۔ اور یہ بچے مسلمانوں کے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمان بچے اسلام کے علم و عمل کے مالک بن کر اقوام عالم کے رہبر بنتے تھے۔ یا ایک زمانہ یہ ہے کہ ہر قسم کی جہالت و مفلسی۔ پستی، ذلت آوارگی عیاشی، دناءت، خفت اور گمراہی مسلمان بچوں کا طرۂ امتیاز بن گئی ہے۔ ع

آسماں راحق بود گر خوں ببارد بر زمیں

آہ! جب مسلمانوں والدین کی طرف سے یہ غفلت اور بچوں کو ہلاکت میں دیکھتا ہوں تو بے اختیار سر پھوڑنے کو جی چاہتا ہے۔ اور بے ساختہ دل سے آواز نکلتی ہے کہ اے اللہ اس ناکارہ اور ناعاقبت اندیشی کا آئندہ کیا حال ہوگا۔ جو آج اپنے مستقبل سے اس قدر بے نیاز ہو رہا ہے۔

برادران اسلام! ہمارے واعظ اور لیڈر گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں کہ ترقی کرو اپنے اندر ایثار و قربانی کا مادہ پیدا کرو اور سچے مسلمان بنو مگر تمہیں بتاؤ کہ کیا یہ مسلمانوں کے زندہ رہنے اور حقیقی مسلمان بننے کے لچھن ہیں؟ اور کیا مسلمان اپنے بچوں کی تربیت سے قطع نظر کر کے ترقی کر سکتے ہیں اور دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہ سکتے ہیں ہرگز نہیں ایسی قوم جو اپنے بچوں کی تربیت سے غافل ہے ہلاکت و بربادی کی طرف جا رہی ہے۔ اور وہ ایک نہ ایک دن صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائیگی۔

والدین رو رہے ہیں کہ ہماری اولاد نافرمان و سرکش ہو گئی اور ہم سے باغی ہو گئی مگر ان کا یہ رونا بیکار اور بے محل ہے ان کو خود اپنی غفلت و کوتاہی پر رونا چاہئے اور اپنی قسمتوں کو پتھروں سے پھوڑنا چاہئے۔ بچوں کا کیا قصور، والدین نے ان کو بنایا ہی اس

قابل نہیں کہ وہ والدین کے حق خدمت کو سمجھیں اگر اولاد کو مذہب کی تعلیم دی جاتی اور بچپن ہی سے ان کو قومی و مذہبی روح ملتی تو آج والدین کیوں اپنی اولاد کی نافرمانی کا رونا روتے
اسلام نے ہر مسلمان کو حکم دیا ہے کہ اپنی اولاد کی عزت کرو تاکہ وہ تمہاری عزت کرے تمہارا نام قائم رکھے، حضور کا ارشاد ہے آکْرِمُوا اَوْلَادَکُمْ یعنی اپنی اولاد کی عزت کرو۔ اولاد کی عزت کرنے کے یہ معنی نہیں کہ والدین ان کے سامنے مؤدب بن کر کھڑے ہو جائیں بلکہ حقیقی عزت اور ارشاد رسول کا مفہوم یہ ہے کہ ان کو زیور علم سے آراستہ کرو ان کو اسلامی روح سے آشنا کرو۔ ان کو سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی کا مالک بناؤ ان کے سامنے مخرب اخلاق اور بیہودہ حرکتیں نہ کرو۔ ان کے سامنے جھوٹ نہ بولو ان کے سامنے کسی کو گالی نہ دو۔ ان کے اخلاق درست کرو۔ ان میں خیالات کی صفائی پیدا کرو۔ اور ان کو اسلام کے علم و عمل کا مالک بناؤ اولاد کی عزت کرنے کے یہی معنی ہیں اور یہی اولاد کی حقیقی تربیت و پرورش ہے۔

برادران اسلام! اگر بچوں میں عہد طفلی سے ہی مذکورہ اوصاف پیدا کر دیئے جائیں تو وہ بچے کبھی والدین کے نافرمان نہیں ہو سکتے۔ اولاد کو فرمانبردار اور نافرمان بنانا خود والدین کے اختیار میں ہے۔ یہاں یہ بھی سمجھ لیجئے کہ بچوں کی تربیت سوم اخلاقی اور روحانی تربیت ہے جسمانی تربیت تو ہر والدین کرتے ہی ہیں۔ بچوں کی تربیت ہمیشہ پیار و محبت سے کرنی چاہیے۔ اور حکمت و موعظت کے ساتھ ڈرانے اور دھمکانے سے کوئی بچہ بھی اخلاقی و روحانی تربیت نہیں پا سکتا یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بچوں پر رحمت و شفقت کرنے کی ہدایتیں اور احکام آئے ہیں۔ خود حضور علیہ السلام کا اخلاق و معمول تھا کہ جب آپ باہر نکلتے تو خود بچوں کو سلام کرتے ان کے سروں پر دست شفقت پھیرتے سفر کی حالت میں بچوں کو سواری پر بٹھلاتے اور ان سے ہنسکر باتیں فرماتے۔ غرض آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی رافت و رحمت بچوں پر عام تھی۔ اولاد سے ماں باپ کی محبت تو مسلم ہے جو مقتضیات طبیعت کے موافق کرتے ہی ہیں مگر ان کی تربیت سے یکسر غافل ہیں۔ اولاد کو سعادت مند اور لائق بنانے کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی ہے اور اسے خدا ترس اور خدا شناس تو اس زمانے میں بنانا ہی کون ہے پڑھائیں گے بھی تو زیادہ سے زیادہ گریجویٹ بنا دیں گے۔ مگر مسلمان بنانے کی طرف بالکل توجہ ہی

نہیں کرتے۔ غرض تعلیم کی طرف تو کچھ نہ کچھ توجہ ہے۔ مگر اس کی تربیت کا خیال بالکل نہیں۔ حالانکہ تربیت کے بغیر تعلیم بالکل بے کار چیز ہے۔ انگریزی تعلیم سے کوئی گریجویٹ یا عالم مسلمان بنتا تو آج سارے ہی مسلمان بن جاتے۔ مگر بعض والدین نے اس سے زیادہ اور بھی بچوں پر ظلم کیا ہے کہ اولاد کو بغیر تعلیم و تربیت کے جنگل کے درخت کی طرح بڑھنے اور پھیلنے دیتے ہیں۔ والدین پر اولاد کا سب سے بڑا حق ان کی تعلیم و تربیت کا ہے۔ مگر اس کی طرف سے ایک عام غفلت اور لاپرواہی برتی جا رہی ہے۔

حضرات! یاد رکھئے کہ اللہ میاں قیامت کے دن آپ سے یہ نہ پوچھیں گے کہ تم نے اپنی اولاد کو گریجویٹ بنایا تھا یا نہیں۔ ہاں یہ ضرور پوچھیں گے کہ تم نے اپنی اولاد کو مسلمان بنایا یا نہیں چنانچہ ارشاد باری ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا یعنی اے ایمان والو! تم اپنے نفسوں اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ اب آپ خود اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے اسی صورت میں بچا سکتے ہیں کہ خود بھی دیندار بنیں اور اپنی اولاد کو بھی دیندار بنائیں۔

اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اس کی تعلیم اور یونیورسٹیوں کے ڈپلوموں سے کچھ بھی نہیں بنتا ہے۔ بلکہ بچوں کی اصلی درسگاہ ماؤں کی گود میں ہے اگر آغوش مادر میں ہی بچے کی تربیت نہیں کی گئی تو دنیا کی کوئی تعلیم گاہ اور یونیورسٹی اس کو مہذب نہیں بنا سکتی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد ہی کو "باقیات الصالحات" قرار دیا ہے۔ پس اگر اولاد بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے کاموں میں مصروف رہے نیکی اور نیکوکاری کے مسلک پر کاربند رہے اور مذہب وصوم و صلوٰۃ میں پختہ رہے تو جبھی اولاد باقیات الصالحات ہوگی ماں باپ کی روح کو ثواب پہونچتا رہے گا۔ اور ان کا نام بھی روشن رہیگا۔ اور اولاد کی تعلیم و تربیت مذہب کا جزو ہے۔ جس میں سہل انگاری اور غفلت بدترین مذہبی جرم اور ناقابل تلافی نقصان ہے جس کا خمیازہ نہ صرف ماں باپ کو بلکہ خاندان اور ملک و قوم کو اٹھانا پڑتا ہے۔

برادران اسلام! بڑا اندھیر اور ظلم ہے کہ والدین اولاد سے اس بات کے متمنی ہیں کہ وہ ان کو خوش رکھیں ان کے حقوق ادا کریں۔ اور ہر طرح فرمانبردار رہیں مگر اولاد کے حقوق غصب کئے رکھنا چاہتے ہیں حضرت عمرؓ سے ایک باپ نے اپنے بیٹے

کی شکایت کی۔ آپ نے باپ ہی کو ڈانٹ بتائی۔ بیٹے نے کہا امیر المومنین آخر اولاد کا بھی کوئی حق ہے سب حقوق ماں باپ ہی کے حصے میں آگئے۔ آپ نے جواب دیا نہیں۔ ایسا نہیں باپ پر بیٹے کا یہ حق ہے کہ وہ اس کا نام اچھا رکھے۔ شریف عورت سے شادی کرے تاکہ اولاد کو اس کی ہمنشینی کی بنا پر شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ اور اس کی تعلیم کا بہترین انتظام واہتمام کرے۔ بیٹا کہنے لگا انہوں نے میرا نام برا رکھا ہے۔ میری ماں ایک کم نصیب عورت ہے مجھے پڑھایا لکھایا نہیں حضرت عمرؓ بیٹے کی یہ بات سن کر باپ پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا جب تو نے اولاد کا حق ادا نہیں کیا تو تجھے اس کی شکایت کا کوئی حق حاصل نہیں۔ صاحبو! آپ نے ان تفصیلات کو سن لیا ان پر عمل کیجئے اور اپنے مستقبل کو شاندار بنائیے، اے اللہ مسلمانوں کو عقل و فہم عطا فرما کہ وہ اپنے اس راز حیات اور راز ترقی کو سمجھ لیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝
بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝
وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ
الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ
کَرِیْمٌ بَرٌّ رَبٌّ رَؤُوْفٌ
رَّحِیْمٌ ۝

خطبہ ماہ ذیقعدہ ہفتہ سوئم

اسلامی پردہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصًا عَلٰی اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَسَیِّدِ الْبَشَرِ الشَّافِعِ الْمُشَفَّعِ فِی الْمَحْشَرِ ۝ ثُمَّ الْبَرَکَاتُ مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانُ اللّٰہِ لِمَنِ اتَّبَعَ سَبِیْلَ الْحَقِّ وَاَخْلَصَ لَہٗ اَیْمَانًا مِنْ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ ۝ وَالَّذِیْنَ رُزِقُوْا اِتِّبَاعَھُمْ یَوْمَ الْقَرَارِ۔ اَمَّا بَعْدُ

برادران اسلام! حمد و ثنا بیان کرو حضرت حق جل علی شانہ کی اور درود و سلام بھیجو افضل الرسل سید البشر اور شافع محشر پر جنھوں نے ہمیں ایسا تمدن و معاشرت دیا جس پر چل کر ہم پاکیزگی حیات اور زہد و اتقار کا نور حاصل کر سکتے ہیں۔

برادران ملت! اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو اقوام عالم کا رہبر اور ہادی بنایا تھا۔ اور ان کے ذمہ۔ ۔ ۔ ۔ یہ فرض عائد کیا تھا کہ وہ خود اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر بنی نوع انسان کی اصلاح کرتے رہیں۔ اس فرض کو ہمارے اسلاف نے بحسن و خوبی سرانجام دیا جن کے علمی و عملی کارنامے آج اقوام متمدنہ کا سرمایۂ حیات بنے ہوئے ہیں۔ جب تک مسلمان حکمراں اور صاحب قوت و اقتدار رہے اس وقت تک وہ اپنے علم و عمل کی فوقیت و برتری کا ڈنکہ چار دانگ عالم میں بجاتے رہے۔ لیکن جب ان کے اعمال و افعال نے ان کو تخت رفعت سے خاک مذلت پر دے مارا اور وہ غلام و محکوم ہوگئے ہوگئے انھوں نے اپنا وصف خصوصی اور شان امتیازی کھو دی۔ ان کی تہذیب و شائستگی بدل گئے مبدل بہ جہالت ہوگئی۔ ان کا خداداد اقتدار جاتا رہا اور وہ یوسف بے کاروان ہوکر رہ مسلمان جب تک حقیقی مسلمان اور آزاد تھے اس وقت تک ان کی تہذیب و شائستگی دنیا کی مختلف اقوام پر حکمرانی کرتی رہی۔ لیکن جب زمانہ کی ہوا کا رخ بدلا تو ان کی حکمرانی کی جگہ مغربی اقتدار نے لے لی۔ اور اہل یورپ کا اثر و اقتدار بہت بری طرح ہم پر مسلط ہوگیا۔ اس تغیر و انقلاب کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری اسلامی زندگی کے تمام پہلو تاریک ہوگئے۔ اخلاقی اور روحانی روح فنا ہوگئی۔ اور حکمراں و محکوم دونوں قوموں کی تہذیب اور طریق زندگی میں باہمی تصادم اور مقابلہ شروع ہوگیا۔

چونکہ مشرقی تہذیب اور طریق زندگی کی بنیاد خدا پرستی، پاکدامنی، عفت۔ مروت لحاظ، رواداری، سچائی، حیات و شرم اور خوش معاملگی وغیرہ شاندار اصولوں پر رکھی ہوئی تھی۔ جو قطعاً اسلامی تعلیم کا نچوڑ اور لب لباب ہیں۔ اس کے مقابلہ میں یورپین عادات و اطوار اور مغربی تہذیب کا خمیر مادہ پرستی عیاشی، مکاری۔ جھوٹ، دغابازی دبے حیائی، بے شرمی اور مطلب پرستی وغیرہ جذبات سے تیار ہوا تھا۔ اس لئے مغربی رنگ ریلیوں اور یورپین تہذیب کا بے پناہ حملہ براہ راست اسلامی تمدن و معاشرت پر بھی ہو۔ کیونکر دنیا میں ہمیشہ یہ ہوتا آیا ہے کہ فاتح اور دولتمند قوم کے عادات و اطوار کا

مفتوحین اور مفلوک الحال قوموں کے رسم و رواج پر خاص اثر پڑتا ہے۔ اس لئے جس قدر اہل مغرب کے اثر و اقتدار کو مشرق میں فروغ ہوتا گیا۔ ان کی تہذیب اور رسم و رواج کو بھی قوت اور ترقی نصیب ہوتی گئی حتیٰ کہ آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوا کہ مشرقی ذہن اہل مغرب کے تفوق اور ان کے طرز زندگی سے متاثر ہو کر قومی نشانات، مذہبی روایات اور خصوصی مقامات مغربی تہذیب کے پاؤں تلے روندنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ اگر ہندوستان کی اور قومیں مغربی تہذیب سے متاثر ہوتیں تو یہ ایک قدرتی بات تھی۔ کیونکہ ان کے پاس ایسا فطری عقلی اور شاندار مذہب نہ تھا۔ جو ترقیات زمانہ کا ساتھ دیتا اور وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے۔ ترقی و تقدم کی راہ پر چلتیں مگر غضب اور قہر تو یہ ہے کہ مسلمان بھی بری طرح مغربی تہذیب سے متاثر ہوئے اور اپنے تمدن نواز مذہب پر قائم نہ رہ سکے اور لگے اپنے مذہب میں کتر بیونت کرنے۔ سرسید مرحوم نے مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر جس طرح مذہبی روایات کو پامال کیا ساری دنیا جانتی ہے آج ہندوستان میں ایک مغربی تمدن زدہ طبقہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ جو اپنے تمدن و معاشرت کو مغربی تمدن کے رنگ میں دیکھنا چاہتا ہے۔

برادران اسلام! مغربی اثر و نفوذ نے اسلامی تعلیمات کو جو نقصان عظیم پہونچایا اس کی تفصیلات نہایت ہی دردناک ہیں۔ میں اپنے موضوع سے دور ہوتا جا رہا ہوں اس لئے صرف مذکورہ بالا اُمور پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرات! میں تمام باتوں کو چھوڑ کر صرف یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان مغربی تقلید کے اندھے جوش میں اسلامی پردے کو بھی خیرباد کہتے جا رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ طبقہ اناث کی مظلومیت اور کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان پر ناجائز پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ ان کے غصب شدہ حقوق کو واپس کرانا ہی قومی ہمدردی اور اہم مذہبی خدمت ہے کوئی کہتا ہے کہ طبقۂ نسواں پر بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ ان کو گھروں میں بند رکھنے سے ان کی صحت عامہ کو نقصان پہونچتا ہے۔ کسی کا خیال ہے کہ جب تک مردوں کے دوش بدوش عورتیں میدان جنگ میں شہسواری کے کرتب نہ دکھائیں گی اور دفتروں اور کونسلوں میں داخل ہو کر ملکی اور قومی خدمات سرانجام نہ دیں گی۔ کبھی عروج و ترقی کے دن دیکھنے نصیب نہیں ہو سکتے اسی طرح کے سیکڑوں گمراہ خیالات دلوں میں جاگزیں

ہیں۔ اور یہ سب کچھ نتیجہ ہے۔ مغربی تمدن و معاشرت کے اثر و نفوذ کا اس لئے ضروری ہے کہ میں پردے کی مذہبی حیثیت قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں بعونہ تعالیٰ۔

برادران ملت! پردے کی بحث اور اس کے متعلقات کے بیان کرنے کے لئے بہت سا وقت درکار ہے۔ اور یہ ایک لمبی چوڑی بحث ہے۔ مگر میں تمام تفصیلات کو نظر انداز کر کے عورتوں کے ستر کے متعلق ضروری مسائل بیان کرونگا۔ سو غور سے سنئے جس جس مرد سے عورت کا نکاح کسی وقت ہو سکتا ہے اور جن سے نہیں ہو سکتا ہی۔ ان دونوں کے لحاظ سے عورت کے ستر کا حکم الگ الگ ہے۔ جن مردوں سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہو ان کے اعتبار سے عورتوں کا ستر تمام بدن کا ہے۔ البتہ چہرہ ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں ستر میں داخل نہیں چنانچہ ارشاد باری ہے وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی عورتیں اپنی زینت اور آرائش کی جگہ کو چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا کسی کے آگے نہ کھولیں۔ لفظ زینتھن سے عام تفسروں میں یہ جگہ مراد لی گئی ہے جس کی عورتیں زیورات سرمہ اور تیل وغیرہ سے زیب و زینت کرتی ہیں۔ صاحب مدارک اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

والمعنی ولا یظھرن مواضع زینتھن اذا ظہار عین الزینۃ وھی الحلی ونحوھا مباح والمراد بھا مواضعھا یعنی زینتھن سے مراد زینت اور آرائش کا سامان نہیں ہے کیونکہ اس کا دیکھنا بالاتفاق جائز ہے۔ بلکہ زیورات پہننے کی جگہ مراد ہے اور جگہیں یہ ہیں چہرہ، سینہ، گردن، چھاتیاں، سرِ بازو، پہونچے اور پنڈلیاں۔

امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں لفظ زینت کا استعمال پیدائشی اور فطرتی خوبصورتی اور جو سرمہ اور تیل وغیرہ کے استعمال سے حاصل کی جائیں دونوں میں ہے حدیث عائشہ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سماء ان المراءۃ اذا بلغ المحیض لم یصلح ان تری منھا الا ھذا واشار الی وجھہ وکفہ (رواہ ابو داؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماءؓ سے فرمایا کہ عورت جس وقت بالغ ہو جائے تو چہرے اور ہاتھ کے علاوہ اس کے بدن کا کوئی حصہ کسی غیر کے آگے نہ کھلے

ابن مسعودؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عورت کا تمام بدن ستر ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔

برادرانِ اسلام! آیت مذکورۂ بالا میں اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے اُن جگہوں کو مستثنیٰ کیا ہے جن کے بغیر کھولے کام نہیں چلتا۔ اور عادتاً ان کو کھولنا پڑتا ہے یعنی عورتوں کو اجازت ہو کہ وہ ضرورت کے وقت ان جگہوں کو کھول لیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ چہرہ ہاتھ کی ہتھیلیاں۔ اور دونوں پاؤں۔ گویا آیت کا مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنے جسم کے اُن حصوں کو جو مردوں کی نظر میں خواہش اور تحریک پیدا کر سکتے ہیں چھپائے رکھیں البتہ بدن کے وہ حصے جو کہ عادۃً اور ضرورتاً کھلے رہتے ہیں اس حکم میں داخل نہیں جن مردوں کے ساتھ عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا جیسے باپ۔ بھائی۔ لڑکا۔ داماد۔ خسر اور ماموں وغیرہ ایسے مردوں کے سامنے چہرہ۔ گردن۔ سر سینہ ہاتھ بازو اور پنڈلیاں عورتیں کھول سکتی ہیں) اور پیٹ اور پیٹھ سے گھٹنوں تک بدن چھپانا ضروری ہے یاد رکھئے کہ عورت کی خوشنما آواز بھی ستر میں داخل ہے۔ یعنی غیر مرد کے سامنے عورت کا اس طرح بولنا جس سے سننے والوں کو آواز عمدہ اور بھلی ہو جائز نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پردے کے پیچھے بیٹھ کر لوگوں سے حدیثیں بیان فرمایا کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مطلق آواز ستر میں داخل نہیں۔ عورتیں پردے کے پیچھے بیٹھ کر غیر مردوں سے ضروری باتیں کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ خوش لہجہ اور دل لبھانے والی نہ ہو خوش لہجہ آواز کے ستر میں داخل ہونے کی دلیل یہ آیت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کہا جا رہا ہے کہ نرم لہجہ میں بات نہ کیا کرو۔ کہ اس سے گنہ گاروں اور بد باطنوں کے دلوں میں تمہاری طرف رغبت ہونے کا احتمال ہے۔ بلکہ سادہ طریقہ پر نیکی کی بات کیا کرو۔

حضرات! زمانہ جاہلیت میں عرب والوں کی خانگی زندگی وحشت وجہالت بدکاری و بے شرمی پر مبنی تھی۔ کھلے میدان میں ننگے ہو کر نہانا۔ اور رفع حاجت کرنا ایک عام بات تھی حیوانوں کی طرح ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو جاتے تھے اور ایک دوسرے سے مطلق پردہ نہیں کرتے تھے۔ اسلام دنیا میں آیا اور اس نے سب سے پہلے

اس بیحیائی اور بے شرمی کا انسداد کیا اور ہر ذی عورت کے لئے ستر کی ایک حد مقرر کر دی۔ جس کا دیکھنا اور کھولنا غیر کے حق میں مطلقاً حرام اور ناجائز قرار دیدیا گیا
عرب میں ایک بے حیائی یہ بھی عام تھی کہ لوگ ایک دوسرے کے گھروں میں بغیر آواز دیئے بے محابا گھس جاتے تھے۔ اور بہو بیٹیوں کو ننگے کھلے دیکھ لیتے تھے۔ اسلام نے اس بیحیائی کا بھی سدّ باب کر دیا۔ یعنی اس بے پردگی کی روک تھام کے لئے استیذان کا حکم نازل فرمایا اور تاکید کر دی کہ کوئی شخص کسی کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا یعنی اے ایمان والو! تم کسی کے گھر میں اس کی بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اس کی اجازت نہ لے لو ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے اپنی بہن کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کرنی چاہیئے آپ نے فرمایا ہاں شاید کہ وہ ننگی بیٹھی ہو۔

مذکورہ بالا آیت کے حکم سے کسی قدر بے پردگی کا کافی انتظام ہو گیا۔ مگر کلیتہً نہیں۔ عورتیں سر اور گریبان کھولے پھرا کرتی تھیں جس سے ان کا سینہ اور چھاتیاں بھی ظاہر ہو جایا کرتی تھیں۔ اور فتنہ پیدا ہونے کا قوی احتمال تھا۔ اور اس بے حیائی اور فتنہ کے سدّ باب کے لیے اسلام نے ہدایت کی وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ یعنی عورتیں اپنے گریبانوں کو چھپا کر دوپٹہ اوڑھا کریں۔

پہر اودران اسلام! جاہلیت میں شریف اور عفت مآب عورتوں اور آوارہ مزاج کی عورتوں اور لونڈیوں میں کوئی امتیاز نہ تھا اس لئے بدمعاش و بدکار آدمی شریف عورتوں کی عصمت فروش سمجھ کر چھیڑ خانی کیا کرتے تھے۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے فرمایا۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ یعنی اے نبی! اپنی ازواج مطہرات، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں سے کہدیجئے کہ وہ سر سے پاؤں تک لمبی چادریں اوڑھ کر گھر سے باہر نکلا کریں۔ یہ زیادہ قریب ہے اس سے کہ پہچان لی جائیں اور ایذا نہ دی جائیں۔

برادران ملت! ان تمام احکام وہدایات کو سامنے رکھ کر معلوم ہوا۔ کہ اسلامی پردہ محض اتنا ہے کہ عورتیں اپنے جوہر عصمت کی ہر طرح حفاظت کریں۔ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلیں۔ ضرورت کے وقت وہ برقعہ اوڑھکر باہر نکل سکتی ہیں۔ اور جن اعضاء کا عادتاً اور ضرورتاً کھولنا جائز ہے کھول سکتی ہیں یہ ہے اسلامی پردہ جس میں حد سے زیادہ افراط اور تفریط ہو رہی ہے اس کے مقابلے میں ایک رواجی پردہ ہے وہ یہ ہے کہ بعض شریف گھرانوں میں تو واقعی عورتیں قید ہیں۔ گھر سے باہر نکلنا تو درکنار انکو گھروں میں آزاد پھرنے کی اجازت نہیں اس کو دور کرنا واقعی طبقۂ نسواں کی خدمت اور ہمدردی ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ مغرب پرست اسلامی پردے ہی کو اڑا دینا چاہتے ہیں۔ اور عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش دیکھنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اسلام نے عورتوں اور مردوں پر پردے کی جس قدر پابندیاں عائد کی ہیں وہ صرف دیکھنے میں سختیاں معلوم ہوتی ہیں ورنہ در حقیقت وہ انسان کے حق میں عین سہولتیں راحتیں ہیں۔ جیسے طبیب حصول صحت کے لئے مریض سے پرہیز کراتا ہے۔ اسی طرح اسلام جو روحانی طبیب ہے بے حیائی اور بے شرمی کی باتوں سے پرہیز کراتا ہے۔ پس پردہ قید نہیں بلکہ عین راحت اور آزادی ہے۔ ہاں اگر کسی بدکار کو روحانی صحت سے نفرت اور عداوت ہو تو دوسری بات ہے اس کے لئے تو مذہب کی ہر بات قید سخت ہے۔

برادران اسلام! یاد رکھئے۔ مرد عورت کا باہمی میل جول ایک خاص حد کے اندر دونوں کی تکمیل اور قوائے انسانی کے نشو ونما کے لئے مفید ہے اس کے اندر کوئی روک ٹوک نہیں۔ اس حد سے باہر قدم رکھنا اور مردوں اور عورتوں کا آزادانہ ملنا اپنی فطرت وسیرت اور اخلاق وروحانیت میں خلل ڈالنا ہے۔ اور اپنی اخلاقی صحت کو اپنے ہاتھوں برباد کرنا ہے۔ اسلام نے پردے کے حدود مقرر کر کے مسلمانوں سے زناکاری بدکاری اور فسق وفجور کو دور کرنا اور پاکیزگی حیات کا نور بخشنا چاہتا ہے۔ پردے سے اصلی مقصود جوہر اخلاق کی حفاظت ہے۔ جو اسلامی معاشرت کا خلاصہ ہے۔ اب اگر کسی کو بدکاری اور فسق وفجور سے محبت اور طہارت وپاکیزگی سے نفرت ہے تو وہ شوق سے اپنی عورتوں کو بے پردہ کر دے مگر ایسے شوخ چشموں کو اسلامی تعلیمات میں کتر بیونت نہیں کرنی

چاہئے حضرات! اسلام نے جو ہر اخلاق کی حفاظت کا ایک عام اصول مردوں اور عورتوں کے لئے بتلا دیا ہے۔ جو یہ ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ یعنی مرد اور عورتیں دونوں اپنی اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں "بس آپ کو اس اصول پر کاربند ہونا چاہیے اور پاکبازانہ زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ آپ کی معاشرت اسی صورت میں شاندار چمکدار اور مسرت افزا بن سکتی ہے جب کہ مذکورہ بالا تعلیم اور اصول پر عمل پیرا ہوں، طہارت و پاکیزگی ہی انسانیت کا جوہر اور اسلام کا خلاصہ ہے۔ اگر یہ نہیں تو آپ کے نماز روزے بھی بیکار ہیں اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ مذکورہ بالا تعلیمات پر عمل کریں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمْ بِالْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَبٌّ رَءُوْفٌ رَحِیْمٌ ۔

خطبہ ماہ ذیقعدہ ہفتہ چہارم

تعلیم نسواں اور حقوق نسواں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ برادران ذوالاحترام! حمد و ثنا بیان کرو حضرت حق جل مجدہ کی جو دونوں جہان کا مالک ہے۔ اور درود و سلام بھیجو سید المرسلین خاتم النبیین پر جو عورتوں کی آپ نے حمایت و حفاظت کی ان کے غصب شدہ حقوق ظالم مردوں سے واپس دلائے اور ان کی فلاح و بہبود کا ایک اعلیٰ پروگرام دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حضرات! قدم قدم پر اسلام ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ اور ہمیں ٹھوکروں گمراہیوں اور ظلمتوں سے بچا کر صحیح راستہ پر لگا رہا ہے۔ مگر ہم ہی بدبخت ہیں کہ اسلام کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اگر دیکھتے ہیں تو یورپ کو اور ان کی ہر بات کو کاشش

مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں اور اپنے تمدن و معاشرت کی بنیاد میں از سر نو اسلامی تعلیمات پر استوار کریں۔

صاحبو! یہ کیا اندھیر ہے کہ ہم ہر معاملہ میں افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں اور حد اعتدال پر قائم نہیں رہتے۔ دیکھئے تعلیم نسواں ہماری قومیت کا بنیادی پتھر ہے مگر اس بارے میں حد سے زیادہ افراط و تفریط ہو رہی ہے۔

عورتوں کا گھروں کی چاردیواری کے اندر رہنا اور گھر کے کاروبار کو انجام دینا ان کا مقصد حیات ہے۔ قدرت نے عورتوں کو بنایا ہی اس لئے ہے کہ وہ گھروں کی چاردیواری میں رہتے ہوئے آزاد رہیں۔ عورتیں کسی صورت سے مردوں کی برابر نہیں ہو سکتیں قدرت نے عورتوں کو بنایا ہی اس لئے ہے کہ وہ گھروں کی چاردیواری میں رہتے ہوئے آزاد ہیں۔ عورتیں کسی صورت سے مردوں کی برابر نہیں ہو سکتیں۔ قدرت نے ان کو گھروں کی ملکہ بنایا ہے۔ مگر ہمارے انگریزی تعلیمیافتہ بھائی کہتے ہیں کہ یہ قید ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کے دلوں میں طبقہ نسواں کی ہمدردی اور فلاح و بہبود کا خیال جاگزیں نہیں۔ بلکہ مغربی تہذیب کی دیوانگی ہے۔ ورنہ کونسی ایسی آزادی ہے جو اسلام نے حدود کے اندر رہتے ہوئے عورتوں کو نہیں دی۔ دیکھئے سب سے پہلے عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے۔ سو تعلیم کے بارے میں اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں پر بھی حصول علم کو ضروری بتلایا ہے۔ اور دونوں کو تاکید کی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

یعنی علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ یعنی اسلام نے تعلیم کے بارے میں مرد و عورت دونوں کو برابر رکھا ہے۔

برادران اسلام! انسانیات کی قدیم تاریخ دنیا کی ایسی دردناک الم انگیز داستان ہے جس کے ذکر سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں یہ بدنما داغ انسانیت کی پیشانی سے کبھی نہیں مٹ سکتا، کہ مردنے اسی آغوش کو زخمی کیا جس میں پرورش پائی۔ اور اسی سینہ کو مجروح کیا جس سے اس کا رشتہ حیات وابستہ تھا اسلام سے پہلے کوئی ایسا وحشیانہ فعل نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو کوئی ایسا برا فعل نہ تھا جس کی آماجگاہ عورت نہ بنتی ہو۔ اور کوئی ایسی ذلت نہ تھی جو کہ عورت کو برداشت نہ کرنی پڑتی

دنیا کے تختے پر سب سے زیادہ مظلوم اور قابل رحم طبقہ نسائیات ہی ہے۔ اس کی تعلیم و تربیت کا خیال تو کس کو ہو سکتا تھا جبکہ اس کو حیوان سمجھ لیا گیا تھا۔ دنیا کا کوئی مذہب عورت کے غصب شدہ حقوق ظالم مردوں سے واپس نہ دلا سکا۔ یہ شاندار اصلاح اور کارنامہ بھی اسلام ہی کے ذمہ ازل سے مقدر تھا اسلام ہی ہے جس نے عورتوں کے عزت و احترام اور مساوی حقوق کو قائم کیا چنانچہ حضور صلعم نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ تم میں بہتر وہ جو اپنی بیوی کے ساتھ نیک سلوک کرے "عورتوں کے حقوق کی نسبت قرآن کریم نے صاف اعلان کر دیا لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی عورتوں کے لئے ایسے ہی حقوق مردوں پر ہیں جیسے مردوں کے لئے عورتوں پر" نیز قرآن کریم میں بتایا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ یعنی وہ تمہارا لباس ہیں اور اُن کا" اسلام نے ظالم مردوں کو بتلایا کہ عورتیں بھی آدم کی نسل سے ہیں۔ اور ہر نیکی بدی جزا و سزا کی برابر حقدار ہیں جیسا کہ مرد اعمال صالحہ سے اپنے معبود کو راضی کر کے ہر ایک انعام و اکرام کا وارث ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی فرقہ اناث کے لئے بھی اعمال صالحہ اور جنت الفردوس کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مردوں کے لئے ہدایت کی جو کچھ تم کھاتے پیتے ہو وہی اپنی عورتوں کو کھلاؤ پلاؤ۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ ان کی ہر تکلیف کو دور کرو ان کو ناجائز طور پر دکھ اور تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور ان پر کسی قسم کا ظلم و ستم نہ کرو۔ غرض اسلام نے اور بانی اسلام نے عورت کے درجے کو بلند کر کے ان کے مساوی حقوق قائم کئے اور ان کا احترام مردوں پر واجب کر دیا۔ اور یہی وہ کمی تھی جس کو امم سابقہ کے ہادی اور مذاہب پورا نہ کر سکے۔

برادران ملت! اسلام سے پہلے جو عورت کی حالت تھی اور اب تک ہے اس کے بیان کرنے کے لئے بہت سا وقت درکار ہے۔ یورپ کی تہذیب کا دنیا میں شور ہے کہ اس نے عورتوں کے حقوق کو قائم کیا مگر حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کو یورپ آج تک وہ حقوق نہ دے سکا جو اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پہلے دیدیئے تھے۔ دیکھئے عورتوں کی ہستی مردوں کی ہستی میں گم۔ یعنی "وہ مسز فلاں" کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ یورپ کی بیچاری کی اب تک وہی ہے۔ عورتوں کو بازاروں میں کھلے پھرنے کی اجازت دینے سے عورتوں کے حقوق پورے نہیں ہو گئے خدارا انصاف سے

بتلاؤ جو حقوق اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں وہ دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم میں بھی
نظر آتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر بڑی بے غیرتی اور خود فراموشی کی بات ہے کہ ہمارے انگریزی
تعلیم یافتہ بھائی یورپ کی تہذیب سے دریوزہ گری کریں۔ یاد رکھو اسلام نے عورتوں
کو بہت کچھ دیا ہے۔ بیچارہ یورپ کیا دیگا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان
اسلام کی تعلیم کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ ہاں اگر کسی نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بازاروں
میں کھلے پھرنے اور مردوں کے ساتھ گلیوں میں ناچنے ہی کا نام حقوقِ نسواں ہے تو
بیشک یہ حقوق اسلام نے عورتوں کو نہیں دیئے۔ ایسی صورت میں مغرب زدہ لوگوں
کو چاہیئے کہ وہ عیسائی بن جائیں۔ اور اپنی عورتوں کو لے کر یورپ میں چلے جائیں۔ کیا ضرورت
ہے کہ وہ اسلامی پردے کی قید کو گوارا کریں۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ مسلمانوں کی معاشرت کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر نہیں اور اب
بھی مسلمانوں نے عورتوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں۔ اور ان کو گھر کی چار دیواری میں
قید کر رکھا ہے۔ مگر اس کا علاج مغربی تہذیب نہیں بلکہ اسلامی معاشرت ہی
ہے۔ بس اسلامی تعلیمات کو ذہن نشین کرنے اور اس پر چلنے کی ضرورت ہے مغرب زدہ
لوگوں کو کان کھول کر سن لینا چاہیئے کہ اسلام نے عورتوں کی عزت افزائی حد سے زیادہ
کی ہے جس کی ہوا تک یورپ کو نہیں لگی۔ عورت کا حقیقی عزت و احترام صرف مذہب
اسلام میں ہی ہے اور باقی تمام دنیا کے مذاہب اس بارے میں نامکمل ناکارہ اور بے بس ہیں

برادران اسلام! اسلام نے عورتوں کی تعلیم و ترقی پر بہت زور دیا ہے۔ اور ان
پر تعلیم و تربیت و ترقی کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت
پر ہی قوموں کی ترقی کا انحصار ہے کیونکہ تمہاری ماؤں کی گودیں ہی بہترین یونیورسٹیاں
اور کالج ہیں۔ آج مسلمانوں میں جو جہالت کا عام دور دورہ ہے اس کا واحد سبب
یہ ہے۔ کہ مسلمان عورتیں جاہل ہیں۔ ہمارے گھر کیوں جہنم کدہ اور خانہ جنگی کا اڈہ بنے
ہوئے ہیں؟ اس لئے کہ عورتیں دین و دنیا سے بے خبر ہیں۔ اور ہمارے گھروں میں کیوں
افلاس و تنگدستی کا ڈیرہ ہے۔ اس لئے کہ عورتیں امور خانہ داری سے نابلد ہیں اور اگر
عورتوں کی تعلیم و تربیت کا سامان ہو جائے تو بہت جلد ہی قوم کی کایا پلٹ ہو جائے
ہماری سب سے بڑی بدبختی یہ نہیں کہ ہمارے اندر منبصرین ملت اور رہبروں کی کمی

اپنی ہی اصلیت کھو دیتی ہے۔ کیونکہ کسی اصلاح اور کسی تحریک کو تعلیمات اسلامی کی روشنی میں نہیں چلایا جاتا ہے چنانچہ آج تعلیمات نسواں کے بارے میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ عورت کی تعلیم و تربیت کا مطلب یہ ہو رہا ہے کہ بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے ہو کر پلیٹ فارم پر آ جائیں حالانکہ عورتوں کے حق میں یہ بات سم قاتل ہے اسلام میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کا منشا فقط اتنا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات یعنی نماز و روزے کے مسائل ضروری سے واقف ہو جائیں بچوں کی پرورش کی اہلیت پیدا کر لیں۔ دین اور دنیا کے حالات سے کسی قدر واقف ہو جائیں اور امور خانہ داری میں طاق ہو جائیں۔ اگر لکھنا بھی سکھا دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں باقی رہا مدرسوں اور کالجوں کی تعلیم کا سوال سو مدرسے اور کالج جب تک صحیح طور پر عورتوں کی تعلیم گاہیں نہ ہوں ان کے لئے قتل گاہ ہیں۔ پھر عورتوں کی تعلیم گاہیں ان کے گھر اور ان کے استاد ان کے باپ بھائی بیٹے اور خاوند ہیں۔

برادران ملت! آپ پر عورتوں کا سب سے بڑا حق ان کی تعلیم و تربیت ہے اگر آپ نے اس حق کو ادا نہ کیا اور ان کی تعلیم و تربیت سے غفلت برتی تو یہ عورتوں پر بہت بڑا ظلم ہوگا۔ اور ہمارا مستقبل تاریک ہو جائیگا۔ دیگر اقوام نے اپنی کامیابی اور ترقی کے اس گر کو سمجھ لیا ہے صرف مسلمان ہی ہیں جنھوں نے افسوسناک غفلت برتی ہے۔ اور دنیا کی دوسری قوموں کو دیکھ کر اب بھی انہیں ہوش نہیں آتا۔ پس اگر آپ اپنی معاشرت کو بلند و اعلیٰ اور اپنے مستقبل کو شاندار بنانا چاہتے ہیں تو ان کی تعلیم و تربیت کا حق ادا کر و ان کو دینی تعلیم دے کر اپنے گھروں کو اسلام کی روشنی سے منور کر لو۔ اے اللہ مسلمانوں کو ان احکامات پر چلنے کی توفیق دے۔ اور ان کو صحیح معنوں میں متبع رسول بنا دے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ٥ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ٥ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اما بعد

برادران اسلام! اور درود و سلام بھیجو اس سرور عالم سراپا رحمت مجسمہ ہدایت، ہادی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے طبقہ اناث کے عزت و احترام اور حقوق کو قائم کیا، اور اسلامی معاشرت میں چار چاند لگائے۔ آپ ہی کی اصلاحات سے دنیا کی قوموں نے متاثر ہو کر اپنی عورتوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام و اہتمام کیا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب پر خصوصًا خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنھونے اسلامی تمدن و معاشرت کو اسوۂ رسول کی روشنی میں زیادہ چمکا کر مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اور دینی و دنیاوی معاملات میں ہماری صحیح رہنمائی فرمائی اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات خصوصًا حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ وغیرہ پر جنھوں نے طبقۂ اناث کی تعلیم و تربیت کا صحیح لائحہ عمل امت کے سامنے چھوڑا اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کی لخت جگر حضرت بی بی فاطمہ خاتون جنتؓ پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین پر جو عورتوں کی دلداری اور عزت کرتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو! آپ کے چچا حضرت عباسؓ اور حضرت امیر حمزہؓ پر بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور جملہ اصحاب پر جنھوں نے اسلامی تعلیمات کے مطابق عورتوں کے حقوق کی پاسداری کی اور درود و سلام بھیجو! حضرات ائمہ اربعہ حضرت امام اعظمؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالکؒ حضرت امام احمدؒ پر اور ائمہ اہلبیت اطہار پر جن سے ہم نے نسائیات کے بارے میں تہذیب و تمدن کی روشنی پائی۔ اور درود و سلام بھیجو صوفیائے کرام اولیائے عظام، محدثین، مفسرین اسلام پر خصوصًا حضرت امام بخاریؒ حضرت غوث الاعظمؒ حضرت امام حسن بصریؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ اور خواجہ بزرگ نقشبند پر جنھوں نے عورتوں کے ساتھ نیک اور اچھے سلوک کئے اور عورتوں کو علم کی روشنی سے منور کیا

اور درود وسلام بھیج! تمام انبیائے اسلام اور شاہانِ اسلام پر خصوصاً حضرت خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ غازی صلاح الدین ایوبی حضرت عالمگیر اورنگ زیب اور سلطان محمود غزنوی رحمہ پر جنھوں نے ہندوستان کفرستان میں دین اسلام کا ڈنکہ بجایا اور عورتوں کی عزت واحترام کو ملحوظ رکھا۔

اے اللہ تمام اُمّتِ محمدی پر رحمت ومغفرت نازل فرما۔ اور اس کو اپنا بنا اے خداوندا موجودہ شاہانِ اسلام کا اثر واقتدار قائم رکھ ان کی سلطنت وحکومت کو ظالموں اور غاصبوں سے مامون ومصئون رکھ۔ اور ان کی شوکت وعظمت اور تسلط واقتدار کے دشمنوں کا منہ کالا کر ان کو بدخواہوں اور دشمنوں کے شر اور فتنہ انگیزی سے نجات دے۔

عاجز نواز رب بے نیاز! تمام دنیا کے مسلمانوں کو اپنے پسندیدہ دین اسلام پر چلنے اور اس کو اپنا رہبر بنانے کی توفیق دے۔ ان کا سیاسی اقتدار بحال فرما۔ اور ان میں سیاسی قوت پیدا فرما۔ بندہ نواز! وہ تجھے اور تیرے رسول کو چھوڑ کر ذلیل وخوار اور تباہ وبرباد ہو رہے ہیں۔ ان کو اپنا بنا اور اپنے حبیب ؐ کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق دے۔

اے کارساز حقیقی! مسلمانوں کو سیاسی اور دنیوی غلامی سے نجات دے، اور دشمنانِ اسلام کی جمعیت کو اور قوت اور شوکت کو پارہ پارہ کر دے۔ جو لوگ تیرے دین کی مدد اور حمایت کرتے ہیں۔ ان کو اسلام کی حفاظت واشاعت کی بیش قوت وتاثیر عطا فرما۔ اور ان کا حامی وناصر ہو۔ اور جو تیرے دین کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں ان سے اسلام اور مسلمانوں کو محفوظ رکھ۔ اے اللہ مسلمانوں کی دینی ودنیوی حاجات بر لا اور ان کی مشکلات کو آسان فرما آمین۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اُذْكُرُوا اللّٰهَ یَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ یَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَكْبَرُ۔

خطبہ ماہ ذی الحجہ ہفتہ اوّل

فرائض اسلامیہ کا ایک بڑا فرض حج اور اس کی غرض و غایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ وَاَفْضَلُ صَلَوٰتِ اللّٰہِ عَلٰی اَکْمَلِ عِبَادِ اللّٰہِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ زُبْدَۃِ اَرْبَابِ اَلْکِرَامِ وَقُدْوَۃِ اَھْلِ الْوَفَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ عَنْھُمْ وَاَرْضٰی اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۔

برادران اسلام! حمد و ثناء بیان کرو اس معبود اور منعم حقیقی کی جس نے ہم پر ہر قسم کے سیاسی، تمدنی، اخلاقی، روحانی اور فطرتی فرائض عائد کر کے ہمیں بہترین امت بنایا۔ اور درود و سلام بھیجو نبی اکرم۔ ہادیٔ برحق، رحمت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی مقرر کردہ شریعت ہمارے لئے دین و دنیا کی فائز المرامی اور کامیابی کی ضامن و متکفل ہے۔

برادران ملت اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے۔ اس پر جو اس تک راہ پا سکے۔ یعنی اگر ایک مسلمان میں حج کے تمام شرائط پائے جائیں اور حالات موافق ہوں تو اس پر حج فرض ہے اس کے ساتھ ہی احادیث اور اقوال بزرگان میں اس فریضہ کی تقدیس اور ضرورت پر مختلف پیرائے سے بحث کی گئی ہے اور یہ جتایا گیا ہے کہ مسلمان پر کن حالات میں اور کن شرائط سے حج فرض ہے۔ حج اسلام میں ایک نہایت فریضہ ہے۔ وہ ایک رسمی اور خیالی فریضہ نہیں بلکہ اسلام نے اس کی ضرورت پر باعتبار ایک علمی پہلو کے زور دیا ہے۔ چنانچہ حج کے لغوی معنوں ہی سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی نقطۂ خیال سے حج ایک ایسا عمل ایک ایسا فعل مراد ہے جو چند وجوہ سے اپنے اندر عملی رنگ رکھتا ہو۔

حج کوئی معمولی فریضہ نہیں۔ بلکہ یہ وہ فریضہ ہے کہ اگر مسلمان اس کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں اور حاجی صحیح عزم و اثر اپنے اندر پیدا کر لیں تو تمام اسلامی دنیا ایک

رشتہ میں منسلک ہو سکتی ہے۔ اور یہاں اسلام مزم کا خیال شرمندہ معنی ہو سکتا ہے
کیونکہ حج کے اندر تمام سیاسی، اقتصادی، تمدنی، اخلاقی، روحانی اور فطرتی فرائض کی
ادائیگی مضمر ہے مگر رونا تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے دیگر فرائض کی طرح اس کو ایک رسمی
فریضہ سمجھا ہوا ہے۔ اور اس کے حقیقی منافع سے پوری اسلامی دنیا محروم ہے

حضرات! حج کیا ہے۔ ؟ اس کا جواب مجمل طور پر یہ دیا جا سکتا ہے کہ حج وہ یاد
گار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے بالخصوص مخصوص ہے۔ سنت ابراہیمی
ہی مجموعہ فرائض اربعہ ہے۔ انسانی حالت کو سدھارنے والا فرض ہے۔ مسلمانوں کو عالمگیر رشتہ
مودّت و اخوت میں جکڑنے والا فریضہ ہے۔ روحوں میں جولانی جذبات میں ہیجان اور
دنیا میں امن پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ یادگار کا قائم رکھنا قوموں کا ایک
فطرتی جذبہ ہے زندہ قوموں میں مختلف قسم کی یادگاریں قائم رکھی جاتی ہیں جنکی یاد اور
قائمی میں ان کی زندگی اور ترقی ہے۔ اسلاف کی تاریخ اسی لئے پڑھائی جاتی ہے اور
اسی لئے اس پر زور دیا جاتا ہے کہ اس کے مطالعہ سے آئندہ نسلوں کے خیالات اور
جذبات میں ایک قسم کا تموج اور جوش پیدا ہوتا ہے۔

کیا حج کے دنوں میں ہمیں مختلف تمدنوں، مختلف زندگیوں اور مختلف خیالات کے
مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملتا؟ حج کے اعمال و افعال سے ایک حقیقت رس دماغ صحیح
پاکیزہ اور وسیع خیالات اور مسائل کا چربہ اتار سکتا ہے حج کے نظاروں سے قوموں کی ترقی و
تنزل پر زندہ شہادتیں ملتی ہیں اور بہت سے پاک دائمی سبق ملتے ہیں حج سے دینی
ثواب گناہوں کی مغفرت، روح میں لطافت اخلاقی پاکیزگی اور خیالات میں عروج پیدا
ہوتا ہے دنیا کے مسلمانوں سے مل کر تبادلہ خیالات پیدا ہوتا ہے۔ اور اخوت اسلامی کو
استحکام و دوام پیدا ہوتا ہے اور بھی اسی قسم کے بیشمار منافع حاصل ہوتے ہیں جن کے
بیان کرنے کے لئے کافی وقت درکار ہے۔ مختصر طور پر اتنا جان لیجیے کہ حج کے مجمع کی سب سے
بڑی غرض تبادلہ خیالات اظہار اخوت اور محبت و عبدیت الٰہی کا امتحان ہے۔

کیا یہ بات کچھ کم وجد و سرور میں لانے والی۔ ایمان پختہ کرنے والی روح میں نشاط
کرنے والی خیالات میں یکسوئی کرنے والی۔ اضطراب باطنی میں سکون لانے والی اور دل
طمانیت پیدا کرنے والی ہے کہ ایک مسلمان رضائے الٰہی کا شیدائی اپنا مال خدا کی راہ میں

قربان کرکے اپنے عزیز و اقارب سے دور فقیرانہ لباس اور مستانہ ادا کے ساتھ منیٰ و عرفات میں" لبیک اللھم لبیک" کہتا ہوا دوڑتا ہے جس کو دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہیں ہوتا جو گویا دنیا کی تمام چیزوں سے بے تعلق ہو کر اپنے مولا اور اپنے محبوب حقیقی کی یاد اور تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ آہ اس مستانہ و عاشقانہ فدویت و وارفتگی کا حال ان دیوانگان عشق سے پوچھو جو اس منظر کا لطف لیتے ہیں۔ بتاؤ معبود حقیقی کی یہ محبت و اطاعت اور اظہار عبدیت دنیا کے کس مذہب میں ہے؟ کس مذہب نے عرفان نفس کے جذبات کو یوں ابھارا ہے اور کس مذہب نے ایسے عظیم الشان اور کثیر المنافع اجتماع کا انتظام کیا ہے؟ نہیں تو دنیا کے کسی مذہب میں یہ بات نظر نہیں آتی۔

برادران اسلام! آپ نے حج کے کسی قدر منافع معلوم کر لئے۔ اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ کس پر فرض ہے۔ سو اس کے متعلق اتنا سمجھ لیجئے کہ حج کرنا۔ استطاعت اور مقدرت والے مالدار طبقہ پر فرض ہے۔ غربا اور نادار اس حکم سے مستثنیٰ کیونکہ اسلام استطاعت سے زیادہ کوئی بوجھ انسان پر لادنا نہیں چاہتا پس جو مسلمان اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ وہ کرایہ آمد و رفت اور سفر خرچ کو برداشت کر سکے اور اس کے لواحقین کے خرچ کو ادا کر سکے تو اس پر حج کرنا عمر میں ایک دفعہ فرض ہے حج کے ثواب کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے محض خدا کے واسطے حج کیا یعنی دوران حج میں کوئی فحش و بدکاری نہیں کی تو وہ حج سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جس طرح ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے یہاں یہ بات یاد رکھئے کہ اسلام کے تمام اصول خطا اور گناہ کے کفارہ ہیں۔ بشرطیکہ ان پر خالص خدا پرستی اور پاکیزگی کے ساتھ عمل کیا جائے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے لوازم حج ادا کئے اور تمام مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یعنی حج کرنے کے بعد انسانی روح پر کوئی گناہ کی کدورت و کثافت باقی نہیں رہتی۔ یہ انسان کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی ریاکاری غرض فاسد اور گناہ و لغزش کی آمیزش نہ ہو۔

یاد رکھئے حج سے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر حقوق العباد یعنی بندوں کی حق تلفیاں معاف نہیں ہوتیں۔

حضرات! حج مبرور کی احادیث میں بہت سی فضیلتیں آئی ہیں مگر اس سے بڑھ کر اور فضیلت و بزرگی کیا ہوگی کہ اس سے انسان گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اس کی روح نکھر جاتی ہے۔ اور اس کی روحانیت پر بہار آجاتی ہے حج مبرور یا مقبول حج کے مقبول ہونے کی علامت ہی یہ ہے کہ حاجی تمام بُرے کاموں کو چھوڑ دے۔ گناہ کرنے سے اس کا دل بیزار ہو جائے۔ خواہشات نفسانیہ کا تابع نہ رہے۔ اصلاح نفس میں سعی کرتا رہے اور عبادتِ الٰہی میں اس کو مزہ آنے لگے اور اگر ایک مسلمان جیسا گیا تھا ویسا ہی حج کر کے واپس آجائے تو اس نے ناحق اپنا مال بھی برباد کیا اور سفر کی مشقت بھی بیفائدہ اٹھائی پس حج کے بعد نیکی کے جذبات زندہ اور بدی کے خیالات مردہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ جو حاجی حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کا عہد اور بیعت کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی سے بچے گا۔ اور اس کے حقوق کو ادا کرے گا۔ لہٰذا حج کے بعد گناہ پر دلیر رہنا خدا تعالیٰ کی عہد شکنی اور فسخ بیعت ہے جس سے ایک مسلمان کو لرزنا چاہیئے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حجر اسود زمین پر اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے۔ جس نے اس کو ہاتھ لگایا اور مصافحہ کیا اس نے اللہ سے مصافحہ کیا، اور جس نے اس کو بوسہ دیا اس نے اللہ کے ہاتھ کو چوما حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود زمین پر اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نصیب نہ ہوئی اور اس نے اس رکن کو چھو لیا اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بیعت کر لی سبحان اللہ حجر اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کا کیا عمدہ فلسفہ بیان ہوا جس کو سن کر روح انسانی وجد میں آجاتی ہے۔

برادران ملت! مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں آریوں اور عیسائیوں کے اس مشہور اعتراض کی بھی جڑ کٹ گئی کہ حجر اسود کو بوسہ دینا بت پرستی ہے ان بیچارے بلید الطبع بدطینت، کوتاہ فہم، اور عقل کے اندھے اور متعصب لوگوں کا کیا قصور ان کو تو حق و صداقت اور آپ سے ازلی نفرت و عداوت ہے۔ یہ اگر حجر اسود کو بت پرستی سمجھتے ہیں تو اپنے آئینۂ ضلالت میں خود اپنا منہ دیکھتے ہیں۔ اور اسی طرح آفتاب اسلام پر تھوک کر اپنے دل کی جلن نکال لیتے ہیں۔ ان بدبختوں کو یہ پتہ نہیں کہ وہ خود بھی آلودہ اور گندے ہو رہے ہیں۔

الغرض میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو حاجی حجر اسود کو ہاتھ لگاتا اور بوسہ دیتا ہے وہ حقوق اللہ ادا کرنے اور گناہوں سے مجتنب ہونے کا عہد کرتا ہے۔ اس لئے اس کو حج کرنے کے بعد متقی و پرہیزگار اور عابد و زاہد ہونا چاہئے۔ مگر دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ فیصدی پانچ حاجی بھی ایسے نظر نہیں آتے جو اپنے اس عہد پر قائم ہوں بلکہ الٹا اور انکی اخلاقی و روحانی حالت پست ہو جاتی ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو خدائی فوجدار سمجھ بیٹھتے ہیں اور بدستور بدکاریوں اور سیہ کاریوں میں منہمک رہتے ہیں۔

حضرات حج کے واجب ہونے کی چھ شرطیں ہیں۔ اول جوان ہونا بچے پر فرض نہیں۔ دوسرے عاقل ہونا دیوانے پر فرض نہیں۔ تیسرے آزاد ہونا غلام پر حج کرنا فرض نہیں۔ چوتھے بدنی تندرستی اور صحت جسمانی کا ہونا۔ لنگڑے لولے اپاہج اندھے اور بیمار پر حج فرض نہیں۔ پانچویں راستے میں امن ہونا۔ اور چھٹے استطاعت ہونا یعنی اتنا مال ہو کہ راستے کی آمد و رفت اور قیام و طعام کا بسہولت انتظام ہو اور پسماندگان کے خورد و نوش کا بھی انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ حاجی کی غیر حاضری میں اس کے متعلقین کو تکلیف نہ ہو۔ راستے میں امن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی دشمن یا رہزن جان و مال سے تعرض کرنے والا نہ ہو۔ اگر یہ یقین ہے کہ راستے میں لوٹنے والا دشمن اور لٹیرے وغیرہ موجود ہیں اور جان و مال کا خوف ہے تو پھر حج کو جانا ضروری نہیں۔

حج کے ادا ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ اول حج کا وقت ہو حج کا وقت یکم شوال سے لے کر دس ذی الحجہ تک ہے۔ شوال سے قبل احرام باندھنا مکروہ ہے۔ دوسرے مقام حج ہو پس مکے شریف کے علاوہ کسی اور جگہ کی زیارت کرنا حج نہیں تیسرے شرعی احکام باندھا ہوا ہو۔ بغیر احرام کے حج صحیح نہیں۔

حج کے فرائض یہ ہیں۔ اول احرام باندھنا۔ دوسرے عرفات میں ٹھہرنا تیسرے طواف زیارت یعنی درمیانی طواف کرنا۔ اگر ان میں سے کوئی رکن فوت ہو جائے گا تو حج باطل ہوگا اور آئندہ سال قضا کرنی لازم ہوگی۔ حج کے واجبات یہ ہیں۔ اول صفا مروہ کے درمیان دوڑنا۔ دوسرے مزدلفہ میں ٹھہرنا تیسرے کنکریاں پھینکنی چوتھے سر منڈوانا یا بال کتروانا۔ پانچویں اگر حاجی مکہ کا باشندہ نہ ہو تو اس پر طواف صدر یعنی آخری طواف بھی واجب ہے۔ اگر ان امور میں سے کوئی امر ترک ہو جائے گا تو حج

ہو جائے گا۔ لیکن قربانی کرنی واجب ہوگی۔ مذکورہ بالا امور کے علاوہ تمام امور مسنون و مستحب ہیں جن کے ترک سے حج باطل نہیں ہوتا۔

برادران ملت! میں نے مختصر طور پر حج کے ضروری مسائل بیان کر دیئے اگر تفصیلات کا شوق ہے تو کتب فقہ کا مطالعہ کیجئے۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ حج کے ترک پر کیا عذاب ہے؟ حج کی ضرورت و اہمیت تو اس امر سے ظاہر ہے کہ حج ارکان اسلامی میں سے ایک رکن ہے جس کے مادی و روحانی فوائد و منافع حد شمار سے باہر ہیں گویا یوں سمجھیئے۔ کہ حج ہماری ضروریات کی تعمیر کا واحد مذہبی فریضہ ہے۔ وہ مسلمان جو شرائط حج کے ہوتے ہوئے اس فریضہ کے ثواب اور منافع سے محروم رہتا ہے وہ بہت بڑا بد قسمت خدا کا باغی نفس کا بندہ اور دولت کا پجاری ہے۔ جس کو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے استطاعت ہوتے ہوئے حج نہ کیا وہ ہمارے میں سے نہیں چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی آہ ان مسلمان مالداروں کا کیا حشر ہوگا؟ اور وہ کیونکر اپنے حقیقی مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں جو کہ ہزاروں لاکھوں روپے عیاشی اور نفس پرستی، عیش و آرام، فضول خرچی رسم و رواج اور احکام کی خوشنودیوں کے لئے خرچ کر دیتے ہیں مگر حج کو جاتے ہوئے موت آتی ہے۔ ایسے لوگوں کی دولت ان کو جہنم میں لے جائیگی اور قبر میں سانپ بچھو بن کر ڈسے گی۔ صاحبان مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں مکہ معظمہ کی کسی قدر فضیلت و بزرگی بھی بیان کر دوں۔ سنیئے اللہ پاک اپنے کلام بلاغت نظام میں فرماتے ہیں۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ یعنی سب سے پہلے گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ برکت والا ہے۔ اور جہان والوں کے لئے ہدایت ہے اس میں اس کے اول معبد ہونے کی ظاہر نشانیاں اور علامات موجود ہیں از انجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم ہے۔ جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نماز پڑھتے۔ اور عبادت کرنے کھڑے ہوا کرتے تھے۔

اس سے اگلی آیتوں میں مکہ معظمہ کی مبارک نشانیاں بیان ہوئی ہیں ان آیات میں

اللہ رب العزت نے خانہ کعبہ کی حسی و معنوی حالت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بیان ہوا ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے اسی طرح قرآن و حدیث میں خانہ کعبہ کی بیشمار فضیلت و بزرگی آئی ہے جس کو میں بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں۔ بڑا خوش قسمت اور صاحب نصیب ہے وہ مسلمان جس کو خانہ کعبہ زیارت نصیب ہوئی اور جس کی آنکھوں نے گنبد خضرا کو دیکھا۔ ....

.... وہ مسلمان جس نے خانہ کعبہ کی زیارت کی اور روضۂ اقدس پر حاضری دی وہ اس لائق ہے کہ اس کو سر آنکھوں پر بٹھایا جائے اور خود اس مسلمان کی زیارت کی جائے حاجیو! تمہیں مبارک ہو کہ تم نے ہدایت کے چشمہ کو دیکھا ہے اور اسلام کے گھر کی زیارت کی ہے۔ خدا ہم سب مسلمانوں کو اس گھر کی زیارت اور فریضہ حج کی ادائیگی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اے اللہ اپنے گھر کی زیارت ہمیں نصیب کر اور ہمیں حج کی توفیق دے۔ آمین رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلْعِبَادِ وَمِنْهُ الْاِسْتِعَانَةُ فِى الْمَبْدَءِ وَالْمَعَادِ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَكَّةَ كَحُبِّنَا الْمَدِيْنَةَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَنَحْنُ عُبَيْدُكَ وَاِنَّهٗ دَعَا لِلْمَكَّةِ وَنَحْنُ نَدْعُوْكَ لِزِيَارَةِ بَيْتِكَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

يَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ درود و سلام بھیجو! آقائے دوجہان سرکار مدینہ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بدولت ہمیں حج سے منافع اندوز ہونے کی توفیق ملی اور درود و سلام بھیجو! آنحضرتؐ کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنھوں نے آنحضرتؐ سے ہر قسم

کی سیاسی اخلاقی اور روحانی تعلیم حاصل کر کے ساری دنیا تک اسلام کی روشنی پہونچائی اور سالکی عمر حج بیت اللہ سے مشرف ہوتے رہے۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت حفصہؓ اور حضرت زینبؓ وغیرہ پر اور آنحضرتؐ کے چچاؤں حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہؓ پر اور بقیہ اہلبیت اور اصحاب پر جو خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو ائمہ اربعہ حضرت امام اعظمؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمدؒ حنبل پر۔ اور تمام اولیاء و خلفاء اور علمائے کرام پر جنھوں نے حج کے مسائل سے ہمیں روشناس کرایا، اور تمام شاہان اسلام و غازیان اسلام پر جنھوں نے اسلام کی قوت و شوکت میں چار چاند لگائے۔

اے اللہ رحمت و مغفرت نازل فرما تمام امت محمدی پر۔ اور موجودہ شاہان اسلام کی سلطنت و حکومت کو قیام و استحکام عطا فرما۔ اور اے اللہ تمام اُمت محمدیہ کو توفیق عطا فرما۔ کہ وہ حج بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اور اپنے دامن اعمال کو نیکی تقویٰ کے پھولوں سے بھر لیں"

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ. اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى أَعْلٰى وَأَوْلٰى وَأَجَلُّ وَأَهَمُّ وَأَعْظَمُ وَأَكْبَرُ

خطبہ ماہ ذی الحجہ ہفتہ دوم

فضائل و احکام عید الاضحیٰ

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَوَّرَ بِالْحَجِّ وَالضُّحٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ o اما بعد

ایماندارو! آج ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو حج ہوگا۔ عرفات کے میدان میں کلمہ گو مسلمان تمام دنیا سے سمٹ کر اس مقدس پہاڑ کے دامن میں جمع ہوں گے۔ اور خانہ کعبہ کی زیارت سے ایمان کو تازہ کریں گے۔ پس پڑھو تکبیر بلند آواز سے اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ۔

برادران اسلام! یہ مہینہ ذی الحجہ کا ہے جس میں بڑی خیر و برکت ہے۔ اس مہینہ میں کثرت کے ساتھ نفل نماز۔ روزہ تلاوت قرآن۔ تسبیح و تہلیل۔ تکبیر و تقدیس اور صدقات و خیرات وغیرہ اعمال نیک کا بہت بڑا ثواب ہے۔ خصوصاً عشرہ اول میں اعمال نیک کا ثواب جہاد سے بھی زیادہ ہے اس متبرک مہینہ میں کثرت سے نیک کام کرو۔ اور برے کاموں سے اجتناب کرکے رحمت و مغفرت اور ثواب سے اپنا دامن بھرلو۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں اس عشرہ کے نو دن میں روزہ رکھنے کی نسبت حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم چار باتوں کو ترک نہیں فرماتے تھے۔ عشرہ محرم کا روزہ عشرہ ذی الحجہ کے نو روزے ہر مہینے کے تین روزے اور فجر کی سنتیں۔

حضرات! یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا دن تمام سال کے دنوں سے افضل ہے اس دن روزہ رکھنا افضل ہے جو کہ ایک گذشتہ۔ اور ایک برس آئندہ کے گناہوں کا کفارا ہوتا ہے۔ جو شخص بطور فرض یا نفل قربانی کرنا چاہے اس کے لئے سنت ہے کہ وہ عید الضحیٰ کا چاند دیکھنے کے بعد نہ کہیں سے اپنے بال کتروائے، نہ منڈوائے، اور نہ ناخن لے نویں ذی الحجہ کو صبح کی نماز سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد فوراً ہی تکبیر تشریق ایک دفعہ پکار کر کہنا واجب ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت مسافر ہو یا مقیم اور نماز باجماعت ہو یا تنہا۔

برادران اسلام! عید الضحیٰ میں کم و بیش وہی چیزیں ہیں جو سنت عید الفطر میں یعنی غسل کرنا مسواک کرنا حسب استطاعت اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا عید کے روز نماز سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہیے۔ خواہ قربانی کرے یا نہ کرے بعد نماز کے

قربانی کرے۔ قربانی کا گوشت کھائے۔ عیدگاہ کو پیدل جانا سنت ہے سواری پر جانا بھی جائز ہے۔ جاتے وقت راستے میں بلند آواز سے تکبیر پڑھنا چاہئے۔ عیدگاہ میں بیٹھ کر بھی تکبیر پڑھتے رہنا چاہیئے۔

نماز عید ہر بالغ مسلمان مرد پر واجب ہے اور وہ دو رکعت بے اذان ہے اور اقامت کے ہے جس کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں اور سبحانک اللھم پڑھیں۔ پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر پہ ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ اور اب امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بعد قرأت الحمد شریف و سورۃ کے رکعت پوری کرے۔ دوسری رکعت میں سورۃ پڑھنے کے بعد تین تکبیریں بدستور سابق پڑھیں۔ ہر تکبیر میں ہاتھ لٹکا دے اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔

اگر کسی شخص نے امام کو نماز عید کی پہلی رکعت میں بحالت قیام قرأت پڑھتے ہوئے پایا تو پہلے تکبیر تحریمہ اور پھر سہ تکبیرات کہہ کر شامل جماعت ہو جائے۔ اور اگر امام کو رکوع میں پائے تو اب دیکھے اگر تکبیر تحریمہ کے بعد سہ تکبیرات کہہ کر بھی جماعت مل سکتی ہے تو ایسا ہی کرے یا رکوع میں کہہ لے ورنہ صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر ہی شامل ہو جائے اگر رکوع میں تکبیرات پڑھتے ہوئے ان کے پورے ہونے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو امام کی متابعت کرنی چاہیئے جتنی تکبیریں کہہ لیں وہ کہہ لیں باقی معاف ہیں۔ اور اگر امام کو رکوع کرنے کے بعد قومہ میں کھڑا ہوا پائے تو مقتدی جماعت میں ملجائے تکبیرات قومہ میں نہ کہے۔ بلکہ جب آخر میں گئی ہوئی رکعت پڑھے تو اس وقت بعد اختتام قرأت تکبیرات کہہ لے۔ اور اگر مقتدی امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہو تو بعد سلام امام کے جب اپنی فوت شدہ رکعت پڑھنے کو کھڑا ہو تو اب پہلی رکعت میں قرأت تکبیرات نہ کہے۔ بلکہ قرأت الحمد و سورت کے بعد میں کہے اور اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔

برادران ملت نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ مگر بعض لوگوں کی عادت ہے کہ نماز پڑھتے ہی شور و غل مچانے اور مصافحے کرنے اور ایسے بھاگنے لگجاتے ہیں جیسے قید سے چھوٹے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عیدین کے واجبات صرف دو رکعت

نماز پڑھ کر ہی ختم نہیں ہو گئے۔ بلکہ ابھی ایک اور اہم ضروری واجب بھی باقی رہتا ہے۔ جو گویا عیدین کی جان ہے۔ یعنی خطبہ کا سننا۔ پس ہنگامۂ جوش اور مسرت میں خطبہ نہ سننے والے تارک واجب اور گنہگار ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئیے۔

اس خطبے میں قربانی کے مسائل وضروری احکام بیان کرنے چاہئیں۔ خطبہ نہ تو اس قدر طویل ہو کہ سننے والے اکتا جائیں۔ اور نہ اتنا مختصر ہو کہ ضروری مسائل بھی رہ جائیں۔ نماز سے فارغ ہو کر دوسرے راستے سے واپس آنا چاہئیے۔ کیونکہ عید الفطر اور عید الضحیٰ قومی مسرت وشادمانی کے دن ہیں۔ اور دوسری قوموں پر اپنی قومی آن بان اور اخوت ومساوات کا رعب بٹھانا مقصود ہے۔ اس لئے آنے جانے کے علیحدہ علیحدہ راستے مقرر ہوئے تاکہ ان کی قومی شان پوری طرح غیر قوموں پر ظاہر ہو۔

حضرات! عیدین کی حقیقی خوشی اور مسرت اس میں ہے کہ ہم ان دنوں میں معاصی وذنوب کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تکبیر وتہلیل میں مشغول رہیں۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ یعنی اللہ کے نزدیک مہینوں کا شمار بارہ ہے۔ کتاب اللہ میں جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی پکا اور سیدھا دین ہے۔ پس ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم مت کرو۔ وہ چار مہینے یہ ہیں۔ ذیقعدہ ذی الحجہ محرم الحرام اور رجب۔ ان مہینوں کی حرمت یہ ہے کہ ان میں کوئی گناہ کا کام نہ کیا جائے کیونکہ جس طرح ان مہینوں میں نیک عملوں کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح گناہوں کا عذاب وعقاب بھی زیادہ اور سخت ہے۔

برادران محترم! خدا کی مقدس کتاب قرآن مجید نے ہمیں حکم دیا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ یعنی اپنے پروردگار کی نماز پڑھو۔ اور اسی کے نام کی قربانی دو۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ جس کے نام کی نماز پڑھتے ہو اسی کے نام کی قربانی دو۔ قربانی ہر آزاد مسلمان مقیم بر حج آسودہ حال اور مالک نصاب ہو واجب ہے۔ شہر کے لوگ بعد نماز قربانی کریں اور گاؤں والے اگر فجر کی نماز کے بعد ہی کر لیں تو درست ہے۔ قربانی کے جانور یہ ہیں۔ بکرا بکری۔ بھیڑ۔ بھیڑی۔ مینڈھا۔ مینڈھی۔ دنبہ۔ دنبی۔ اونٹ اونٹنی

گائے بیل اور بھینس۔ ہر ایک آدمی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری۔ یا بھیڑ بھیڑی اور بارینڈھا، مینڈھی ایک برس کا ہو یا دو دانت والا ہو۔ لیکن و نہ جس کے چلتی ہو چھ مہینے کا بھی درست جبکہ لیم و شیحم ہو۔ اور سال بھر والے جانوروں میں ملتا جلتا ہو گائے بھینس دو برس کے ہوں۔ اور اونٹ پانچ برس کا ہونا چاہئے۔ قربانی کا جانور صحیح سالم اور موٹا تازہ ہونا چاہئے۔ کان کٹا اور دم کٹا اندھا اور کانا اور لنگڑا نہ ہو۔ اور نہ بہت دبلا اور بیمار ہو۔ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ نیز قربانی کے دن تین ہیں۔ دسویں گیارہویں۔ اور بارہویں تاریخیں۔ عید کا دن زیادہ تر افضل ہے ایام قربانی میں کوئی ایسا عمل نہیں کرنا چاہئے جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کا ہو۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کرنے والا خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے۔ ذبح کہتے ہیں ہنس کے گلا کاٹنے کو جس میں یہ ضروری ہے کہ مُری اور دونوں شہ رگیں کٹ کر خون بہہ جائے جانور کو قبلہ رُخ لٹا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ذبح کرنا چاہئے۔ گوشت کے تین حصے کرنا چاہئے۔ ایک حصہ اپنے لئے۔ دوسرا محتاج اور فقراء کے لئے، اور تیسرا دوست و احباب کے لئے رکھے۔

برادران ذوالاحترام! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ وَجَدَ سِعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا یعنی جو لوگ استطاعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کریں وہ ہماری صف میں نہ آئیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام میں قربانی کا کیا درجہ و اہمیت ہے چنانچہ ایک دوسرے ارشاد میں حضورؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص باوجود مقدرت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ ایک روز ایک صحابی نے حضورؐ سے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! قربانی کیا چیز ہے؟ فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ پھر عرض کیا حضورؐ اس میں کیا فضیلت ہے فرمایا جتنے بال قربانی کے جانور کے جسم پر ہوتے ہیں اتنی ہی نیکیاں قربانی کرنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰؓ ابوسعید خدریؓ اور عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خاتون جنت سے فرمایا کہ اوّل جو قطرہ خون قربانی کے جانور سے زمین پر گرتا ہے اس کی وجہ سے جو گناہ کہ بندے نے کیا ہے وہ بخشا جاتا ہے۔ قیامت کے دن قربانی کا چمڑا اور گوشت

نیکی کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اور اس کا وزن ستر حصے نیکیوں کو بڑھا دیگا۔ علاوہ ازیں قربانی کے اور بھی بہت سے فضائل ہیں۔ مختصر طور پر اتنا اور سمجھ لیجئے کہ عید قرباں کے دن قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل خیر و برکت والا نہیں ؟

ایمانداروں کون نہیں جانتا کہ ایثار فدویت، جہاد اور قربانی قوموں کی زندگی اور تعمیر ملت کا سرمایہ ہیں۔ اور اقلیموں کی حیات و اقتدار کا اندوختہ۔ اسلام کی ایک مایہ ناز خصوصیت اور مذاہب عالم پر تفوق و برتری یہ ہے کہ اس کے ہر ارکان اور ہر حکم میں یہ اندوختہ اور سامان پایا جاتا ہے اور قدم قدم پر اپنے پیروؤں کو ان چیزوں کا سرمایہ دار بناتا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان قرآنی بصیرت اور اسلام کی روح سے بے بہرہ ہونے کے باعث سب کچھ بھول گئے۔ اور خوش پوشیاں اور گوشت خوریاں یاد رہ گئیں اور آج ان سے بڑھ کر کوئی قوم ان خصائص اور مقومات ضروریہ سے محروم نہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان محکوم اور غلام ہو گئے۔ اور ان کی زندگی کے تمام پہلو تاریک ہو گئے وہ اسلام کی رُوح ایثار و فدویت، جہاد اور قربانی کے سرمایہ دار ہوتے تو وہ یقیناً یوں ذلیل و خوار اور تباہ و برباد نہ ہوتے۔ پس اے عید قرباں منانے والو! اور اے قربانی کرنے والو! اگر تم اس روح سے ناآشنا ہو تو تمہاری عید منانا فضول ہے تم نے عید الضحیٰ کا ظاہری پہلو لے لیا اور اس کے باطن کی جلوہ آرائیوں سے آنکھیں بند کرلیں اگر تم عید الضحیٰ کی باطنی خوبیوں کے سرمایہ دار ہوتے تو صحابہ کی طرح خدا کی راہ میں ہنس ہنس کر جانیں فدا کرتے۔ اور دنیا کی کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب ہوتے حالانکہ تم ہر باطل کی قدرت سے لرزہ براندام ہو۔ معبودان باطل کے سامنے تم بھی ... اور جیل خانوں سے ڈرتے ہو۔

... اسلام ... سال کے سال عید قربان سے کیا سبق حاصل کرتے ... قربانی کے اور کچھ حاصل نہیں کرتے تو یہ سنو کہ عید قربان ... سال کے سال انتہائی صبر۔ فرمانبرداری۔ اطاعت و ایثار و فدویت کا سبق دیتی ہے تمہارے قوائے عملیہ کو برانگیختہ کرتی ہے۔ اور تمہارے جسموں میں حیات تازگی بھرتی ہے ... ہے بس اپنے اندر ایثار و قربانی کا مادہ پیدا کرو۔ اور خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا اس طرح ثبوت دو کہ اگر اسلام کو مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو مال

قربان کر دو۔ اور اگر جان کی قربانی مانگے تو جان کی قربانی دو۔ اے اللہ مسلمانوں کو عمل کی توفیق دے۔"

أَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ بِشَرْطِ الْاسْتِطَاعَةِ وَأَوْجَبَ الْأُضْحِيَّةَ لُطْفًا وَّكَرَامَةً فَاجْعَلُوْهَا بُرَاقًا وَّمَطِيَّةً لِّيَوْمِ الْحَسْرَةِ وَالنَّدَامَةِ ۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔

برادرانِ اسلام ! درود و سلام بھیجو خدا کے مقدس رسول حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلے اور سب کے آخر سب سے بڑے ہادی اور سب سے زیادہ قربانیاں کرنے والے تھے۔ اور درود و سلام ہو اُن کے خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ پر خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ پر خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنیؓ پر۔ اور خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضیٰؓ پر جو خدا کے نام پر بکے ہوئے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو رسول اللہ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراؓ اور رسول اللہ کی تمام ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ وغیرہ پر جو خدا اور اس کے رسول پر پروانہ وار نثار تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت کے نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر جنہوں نے اللہ کے راستے میں اپنے سروں کی قربانیاں دیں اور اپنے جوان اور شیر خوار بیٹوں کو ذبح کرایا۔ ہزاروں ہزار سلام ہوں ان کی اولاد حضرت زین العابدینؓ محمد باقرؓ جعفر صادقؓ موسیٰ کاظمؓ علی رضاؓ محمد تقیؓ علی نقیؓ اور حسن عسکریؓ پر جو پیکر تسلیم و رضا تھے اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت عباسؓ پر عشاق رسول حضرت بلالؓ حضرت اویس قرنیؓ حضرت ابوذرؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد

وسعیدؓ حضرت عبدالرحمنؓ حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ وغیرہ اصحاب پر جنھوں نے نمازیں پڑھیں۔ اور قربانیاں دے دیکر زمانہ ما سبق کے مسلمانوں کو زندگیاں بخشیں اور سلام ہو حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت امام مالکؒ حضرت امام شافعی حضرت امام احمدؒ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت سلطان الہند سید معین الدین چشتیؒ وغیرہ تمام مشائخ صوفیہ اور علماء پر جنکی مقدس روحیں ہمیں ایثار وقربانی کا سبق دیرہی ہیں۔ یا اللہ رحمت نازل فرما ارواح سلاطین وغازیان اسلام خصوصًا محمود غزنویؒ سلطان شہاب الدین غوریؒ اور سلطان اورنگ زیبؒ وغیرہ پر اور بدنہ کرائے اللہ تمام مسلمان بادشاہوں کی وغازیان اسلام کی اور مجاہدین حریت کی جو تیرے دین کا بول بالا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَاحْفَظْنَا مِنَ الْجُبْنِ وَهَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ

خطبہ عید الاضحٰی عربی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ

ابراهيم قالوا فما لنا فيها يا رسول الله؟ قال بكل شعرة حسنة سمنوا
ضحاياكم فانه على الصراط مطاياكم ولا تذبحوا عجفاء ولا عرجاء
ولا عوراء مقطوعة الاذن او الذنب فعن كل واحدة منكم شاة
سواء كانت ذكرا او انثى او سبع البقرة او الابل وكبروا عقيب الصلوة
المفروضة من فجر عرفة الى عصر ايام التشريق الله اكبر الله اكبر لا
اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد. وعن جابر قال كان
النبي صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم عيد خالف الطريق. وعن
البراء قال خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر فقال ان اول
ما نبدأ به في يومنا هذا ان نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلك فقد
اصاب سنتنا ومن ذبح قبل ان نصلي فانما هو شاة لحم عجله لاهله
ليس من النسك في شيء الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر
ولله الحمد. وعن جابر قال ذبح النبي صلى الله عليه وسلم يوم الذبح
كبشين اقرنين املحين موجوئين فلما وجههما قال اني وجهت وجهي
للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلوتي
ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العلمين لا شريك له وبذلك امرت
وانا من المسلمين اللهم لك ومنك عن محمد وامته بسم الله الله اكبر
ثم ذبح. الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد. وعن علي
قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نضحي باعضب القرن والاذن
وعنه قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نستشرف العين والاذن
وان لا نضحي بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء. الله اكبر الله
اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد. سبحان من اوجب
صلوة العيد على كافة المؤمنين من الكائنات وحرم عليهم الصوم
في الايام الخمسة يوم عيد الاضحية وثلثة ايام بعده متتاليات و
الخامس يوم الفطر صيانة من المسلمين والمسلمات ط الله اكبر الله
اكبر لا اله الا الله والله اكبر ولله الحمد. اما بعد قال الله

عزّ وجلّ فلما بلغ معه السعی قال یٰبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء الله من الصٰبرین فلما اسلما وتلّه للجبین وناديناه ان یٰابراهیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین ان هذا لهو البلٰؤا المبین ۝ وفدیناه بذبح عظیم وترکنا علیه فی الاٰخرین ۝ انه من عبادنا المؤمنین ۝ وقال الله تعالٰی فی القراٰن العظیم اعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم لن ینال الله لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوٰی منکم کذلک سخرها لکم لتکبروا الله علٰی ما هدٰیکم وبشر المحسنین الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد ۔

اللّٰهم وفقنی لاتباع السنة ولصالح الاعمال بحق نبیک ۔ بارک الله لنا ولکم فی القراٰن العظیم ونفعنا وایاکم بالاٰیات والذکر الحکیم انه تعالٰی جواد کریم ملک بر رب رؤف رحیم ۝

خطبہ ثانیہ

الحمد لله الذی انزل علٰی عبده الکتٰب ولم یجعل له عوجا قیما لینذر بأسا شدیدا من لدنه ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصٰلحٰت ان لهم اجرا حسنا ماکثین فیه ابدا ۝ وینذر الذین قالوا اتخذ الله ولدا ۝ ما لهم به من علم ولا لاٰباءهم کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا ۝ ان الله وملٰئکته یصلون علی النبی یٰایها الذین اٰمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ذلک مثلهم فی التورٰة ومثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه فاٰزره فاستغلظ فاستوٰی علٰی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار وعد الله الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت منهم مغفرة و اجرا عظیما ۝ والسٰبقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنٰت تجری

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ
نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ
بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى
اَعْلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ ۔

خطبہ عید الاضحیٰ اردو

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔
اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ
اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ
وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا
مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمُبَارَكِ
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَرَسُوْلِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔

یا معاشر المسلمین! حمد و ثنا بیان کرو رب کعبہ اور پروردگار ابراہیم خلیل اللہ
کی جس نے اپنے بندے اور ہمارے آقائے نامدار تاجدار مدینہ کے جد امجد ابراہیم ابن
آذر کو امتحان و آزمائش میں ڈال کر ان کے دعویٰ مسلمانی اور اخلاص کو پرکھا یعنی مسلمانان
عالم کے سامنے ان کے ایثار و قربانی کی وہ بولتی چالتی تصویر کھینچی جو کہ قیامت تک

مسلمانوں کو درس حیات دیتی رہے گی اور دونوں باپ بیٹوں کو بڑھ کر مدارج علیا سے سرفراز کیا اور ہر مخلصانہ والہانہ ادا کو حیات ابدی کا رنگ دے دیا ان کی یادگار واجب کردی اور درود وسلام بھیجو اس نبی برحق ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی بعثت کی دعا ابراہیم خلیل اللہ نے دی۔

برادران اسلام: پورے سال بھر کے بعد وہ ایام سعید آگیا جو ہزاروں برکتوں اور بصیرتوں اور آسمانی رحمتوں کا گہوارہ ہے جو آج سے چار ہزار سال قبل کے ذی برگزیدہ بندوں کے اعمال و اخلاص و افعال و احسان کی یاد تازہ کرتا ہے جنھوں نے اللہ کے راستہ میں اپنی زیادہ محبوب و عزیز متاع کو قربان کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی اور صرف رضامندی ہی ظاہر نہیں کی بلکہ سیدنا حضرت ابراہیم نے لخت جگر حضرت سیدنا اسمٰعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے اپنے فرزند دلبند کو زمین پر دے پٹکا قریب تھا کہ باپ اپنے لخت جگر کے حلقوم پر چھری چلا دے مگر وہاں تو صرف آزمائش ہی منظور تھی اور آزمائش کیا بلکہ مسلمانوں کے سامنے ایک نظیر قائم کرنی تھی اس لئے غیرت خداوندی جوش میں آئی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اخلاص و قربانی پر یوں مہر تصدیق ثبت کردی قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ترجمہ آپ نے بیشک اپنے خواب کو سچا کر کے دکھایا ہم یوں ہی اپنے بندوں کو جزائے اخلاص دیا کرتے ہیں۔

برادران محترم! آج کا دن وہ مبارک دن ہے جس دن اسلام کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے اخلاص و احسان سے زینت ملی۔ آج ریگستان عرب کا ایک ایک ذرہ خدائے قدوس کی تسبیح و تہلیل میں مصروف ہے۔ ارض مقدس کا چپہ چپہ صلوٰۃ کے نعرہ ہائے حق سے گونج رہا ہے۔ اور ابراہیم کدہ حجاز یعنی بلد امین کی ہر چیز بزبان حال اخلاص ابراہیمی اور فدویت اسمٰعیل کی داستان سنا رہی ہے۔ مگر آہ! ہم وہ کان کہاں سے لائیں کہ یہ داستان ہمارے قلب و جگر میں پیوست ہو۔ اور ہم خلوص و ایثار کی تڑپ کہاں سے لائیں کہ ان دونوں باپ بیٹوں کی حیات افروز زندگی ہمارے مردہ پیکروں میں جان ڈال دے۔

حضرات! آپ اس اسلامی اجتماع کے مسرت افزا فوائد اور تقرب قربانی کے منافع اور فلاسفی بارہا سن چکے۔ جی نہیں چاہتا کہ ان کی فضول تکرار کروں نہ تو آپ نے پہلے عمل کیا اور نہ اب کریں گے مجبوراً بیان کرنا پڑتا ہے مگر میں ایک نئے انداز میں حضرت ابراہیم خلیل

کی داستان قربانی سناتا ہوں تاکہ آپ دل کے کانوں سے سن کر اس مبارک و عظیم الشان
اجتماع سے کوئی سبق حاصل کریں یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ یہ تہوار ملت حنیفی کے سب سے
بڑے داعی حضرت ابراہیمؑ اور ان کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام
کے اس عظیم الشان کارنامے کی یادگار ہے جو تسلیم و رضا، بندگی و عبدیت اور اخلاص و ایثار کا
تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اس کی تفصیلات بھی آپ بارہا سن چکے ہیں۔ اب دیکھنے اور سمجھنے
کی یہ چیزیں ہیں کہ ان دونوں مقدسین کی زندگیوں میں کونسی چیزیں ایسی ہیں جن کو حاصل کر
کے ہم دین حنیف کے بجا طور پر حامل ٹھہر سکتے ہیں اور آپ کو اس اجتماع سے کون کون سے سبق
حاصل کرنے چاہئیں۔ سو دین حنیف کے علمبردار و خدا کا پیارا خلیل جس زمانہ میں پیدا ہوا
وہ زمانہ انسان کی بدبختیوں اور نفس کی سرکشیوں اور تباہ کاریوں کا تھا انسان کی گمراہیوں
نے دنیا کا منہ کالا کر دیا تھا عرب کے شمال میں ایک زبردست اور پر قوت قوم کا تمدن و اقتدار
پھیلا ہوا تھا، مادی طاقتوں کو ابھارا تھا، تہذیب و تمدن کے چرچے تھے آجکل کی طرح
ترقیوں کا دور دورہ تھا سرمایہ داری اور ظلم و استبداد نے انسانوں پر بری طرح قبضہ کر لیا
تھا اور تاج و سلطنت ایک خاک کے سڑے ہوئے پتلے کے سر پر غرور پر رکھا ہوا تھا جو خدا کی
سلطنت کی جگہ اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا تھا اور آپ جس قوم میں پیدا ہوئے وہ قوم ستاروں
اور پتھروں کو پوجتی تھی اور ہر طرف صنم پرستی کا چرچا تھا پیارے خلیل نے آنکھ کھولتے ہی دنیا
کی یہ روسیاہی گمراہی اور بدبختی دیکھی معبودان باطل کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے
باپ اور اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا اِنَّنِیْ بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ
سَیَهْدِیْنِ یعنی تم جن چیزوں کو پوجتے ہو ان سے میرا کچھ واسطہ نہیں ہے۔ میں تو اسی کو
پوجوں گا جس نے میری فطرت کی تخلیق کی ہے اور وہی مجھے راہ راست پر لگا دیگا۔

اس کے بعد وہ تمام مناظر فطرت اپنے حسن عارضی اور چمک فنا پذیر کو لئے ہوئے آپ کے
سامنے آئے جن کے سامنے انسان کی جبین نیاز سجدہ ریزی کر رہی تھی اور چشم حقیقت
بین کو دھوکہ دینا چاہا مگر آپ ان کو نظر میں نہ لاتے ہوئے صاف جواب دیدیا اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ یعنی میں تو صرف اسی ایک کا ہو لیا
جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور یقیناً میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنے والوں
میں نہیں ہوں۔

برادرانِ ملت! آپ کی قوم اور آپ کے رشتہ داروں نے جب آپ کو اپنے مذہب سے منحرف اور اپنے بتوں کی توہین کرتے ہوئے دیکھا اور درپے آزار ہو گئے دشمنی پر آمادہ ہو گئے اور باطل کی تمام طاقتیں ایک مسلم کے سامنے مجتمع ہو گئیں۔ مگر پیارے خلیلؑ نے حق کی محبت کے لئے دنیا کی تمام محبتوں کو اپنے دل سے نکال پھینکا اور اپنے گھربار اور قوم و وطن سب کو چھوڑ کر اللہ کی راہ میں چل کھڑے ہوئے اور آپ رستے میں جبر و اقتدار و ضرورتوں کی گرانباریوں مصائب کے خوف اور غریب الوطنی کے آلام نے رکاوٹ ڈالنی چاہی مگر آپ نے سب کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں اور دنیا کے تمام مہیب بتوں کو پاش پاش کر دیا۔

آپ اس شان توکل و اخلاص سے عراق کے سرسبز و شاداب میدانوں کو چھوڑ کر حجاز کے ایک بے آب و گیاہ میدان میں آباد ہو گئے آپ نے صنم کدۂ دل کو باپ بھائی خاندان قوم اور وطن سب کی محبتوں کے بتوں سے خالی کر کے صرف خدا کی محبتوں کے لئے خاص تھا۔ مگر صرف بیٹے کی محبت باقی تھی۔ یہ بھی گوارا نہ ہوا۔ ارشاد باری ہوا۔ اگر مسلم ہونے کا دعویٰ ہے اور ہم سے محبت رکھتی ہے تو اس بیٹے کو قربان کر دو۔ بس حکم کی دیر تھی کہ پیکر تسلیم و رضا آمادہ قربانی ہو گئے بیٹے سے پوچھا اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ کہو تمہاری کیا رائے ہے؟ جاں نثار بیٹا تو خدا سے چاہتا تھا کہ میری جان خدا کی راہ میں قربان ہو بلا تامل کے کہا کہ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی اباجان جو کچھ آپ کو حکم دیا گیا ہے کر گذریئے اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے چنانچہ خوشی سے خدا کی راہ میں سر رکھ دیا۔

برادرانِ اسلام! ان دونوں باپ بیٹوں کا یہ وہ کارنامہ ہے جو محبت و رضا جوئی کا آخری درجہ ہے جس کے بعد محبت و عبدیت الٰہی کا کوئی درجہ ممکن نہیں اور جس کے آگے دنیا کی تمام نیازمندیاں بندگیاں اور عبدیتیں ہیچ ہیں۔ تسلیم و رضا کے اسی درجے پر پہنچ کر انھیں "مسلم یعنی سچے فرمانبردار" کا خطاب عطا ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ حقیقت اسلام یہی شیوۂ تسلیم ہے اسلام کا یہی صحیح نمونہ ہے جو انہی دونوں باپ و بیٹوں نے پیش کیا گیا یعنی قرآن کی اصطلاح میں مسلم وہی ہے جو محبت الٰہی کی لذتوں پر تمام دنیاوی لذتوں اور آسائشوں کو ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجاآوری اور رضامندی کے مقابلہ

میں جان و مال عزت و آبرو اولاد عزیز و اقارب قوم و وطن کسی چیز کو بھی عزیز نہ رکھے بلکہ کی کسی طاغوتی طاقت سے خائف نہ ہو اور سوائے خدا کے کسی کا غلام نہ بنے۔ پس یہ جو سال کے سال اس ذبح عظیم کی یادگار منائی جاتی ہے اس سے مقصود حقیقت اسلامی کا یہی درس دینا ہے اور صرف درس ہی نہیں دیا جاتا بلکہ قربانیوں کے ذریعہ ایثار و قربانی کا عملی سبق پڑھایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان خدا کا سپاہی ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر جہادی اسپرٹ قائم رکھے۔ چنانچہ اسی اسپرٹ کو قائم رکھنے کے لئے قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ ورنہ اللہ پاک کو جانوروں کا خون بہا دینے کا حکم دینے سے فائدہ نہیں اللہ پاک فرماتے ہیں لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔ یعنی قربانی فقط یہی نہیں ہے کہ جانوروں کے حلق پر چھری چلا کر خون بہادو بلکہ اس سے بھی بڑی ایک قربانی ہے جس کا نام تقویٰ ہے۔ جانوروں کے حلق پر چھری چلانا قربانی کی صورت ہے مگر اس کی حقیقت اور ہی کچھ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے کل وجود کو ایسے افعال و خیالات سے روک لو جو خدا کی مرضی کے خلاف ہیں یا اپنے آپ کو گناہوں سے مجتنب رکھو اور اپنے آپ کو خدا اور اس کے احکام کی پیروی کے لئے وقف کر دو۔ برادران ملت قربانی نام ہے اللہ سے نزدیکی کا اور قربانی وہ ہے جس کے ذریعہ تم اللہ کے نزدیک کرنا اور اس کے خاص بندوں میں شامل ہو جانا پس مسلمانوں اپنے اندر قربانی کی یہی روح پیدا کرو اس درجے پر فائز ہونے کی جدوجہد کرو اپنے اعمال و افعال کو خالص کرو اپنے اندر حقیقت اسلامی کا جذبہ حاصل کرو اپنی قربانیوں کو نفسانی شرارتوں اور ہمنوؤں کی دل آزاریوں ناپسندیدہ باتوں اور نام و نمود کی خباثتوں سے پاک رکھو صرف اللہ کی رضامندی کے لئے قربانی کرو غیر اللہ کی طرف دھیان ہی مت کرو اور اپنے اندران جذبات کی نشوونما کرو۔

بن ابراہیم مٹا جھگڑا فی الفور بتان آذر کا
ملت کا تیغہ ہاتھ میں لے غیرت کا تیغہ ہاتھ میں لے
سنت کا نیزہ ہاتھ میں لے وحدت کا تیشہ ہاتھ میں
بن ابراہیم مٹا جھگڑا فی الفور بتان آذر کا

اے نیند کے ماتے ہوش میں آ بدلا ہو زمانے کا رنگ دیکھ   ہے آج فضا میں شور بپا آتی ہے ندا یہ صبح و مسا
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

اے مسلم کیوں آزردہ ہے کیوں پژمردہ افسردہ ہے   تو زندہ دشمن مردہ ہے تو مانا وہ بس خوردہ ہے
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

قربانی دین ہمارا ہے تبلیغ آئین ہمارا ہے   قرآن مبین ہمارا ہے آقا یسین ہمارا ہے
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

پھر سیکھ سبق خودداری کا غمخواری نیکوکاری کا   پھر توڑ صنم عیاری کا ناداری کا بیکاری کا
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

صنعت میں سب سے ہی بڑھ کر ختم زراعت بھی تجھ پر   سرمایہ خوب اکٹھا کر پھر بنجا اعلیٰ سوداگر
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

وحدت کی شان اڑاتا جا اونچی شان دکھاتا جا   دل غیروں کا گرماتا جا پتھر کو موم بناتا جا
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

عرفان ہے یہ احسان ہے یہ فرمان شہ ذیشان ہے یہ   سرباز و کا اعلان ہے یہ ہر مسلم کا اعلان ہے یہ
بن ابراہیم مٹا جھگڑا نفی الفور بتان آذر کا

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُوْهُ فَاِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی
جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهٖ مُحَمَّدِنِ
الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

برادران اسلام! درود و سلام بھیجو سید الکونین سردار دو جہان فخر بنی آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے جملہ آل و اصحاب پر خصوصاً خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق رضؓ حضرت عثمان غنی رضؓ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

پر جو ملت ابراہیمی کے درخشندہ اور خلیل اللہ کے سچے متبع تھے اور جنھوں نے غیر اللہ کی محبت سے اپنے دل کو پاک کر دیا تھا۔

اور درود و سلام بھیجو! آپ کی ازواج مطہرات خصوصاً خدیجۃ الکبریٰؓ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ وغیرہ پر جو پرہیز گار اور فداکارانہ زندگی بسر کرتی تھیں اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی فاطمہ زہراؓ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ پر جنھوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیکر ملت ابراہیمی کی تجدید و تاسیس کی اور درود و سلام بھیجو بقیہ اصحابِ عشرہ مبشرہ پر اور اصحاب بدر، حنین، خندق و تبوک پر اور۔

درود و سلام بھیجو! ائمہ اہل بیت اور ائمہ فقہ حضرت امام ابوحنیفہؓ امام شافعیؓ امام مالکؓ اور امام احمد حنبلؓ پر جن کی سعی و کوشش سے ہمیں قربانی کے مسائل معلوم ہوئے اور درود و سلام بھیجو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ پر جو کہ سنت رسول اللہ کے مرتبہ پر قائم تھے۔

اے اللہ رحمت نازل کر شاہان اسلام و غازیان دین متین پر خصوصاً فاتحین ہند محمد بن قاسمؒ سلطان محمود غزنویؒ سلطان شہاب الدین غوریؒ سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ احمد شاہ درانیؒ اور ٹیپو سلطانؒ پر اور اے اللہ تمام امرائے ملت۔ سلاطین اسلام اور غازیان اسلام کی مدد کر خصوصاً والی نجد و حجاز مصطفےٰ کمال پاشا رضا شاہ پہلوی سلطان العلوم اورنگ زیب ثانی تاجدار دکن کی۔ اور اے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا کر کہ وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کی پیروی کریں اور ان کے دلوں کو ابراہیمی تسلیم و رضا اور اسمٰعیلی ایثار و قربانی سے معمور کر دے اور ان کے دلوں سے غیر اللہ کی محبت نکال دے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ عِبَادَ اللّٰہِ اِتَّقُوا اللّٰہَ وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ہ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ ہ

خطبہ ماہ ذی الحجۃ ہفتہ سوم

درود پاک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

معاشر المسلمین! ہزار ہزار شکر و احسان ہو اس ذات پاک کا جس نے عالم امر سے ہم کو عالم خلق میں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ اشرف المخلوقات بنا کر دوسری تمام مخلوق پر فضیلت و بزرگی بخشی بیشمار نعمتیں دیں سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنا سچا دین بتایا۔ سیدھی راہ چلایا اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیا بنایا۔ پس ایسے معبود و محبوب اور منعم حقیقی کی حمد و ثنا بیان کرنی چاہیئے اور اس کی محبت و اطاعت میں اپنے آپ کو فنا کر دینا چاہیئے۔

برادران اسلام! آج کے خطبے کا موضوع "درود پاک" ہے جس سے محبت رسول کا اظہار ہوتا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے ایمان والو تم بھی نبی کریم پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو۔ اس آیت مبارکہ کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا واجب ہے جس کے وجوب پر اتفاق عام ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ واجب ایسا ہے کہ تمام عمر میں صرف ایک دفعہ پڑھنے سے بھی اس کا وجوب ادا ہو جاتا ہے اور بعض علماء کی رائے اور تحقیق یہ کہ جب بھی آپ کا نام لیا جاتا ہے تو سننے والے پر درود واجب ہو جاتا ہے اور جتنا درود واجب ہے اس کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ جو الفاظ مختلف درودوں میں اس سے زیادہ ہیں وہ سنت ہیں۔ بشرطیکہ وہ عقیدۃً جائز ہوں۔ پس برادران محترم درود و سلام بھیجو

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

حضرات انفسانیات کے علماء نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ جب کسی انسان کو کسی امر کی ترغیب وتحریص دلاتا ہو تو اس کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ جس کام کی طرف رغبت دلائی جائے اس کے فوائد بیان کئے جائیں تاکہ منافع کی تحریص اور حصول کے خیال سے انسان اس امر کرنے کی طرف راغب ہو۔ دوسرا یہ کہ اس امر کے کرنے والوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا جائے۔ تاکہ انسان اس اعلیٰ نمونے کو دیکھ کر اس کی تقلید کرنے لگے یہ دوسرا طریقہ بہ نسبت پہلے کے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز ہوتا ہے اب ذرا گوش ہوش سنئے۔ اسی کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کی تحریک وترغیب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک وبرتر کو بطور نمونہ کے پیش فرمایا ہے چنانچہ فرمایا "ہم خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور ہمارے ملائکہ بھی درود پڑھتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی درود پڑھو سبحان اللہ درود کی ترغیب وتحریص دلانے کا کیسا عمدہ طریقہ ہے"

برادران ملت نبی کریم صلعم پر درود شریف پڑھنا ایک تعمیل ارشاد الٰہی ہے جس کے فضائل حد شمار سے باہر ہیں۔ آپ بارہا سن چکے ہوں گے صرف اتنا ہی جان لیجئے کہ جو مسلمان دلی شوق ورغبت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھے بروئے حدیث پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر دس مرتبہ رحمت الٰہی کی استدعا فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر درود پڑھنا آپ کی خوشنودی اور رحمت الٰہی کے نزول کا موجب۔ درود پڑھنا ایک ایسی نعمت ہے جس کی قدر صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو حب رسول کا صحیح جذبہ اپنے سینہ میں رکھتے ہیں نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات پر درود پڑھنا ایک فرض ہے جس کا حکم قرآن پاک میں موجود ہے گویا درود پاک کے وقت مسلمان عبادت مامورہ میں مصروف ہوتا ہے حضرات اور درود شریف اَللّٰھُمَّ کے لفظ سے شروع ہوتا ہے گویا دوسرے لفظوں میں درود دعا بھی ہے۔ درود شریف میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جاتی ہے حضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات بابرکات پر اور حضور ممدوح کی آل وعترت پر اپنی رحمت اور برکات نازل فرما۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص جناب باری کو رحمت اور برکات کے نازل فرمانے کا قائل یقین کرتا ہے وہی شخص یہ التجا کرتا ہے۔

برادرانِ اسلام! کون نہیں جانتا کہ جماعت انسانی میں رئیس الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام گذرے ہیں۔ آپ نے آتش پرستی اور ستارہ پرستی کی تردید عقل و استدلال کی روشنی میں کی۔ اور نورِ ہدایت کی روشنی میں دنیا کے اندر نورِ توحید پھیلایا، اور اسلام بھی توحید کاملہ کا پیغام لے کر دنیا میں آیا ہے۔ اس لئے درود میں حضور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و عترت کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور آپ کی اولاد کو بھی شامل کیا۔ تاکہ درود پڑھنے والوں کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کی ذاتِ قدسی صفات بھی آجائے۔ غرض یہ کہ درود شریف مجموعہ تحمید و تمجید الٰہی ہو اور مسلمان کا وظیفہ حیات ہے۔ جو اس عبادت سے محروم ہے وہ بہت بڑا بدقسمت اور تیرہ بخت ہی۔ مگر افسوس کہ ہمارے علماء نے درود شریف کے فضائل تو ضرور بتائے مگر اس کی حقیقت عوام کے ذہن نشین نہیں کرائی۔ اگر مسلمان زبانی درود کے ساتھ اس کی حقیقت کو بھی سمجھ لیتے تو آج مسلمانوں کی حالت ہی کچھ اور ہوتی مسلمانوں نے سمجھا یہ ہے کہ درود صرف مذکورہ بالا الفاظ کا نام ہے یہ تو بالکل صحیح ہے۔ مگر یہ درود کی حقیقت نہیں۔ غور سے سنیئے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ ہم اور ہمارے ملائکہ بھی سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ بتلائیے اس کے کیا معنی؟ کیا وہ بھی ہماری طرح اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے الفاظ کی تلاوت کرتے ہیں ہرگز نہیں۔ اگر ایسا مانا جائے تو اس پر بے شمار اعتراض وارد ہوتے ہیں اور اس میں قرآن پاک کے لفظی و معنوی اعجاز کی جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ تو پھر کیا معنی ہیں؟ جہاں تک قرآنی بصیرت ہماری رہنمائی کرتی ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ پاک کے نبی کریم پر درود بھیجنے کے معنی یہ ہیں کہ باری تعالے دینِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبولیت کا مادہ انسانی طبیعتوں میں پیدا کرتے ہیں دینِ حقہ کی تبلیغ و اشاعت کی راہیں کھولتے ہیں۔ اور اس کی تائید و نصرت فرماتے ہیں پس اس صورت میں درود پاک کا معنوی حسن یہ ہوا کہ ہم بھی دینِ حقہ کی تبلیغ و اشاعت کا فرض سر انجام دیں اور اس کی حمایت و حفاظت میں اپنی جانیں لڑا دیں۔ مگر اس طرح کہ ہم خود بھی اسلام کے علم و عمل کا نمونہ بن جائیں۔ اور اسوۂ رسول کو اپنا رہبر بنا لیں ورنہ اگر شریعتِ محمدیؐ پر چلنے اور اسوۂ رسول کو اپنا رہبر بنانے سے نفور ہیں۔ اور اللھم صلی علی محمد کے الفاظ سے عشقِ رسول کا دم بھرتے ہیں تو یہ خدا اور اس کے رسول کو دھوکہ دینا ہے۔

برادرانِ اسلام! آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارا کوئی کام شریعتِ اسلامیہ کی تشخیص

میں نہیں ہوتا۔ بلکہ ہماری شریعت آبائی تقلید اور رسم ورواج کی لعنت ہے۔ ہماری زندگی کے تمام پہلو تاریک ہیں، یوں تو محبت رسول کا دعوٰے سب کو ہے۔ اور ہر شخص عشاق محمد میں اپنا نام لکھانے کے لئے بیقرار نظر آتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ ہے جب حضرت رسول کو رہبر بنانے اور شریعت پر چلنے کا سوال آتا ہے تو سب کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ یاد رکھئے محبت رسول کا دعوٰی اس وقت صحیح ہو گا جس وقت آپ کی طرح شریعت کے ماتحت چلیں گے۔ حالانکہ ایسا نہیں پھر بھلا ہم زبانی درود پڑھ کر کیونکر محبت رسول کا دعوٰی کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہمارا شمار انہی لوگوں میں ہو گا۔

زنہار ازاں قوم نہ باشی کہ فریبند ۔۔۔ حق را بسجودے و نبی را بدرودے

اے اللہ ہم کو اپنی اور اپنے رسول کی محبت دے۔ اے پروردگار اپنے حبیب پر ان کی آل واصحاب پر اور اس کے تابعوں پر ہزار ہزار درود وسلام بھیج اور ان کی پیروی کرنے والوں پر رحمت کر وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ بَارَكَ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَنَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۔ إِنَّهُ تَعَالَى جَوَادٌ كَرِيمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۔

خطبہ ماہ ذی الحجہ ہفتہ چہارم

قرآن حکیم اور مسلمان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي تَقَدَّسَ مَنْ تَمَجَّدَ بِالْعَظَمَةِ وَالْجَلَالِ ۔ وَتَنَزَّهَ مَنْ تَفَرَّدَ بِالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ عَنْ مُنَاسَبَةِ الْأَشْبَاهِ وَالْأَمْثَالِ ۔ وَمُضَادِ عَنِ الْحُدُوثِ وَالزَّوَالِ ۔ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ ۔ نَحْمَدُهُ عَلَى فَضْلِهِ الْمُتَرَادِفِ الْمُتَوَالِ وَنَشْكُرُهُ عَلَى مَا عَمَّنَا مِنَ الْإِنْعَامِ وَالْإِفْضَالِ وَنُصَلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ الْهَادِي إِلَى نُورِ الْإِيمَانِ مِنْ ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ وَعَلَى صَحْبِهِ خَيْرِ صَحْبٍ وَآلٍ ۔ أَمَّا بَعْدُ

برادران ذوالاحترام! حمد و ثنا بیان کرو اس خدائے قدوس کی جس نے ہماری دینی و دنیوی رہنمائی اور سرفرازی و کامرانی کے لئے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے اور صدقے سے وہ صحیفہ ہدایت یعنی قرآن کریم نازل کیا جو دین و دنیا

کا غیر فانی قانون ہے۔ اور جس کے ذریعہ ہم دین و دنیا کے مالک بن سکتے ہیں اور وہ رسول سلام بھیجو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہمیں اپنے قائم مقام ایک ایسی کتاب دیدی جو ہماری دینی و دنیوی ترقی کی ضامن و کفیل ہے۔

برادران اسلام! آج کے خطبے کا موضوع "قرآن حکیم اور مسلمان" ہے یہ عنوان بھی اس قابل ہے کہ آپ اس کو پوری توجہ اور غور و فکر کے ساتھ بگوش ہوش سنیں۔ گویا یوں سمجھیئے کہ یہ ان خطبات کی جان ہے۔ جی چاہتا ہے کہ میں اپنا سارا زور بیان اسی عنوان پر صرف کردوں۔ اور ایک ایک مسلمان کے کان تک اس آواز کو پہنچا دوں۔ اب آپ سمجھ لیجیے کہ آج کا خطبہ کتنا اہم اور توجہ طلب ہے۔

اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اسلام کی شریعت کی اصل اور اساس یہی صحیفہ الٰہی ہے یہی مسلمانوں کے دین اور دنیا کی ہر ضرورت کا مرجع اور مآب ہے اس کا ہر عقیدہ اور حکم مفروض ہے اس کا ہر نکتہ اخلاق اور تمدن کی بنیاد ہے۔ اور احادیث و فقہ میں جو کچھ ہے وہ قرآنی آیات ہی کی تشریح و توضیح ہے اور بیان و تفصیل ہے احادیث و فقہ کی ہر وہ بات جو قرآن کریم سے ماخوذ و مستنبط ہے اور واجب التعمیل ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل ہے جو لوگ احادیث و فقہ کو قرآن کے علاوہ علیحدہ کوئی مستقل چیز سمجھتے ہیں یا ان کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں وہ گمراہی پر ہیں اور گویا قرآن ہی کے منکر ہیں پس اسلامی قصر اور شریعت کی اساس و بنیاد صرف قرآن کریم ہے **برادران ملت!** قرآن پاک خدا کا آخری پیغام ہے اور ایک ایسا قانون حیات ہے جو کل کائنات اور موجودات کو اپنے ضابطے میں لئے ہوئے ہے۔ قرآن پاک ایسا قانون عمل ہے جس کے ماتحت دنیا کی ہر چیز زندہ اور ترقی پذیر ہے کائنات ارضی کے ذرہ ذرہ میں قرآنی روح کار فرما ہے۔ غرض یہ کہ موجوداتِ عالم میں جو کچھ بھی ہے اسی غیر متغیر قانون کے سلسلہ انقیاد میں منسلک ہے قرآن کوئی ایسا قانون نہیں جو کسی خاص ملک اور خاص قوم کے لئے مخصوص ہو بلکہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ اس کی دعوت و تبلیغ تمام دنیا کے لئے عام ہے اسکی تعلیم عقل و فطرت انسانی کے عین مطابق ہے یا یوں سمجھ لیجیے کہ انسانی عقل و فطرت کا نام ہی اسلام ہے قرآن پاک صرف ایک مذہبی کتاب ہی نہیں بلکہ علمی کتاب بھی ہے جو ترقیات زمانہ کی دا کفیل ہے دنیا میں جو کچھ ہوا تعلیماتِ قرآنی کے ماتحت ہوا موجودہ دنیا نے جس قدر بھی علمی و صنعتی ترقی کی وہ قرآنی تعلیمات کے زیر اثر آج دنیا میں جہاں کہیں بھی اخلاقی و روحانیت

تمدن و معاشرت اور زندگی کے آثارِ حیات نظر آتے ہیں وہاں اسلام ہی کی روح کارفرما ہے
حضرات! یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں محض دل بہلاوا نہیں اور خوشنما الفاظ کا ڈھیر نہیں
جیسا کہ ہر شخص کو اپنے مذہب کی مقدس کتاب سے ایسی ہی حسن عقیدت ہوتی ہے بلکہ واقعات
اور حقائق پر مشتمل ایک مسلم الثبوت دعویٰ ہے۔ کیا دنیا میں کوئی انسان ہے جو اس حقیقت سے
انکار کر دے۔ کہ مسلمانوں میں روح انقلاب پیدا کرنے والی کتاب قرآن کریم نہیں ہے۔
ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عرب والے اسلام سے پہلے کچھ نہ تھے
مگر جب اسلام کے سایہ میں آگئے اور قرآن مقدس کو اپنا رہبر و رہنما بنایا تو یہی عرب کے ناچیز
ذرے آسمان ہدایت و ترقی کے روشن ستارے بن گئے۔ اور مس خام سے کندن بن گئے دنیا
کے تمام صحیح الدماغ اور منصف مزاج تاریخداں اور علماء متفق ہیں کہ مسلمان ہی دنیا میں تہذیب
و ترقی، تاریخ و فلسفہ، اخوت و مساوات، علوم و فنون اور اخلاق و آئین کے بانی و موسس ہیں
پس جب یہ حقیقت مسلم ہے تو اس حقیقت میں بھی کوئی اور کلام نہیں کہ قرآن ہی وہ مقدس
کتاب ہے جس نے مسلمانوں کو ان مذکورہ صفات کا حامل بنایا۔ قرآن ہی وہ آئین مقدس ہے
جو آج بھی پکار پکار کر دنیا کو اپنے آئین کی طرف بلا رہا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ دنیا حق و صداقت اور خدمت خلق کے اصولوں کی تلاش میں قرآن کی طرف بھاگی
چلی آرہی ہے۔ برادرانِ ملت! قرآن پاک کو آپ ضروری اور الہامی کتاب اور خدا کا آخری
پیغام سمجھتے ہیں اور اس پر آپ کا ایمان ہے۔ مگر افسوس کہ آپ قرآن کی عظمت و شان سے
واقف نہیں تعجب اور حیرانی ہے کہ غیر مسلمین تو قرآنی عظمت و جلالت کے قائل
و معترف ہو جائیں۔ مگر خود مسلمان اس بات سے بےخبر رہیں۔ ذرا غور سے سنئے مشہور مورخ
گبن لکھتا ہے کہ "قرآن کو مسلمانوں کا ایک عام مذہبی۔ تمدنی۔ ملکی تجارتی، قومی۔ دیوانی
فوجداری وغیرہ کا ضابطہ کہہ سکتے ہیں" وہ ہر ایک امر پر حاوی ہے مذہبی عبادات سے
لے کر رات دن کے کاروبار اور روحانی نجات سے لے کر صحت جسمانی، جماعت کے حقوق
سے لے کر حقوق افراد۔ اخلاق سے لے کر جرائم اور دنیاوی سزا سے لے کر دینی سزا و جزا وغیرہ
تک کے تمام احکام قرآن میں موجود ہیں۔ مسٹر راڈویل لکھتا ہے۔ قرآن ایک نہایت گہرا
حقانیت جو ان لفظوں میں بیان کی گئی ہے۔ جو باوجود مختصر ہونے کے قوی اور صحیح رہنمائی کرنے
الہامی حکمتوں سے مملو ہے۔ ایک اور انگریز محقق لکھتا ہے قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر ہیں اور زمانہ

لئے اس قدر موزوں ہیں۔ کہ زمانے کی تمام صدائیں معجزہ اس کو قبول کرتی ہیں اور وہ محلوں، رنگیاؤں، شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا ہے۔ قرآن نے اول تو اپنے منتخب قبول کو تمام دنیا کے فتح کرنے کے لئے مشغول کر دیا۔ اور اس کے بعد وہ ایسی کارگر قوت بن گیا جس کے ذریعہ سے جس وقت عیسائیت تاریکی کی ملکیت بنی ہوئی تھی۔ یونان اور ایشیا کی تمام روشنی عیسائی یورپ کے گہرے اندھیرے میں پہونچی۔"

حضرات! اسی قسم کے سینکڑوں اقوال و افعال پیش کئے جا سکتے ہیں مگر صرف انہی پر اکتفا کرتا ہوں مختصر یہ کہ آپ نے قرآن کریم کی عظمت جلالت و بزرگی و فضیلت سن لی اب یہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے اللہ پاک نے ہمارے ہاتھ میں یہ مقدس کتاب دیکر تاکید کر دی تھی کہ اس کو لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جاؤ۔ اس کا علم تمام دنیا میں عام کر دو۔ اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ چنانچہ جب تک مسلمانوں نے اس مقدس کتاب کو اپنے علم و عمل میں رکھا اس وقت تک وہ برسر عروج و کامرانی رہے لیکن جب اسے چھوڑ دیا قرآن درس سے خارج ہو گیا اس کی جگہ احادیث و فقہ نے لے لی اور خاص علماء کے سمجھنے کی چیز بن گیا تو اسی وقت سے مسلمان روبہ تنزل ہونے لگے، اور جو کچھ حالت ہے وہ عیاں، بیان کرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔ یاد رکھئے مسلمان یونہی تباہ و برباد و ذلیل و خوار رہیں گے جب تک وہ اس صحیفہ ربانی کو مضبوط نہ پکڑیں گے۔ کیونکہ مسلمانوں کا قانون حیات اور ترقی و تقدم کا پروگرام قرآن پاک میں ہے۔ اور انجمنوں، اخباروں۔ رسالوں پروگراموں پلیٹ فارموں اور تقریروں میں قرآن کو چھوڑ کر مسلمان قیامت تک بھی نہیں اٹھ سکتے خواہ ساری دنیا کے لیڈر اور انجمنیں چیختی چلاتی رہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان جتنے زیادہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اتنا ہی پیچھے ہٹتے ہیں مسلمانوں کو مطلق ضرورت نہیں کہ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے پروگراموں پہ چلیں۔ ان کے پاس تو وہ مکمل خدائی دستور العمل ہے جس پر دنیا کی زندہ قومیں چل رہی ہیں۔ اور مسلمان ترقی میں برق رفتاری سے ساتھ دوڑ رہے ہیں۔

برادران اسلام! میرا سر پھوڑ لینے کو جی چاہتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا اور اس سے منہ موڑ لیا۔ بتلائیے کتنے مسلمان ہیں جو قرآن کی صرف عظمت و جلالت ہی جانتے ہیں اور کتنے مسلمان ہیں جو اس کے مطلب

سے کما حقہ واقف ہوں ، سمجھے بغیر پڑھتے ہیں لیکن ہمارے مسلمان تو کیا خاک قرآنی علم و عمل سے واقف ہوتے ۔ کیونکہ اس کو سمجھنے کے لیے دس بارہ برس تک عربی مدارس میں علوم متعلقہ پڑھنے کی ضرورت ہے خود علماء کی ایک جماعت کثیر ایسی ہے جو احادیث و فقہ سے تو کما حقہ واقف ہے مگر قرآنی حقائق و معارف سے یکسر نابلد ہے ۔ قرآن پر غور و تدبر کرنا گناہ سمجھتی ہے بتلائیے کیا قرآن دنیا میں اس لیے آیا تھا کہ وہ کتابی صورت میں بند رہے اور صرف اعتقاد میں رہے ۔ کیا یہ خدا کا غضب و قہر نہیں ہے کہ قرآن کو انگریز محقق و فلاسفر تو جانتے ہیں ۔ مگر نہیں جانتے تو خود اپنے مسلمان تاریکی میں رہیں ۔ بتلاؤ کتنے مدارس ہیں جہاں قرآن درس میں شامل ہے کتنے علما ہیں جو قرآن کے علم و عمل کو صحیح معنوں میں عام کر رہے ہیں اور کتنی انجمنیں ہیں جو قرآن کی حقیقی خدمت کر رہی ہیں یہ سن کر آپ کو تعجب ہوگا کہ دیوبند تک میں قرآن درس سے خارج ہے پھر بھلا بتلاؤ قرآنی تبلیغ و ہدایت دنیا میں عام ہو تو کیونکر اور مسلمان ترقی کریں تو کیسے ؟

پس برادرانِ اسلام ! آپ کا فرضِ اولین ہے کہ آپ قرآن کو مضبوط پکڑیں اور اس کو پکڑنے کے معنی یہ ہیں کہ آپ بقدر ضرورت قرآن کے مطالب سے واقفیت پیدا کریں اس کی تلاوت کو لازمی سمجھیں ۔ اس کے علوم و معارف سے حسب استطاعت آگاہی حاصل کریں ، اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں ۔ اپنی زندگی کو اس کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں اپنے اخلاق و تمدن و معاشرت کی بنیاد قرآنی آئین پر رکھیں اور اپنے بچوں کے لئے قرآن کی تعلیم مقدم و اہم تصور کریں ۔ مگر قرآنی تعلیم اس کا نام نہیں کہ آپ اپنے بچے کو حافظ کرا دیں یا اس کے الفاظ رٹا کر سمجھ لیں کہ ہمارا بچہ بھی قرآن پڑھ گیا ایسے پڑھنے سے تو نہ پڑھنا بہتر ہے ۔ بلکہ قرآن کی تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن کے مطالب سے واقف ہو جائیں ۔ یہاں یہ بھی سمجھ لیجئے کہ قرآن کے دو حصے ہیں ۔ ایک حصہ اعتقادات اور علوم و فنون الٰہیہ سے متعلق ہے ۔ اور ایک حصہ عملی ہے جو نماز و روزہ وغیرہ مسائل سے متعلق ہے سو پہلا حصہ تو واقعی مشکل ہے ۔ اور آپ مسلمانوں کے سمجھنے کی چیز نہیں ۔ البتہ دوسرا حصہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے اسی کے مفہوم و مطلب سے آگاہی کا نام قرآنی تعلیم ہے ۔

اے اللہ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ قرآن پر چلیں اس کو اپنا رہبر بنائیں اس کے

علم و عمل کو لازم سمجھیں اور سب کا مضبوط نظام لیں مسلمانوں کو عقل و سمجھ دے کہ وہ قرآنی جواہر ریزوں کی قدر کریں۔ ہمارے علماء کو توفیق دے کہ وہ صحیح معنوں میں قرآنی حقائق و معارف ہم تک اور غیر اسلامی دنیا تک پہونچائیں۔ اور ہمارے لیڈروں اور رہبروں کو ہدایت دے کہ وہ قرآنی بصیرت کی روشنی میں مسلمانوں کی ترقی کا پروگرام بنائیں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَبٌّ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَنُسَلِّمُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ

برادرانِ اسلام! اور درود و سلام بھیجو مجسمہ رحمت و رافت کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی لائی ہوئی کتاب مبین پر پیما ساری دنیا چل رہی ہے جس کے فلسفہ معاشرت کے سامنے دنیا بھر کے فلاسفر، مقنن اور عقلا جھکے ہوئے ہیں جس کی روشنی مشرق و مغرب کو علوم و فنون کی روشنی پہونچا رہی ہے۔ اور دنیا کو تہذیب و تمدن سے بقعۂ نور بنائے ہوئے ہے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب مقدس قرآن کریم دنیا کی ہدایت و رہنمائی نہ کرتی۔ تو معلوم نہیں کہ دنیا کیسی گمراہی و تاریکی میں مبتلا ہوتی۔

اور درود و سلام بھیجو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آلِ اطہار اور اصحابِ کبار پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر جنھوں نے قرآن کو اپنا رہبر و ہادی بنا کر دنیا میں علم و ہدایت کا نور پھیلایا۔

اور درود و سلام بھیجو آں حضرت صلعم کی ازواج مطہرات پر، آپ کی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر جو چکی پیستے وقت بھی قرآنی آیات ہی تلاوت فرماتی تھیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر جو نبی کریم کے نواسے تھے اور جنھوں نے قرآنی احکام و قوانین کی حفاظت اور اجراء و نفاذ کے لئے اپنی جانیں تک لڑا دیں اور درود و سلام بھیجو۔ ائمہ اہل بیت۔ ائمہ اربعہ اور اولیائے کبار پر جن کی زندگیاں خدمت قرآن کے لئے وقف تھیں

اور درود وسلام بھیجو اکتاب تصوف غوث الاعظم محی الدین جیلانی پر اور حضرت خواجہ اجمیری
پر جنکی حیات طیبہ قرآن مقدس کی عملی تفسیر تھی اور جنکی مبارک زندگیاں شمع اسلام کو منور کرنے
میں بسر ہوئیں۔ اور درود وسلام بھیجو اسلام کے علمبردار شیدایان اسلام حضرت غازی محمد بن قاسم
حضرت غازی سلطان محمود غزنوی حضرت عالمگیر اورنگ زیب پر جو ہندوستان میں دور دراز سے
چل کر صرف اسلئے آئے تھے کہ اسلام کی خدمت کریں یہاں والوں کو جہالت وحشت اور پستی وذلت سے
نکال کر خدا کی حکومت میں لائیں اور ان کو قرآنی ہدایات واحکامات کے سایہ میں لے آئیں۔
اور درود وسلام بھیجو اسلام کے تمام علماء متقدمین ومتاخرین پر جنہوں نے قرآن کی خدمت
کی اور آج بھی کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

اے اللہ مدد کر موجودہ شاہان اسلام اور غازیان اسلام کی جو تیرے دین کا بول بالا کر رہے
ہیں اور امت مسلمہ کی سیاسی قوت وشوکت کے ذمہ دار ہیں لے اللہ ہندوستان کے اسلامی
حکمرانوں خصوصاً حضور نظام دکن نواب بھوپال اور والئی بہاولپور کی مدد فرما جن سے اسلامی عظمت
پارینہ کے کچھ کچھ نشان ملتے ہیں جن کی ذات سے اسلام کی بہت سی تحریکیں اور علمی ادارے چل رہے
ہیں اور جو اپنے دائرہ حکومت میں اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی اور سود وبہبود کے فرائض سر انجام
دے رہے ہیں اور اے اللہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو فائز المرام اور شاد کام فرما اور ان کو دین ودنیا
کی عزت وکامرانی اور حقیقی سرخروئی عطا فرما جو قرآن کو سمجھتے ہیں اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کے احکام
پر چلتے ہیں عِبَادَ اللّٰہِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ وَتَمَسَّکُوْا بِکِتٰبِ اللّٰہِ فَاِنَّ
ھٰذَا صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمٌ ۝ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ
یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ
یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ
اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَھَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَکْبَرُ۔

خطبہ زائدہ برائے ہفتہ فاضل

در اتحاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ

ومن یضلله فلا ہادی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک
له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد قال الله تعالےٰ
واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا فتفشلوا وتذهب ریحکم
وصلے الله تعالیٰ علےٰ خیر خلقه محمد وآله وصحبه وبارک وسلم

برادران ملت! تمام حمد کی تعریف وتوصیف اور حمد وستائش کی سزاوار وہی ذات
واحد ہے جس نے دنیا کی ہدایت ورہنمائی کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا
اور قلوب وارواح کی سوتی بستی جگائی اور سب سے آخر ہمارے نبی برحق سرتاج انبیا محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور امت محمدی کو خیر الامم کے لقب سے سرفراز کیا۔
اور درود وسلام بھیجو رحمۃ اللعالمین ختم المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے
ہمیں دینی ودنیوی ترقی اور سود وبہبود کی تمام راہیں سمجھائیں اور اپنی امت کے سامنے ایسی صاف سیدھی
روشن اور مستقیم شاہراہ چھوڑدی جس پر چلکر ہم دین ودنیا کی کامیابی وسرخروئی حاصل کر سکتے ہیں

برادران ذوی الاحترام! عاجز نواز خدائے قدوس نے امت محمدی کو امت وسطیٰ
فرمایا ہے اور تمام امتوں پر فضیلت وبزرگی مرحمت فرمائی ہے اور اس کو زمین پر اپنا خلیفہ
مقرر کیا ہے اور ان سے وراثت ارضی کا وعدہ فرمایا ہے اسکے معنے دوسرے لفظوں میں یہ
ہوئے کہ امت محمدی دنیا میں افضل ترین امت بنکر رہے وہ دنیا کی قوموں میں ممتاز و
سرفراز بنکر رہے اور وہ خود اسلام کے نور سے مستنیر ہوکر دنیا کو پاکیزگیٔ حیات کو نور بخشے
مگر یہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ خدائے قادر وتوانا نے جو قوتیں ہم کو بصورت علم وعقل بخشی ہیں
ان کا ہر وقت صحیح ومناسب استعمال کریں اور بیدار مغزی کا ثبوت دیں اور بیدار مغزی
کے معنی یہ ہیں کہ دنیاوی زندگی میں جو کچھ بھی حالات وواقعات پیش آئیں ان پر اچھی طرح غور وفکر
کریں اور معلوم کریں کہ ہمارے لئے کونسی راہ بہتر اور مفید ہے اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جو قوم زیادہ
بیدار مغز ہوگی اور اپنے علم وعقل سے صحیح اور مناسب کام لیگی وہی قوم دنیا میں کامیاب و
بامراد ہوکر رہے گی اور جو قوم کوڑھ مغز نا عاقبت اندیش اور علم وعقل کی جگہ رسم ورواج اور
غفلت وجمود سے کام لیگی اس کو زمانہ کا زبردست ہاتھ صفحہ ہستی سے ایک دن نابود کرکے رہے گا

حضرات! قوموں کی زندگی اور تعمیر اسی ایک بات میں ہے کہ دینی، معاملہ ہو یا دنیاوی ہم سب
میں سے ہر شخص اس امر پر پوری بیدار مغزی کے ساتھ غور کرے اور دیکھے کہ اسکے لئے اور اس

کی بہلت کیلئے وہ چیز کہاں تک مفید ہے اور کس صورت میں مضر ہے اب یہ بھی جان لیجئے کہ غور کرنیکا طریقہ کیا ہے؟ کیا ہم اپنے نفس کو سامنے رکھکر کسی چیز کے مفید یا مضر ہونے پر غور کریں نہیں ہرگز نہیں پس غور کرنے کا صحیح طریقہ اور اصول یہ ہے کہ ہم اپنے نفس پر قوم کو مقدم رکھیں اور اجتماعی نقطۂ نظر سے ہر معاملہ کو جانچیں کیونکہ سب کی بھلائی میں ہمارا بھی بھلا ہے جماعت کے نفع میں افراد کا فائدہ شامل ہے۔ مگر افراد کے نفع میں جماعت کا نفع نہیں کاش ہمارے مذہبی و سیاسی لیڈر اور رہنما ایسی بیدار مغزی کا ثبوت دیں اور تمام معاملات کو اجتماعی نقطۂ نظر سے جانچیں آج ہمارے سیاسی لیڈروں اور مذہبی رہنماؤں میں اسی چیز کا تو فقدان جس کے باعث قوم پراگندہ اور منتشر ہے۔

برادران ملت! اب جبکہ ہمارے سامنے بیدار مغزی کا صحیح طریقہ اور اصول آگیا تو اب غور کیجئے کہ اللہ پاک نے آج سے تیرہ سو سال پہلے مسلمانوں کے ہاتھ میں اپنی کتاب مقدس قرآن شریف کو دیکر کہا تھا کہ اسکی روشنی میں منازل حیات طے کرو اور اس کو اپنا رہبر بنا کر دارین کی عزت دو کامرانی سے مالک بنجاؤ۔ اسکی تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر کائنات ارضی و سماوی کو مسخر کرلو خدا کے بھولے بھٹکے گمراہ بندوں کو خدا کی حکومت و بادشاہی میں لے آؤ اور دین حقہ کا بول بالا کرو مگر یاد رکھو یہ تمام امور اس وقت سرانجام پاینگے جبکہ تم عالمگیر رشتہ اخوت میں منسلک رہو گے اور متحد و متفق ہوکر ایک جسم اور جان بنجاؤ گے چنانچہ ارشاد فرمایا وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا تم دنیا کے تمام مسلمان متفق و متحد ہوکر ایک جسم اور ایک جان بنجاؤ گے چنانچہ ارشاد فرمایا وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا تم دنیا کے تمام مسلمان متفق و متحد ہوکر اللہ کی رسی یعنی قرآن کریم کو مضبوط پکڑ لو خواہ تم کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہو مگر کتاب اللہ سے تمسک کرو اور اسی ایک مرکز پر جمع رہو اور دامن مرکزیت کو ہاتھ سے نہ دو اور اپنی جمعیت کو قائم رکھو وَلَا تَفَرَّقُوا اور آپسمیں پھوٹ نہ ڈالو یعنی آپسمیں سب اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہو کیونکہ جب سب نے ملکر خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا جو ایک ہی ہے تو سب ایک ہی سلسلہ میں منسلک ہوگئے اور وحدت اجتماعی حاصل ہوگئی

حضرات! پھوٹ ڈالنے کے معنے مفسرین نے مختلف کئے ہیں چنانچہ بعض مفسر کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دین میں اختلاف نہ کرو نئے نئے مذہب نئے نئے فرقے اور نئی نئی بدعتیں نکالو کیونکہ حق اللہ کے نزدیک ایک ہی ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ جہالت اور

گمراہی ہے بعض کے نزدیک پھوٹ سے مراد یہ ہے کہ ایسی باتیں نہ کرو جن کی وجہ سے
تم میں پھوٹ پڑ جائے اور باہمی محبت جاتی رہے۔ غرض اس آیت مبارک کی رو سے قرآن
کو مضبوط پکڑے رکھنا مرکزیت کو قائم کرنا وحدت اجتماعی کو مضبوط کرنا اور باہمی الفت
اور محبت کو رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے اور فرض بھی وہ فرض ہو جس کے ترک سے قوم کی
تباہی و بربادی ہے۔

برادران ملت! اللہ پاک نے باہمی بغض و عناد اور پھوٹ کا نتیجہ بھی تبلادیا کہ فتفشلوا
و تذھب ریحکم یعنی اگر آپس میں پھوٹ ڈالو گے تو تم نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا خیزی
ہو جائیگی سبحان اللہ اللہ تعالے نے ہماری زندگی کا کیا اچھا گر بتلایا تھا اور ہماری جمعیت
کو کتنی مضبوطی سے باندھا تھا اگر ہم اس اصول پر کاربند ہوتے تو آج ہم یوں پراگندہ
اور منتشر نہ ہوتے مگر آہ ہماری شامت اعمال کہ ہم نے کبھی بھول کر بھی اس ہدایت پر عمل
کرنے کی کوشش نہیں کی اس قسم کی قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں جس میں خدائے قدوس
نے ہمیں متحد اور متفق رہنے کی اور پھوٹ و نفاق سے بچنے کی سختی کے ساتھ تاکید کی ہے مگر
ہم نے سب کو بھلا دیا اپنے اپنے فرقے اور اپنے خیال و عقیدہ کی مضبوطی اور پابندی کے
لئے تمام ارشادات ربانی کو ٹھکرایا اور یہ سمجھ لیا کہ گویا وہ پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں
کہ وہ فروعی مسائل میں ایک دوسرے کی تکفیر کرتے رہیں اور ذرا ذرا سی باتوں پہ بیزار
ہوتے اور سر پھوڑتے رہیں ہم نے فرقہ آرائی کا نام دین اور پھوٹ کا نام "اخوت اسلامی"
رکھ لیا ہے۔ **برادران ملت!** ہماری ترقیوں اور تمام کامیابیوں کا راز اس امر میں مضمر
ہے تمام امت مسلمہ دین کے قیام و استحکام میں ساعی و کوشاں ہو دین کو قائم رکھیں ہم اعلاء
کلمۃ اللہ کریں تمام بنی نوع انسان کو دعوت حق دیں حکمت و دانائی اور تہذیب و اخلاق
کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو رام کرنے کی کوشش کریں اور حکم الٰہی کی پوری پوری پابندی
کریں غرض دین ہی کے قیام و استحکام میں تمام ترقیوں اور کامیابیوں کا راز مضمر ہے اور یہ
دین کا قیام و استحکام بغیر اتحاد باہمی کے حاصل نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان متحد و متفق
رہے اس وقت تک دین کا دنیا میں بول بالا رہا اور دین کے قیام و استحکام کا فرض پورا
ہوتا رہا مگر جب وحدت اسلامی کو تکفیر و تفسیق کے فتووں نے پاش پاش کر دیا اتحاد باہمی
کی جگہ فرقہ بندیوں نے لی اور اصول کی بجائے شخصیتوں کی پیروی ہونے لگی تو وحدت

اسلامی کا شیرازہ پراگندہ ہوگیا قومیت متحدہ اسلام کی مستحکم بنیاد متزلزل ہوگئی مذہبی تفرقہ نے سلطنت اسلامی کی بنیادیں ہلادیں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون ہونے لگا ایک دوسرے کا دشمن اور خون کا پیاسا ہوگیا تحقیق اسلام قرآن و حدیث میں بند ہوگیا اور علماء کی آراء کی پرستش ہونے لگی اسلامی حکومتیں اور اسلامی تلواریں فنا ہونے لگیں اور دنیائے اسلام پر ایک عام بے حسی و غفلت مسلط ہوگئی اور مسلمان ہر جگہ غلام و محکوم ہوگئے برادران ملت! ہمیں چاروں طرف سے مصائب و آلام تفکرات و خطرات اور خوف و ہراس نے کیوں گھیر لیا؟ اور ہم کیوں موت کے کنارے آگئے؛ صرف اسلئے کہ ہم کئی فرقوں میں تقسیم ہوگئے لا تفرقوا کی پرجلال سرزنش کو پس پشت ڈالدیا اور اخوت اسلامیہ کو پارہ پارہ کردیا۔ فرقہ بندی اور گروہ سازی کا یہی لازمی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

عزیز دوستو! ہمیں کسی ہندو عیسائی نے تباہ نہیں کیا بلکہ ہم خود اپنے ہاتھوں آپ زخم خوردہ اور جاں بلب ہیں ہمیں خانہ جنگیوں اور کفر و تکفیر نے ہی تباہ و برباد کیا ہے اور ابھی معلوم نہیں کہ آئندہ کیا حال ہوگا؟ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں ہمیشہ وہی قومیں مغلوب و مفتوح ہوئی ہیں جنھوں نے اتحاد باہمی کے زریں اصول کو ترک کیا اور خانہ جنگیوں میں اپنی قوتیں صرف کردیں میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر مسلمان وحدت اسلامی کو قائم رکھتے اور خدا کے دین کے قیام و استحکام کے لئے ایک ہوتے تو آج دنیا میں مسلمان ہی دنیا کے سب سے بڑے حکمران اور غالب قوم ہوتے حقیقت یہ ہے کہ انقلابات فتح و شکست عروج و زوال جمعیت و تفرقہ کے ہی رہین منت ہیں فتح و کامرانی کا دوسرا نام جمعیت اور شکست و مغلوبیت کا دوسرا نام فرقہ آرائی ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حکمران طاقتیں کسی اجنبی غافل قوم کو اگر غلام و محکوم بنانا چاہیں تو ان پر پھوٹ ڈالدیتے ہیں اور پھر ان پر آسانی کے ساتھ حملہ کرکے ان کے مذہب کو بھی غلام بنا لیتے ہیں اگر تمہیں یہ راز غلامی معلوم نہ تھا تو آج معلوم کرلو اور اپنی فرقہ آرائی کا ماتم کرو کہ اسی لعنت نے تمہیں دین و دنیا سے کھویا اور تم کو خاک میں ملادیا

برادران اسلام! پکارنے والا پکار رہا ہے کہ اب بھی خدائے قدوس کی سرکشی و نافرمانی سے باز آجاؤ اور تمام تفرقوں کو مٹا کر ایک ہو جاؤ کیا آپ اس آواز کو سنیں گے؟ دیکھو ہماری فرقہ بندی اور باہمی بغض و عناد سے اسلام کی ساکھ لٹ رہی ہے اور باہمی پھوٹ مذہب کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہے ہم اپنے طرز عمل سے شجر اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں ہم

اپنے طرزِ عمل سے شجرِ اسلام کی جڑیں کلہاڑا مار رہے ہیں خدارا قوم اور مذہب پر رحم کیجیے ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر لیجیے کہ آج جس قدر ہنگامہ آرائی فرقہ بندی اور پھوٹ و تفرقہ ہے وہ ہمارے نام نہاد علما پیشوایان مذہب اور سیاسی زعماء کے دم سے ہے وہ تمہیں اپنے اپنے نفسانی اغراض اور دوکانداریوں کی وجہ سے ایک نہیں ہونے دیتے اگر وہ اپنی گروہ سازی اور فرقہ بندی کو اب بھی بند کر کے تمہیں متحد و متفق نہ ہونے دیں تو ان کی پیشوائی کا انہدام کر دیجیے اور ان کو اپنے پلیٹ فارموں مسجدوں حجروں انجمنوں اور گدیوں سے نکال دیجیے ورنہ آپ قیامت تک بھی ترقی نہ کر سکیں گے

حضرات! آج ضرورت ہے کہ آپ بیدار مغزی کا ثبوت دیں اور اپنے علماء و زعماء سے بیباکانہ اجتناب کریں جو لوگ آپ کو تفرق اور تشتت کا درس دیں کفر و تکفیر کے فتووں سے باز نہ آئیں اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہیں تو آپ ان کی بات نہ سنیں کسی فتنۂ عقیدت میں نہ پھنسیں اور کسی عالم اور لیڈر کے پیچھے لگ کر قوم اور مذہب کو نقصان نہ پہنچائیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ علماء کی دو قسمیں ہیں علماء سو اور علماء ربانی۔ علمائے ربانی تو مسائلِ دین کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہیں اور اپنا فرضِ منصبی پورا کر رہے ہیں لیکن علماء سو کو محض اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے وہ مسائلِ متفق علیہا کو چھوڑ کر ایسے اختلافی مسائل کو اصولِ دین بنائے ہوئے ہیں کہ قرونِ ثلٰثہ کے بعد کسی وقت کی ایجاد و اختراع ہیں اور انھیں پر خوب رنگ چڑھا کر جاہلوں کو اپنے قبضہ میں کرتے ہیں ان کو دھوکہ دیتے ہیں طرح طرح کی باتیں بنا کر اپنے وقار کو ان کے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور ان کے دلوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف سے نفرت کا بیج بوتے ہیں، پس ایسے لوگوں سے خبردار رہیے اگر آپ خدا کے دین کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں تو تمام تفرقوں کو چھوڑ دیجیے اور ایک ہو جائیے اور سب مل کر دین کے قیام و استحکام میں مصروف ہو جائیے اے اللہ تمام مسلمانوں کے دلوں سے ایک دوسرے کی نفرت و عداوت کے جذبات نکال دیجیے اور ان کو توفیق دیجیے کہ وہ سب متحد اور متفق ہو جائیں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

اَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ۝ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَبٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝